هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم
اردو ترجمہ
حیات القلوب
جلد دوم
مؤلفہ علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ
ترجمہ
مولوی سید بشارت حسین صاحب کامل مرزا پوری

فرمایا بارھویں شب منیٰ میں جمع ہو۔ غرض جب وہ لوگ حج سے فارغ ہوئے منیٰ میں جمع ہوئے۔ اُن میں بہت سے مسلمان بھی تھے اور اکثر ابھی مشرک ہی تھے۔ عبداللہ بن اُبی بھی ان میں موجود تھا۔ حضرتؐ نے اُن سے فرمایا خانۂ عبدالمطلب میں سب لوگ چلو جو عقبہ پر واقع ہے لیکن ایک ایک کرکے آؤ۔ حضرتؐ کے ساتھ امیرالمومنینؑ جناب حمزہؓ اور جناب عباسؓ تھے۔ غرض شب کے وقت ستر اشخاص اوس و خزرج کے قبیلہ والے جمع ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق تہتر مرد و زن تھے۔ جب حضرتؐ نے اُن کو اسلام کی دعوت دی اور اُن سے بہشت کا وعدہ فرمایا' اسعد بن زرارہ' براء بن معرور اور عبداللہ بن خرام نے کہا یا رسولؐ اللہ آپ ہم سے اپنے اور اپنے خدا کے لیئے جو چاہیئے عہد و پیمان لیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں تم سے یہ اقرار لیتا ہوں کہ تم میری حفاظت اُسی طرح کروگے جس طرح اپنی جانوں کی حفاظت کرتے ہو اور میرے اہلبیتؑ کی حفاظت اُسی طرح کروگے جس طرح اپنے اہلبیت اور اولاد کی کرتے ہو۔ اُنہوں نے کہا اگر ہم ایسا کریں تو ہمارے لیئے کیا اجر ہوگا۔ فرمایا تمہارے واسطے جنت ہوگی اور دنیا میں عرب کے مالک ہو جاؤگے اور اہل عجم تمہاری اطاعت کریں گے' تم بادشاہ اور حاکم بن جاؤگے۔ انہوں نے کہا ہم کو منظور ہے۔ پھر عباس بن نضلہ جو قبیلۂ اوس سے تھا کھڑا ہوا اور کہا اے گروہِ اوس و خزرج جانتے ہو کہ کس عہد پر آمادگی ظاہر کر رہے ہو۔ عرب و عجم کے ساتھ قتال اور بادشاہان روئے زمین کے ساتھ جنگ پر! اگر یہ سمجھتے ہو کہ حضرت پر مصیبت اور سختی پڑے گی تو ان کو چھوڑ دوگے اور ان کی مدد نہ کروگے تو ہرگز ان کو دھوکے میں نہ رکھو اور ان کو اپنے شہر میں رہنے دو اگرچہ حضرتؐ کی قوم نے مخالفت کی ہے لیکن پھر بھی وہ ان میں صاحب عزت اور مصدر فضل و کرم ہیں۔ اور کسی میں طاقت نہیں ہے کہ آپؐ کو تکلیف پہنچا سکے۔ یہ سُنکر عبداللہ بن خرام' اسعد بن زرارہ اور ابوالہیثم ابن تیہان نے کہا تجھ کو ہمارے عہد و اقرار سے کیا واسطہ۔ یا رسولؐ اللہ ہمارے خون آپ کے خون پر اور ہماری جانیں آپ کی جان پر قربان ہیں۔ آپ جو عہد اور شرط چاہیئے کیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنے سرداروں اور سرپرستوں میں سے بارہ اشخاص کا انتخاب کرو جس طرح جناب موسےٰؑ نے بنی اسرائیل میں سے بارہ نقیب مقرر کیئے تھے۔ انہوں نے عرض کی جنکو آپ چاہیں انتخاب کرلیں۔ تو جبریل علیہ السلام نے تعیین کی اور حضرتؐ نے جبریلؑ کے انتخاب کے مطابق خزرج سے نو اشخاص اسعدؓ بن زرارہ' براءؓ بن معرور' عبداللہؓ بن خرام پدرِ جابرؓ' رافعؓ بن مالک' سعدؓ بن عبادہ' منذرؓ بن عمرو' عبداللہؓ بن رواحہ' سعدؓ بن ربیع اور عبادہؓ بن صامت کا انتخاب فرمایا اور قبیلہ اوس سے ابوالہیثم بن تیہان' اُسید بن حضیر' اور سعد بن خثیمہ کو اختیار فرمایا۔ ان لوگوں نے حضرتؐ سے بیعت کی۔ اُس وقت ابلیس ملعون نے عقبہ کے نزدیک ندا کی اے گروہ قریش اور اے عرب کے تمام لوگو محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اوس و خزرج کے ساتھ عقبہ میں ہیں وہ لوگ بیعت کر رہے ہیں کہ تم سے جنگ کریں۔ جب قریش نے یہ آواز سُنی غضبناک ہوئے اور اسلحے لے کر عقبہ کی طرف چلے اُدھر حضرتؐ نے انصار سے فرمایا کہ اب منتشر ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ اجازت ہو تو ہم ابھی ان سے جنگ کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے مجھے ابھی اجازت جنگ نہیں دی ہے۔ انہوں نے کہا اچھا ہمارے ساتھ نکل چلیئے۔ فرمایا میں خدا کے حکم کا منتظر ہوں۔ جب قریش اپنی تمام جمعیت کیساتھ

آئے۔ جناب حمزہؓ اور جناب امیرؑ اپنی اپنی تلواریں نکال کر عقبہ کے دروازہ پر کھڑے ہوگئے۔ قریش نے جناب حمزہؓ کو دیکھا تو کہا کہ یہاں کس کام کے لیئے تم لوگ جمع ہوئے ہو۔ حمزہؓ نے کہا کوئی اجتماع نہیں ہے اور خدا کی قسم اگر کوئی بھی آگے بڑھا اُس کی گردن اُڑا دوں گا۔ قریش واپس گئے اور عبداللہ بن ابی سے ملاقات ہوگئی تو کہا کہ تمہاری قوم نے ہم سے جدال و قتال کے لیئے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بیعت کی ہے۔ چونکہ عبداللہ کو علم نہ تھا اور اُس سے کسی نے کچھ بتایا بھی نہ تھا۔ اس لیئے اُس نے قسم کھا کر کہا ایسا نہیں ہے۔ اُن لوگوں نے اُس کا اعتبار کیا۔ انصار مدینہ کی طرف واپس گئے؛ اور آنحضرتؐ کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگے [1]

۲۷

ستائیسواں باب

مدینہ کی جانب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت اور اسکے اسباب

علی بن ابراہیم' شیخ طوسی' شیخ طبرسی اور ابن شہر آشوب وغیرہم نے بسند ہائے معتبر آنحضرتؐ کی ہجرت کے اسباب کے بارے میں روایت کی ہے کہ جب کفار قریش نے دیکھا کہ حضرتؐ کی نبوت کا معاملہ روز بروز طاقت پکڑتا جا رہا ہے اور ہر آن ترقی پر ہے اور اس کے خلاف ان کی تدبیریں بے کار ہوگئیں اور انصار کی بیعت کی خبر بھی ان کو معلوم ہوگئی تو دارالندوہ میں مشورہ کے لیئے جمع ہوئے۔ ان کا قاعدہ تھا کہ جب اُنپر کوئی سخت مشکل پڑتی تو وہ وہاں جمع ہوکر باہم مشورہ کرتے اور چالیس برس سے کم عمر والے کو آنے نہ دیتے۔ غرض قریش کے چالیس بوڑھے لوگ وہاں اکٹھا ہوئے۔ شیطان ملعون بھی ایک مرد پیر کی صورت میں آیا کہ وہاں داخل ہو۔ دربان نے روکا اور پُوچھا کہ تُو کون ہے۔ اُس نے کہا میں اہل نجد میں سے ایک بوڑھا شخص ہوں تم لوگوں کو میری مناسب رائے کی ضرورت ہے۔ میں نے سُنا کہ تم اس مرد کے دفعیہ کے لیئے یہاں جمع ہوئے ہو تو میں بھی آیا ہوں کہ اس معاملہ میں تمہیں مناسب مشورہ دوں۔ دربان نے یہ سُنکر اُس کو اندر جانے دیا۔ اور عیاشی وغیرہ نے بسند ہائے معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ قریش نے ہر قبیلہ سے ایک ایک آدمی کو بلایا اور دارالندوہ کی طرف چلے تاکہ حضرت رسالتمآبؐ کے دفعیہ میں وہاں

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں یہ جو کچھ بیان کیا گیا' علی بن ابراہیم' شیخ طبرسی' قطب راوندی' ابن شہر آشوب اور دُوسرے معتمد اصحاب کی روایتوں کے مطابق ہے۔ اور بعض کی روایت بعض کی روایت میں داخل و شامل ہے۔ ۱۲

فرمایا بارھویں شب منیٰ میں جمع ہو۔ غرض جب وہ لوگ حج سے فارغ ہوئے منیٰ میں جمع ہوئے۔ اُن
مسلمان بھی تھے اور اکثر ابھی مُشرک ہی تھے۔ عبداللہ بن اُبی بھی ان میں موجود تھا۔ حضرتؐ نے
خانۂ عبدالمطلب میں سب لوگ چلو جو عقبہ پر واقع ہے لیکن ایک ایک کرکے آؤ۔ حضرتؐ کے ساتھ
جناب حمزہؓ اور جناب عباسؓ تھے۔ غرض شب کے وقت سترؔ اشخاص اوس و خزرج کے قبیلے
ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق تہتّر مرد و زن تھے۔ جب حضرتؐ نے اُن کو اسلام کی دعوت دی
بہشت کا وعدہ فرمایا؛ اسعد بن زرارہ، براء بن معرور اور عبداللہ بن خرام نے کہا یا رسُولؐ اللہ آپ
اور اپنے خدا کے لیئے جو چاہیئے عہد و پیمان لیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں تم سے یہ اقرار لینا چاہتا
حفاظت اُسی طرح کروگے جس طرح اپنی جانوں کی حفاظت کرتے ہو اور میرے اہلبیتؑ کی حفاظت
طرح کروگے جس طرح اپنے اہلبیت اور اولاد کی کرتے ہو۔ اُنہوں نے کہا اگر ہم ایسا کریں تو ہمارا
اجر ہوگا۔ فرمایا تمہارے واسطے جنت ہوگی اور دنیا میں عرب کے مالک ہو جاؤگے اور اہلِ عجم تمہاری
کریں گے، تم بادشاہ اور حاکم بن جاؤگے۔ انہوں نے کہا ہم کو منظور ہے۔ پھر عباس بن فضلہ
سے تھا کھڑا ہوا اور کہا اے گروہِ اوس و خزرج جانتے ہو کس عہد پر آمادگی ظاہر کر رہے ہو۔ عرب
قتال اور بادشاہانِ روئے زمین کے ساتھ جنگ پر؟ اگر یہ سمجھتے ہو کہ حضرتؐ پر مصیبت اور سختی
ان کو چھوڑ دوگے اور ان کی مدد نہ کروگے تو ہرگز ان کو دھوکے میں نہ رکھو اور ان کو اپنے شہر
اگرچہ حضرتؐ کی قوم نے مخالفت کی ہے لیکن پھر بھی وہ ان میں صاحبِ عزت اور مصدرِ فضل ہیں
کسی میں طاقت نہیں ہے کہ آپؐ کو تکلیف پہنچا سکے۔ یہ سُنکر عبداللہ بن خرام، اسعد بن زرارہ
ابنِ تیہان نے کہا تجھ کو ہمارے عہد و اقرار سے کیا واسطہ۔ یا رسُولؐ اللہ ہمارے خون آپ
ہماری جانیں آپ کی جان پر قربان ہیں۔ آپ جو عہد اور شرط چاہیئے کیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا
اور ہر پرستوں میں سے بارہ اشخاص کا انتخاب کر جس طرح جناب موسےٰؑ نے بنی اسرائیل
نقیب مقرر کیئے تھے۔ انہوں نے عرض کی جنکو آپ چاہیں انتخاب کرلیں۔ تو جبریل علیہ السّلام
اور حضرتؐ نے جبریلؑ کے انتخاب کے مطابق خزرج سے نوؔ اشخاص اسعدؔ بن زرارہ، براءؔ بن معرور
بن خرام پدرِ جابرؓ، رافعؔ بن مالک، سعدؔ بن عبادہ، منذرؔ بن عمرو، عبدؔاللہ بن رواحہ، سعدؔ بن
بن صامت کا انتخاب فرمایا اور قبیلہ اوس سے ابوالہیثم بن تیہان، اُسید بن حضیر، سعد بن
اختیار فرمایا۔ ان لوگوں نے حضرتؐ سے بیعت کی۔ اُس وقت ابلیس ملعون نے عقبہ کے نزدیک
قریش اور سارے عرب کے تمام لوگو محمّد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اوس و خزرج کے ساتھ عقبہ
بیعت کر رہے ہیں کہ تم سے جنگ کریں۔ جب قریش نے یہ آواز سُنی غضبناک ہوئے اور
عقبہ کی طرف چلے اُدھر حضرتؐ نے انصار سے فرمایا کہ اب منتشر ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض کی یا
اجازت ہو تو ہم ابھی ان سے جنگ کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے مجھے ابھی اجازت جنگ نہیں دی
نے کہا اچھا ہمارے ساتھ نکل چلیئے۔ فرمایا میں خدا کے حکم کا منتظر ہوں۔ جب قریش اپنی تمام

حکم ہے۔ میری جان آپؐ پر فدا ہو آپ جو حکم دیں میں جان و دل سے قبول کرنے کو حاضر ہوں۔ اور جس طرح سے
آپ پسند کریں عمل کرنے کو موجود ہوں۔ اس بارہ میں اور ہر امر کے متعلق اپنے پروردگار سے توفیق کا خواستگار
ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا تم میری حضرمی چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو رہو خداوند عالم تم کو میرا شبیہ بنادے گا
اے علیؑ سمجھ لو کہ خدا اپنے دوستوں کا ایمان اور مراتب کے مطابق امتحان لیتا ہے اور پیغمبروں کا امتحان
اور انپر بلائیں تمام لوگوں سے زیادہ اور سخت ہوتی ہیں۔ اُس کے بعد جو شخص سب سے زیادہ نیک ہے
اُس کا امتحان بھی بڑا سخت ہوتا ہے۔ میرے بھائی خدا نے تیرا امتحان لیا اور میرا امتحان تیرے بارے میں لیا ہے
ویسا ہی امتحان جیسا ابراہیمؑ خلیل اور اسمٰعیلؑ ذبیح کا لیا تھا۔ اور دُشمنوں کی تلواروں کے نیچے تجھ کو سُلانا
مجھ پر ابراہیمؑ کے اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے کے لیئے لٹانے سے زیادہ شاق ہے اس لیئے کہ تو میری جان سے زیادہ
مجھ کو عزیز ہے اور تیرا دشمنوں کی تلواروں کے نیچے بخوشی خاطر سونا مہربان باپ کی تلوار کے نیچے اسمٰعیلؑ کے
لیٹنے سے زیادہ عظیم ہے۔ لہٰذا میرے بھائی صبر کرنا کیونکہ نیک عمل والوں سے خدا کی رحمت قریب ہوتی ہے
یہ فرما کر حضرتؐ نے ان کو سینہ سے لگا لیا اور بہت روئے، امیرالمؤمنینؑ بھی حضرتؐ کی جُدائی میں روئے
آخر حضرتؐ نے ان کو خدا کے سپرد کیا۔ جبریلؑ آئے اور حضرتؐ کا ہاتھ پکڑ کر گھر سے باہر نکال لے گئے حالانکہ
اُس وقت قریش کے تمام لوگ حضرتؐ کے مکان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے۔ حضرتؐ نے
اُس وقت یہ آیت تلاوت فرمائی:- وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا
فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (سورۃ یٰسین پ۲۲ آیت۹) اور ہم نے اُن کے سامنے ایک دیوار اور
اُن کے پیچھے ایک دیوار کھڑی کر دی اور اُوپر سے اُن کو ڈھانک دیا تو وُہ کچھ نہیں دیکھ سکتے تھے۔"
خدا نے اُنپر نیند غالب کر دی جس سے اُن کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جانے کی خبر نہ ہو سکی۔
حضرتؐ نے ایک مٹھی خاک لے کر ان کی طرف پھینکا اور فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوْهُ تمہاری صورتیں قبیح ہو جائیں
کہ اپنے پیغمبرؐ کے ساتھ ایسا ظلم کرتے ہو۔ اور دوسری روایت کے مطابق وُہ سب جاگ رہے تھے خدا
نے اُن کی آنکھیں بند کر دیں کہ وُہ آنحضرتؐ کو نہ دیکھ سکے۔ جبریلؑ نے کہا یا رسُولؐ اللہ آپ غارِ ثور میں
چلے جائیے اور وہاں چھپ جائیے۔ اِدھر جناب امیرؑ آنحضرتؐ کی جگہ پر سوئے حضرتؐ کی چادر اوڑھ لی۔
اُس زمانہ میں مکہ کے مکانوں میں دروازے نہیں ہوتے تھے اور دیواریں چھوٹی ہوتی تھیں۔ کفارِ قریش
امیرالمؤمنین علیہ السّلام کو آنحضرتؐ کے بستر پر سویا ہوا دیکھ رہے تھے اور سمجھتے کہ رسُولؐ خدا سوئے ہوئے
ہیں اور حضرتؑ پر پتھر پھینک رہے تھے۔ خاصہ اور عامہ کی متواترہ حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ آیۂ وَمِنَ
النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ (آیت۲۰۷، سورۃ بقرہ، پ۲) جناب امیرؑ کی شان
میں نازل ہوا کیونکہ آنجنابؑ نے اپنی جان پیغمبرؐ خدا پر فدا کر دی تھی۔ آیت کے معنی یہ ہیں کہ لوگوں میں ایک
ایسا شخص بھی ہے جو خدا کی خوشنودی کے عوض اپنی جان فروخت کرتا ہے۔ ثعلبی اور احمد بن حنبل نے
اور غزالی نے احیا میں ان کے علاوہ دوسرے محدثین و مفسرین خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ اُس رات
امیرالمؤمنینؑ حضرت سیّدالمرسلینؐ کی جگہ پر سوئے تو خدا نے جبریلؑ و میکائیلؑ کو وحی کی کہ میں نے تم دونوں کو

فرمایا بارھویں شب منیٰ میں جمع ہو۔ غرض جب وہ لوگ حج سے فارغ ہوئے منیٰ میں جمع ہوئے۔ اُن میں بہت سے مسلمان بھی تھے اور اکثر ابھی مشرک ہی تھے۔ عبداللہ بن اُبی بھی ان میں موجود تھا۔ حضرتؐ نے اُن سے فرمایا خانۂ عبدالمطلب میں سب لوگ چلو جو عقبہ پر واقع ہے لیکن ایک ایک کرکے آؤ۔ حضرتؐ کے ساتھ امیرالمومنینؑ جناب حمزہؓ اور جناب عباسؓ تھے۔ غرض شب کے وقت ستر اشخاص اوس و خزرج کے قبیلہ والے جمع ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق تہتر مرد و زن تھے۔ جب حضرتؐ نے اُن کو اسلام کی دعوت دی اور اُن سے بہشت کا وعدہ فرمایا، اسعد بن زرارہ، براء بن معرور اور عبداللہ بن خرام نے کہا یا رسول اللہ آپ ہم سے اپنے اور اپنے خدا کے لیئے جو چاہیئے عہد و پیمان لیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں تم سے یہ اقرار لیتا ہوں کہ تم میری حفاظت اُسی طرح کروگے جس طرح اپنی جانوں کی حفاظت کرتے ہو اور میرے اہلبیتؑ کی حفاظت اُسی طرح کروگے جس طرح اپنے اہلبیت اور اولاد کی کرتے ہو۔ اُنہوں نے کہا اگر ہم ایسا کریں تو ہمارے لیئے کیا اجر ہوگا۔ فرمایا تمہارے واسطے جنت ہوگی اور دنیا میں عرب کے مالک ہو جاؤگے اور اہل عجم تمہاری اطاعت کریں گے، تم بادشاہ اور حاکم بن جاؤگے۔ انہوں نے کہا ہم کو منظور ہے۔ پھر عباس بن نضلہ جو قبیلۂ اوس سے تھا کھڑا ہوا اور کہا اے گروہ اوس و خزرج جانتے ہو کس عہد پر آمادگی ظاہر کر رہے ہو۔ عرب و عجم کے ساتھ قتال اور بادشاہان روئے زمین کے ساتھ جنگ پر؟ اگر یہ سمجھتے ہو کہ حضرت پر مصیبت اور سختی پڑے گی تو ان کو چھوڑ دوگے اور ان کی مدد نہ کروگے تو ہرگز ان کو دھوکے میں نہ رکھو اور ان کو اپنے شہر میں رہنے دو اگرچہ حضرتؐ کی قوم نے مخالفت کی ہے لیکن پھر بھی وہ ان میں صاحب عزت اور مصدر فضل و کرم ہیں۔ اور کسی میں طاقت نہیں ہے کہ آپؐ کو تکلیف پہنچا سکے۔ یہ سُنکر عبداللہ بن خرام، اسعد بن زرارہ اور ابوالہیثم ابن تیہان نے کہا تجھ کو ہمارے عہد و اقرار سے کیا واسطہ۔ یا رسول اللہ ہمارے خون آپ کے خون پر اور ہماری جانیں آپ کی جان پر قربان ہیں۔ آپ جو عہد اور شرط چاہیئے کیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنے سرداروں اور سرپرستوں میں سے بارہ اشخاص کا انتخاب کرو جس طرح جناب موسیٰؑ نے بنی اسرائیل میں سے بارہ نقیب مقرر کیئے تھے۔ انہوں نے عرض کی جنکو آپ چاہیں انتخاب کرلیں۔ تو جبرئیل علیہ السلام نے تعیین کی، اور حضرتؐ نے جبرئیلؑ کے انتخاب کے مطابق خزرج سے نو اشخاص اسعدؓ بن زرارہ، براءؓ بن معرور، عبداللہؓ بن خرام پدرِ جابرؓ، رافعؓ بن مالک، سعدؓ بن عبادہ، منذرؓ بن عمرو، عبداللہؓ بن رواحہ، سعدؓ بن ربیع اور عبادہؓ بن صامت کا انتخاب فرمایا اور قبیلہ اوس سے ابوالہیثم بن تیہان، اُسید بن حضیر، اور سعد بن خثیمہ اختیار فرمایا۔ ان لوگوں نے حضرتؐ سے بیعت کی۔ اُس وقت ابلیس ملعون نے عقبہ کے نزدیک ندا کی اے گروہ قریش اور اے عرب کے تمام لوگو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اوس و خزرج کے ساتھ عقبہ میں ہیں وہ لوگ بیعت کر رہے ہیں کہ تم سے جنگ کریں۔ جب قریش نے یہ آواز سُنی غضبناک ہوئے اور اسلحے لے کر عقبہ کی طرف چلے اُدھر حضرتؐ نے انصار سے فرمایا کہ اب منتشر ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ اگر اجازت ہو تو ہم ابھی ان سے جنگ کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے مجھے ابھی اجازت جنگ نہیں دی ہے۔ انہوں نے کہا اچھا ہمارے ساتھ نکل چلیئے۔ فرمایا میں خدا کے حکم کا منتظر ہوں۔ جب قریش اپنی تمام جمعیت کیسا

آئے۔ جناب حمزہؓ اور جناب امیرؑ اپنی اپنی تلواریں نکال کر عقبہ کے دروازہ پر کھڑے ہوگئے۔ قریش نے جناب حمزہؓ کو دیکھا تو کہا کہ یہاں کس کام کے لیئے تم لوگ جمع ہوئے ہو۔ حمزہؓ نے کہا کوئی اجتماع نہیں ہے اور خدا کی قسم اگر کوئی بھی آگے بڑھا اُس کی گردن اُڑا دوں گا۔ قریش واپس گئے اور عبداللہ بن اُبی سے ملاقات ہوگئی تو کہا کہ تمہاری قوم نے ہم سے جدال و قتال کے لیئے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بیعت کی ہے۔ چونکہ عبداللہ کو علم نہ تھا اور اُس سے کسی نے کچھ بتایا بھی نہ تھا۔ اس لیئے اُس نے قسم کھا کر کہا ایسا نہیں ہے۔ اُن لوگوں نے اُس کا اعتبار کیا۔ انصار مدینہ کی طرف واپس گئے؛ اور آنحضرتؐ کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگے [1]

ستائیسواں باب

مدینہ کی جانب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت اور اسکے اسباب

علی بن ابراہیم، شیخ طوسی، شیخ طبرسی اور ابن شہر آشوب وغیرہم نے بسندہائے معتبر آنحضرتؐ کی ہجرت کے اسباب کے بارے میں روایت کی ہے کہ جب کفار قریش نے دیکھا کہ حضرتؐ کی نبوت کا معاملہ روز بروز طاقت پکڑتا جا رہا ہے اور ہر آن ترقی پر ہے اور اس کے خلاف ان کی تدبیریں بے کار ہوگئیں اور انصار کی بیعت کی خبر بھی ان کو معلوم ہوگئی تو دارالندوہ میں مشورہ کے لیئے جمع ہوئے۔ ان کا قاعدہ تھا کہ جب اُنپر کوئی سخت مشکل پڑتی تو وہ وہاں جمع ہو کر باہم مشورہ کرتے اور چالیس برس سے کم عمر والے کو آنے نہ دیتے۔ غرض قریش کے چالیس بوڑھے لوگ وہاں اکٹھا ہوئے۔ شیطان ملعون بھی ایک مرد پیر کی صورت میں آیا کہ وہاں داخل ہو۔ دربان نے روکا اور پوچھا کہ تو کون ہے۔ اُس نے کہا میں اہل نجد میں سے ایک بوڑھا شخص ہوں تم لوگوں کو میری مناسب رائے کی ضرورت ہے۔ میں نے سُنا کہ تم اس مرد کے دفعیہ کے لیئے یہاں جمع ہوئے ہو تو میں بھی آیا ہوں کہ اس معاملہ میں تمہیں مناسب مشورہ دوں۔ دربان نے یہ سُنکر اُس کو اندر جانے دیا۔ اور عیاشی وغیرہ نے بسندہائے معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ قریش نے ہر قبیلہ سے ایک ایک آدمی کو بلایا اور دارالندوہ کی طرف چلے تاکہ حضرت رسالتمآبؐ کے دفعیہ میں وہاں

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں یہ جو کچھ بیان کیا گیا، علی بن ابراہیم، شیخ طبرسی، قطب راوندی، ابن شہر آشوب اور دُوسرے معتمد اصحاب کی روایتوں کے مطابق ہے۔ اور بعض کی روایت بعض کی روایت میں داخل و شامل ہے۔ ۱۲

فرمایا بارھویں شب مِنیٰ میں جمع ہو۔ غرض جب وُہ لوگ حج سے فارغ ہوئے مِنیٰ میں جمع ہوئے۔ اُن میں بہت سے مسلمان بھی تھے اور اکثر ابھی مُشرک ہی تھے۔ عبداللہ بن اُبی بھی ان میں موجود تھا۔ حضرتؐ نے اُن سے فرمایا خانۂ عبدالمطلب میں سب لوگ چلو جو عقبہ پر واقع ہے لیکن ایک ایک کرکے آؤ۔ حضرتؐ کے ساتھ امیرالمومنینؑ جناب حمزہؓ اور جناب عباسؓ تھے۔ غرض شب کے وقت سترؔ اشخاص اوس و خزرج کے قبیلہ والے جمع ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق تہترؔ مرد و زن تھے۔ جب حضرتؐ نے اُن کو اسلام کی دعوت دی اور اُن سے بہشت کا وعدہ فرمایا، اسعد بن زرارہ، براء بن معرور اور عبداللہ بن خرام نے کہا یا رسُولؐ اللہ آپ ہم سے اپنے اور اپنے خدا کے لیئے جو چاہیئے عہد و پیمان لیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں تم سے یہ اقرار لیتا ہوں کہ تم میری حفاظت اُسیطرح کرو گے جس طرح اپنی جانوں کی حفاظت کرتے ہو اور میرے اہلبیتؑ کی حفاظت اُسی طرح کرو گے جس طرح اپنے اہلبیت اور اولاد کی کرتے ہو۔ اُنہوں نے کہا اگر ہم ایسا کریں تو ہمارے لیئے کیا اجر ہو گا۔ فرمایا تمہارے واسطے جنت ہو گی اور دنیا میں عرب کے مالک ہو جاؤ گے اور اہلِ عجم تمہاری اطاعت کریں گے، تُم بادشاہ اور حاکم بن جاؤ گے۔ انہوں نے کہا ہم کو منظور ہے۔ پھر عباس بن فضلہ جو قبیلۂ اوس سے تھا کھڑا ہوُا اور کہا اے گروہِ اوس و خزرج جانتے ہو کہ کس عہد پر آمادگی ظاہر کر رہے ہو۔ عرب و عجم کے ساتھ قتال اور بادشاہان روئے زمین کے ساتھ جنگ پر؟ اگر یہ سمجھتے ہو کہ حضرت پر مصیبت اور سختی پڑے گی تو ان کو چھوڑ دو گے اور ان کی مدد نہ کرو گے تو ہرگز ان کو دھوکے میں نہ رکھو اور ان کو اپنے شہر میں رہنے دو اگرچہ حضرتؐ کی قوم نے مخالفت کی ہے لیکن پھر بھی وُہ ان میں صاحب عزت اور مصدر فضل و کرم ہیں۔ اور کسی میں طاقت نہیں ہے کہ آپؐ کو تکلیف پہنچا سکے۔ یہ سُنکر عبداللہ بن خرام، اسعد بن زرارہ اور ابوالہیثم ابن تیہان نے کہا تجھ کو ہمارے عہد و اقرار سے کیا واسطہ۔ یا رسُولؐ اللہ ہمارے خون آپ کے خون پر اور ہماری جانیں آپ کی جان پر قربان ہیں۔ آپ جو عہد اور شرط چاہیئے کیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنے سرداروں اور سرپرستوں میں سے بارہ اشخاص کا انتخاب کرو جس طرح جناب موسٰےؑ نے بنی اسرائیل میں سے بارہ نقیب مقرر کیئے تھے۔ انہوں نے عرض کی جنکو آپ چاہیں انتخاب کر لیں۔ تو جبریل علیہ السّلام نے تعیین کی اور حضرتؐ نے جبریلؑ کے انتخاب کے مطابق خزرج سے نوؔ اشخاص اسعدؓ بن زرارہ، براءؓ بن معرور، عبداللہ بن خرام پدرِ جابرؓ، رافعؓ بن مالک، سعدؓ بن عبادہ، منذرؓ بن عمرو، عبداللہ بن رواحہ، سعدؓ بن ربیع اور عبادہ بن صامت کا انتخاب فرمایا اور قبیلہ اوس سے ابوالہیثم بن تیہان، اُسید بن حضیر اور سعد بن خثیمہ کو اختیار فرمایا۔ ان لوگوں نے حضرتؐ سے بیعت کی۔ اُس وقت ابلیس ملعون نے عقبہ کے نزدیک ندا کی اے گروہ قریش اور اے عرب کے تمام لوگو محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اوس و خزرج کے ساتھ عقبہ میں ہیں وُہ لوگ بیعت کر رہے ہیں کہ تم سے جنگ کریں۔ جب قریش نے یہ آواز سُنی غضبناک ہوئے اور اسلحے لے کر عقبہ کی طرف چلے اُدھر حضرتؐ نے انصار سے فرمایا کہ اب منتشر ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ اجازت ہو تو ہم ابھی ان سے جنگ کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے مجھے ابھی اجازتِ جنگ نہیں دی ہے۔ انہوں نے کہا اچھا ہمارے ساتھ نکل چلیئے۔ فرمایا میں خدا کے حکم کا منتظر ہوں۔ جب قریش اپنی تمام جمعیت کیساتھ

آئے۔ جناب حمزہؓ اور جناب امیرؑ اپنی اپنی تلواریں نکال کر عقبہ کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے۔ قریش نے جناب حمزہؓ کو دیکھا تو کہا کہ یہاں کس کام کے لیئے تم لوگ جمع ہوئے ہو۔ حمزہؓ نے کہا کوئی اجتماع نہیں ہے اور خدا کی قسم اگر کوئی بھی آگے بڑھا اُس کی گردن اُڑا دوں گا۔ قریش واپس گئے اور عبداللہ بن اُبی سے ملاقات ہو گئی تو کہا کہ تمہاری قوم نے ہم سے جدال و قتال کے لیئے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بیعت کی ہے۔ چونکہ عبداللہ کو علم نہ تھا اور اُس سے کسی نے کچھ بتایا بھی نہ تھا۔ اس لیئے اُس نے قسم کھا کر کہا ایسا نہیں ہے۔ اُن لوگوں نے اُس کا اعتبار کیا۔ انصار مدینہ کی طرف واپس گئے[1] اور آنحضرتؐ کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگے[1]

۲۷
ستائیسواں باب
مدینہ کی جانب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت اور اسکے اسباب

علی بن ابراہیم، شیخ طوسی، شیخ طبرسی اور ابن شہر آشوب وغیرہم نے بسندہائے معتبر آنحضرتؐ کی ہجرت کے اسباب کے بارے میں روایت کی ہے کہ جب کفار قریش نے دیکھا کہ حضرتؐ کی نبوت کا معاملہ روز بروز طاقت پکڑتا جا رہا ہے اور ہر آن ترقی پر ہے اور اس کے خلاف ان کی تدبیریں بے کار ہو گئیں اور انصار کی بیعت کی خبر بھی ان کو معلوم ہو گئی تو دارالندوہ میں مشورہ کے لیئے جمع ہوئے۔ ان کا قاعدہ تھا کہ جب اُنپر کوئی سخت مشکل پڑتی تو وُہ وہاں جمع ہو کر باہم مشورہ کرتے اور چالیس برس سے کم عمر والے کو آنے نہ دیتے۔ غرض قریش کے چالیس بوڑھے لوگ وہاں اکٹھے ہوئے۔ شیطان ملعون بھی ایک مرد پیر کی صورت میں آیا کہ وہاں داخل ہو۔ دربان نے روکا اور پُوچھا کہ تُو کون ہے۔ اُس نے کہا میں اہل نجد میں سے ایک بوڑھا شخص ہوں تم لوگوں کو میری مناسب رائے کی ضرورت ہے۔ میں نے سُنا کہ تم اس مرد کے دفعیہ کے لیئے یہاں جمع ہوئے ہو تو میں بھی آیا ہوں کہ اس معاملہ میں تمہیں مناسب مشورہ دوں۔ دربان نے یہ سنکر اُس کو اندر جانے دیا۔ اور عیاشی وغیرہ نے بسندہائے معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ قریش نے ہر قبیلہ سے ایک ایک آدمی کو بلایا اور دارالندوہ کی طرف چلے تاکہ حضرت رسالتمآبؐ کے دفعیہ میں وہاں

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں یہ جو کچھ بیان کیا گیا، علی بن ابراہیم، شیخ طبرسی، قطب راوندی، ابن شہر آشوب اور دُوسرے معتمد اصحاب کی روایتوں کے مطابق ہے۔ اور بعض کی روایت بعض کی روایت میں داخل و شامل ہے۔ ۱۲

مشورہ کریں۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک مرد پیر وہاں کھڑا ہے۔ اُس نے بھی کہا کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو۔ لوگوں نے پوچھا تم کون ہو اُس نے کہا میں قبیلۂ مضر کا ایک بوڑھا شخص ہوں۔ جس بارے میں تم مشورہ کرنے آئے ہو میری بھی ایک بہتر رائے ہے۔ یہ سُنکر ان لوگوں نے اس کو بھی ساتھ لے لیا۔ احادیث معتبرہ میں مذکور ہے کہ شیطان لعن چار مرتبہ مردوں کی صورت میں متشکل ہوُا کہ ہر شخص نے اس کو دیکھا ان میں ایک یہی دارالندوہ کے مشورہ کا روز تھا۔ غرض وُہ لوگ دارالندوہ میں جمع ہوئے اور غور کرنے لگے۔ ابوجہل لعنہ نے کہا اے گروہِ قریش عرب میں ہم سے زیادہ صاحب عزت کوئی نہیں۔ ہم خانہ خدا والے ہیں کسی نے ہماری برابری کی طمع نہیں کی۔ ہم ہمیشہ سے اسی عزت واحترام کے ساتھ بسر کرتے چلے آرہے ہیں یہاں تک کہ ہم میں محمدؐ بن عبداللہ پیدا ہوُا اور نشو و نما حاصل کی ہم نے اُس کی صلاح و نجابت و راستگوئی کے سبب اس کو امین قرار دے دیا جب وُہ اپنے سن میں کامل اور ہمارے درمیان بلند مرتبہ ہوُا تو دعویٰ کرنے لگا کہ میں خدا کا رسول ہوں اور آسمانی خبریں مجھ پر نازل ہوتی ہیں۔ ہماری عقلوں کو حماقت سے نسبت دیتا ہے ہمارے خداؤں کو گالیاں دیتا ہے ہمارے جوانوں کو گمراہ اور ہماری جماعت کو پراگندہ کرتا ہے۔ ہمارے بزرگوں کو جہنم میں بتاتا ہے۔ یہ باتیں ہمارے واسطے بہت سخت ہیں۔ میری ایک رائے ہے پوچھا وُہ کیا؟ اُس نے کہا کہ کسیکو بھیجتا ہوں تاکہ اس کو پوشیدہ طور سے قتل کر دے۔ اگر بنی ہاشم اس کا خونبہا طلب کریں گے تو ہم اس کے عوض دس خونبہا دے دیں گے۔ شیطان لعنہ نے کہا یہ رائے نہایت ناقص ہے۔ پوچھا کیوں اُس نے کہا اس واسطے کہ محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قتل کرنے والا ضرور قتل کیا جائے گا تم میں سے کون ہے جو اس معاملہ میں قتل ہونا گوارا کرے۔ جب محمدؐ قتل ہو جائیں گے تو بنی ہاشم اور ان کے حلیف بنی خزاعہ طرفداری کریں گے، اور ہرگز راضی نہ ہوں گے کہ محمدؐ کا قاتل رُوئے زمین پر گھومتا پھرے آخر حرم میں لڑائیاں ہونگی اور تم سب ایک دُوسرے کو قتل کرو گے۔ پھر عاص بن وائل، اُمیہ بن خلف اور اُبی بن خلف نے کہا کہ ہم ایک نہایت مضبوط مکان بنواتے ہیں جس میں جھروکے ہوں اور اس کو اسی میں قید کر دیں اور راستے بند کر دیں کہ کوئی اُس کے پاس نہ جاسکے۔ اُس کے کھانے کے لیئے اُنہی سُوراخوں میں سے چیزیں ڈال دیا کریں گے یہاں تک کہ وُہ مرجائے جس طرح زہیر، نابغا اور امراء القیس ہلاک ہوئے۔ شیطان نے کہا یہ رائے تو پہلی رائے سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ بنی ہاشم راضی نہ ہوں گے اور موسم حج میں قبائل عرب سے فریاد کریں گے اور اس کو چھڑا لے جائیں گے۔ کوئی دوسری رائے ہو تو بیان کرو۔ یہ سُنکر عتبہ، شیبہ اور ابوسفیان بولے کہ ہم اس کو اپنے ملک سے نکال دیں گے اور اطمینان سے اپنے خداؤں کی عبادت کریں گے۔ اور دُوسری روایت کے مطابق کہا کہ ایک دیوانہ اُونٹ پر محمدؐ کو باندھ دیں اور اس اونٹ کو نیزہ سے ماریں تاکہ وُہ انہی پہاڑوں میں اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ شیطان نے کہا یہ رائے سب سے بدتر ہے اگر وُہ زندہ بچ گیا تو چونکہ وُہ تمام لوگوں سے زیادہ خوش رو اور شیریں بیان ہے اپنی فصاحت سے تمام عرب کو فریفتہ کرلے گا اور سوار و پیادوں کے لشکر تمہارے سر پر لا کھڑا کرے گا جنکے مقابلہ کی تم میں تاب و طاقت نہ ہوگی۔ اور تم کو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دے گا۔ یہ سُنکر وُہ لوگ حیران ہو گئے۔ آخر بولے، کہ

اے شیخ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ اُس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ قریش کے ہر قبیلہ سے اور عرب کے تمام قبیلوں سے جو تمہارے موافق ہوں ایک ایک یا زیادہ اشخاص جمع کرو اور بنی ہاشم میں سے بھی ایک شخص کو اپنا موافق بناؤ؛ اور سب اپنے اپنے حربے لے کر یکبارگی اُس پر حملہ کرو اور اس کو قتل کردو چونکہ یہ معاملہ قریش کے تمام قبیلوں سے متعلق ہو جائے گا تو بنی ہاشم اُس کے خون کا دعوےٰ نہ کریں گے کیونکہ تمام قبیلوں کا مقابلہ نہ کریں گے۔ اور اگر وُہ تم سے خونبہا طلب کریں تو تین خونبہا دے دینا۔ اُنہوں نے کہا ہم خونبہا دے دیں گے اور بولے کہ شیخ نجدی لعنہ کی رائے سب سے زیادہ مناسب ہے۔ اور شیخ طوسیؒ کی روایت کی بنا پر یہ رائے ابوجہل لعنہ نے دی تھی اور شیطان ملعون نے پسند کی اور پھر سب نے اس پر اتفاق کیا اور وہاں سے واپس آئے۔ بنی ہاشم میں سے ابولہب کو اپنا موافق بنایا۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل کی اور اُن کی تدبیر سے حضرتؐ کو مطلع فرمایا۔ وَاِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ وَیَمْكُرُوْنَ وَیَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ رپ۹ آیت۳۰ سورۃ الانفال)۔ (اے رسولؐ یاد کرو اُس وقت کو) جبکہ کافروں نے تمہارے متعلق یہ مشورہ کیا کہ تم کو قید کر دیں یا مار ڈالیں یا مکہ سے تم کو باہر نکال دیں۔ وُہ یہ مکر و فریب کرتے ہیں اور خدا ان کو اس کا بدلا دیتا ہے اور وُہ مکاروں کو ان کے مکر کا بہترین بدلا دینے والا ہے۔" غرض ان لوگوں نے اتفاق کیا کہ رات کو آنحضرتؐ کے گھر پر حملہ کریں اور آپ کو قتل کر دیں اور مسجد الحرام میں آئے سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے اور کعبہ کے گرد ناچتے، اُچھلتے، کودتے تھے جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَیْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِیَةً رپ۹ آیت۳۵۔ سورۃ الانفال یعنی خانہ کعبہ کے نزدیک ان کی نماز و عبادت سوائے مُنہ سے سیٹیاں اور ہاتھ سے تالیاں بجانے کے اور کچھ نہ تھی۔ جب رات ہوئی اور قریش مشورہ کے مطابق جمع ہوئے تاکہ حضرتؐ کے گھر میں داخل ہوں۔ ابولہب نے کہا رات کو گھر میں جانے نہ دوں گا کیونکہ اس میں بچے اور عورتیں بھی ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ان کو کوئی گزند پہنچے۔ رات بھر محمدؐ کی نگرانی کرو صبح کو ہم گھر میں داخل ہوں گے۔

شیخ طبرسی نے بسند ہائے معتبر ہند ابن ابی ہالہ اور عمار یاسر وغیرہ سے روایت کی ہے کہ جب جبرئیلؑ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر آپؐ کے قتل کے بارے میں قریش کی تدبیریں بیان کیں تو ساتھ ہی ساتھ خدا کا یہ حکم بھی پہنچایا کہ آپ مدینہ کو ہجرت فرمائیے۔ آنحضرتؐ نے امیر المومنینؑ کو بلاکر قریش کے مشورہ کا حال بیان کیا اور فرمایا کہ خدا نے مجھ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا ہے میں آج رات غار ثور میں جاکر قیام کروں گا اور تم میری جگہ میرے بستر پر سو رہو تاکہ مشرکین یہ نہ سمجھیں کہ میں کہیں گیا ہوں تو تمہاری کیا رائے ہے؟ عرض کی یا نبیؐ اللہ میرے سو رہنے سے آپؐ تو سلامت رہیں گے فرمایا ہاں۔ یہ سُنکر امیر المؤمنینؑ خوش ہو گئے اور آنحضرتؐ پر اپنی جان فدا کرنے کے سبب حضرتؐ کی سلامتی کے لیئے شکر کے سجدہ میں گر پڑے۔ یہ اِس اُمت میں پہلا سجدۂ شکر تھا۔ اور حضرت علیؑ نے اپنے رُخساروں کو بھی بدل بدل کر سجدہ میں خاک پر رکھا۔ پھر سجدہ سے سر اُٹھایا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ آپ تشریف لے جائیں جس طرف خدا کا

حکم ہے۔ میری جان آپؐ پر فدا ہو آپ جو حکم دیں میں جان و دل سے قبول کرنے کو حاضر ہوں۔ اور جس طرح سے آپ پسند کریں عمل کرنے کو موجود ہوں۔ اس بارہ میں اور ہر امر کے متعلق اپنے پروردگار سے توفیق کا خواستگار ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا تم میری حضرمی چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو رہو خداوند عالم تم کو میرا شبیہ بنا دے گا اے علیؑ سمجھ لو کہ خدا اپنے دوستوں کا ایمان اور مراتب کے مطابق امتحان لیتا ہے اور پیغمبروں کا امتحان اور انپر بلائیں تمام لوگوں سے زیادہ اور سخت ہوتی ہیں۔ اُس کے بعد جو شخص سب سے زیادہ نیک ہے اُس کا امتحان بھی بڑا سخت ہوتا ہے۔ میرے بھائی خدا نے تیرا امتحان لیا اور میرا امتحان تیرے بارے میں لیا ہے ویسا ہی امتحان جیسا ابراہیمؑ خلیل اور اسمٰعیلؑ ذبیح کا لیا تھا۔ اور دُشمنوں کی تلواروں کے نیچے تجھ کو سُلانا مجھ پر ابراہیمؑ کے اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے کے لیئے لٹانے سے زیادہ شاق ہے اس لیئے کہ تو میری جان سے زیادہ مجھ کو عزیز ہے اور تیرا دشمنوں کی تلواروں کے نیچے بخوشی خاطر سونا مہربان باپ کی تلوار کے نیچے اسمٰعیلؑ کے لیٹنے سے زیادہ عظیم ہے۔ لہٰذا میرے بھائی صبر کرنا کیونکہ نیک عمل والوں سے خدا کی رحمت قریب ہوتی ہے یہ فرما کر حضرتؐ نے ان کو سینہ سے لگا لیا اور بہت روئے، امیرالمؤمنینؑ بھی حضرتؐ کی جُدائی میں روئے آخر حضرتؐ نے ان کو خدا کے سپُرد کیا۔ جبریلؑ آئے اور حضرتؐ کا ہاتھ پکڑ کر گھر سے باہر نکال لے گئے حالانکہ اُس وقت قریش کے تمام لوگ حضرتؐ کے مکان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے۔ حضرتؐ نے اُس وقت یہ آیت تلاوت فرمائی:- وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ (سورۂ یٰسین پ۲۲ آیت ۹) اور ہم نے اُن کے سامنے ایک دیوار اور اُن کے پیچھے ایک دیوار کھڑی کر دی اور اُوپر سے اُن کو ڈھانک دیا تو وُہ کچھ نہیں دیکھ سکتے تھے۔" خدا نے اُنپر نیند غالب کر دی جس سے اُن کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانے کی خبر نہ ہو سکی۔ حضرتؐ نے ایک مٹھی خاک لے کر ان کی طرف پھینکا اور فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوهُ تمہاری صورتیں قبیح ہو جائیں کہ اپنے پیغمبرؐ کے ساتھ ایسا ظلم کرتے ہو۔ اور دوسری روایت کے مطابق وُہ سب جاگ رہے تھے خدا نے اُن کی آنکھیں بند کر دیں کہ وُہ آنحضرتؐ کو نہ دیکھ سکے۔ جبریلؑ نے کہا یا رسُولؐ اللہ آپ غارِ ثور میں چلے جائیے اور وہیں چھپ جائیے۔ اِدھر جناب امیرؑ آنحضرتؐ کی جگہ پر سوئے حضرتؐ کی چادر اوڑھ لی۔ اُس زمانہ میں مکہ کے مکانوں میں دروازے نہیں ہوتے تھے اور دیواریں چھوٹی ہوتی تھیں۔ کفارِ قریش امیرالمؤمنین علیہ السّلام کو آنحضرتؐ کے بستر پر سویا ہوًا دیکھ رہے تھے اور سمجھتے کہ رسُولؐ خدا سوئے ہوئے ہیں اور حضرتؑ پر پتھر پھینک رہے تھے۔ خاصہ اور عامہ کی متواترہ حدیثوں میں وارد ہوًا ہے کہ آیۂ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ (آیت ۲۰۷، سورۃ بقرہ، پ۲) جناب امیرؑ کی شان میں نازل ہوًا کیونکہ آنجنابؑ نے اپنی جان پیغمبرِ خدا پر فدا کر دی تھی۔ آیت کے معنی یہ ہیں کہ لوگوں میں ایک ایسا شخص بھی ہے جو خدا کی خوشنودی کے عوض اپنی جان فروخت کرتا ہے۔ ثعلبی اور احمد بن حنبل نے اور غزالی نے احیا میں ان کے علاوہ دوسرے محدثین و مفسرین خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ اُس رات امیرالمؤمنینؑ حضرت سیّد المرسلین کی جگہ پر سوئے تو خدا نے جبریلؑ و میکائیلؑ کو وحی کی کہ میں نے تم دونوں کو

ایک دُوسرے کا بھائی قرار دیا اور تمہاری عمر میں ایک دوسرے سے زیادہ مقرر کیں۔ تم میں کون اپنے بھائی کو اپنی جان کے عوض میں اختیار کرتا ہے کہ اس کی عمر بڑھ جائے۔ دونوں میں سے کسی نے منظور نہ کیا تو حق تعالےٰ نے اُنپر وحی نازل کی کہ کیوں علیؑ بن ابی طالب کے مانند نہیں ہوتے ہو کہ میں نے اس کو محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا بھائی بنایا ہے وُہ محمدؐ کی جگہ پر اپنی جان اُنپر نثار کر کے سو رہا ہے لہٰذا جاؤ زمین پر اور اس کی دُشمنوں کے شر سے حفاظت کرو۔ یہ سُنتے ہی وُہ دونوں فرشتے آئے اور جبریلؑ علیؑ کے سرہانے اور میکائیلؑ پائنتی بیٹھے اور بولے مبارک ہو مبارک ہو اے پسر ابو طالبؑ آپؑ کو۔ آپؑ کا مثل کون ہو سکتا ہے کہ خدا آپ کے بارے میں فرشتوں پر مباہات کرتا ہے۔ پھر خدا نے آیت مذکورہ اُن حضرتؑ کی شان میں نازل کی۔ اور اخطب خوارزم نے جو محدثین اہل سنت سے ہیں روایت کی ہے، کہ جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس رات میں غار میں تھا اُس کی صبح کو جبریلؑ شاد و خنداں میرے پاس آئے۔ میں نے پوچھا تمہاری خوشی کا کیا سبب ہے؟ کہا کیونکر نہ خوش ہوں جبکہ میری آنکھیں روشن ہوئیں اس لیئے کہ خدا نے آپؐ کے بھائی، وصی اور آپؐ کی اُمت کے امامؑ کو کل رات عبادت میں فرشتوں سے زیادہ معزز فرمایا اور اُن کی ذات پر فخر فرما رہا تھا۔ اور فرماتا تھا کہ اے فرشتو زمین پر میرے پیغمبرؐ کے بعد میری حجت کو دیکھو کہ کس طرح میرے پیغمبرؐ پر اپنی جان قربان کیئے ہوئے ہے۔ پھر جبریلؑ کہتے ہیں کہ میں نے شکر کا سجدہ کیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اے معبود وُہ تیری خلق کے پیشوا اور تیری تمام مخلوق کے مولا ہیں۔ الغرض جب جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غار کی جانب چلے، حضرت ابو بکرؓ راستہ میں ملے حضرتؐ نے ان کو اس خوف سے کہ کہیں راز فاش نہ ہو جائے یا اور کسی مصلحت سے اپنے ساتھ لے لیا۔ ہند ابی ہالہ بھی آپ کے ساتھ چلے۔ جب حضرتؐ غارِ ثور تک پہنچے ہند کو بعض ضرورتوں کے لیئے جو اُن کو سپُرد کی تھیں واپس بھیج دیا اور حضرت ابو بکرؓ کو اپنے ساتھ غار میں لے گئے۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے آنحضرتؐ کو راستہ میں جاتے ہوئے دیکھا تو آپ کے پیچھے ہولیئے۔ حضرتؐ یہ سمجھ کر کہ شائد کوئی کفارِ قریش میں ہے تیز چلنے لگے اور آنحضرتؐ کا پیر ایک پتھر سے ٹکرایا اور زخمی ہو گیا جس سے آپؐ کو سخت تکلیف ہوئی۔ حضرت ابو بکرؓ اسی اثنا میں آپؐ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرتؐ نے مصلحتاً ان کو اپنے ساتھ لے لیا۔

شیخ طوسی نے جناب امیرؑ کی ہمشیرہ حضرت ام ہانی سے روایت کی ہے کہ جب خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کو ہجرت کا حکم دیا حضرتؐ نے امیرالمؤمنینؑ کو اپنے بستر پر سُلایا اور خود سورۂ یٰسین کی ابتدائی آیتیں فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ تک پڑھتے ہوئے گھر سے روانہ ہوئے اور ایک مٹھی خاک کافروں کی طرف پھینکی کہ وُہ دیکھ نہ سکے۔ حضرتؐ میرے گھر آئے۔ صبح کو مجھ سے فرمایا اے اُم ہانی تم کو خوشخبری ہو کہ جبریلؑ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ حق تعالےٰ نے علیؑ کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا۔ حضرتؐ صبح اندھیرے ہی غارِ ثور میں تشریف لے گئے۔ تین روز وہاں رہے، چوتھے روز مدینہ روانہ ہوئے۔

سابقہ روایتوں میں مذکور ہے کہ جب صبح ہوئی کفارِ قریش اپنی تلواریں کھینچ کر جناب رسُولؐ خدا کے گھر میں

داخل ہوئے اور امیر المومنینؑ کی طرف دوڑے۔ سب کے آگے خالد بن ولید تھا۔ شیر خدا نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی اور ان کی طرف جھپٹے۔ خالد کو پکڑ لیا اور اس کا ہاتھ مروڑا۔ وہ اونٹ کی طرح چلانے لگا۔ حضرتؑ نے اس کی تلوار چھین لی اور کفار کی جانب متوجہ ہوئے۔ یہ دیکھ کر سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ جب وہ سب مکان سے باہر نکل گئے تو سمجھے کہ یہ علیؑ بن ابی طالب ہیں۔ کہنے لگے ہم کو تم سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ بتاؤ محمدؐ کہاں ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا کیا تم نے اُن کو مجھے سپرد کیا تھا۔ تم اُن کو یہاں سے باہر نکالنا چاہتے تھے لہٰذا وہ چلے گئے۔

قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ ابن کواء خارجی نے امیر المومنینؑ سے ایک مرتبہ پوچھا کہ جس وقت ابوبکرؓ حضرتؐ کے ساتھ غارِ ثور میں تھے اے علیؑ تم کہاں تھے؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کے بستر پر سویا ہوا تھا اور حضرتؐ پر اپنی جان نثار کئے ہوئے تھا۔ جب قریش ہتھیار لیے ہوئے آئے اور آنحضرتؐ کو نہ دیکھا تو غضبناک ہوئے اور مجھ پر ظلم و سختی کی۔ مجھے زنجیروں سے باندھ کر گھر میں ڈال دیا اور مکان کو مقفل کر دیا اور ایک عورت کو میری نگرانی پر مقرر کر کے آنحضرتؐ کی تلاش میں چلے گئے۔ اس وقت میں نے ایک آواز سُنی کہ کسی نے کہا یا علیؑ! ساتھ ہی میری تمام درد و تکلیفیں دور ہو گئیں۔ پھر کسی نے کہا یا علیؑ! اس آواز کے ساتھ تمام زنجیریں ٹوٹ گئیں۔ پھر دوسری آواز سُنی یا علیؑ تو تمام دروازے کھل گئے اور میں باہر نکل آیا۔

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ خداوند عالم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر وحی نازل کی کہ خداوند علی الاعلےٰ تم کو سلام کہتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ ابوجہل لعنہ اور اکابر قریش نے تمہارے قتل کی تدبیر کی ہے۔ خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ علیؑ کو اپنی جگہ پر سُلا دو کیونکہ اُن کی منزلت وہ ہے جو ابراہیمؑ کے نزدیک اسمٰعیلؑ کی تھی۔ وہ اپنی جان تمہاری جان پر اور اپنی رُوح تمہاری رُوح کے عوض قربان کر دیں گے۔ اور خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ ابوبکر کو ساتھ لے جاؤ کیونکہ اس پر درک اسفل جہنم کے بارے میں حجت تمام ہو۔ یہ حکم ملتے ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے امیر المومنینؑ سے فرمایا کہ کیا تم راضی ہو کہ جب مجھے لوگ نہ پائیں اور میری جگہ تم کو دیکھیں تو ممکن ہے کہ تم کو قتل کر دیں۔ عرض کی ہاں یا رسولؐ اللہ میں راضی ہوں کہ میری رُوح آپؐ کی رُوح کا فدیہ ہو جائے بلکہ میں تو اس پر بھی خوش ہوں کہ آپ کے رشتہ کے بدلے کسی عزیز یا کسی ایسے جوان کے عوض فدا اور قربان ہو جاؤں جس کی آپ کو ضرورت ہو۔ میں زندگی تو صرف آپؐ کی خدمت کے لیے چاہتا ہوں تاکہ آپؐ کے حکم و اطاعت میں صرف کروں اور آپؐ کے دوستوں کی محبت میں آپؐ کے پسندیدہ لوگوں کی مدد میں اور آپؐ کے دشمنوں کے ساتھ جنگ میں بسر کروں۔ اگر یہ نہ ہو تو ایک آن دُنیا میں زندہ نہیں رہنا چاہتا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ابوالحسن یہ باتیں جو تم نے کہیں اس کے کہ تم کہو وہ فرشتے جو لوح محفوظ پر موکل ہیں مجھ سے بیان کر چکے ہیں کہ تم ایسا کہو گے اور انہوں نے مجھے آگاہ کیا ہے کہ خدا نے اسی سبب سے تمہارے لیے آخرت میں کچھ ایسے مراتب مقرر کیے ہیں کہ سننے والوں نے جن کو نہ کبھی سُنا ہے اور نہ دیکھنے والوں نے دیکھا ہے اور نہ کسی کا تصور وہاں تک پہنچ سکتا ہے

حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ اگر تمہارا دل تمہاری زبان کے موافق ہو گا اور خدا کی خوشنودی کے لیے میری مدد کرو گے اور میرے بعد میرے عہد و پیمان کو نہ توڑو گے اور میرے وصی اور خلیفہ کی مخالفت نہ کرو گے تو تمہارے لیے بھی ایسے ہی ثواب ہوں گے۔ پھر بغرض اتمام حجت فرمایا اے ابوبکر آفاق آسمان کی جانب نگاہ کرو۔ جب انہوں نے دیکھا کہ آگ کے چند فرشتے آتشیں گھوڑوں پر سوار ہاتھوں میں آگ کے نیزے لیے ہوئے ندا دے رہے تھے کہ یا رسولؐ اللہ ہم کو اپنے مخالفوں پر مامور فرمائیے تاکہ ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں۔ پھر فرمایا اے ابوبکر زمین کی جانب کان لگا کر سنو۔ زمین سے آواز آئی یا رسولؐ اللہ اپنے دشمنوں کے بارے میں مجھے حکم دیجیے آپ جو فرمائیں گے عمل میں لاؤں گی۔ پھر فرمایا پہاڑوں کی طرف کان لگاؤ۔ پہاڑوں سے آواز آئی یا نبیؐ اللہ مجھ کو اپنے دشمنوں پر مامور فرمائیے کہ میں ان کو ہلاک کر دوں۔ پھر فرمایا دریاؤں کی جانب کان لگاؤ۔ حضرتؐ کا یہ کہنا تھا کہ دریا حضرتؐ کے قریب ظاہر ہو گئے۔ ان کی موجوں سے آواز آئی کہ آپ اپنے دشمنوں کے بارے میں جو حکم دیں ہم تعمیل کو حاضر ہیں۔ پھر آسمان و زمین، پہاڑ و دریا ہر ایک سے صدا بلند ہوئی کہ اے خدا کے حبیبؐ خدا نے آپ کو غار میں جانے کا اس لیے حکم نہیں دیا ہے کہ آپ کفار سے عاجز ہیں بلکہ خدا چاہتا ہے کہ اپنے بندوں کا امتحان کرے اور ان میں خبیث اور پاک لوگوں کو ایک دوسرے سے جدا کر کے دکھائے۔ یا رسولؐ اللہ جو شخص آپ کے عہد و پیمان کو پورا کرے گا وہ آپ کا بہشت میں رفیق ہو گا اور جو شخص ان کو توڑے گا وہ شیطان کا طبقات جہنم میں ہمنشین ہو گا۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ تم میری آنکھ اور کان کے مانند ہو اور تم میری جان ہو۔ میں تم کو اس طرح عزیز و دوست رکھتا ہوں کہ جیسے بہت زیادہ پیاسا پانی کو دوست رکھتا ہے۔ پھر فرمایا اے ابوالحسنؑ میری چادر اوڑھ لو جب کفار تمہارے پاس آئیں اور تم سے گفتگو کریں تو خدا کی توفیق سے ان کو جواب دینا۔ غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تو غارِ ثور کی جانب تشریف لے گئے ادھر ابوجہل لعنہ اور تمام مشرکین نے خانۂ رسولؐ کو گھیر لیا۔ ننگی تلواریں لیے ہوئے تھے ابوجہل نے کہا ان کے سوتے ہوئے تلواریں مت مارو یہ مناسب نہیں ہے بلکہ پتھروں سے مارو تاکہ وہ بیدار ہو جائے پھر اس کو قتل کر دو۔ ان لوگوں نے پتھر پھینکنے شروع کیے۔ جب ایک بڑا پتھر امیر المومنینؑ کی طرف پھینکا حضرتؑ نے اپنے سر سے چادر ہٹائی اور فرمایا یہ کیا حرکت ہے۔ ان لوگوں نے جب امیر المومنین علیہ السلام کو دیکھا پہچانا تو سمجھے کہ جناب رسولؐ باہر چلے گئے۔ ابوجہل لعنہ نے کہا اس بیچارے سے مت بولو یہ محمدؐ کے فریب میں آیا ہوا ہے۔ محمدؐ نے اپنی جگہ پر اس کو سُلا دیا ہے تاکہ خود بچ جائے اور یہ ہلاک ہو جائے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا اے ابوجہل یہ کیا بکواس کرتا ہے؟ خدا نے مجھ کو اتنی عقل عطا فرمائی ہے کہ اگر دنیا کے تمام احمقوں اور دیوانوں پر تقسیم کر دی جائے تو یقیناً سب کے سب دانا اور عاقل ہو جائیں۔ اور مجھے اُس نے اتنی قوت عطا فرمائی ہے کہ اگر عالم کے تمام کمزوروں پر تقسیم کی جائے تو بیشک سب شجاع اور قوی ہو جائیں۔ اور ایسا علم کامل بخشا ہے کہ اگر تمام بے عقلوں پر تقسیم کر دیا جائے تو بے شبہ سب کے سب بردبار ہو جائیں۔ اگر جناب رسولؐ خدا نے منع نہ کیا ہوتا کہ تمہارے ساتھ کوئی منازعہ کروں جب تک آنحضرتؐ کے پاس نہ پہنچ جاؤں تو بیشک تم سب کو قتل کر دیتا۔ اے ابوجہل لعنہ! محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اس راہِ حق میں جس پر کہ وہ گامزن ہیں

آسمان و زمین اور پہاڑ و دریا ہر ایک نے اجازت چاہی کہ تم سبکو ہلاک کر دیں لیکن حضرتؐ نے قبول نہ کیا اس لیئے کہ خدا کے علم میں جس کا مسلمان ہونا گزر چکا ہے وُہ مسلمان ہوگا اور جو لوگ مسلمان نہ ہوں گے اُن کی صلبوں سے مسلمان پیدا ہونے والے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو خدا تم سب کو ہلاک کر دیتا۔ بیشک خدا تمہارے عبادت کرنے اور مطیع ہونے سے بے نیاز ہے لیکن چاہتا ہے کہ حجت تم پر پوری کر دے۔ یہ سُنکر ابوالبختری کو غصہ آیا اور اپنی تلوار لے کر جناب امیرؑ پر حملہ کیا ناگاہ اُس نے دیکھا کہ پہاڑوں نے اُس کی طرف رُخ کیا کہ اُس پر گر پڑیں اور زمین شگافتہ ہوئی تاکہ اُس کو نگل لے اور دریا کی موجیں اُس کی طرف بڑھیں کہ اس کو غرق کر دیں اور آسمان نزدیک ہؤا کہ اُس پر پھٹ پڑے۔ جب اُس نے یہ حالات دیکھے تلوار اُس کے ہاتھ سے گر پڑی اور وُہ بے ہوش ہوگیا۔ ابوجہلؔ نے کہا اُس پر صفرا غالب ہوگیا ہے اُس کا سر گھُوم گیا ہے۔ غرض یہ سب اُسی کے خیال میں لگ گئے۔ جب امیرالمومنینؑ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ جب تم ابوجہل ملعون سے گفتگو کر رہے تھے تو خدا نے تمہاری آواز اس قدر بلند کر دی کہ ملکوت سموات اور جنت کے باغوں تک پہنچی۔ خزینہ داران بہشت اور حُوریں کہنے لگیں کہ یہ کون ہے جو رسُولؐ خدا کی طرف داری میں کلام کر رہا ہے ایسے وقت میں جبکہ آپ کی قوم نے آپ کو وطن سے دُور کر دیا اور آپ کی تکذیب کی۔ اُس وقت خدا نے اُن سے خطاب فرمایا کہ یہ نائب محمدؐ ہے جس نے اُن کے بستر پر سو کر اپنی جان اُن پر نثار کر دی۔ یہ سُنکر خازنانِ جنت نے اشتیاق ظاہر کیا کہ پروردگار ہم کو ان کا خزینہ دار بنا دے۔ حُوریں چلائیں کہ خداوندا ہم کو ان کی زوجہ قرار دے۔ حق تعالےٰ نے اُن کے جواب میں فرمایا کہ میں نے تم کو اُس کے لیئے اور اُس کے دوستوں اور فرمانبرداروں کے لیئے پیدا کیا ہے وُہ خود تم کو اُنپر تقسیم کرے گا۔ اب تم راضی ہوئے؟ اُنہوں نے کہا ہاں اے پروردگار ہمارے ہم راضی ہیں۔

معتبر سندوں سے منقول ہے کہ جب کفار قریش کو معلوم ہؤا کہ جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سے چھُپ کر چلے گئے تو ان کی تلاش میں ہر طرف لوگوں کو بھیجا اور ابوجہل ملعون نے حکم دیا کہ مکہ کے اطراف میں منادی کرا دو کہ جو شخص محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ہمارے پاس پکڑ لائے یا ان کا پتہ ہم کو بتائے کہ وُہ کہاں ہیں اُس کو سَو اُونٹ دُوں گا۔ پھر ابوبکر ز خزاعی کو بُلایا جو ہر شخص کے نقشِ قدم کو پہچان لیتا تھا اور کہا اے ابوبکر ز آج کا دن تیرے کمال کے ظاہر ہونے کا ہے۔ اگر آج تُو نے یہ کام کیا تو ہم ہمیشہ تیرے ممنون رہیں گے۔ تو آنحضرتؐ کے قدموں کے نشانات پہچان کر بتاتا جا ہم اُن کے تعاقب میں چلیں تاکہ معلوم ہو کہ وُہ کہاں گئے ہیں۔ ابوبکر ز نے جب آنحضرتؐ کے نقشِ قدم کو دیکھا تو کہا یہ محمدؐ کے قدموں کے نشانات ہیں۔ یہ اُس پَیر کے نقش کی شبیہہ ہیں جو مقام ابراہیمؑ میں ہے یعنی آنحضرتؐ کے پَیر حضرت ابراہیمؑ کے پَیر سے مشابہ ہیں اور دوسرے نشانات یا تو ابو قحافہ کے پَیروں کے ہیں یا اُس کے بیٹے کے پَیروں کے ہیں۔ غرض ان لوگوں کو انہی نشانات کے ساتھ ساتھ غار کے دروازہ تک لایا۔ جب وُہ غار کے دروازہ پر پہنچے دیکھا کہ بحکم خدا اور باعجاز آنحضرتؐ مکڑی نے جالا تن رکھا ہے اور ایک جوڑہ کبوتر بیٹھا ہؤا ہے۔ دوسری روایت کے مطابق کبک نے گھونسلہ بنا رکھا ہے اور انڈے دیئے ہیں۔ یہ دیکھ کر وُہ بولے یہاں تک تو وُہ آئے ہیں لیکن اس غار کے اندر داخل نہیں ہوئے ہیں۔

اگر غار میں داخل ہوتے تو جالا ٹوٹ جاتا اور طیور اُڑ جاتے۔ یا آسمان پر چلے گئے یا زمین کے اندر سما گئے خدا نے ایک فرشتے کو بھیجا جو غار کے دروازہ پر آکر کھڑا تھا اُس نے کہا اس غار میں کوئی نہیں ہے ان دروں میں تلاش کرو۔ دوسری روایت کے مطابق جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غار میں داخل ہوئے آپؐ نے ایک درخت کو طلب فرمایا۔ وُہ غار کے دروازہ پر کھڑا ہوگیا۔ اور خداوند عالم نے کبوتر اور مکڑی کو بھیجا کہ اپنے اپنے گھر بنا لیں۔ ابن شہر آشوب کی روایت کے مطابق یہ کہ جب آنحضرتؐ اُس غار پر پہنچے اُس کا دروازہ بہت تنگ تھا کہ اُس میں داخل ہونا دشوار تھا۔ لیکن خدا کی قدرت سے وُہ اس قدر کشادہ ہوگیا کہ آپؐ اُونٹ پر سوار اُس میں چلے گئے پھر وُہ اسیطرح تنگ ہوگیا اور اُسی وقت بحکم خدا ایک درخت در غار پر اُگ آیا۔ عامہ نے روایت کی ہے کہ قریش کے خوف سے حضرت ابوبکرؓ بہت مضطرب ہوئے۔ آنحضرتؐ ان کو تسلی دیتے رہے جیسا کہ خدا نے قرآن میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ج (آیت سورۃ توبہ پ) اگر تم پیغمبرؐ کی مدد نہیں کرتے ہو تو (مت کرو) خدا نے اس کی مدد کی اُس وقت جبکہ مکہ کے کفار نے اس کو مکہ سے نکالا اور وُہ دو اشخاص تھے جبکہ دونوں غار میں تھے۔ تو آنحضرتؐ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ رو مت یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا تو خدا نے اپنی تسکین پیغمبرؐ پر نازل کی اور ایسے لشکر سے اُس کی مدد کی جس کو تم لوگوں نے دیکھا نہیں وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۚ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا (پ سورۃ توبہ آیت) اور خدا نے کافروں کی بات نیچی کر دکھائی اور خدا ہی کا بول بالا ہے اور وُہ بلند اور غالب ہے۔ حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ کلمۂ کافراں سے مراد ایمان سے بَری شخص کا غار میں کفر آمیز کلام ہے۔ خدا نے تسکین صرف پیغمبرؐ پر نازل فرمائی حالانکہ قرآن میں جس جس جگہ تسکین کے نزول کا ذکر آیا ہے خدا نے اس ذکر میں مومنوں کو بھی شامل کیا ہے لیکن یہاں چونکہ حضرتؐ کے ساتھ کوئی مومن نہ تھا اس لیئے تسکین صرف حضرتؐ کے لیئے مخصوص فرمائی[1]

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ یہی آیت اُس کے عدم ایمان پر کافی ہے جو رسُولؐ خدا کے ساتھ رہتے ہوئے خوفزدہ تھا۔ اور امیرالمومنینؑ شب تلواروں کے سایہ میں سوئے اور پروا نہ کی اور وُہ اس قدر آنحضرتؐ کے لیئے باعث تکلیف و آزار ثابت ہوئے کہ خدا نے سکینہ سے اُن کو محروم کر دیا جو لازمۂ ایمان و یقین ہے جیسا کہ بصائر الدرجات وغیرہ کتب میں امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر غار میں بہت بے چین و بیقرار ہوئے جناب رسُولؐ خدا نے ان کی تسکین و تشفی کے لیئے فرمایا کہ میں اس وقت جعفرؑ اور ان کے ہمراہیوں کو کشتی میں دیکھ رہا ہوں جو دریا میں چلی جا رہی ہے اور انصار کی جماعت کو دیکھ رہا ہوں جو اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں اور باتیں کر رہے ہیں وہ بولے اگر آپ دیکھ رہے ہیں تو مجھے بھی دکھائیے۔ حضرتؐ نے اپنا دست مبارک ان کی آنکھوں پر پھیرا۔ اب جو انہوں نے دیکھا تو حضرتؐ نے جو فرمایا تھا سچ پایا اور دل میں کہا کہ (باقی بر صفحہ)

[illegible] روایت ہے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جب مشرکین سید المرسلین کی تلاش میں روانہ ہوئے حضرت امیر المومنین علیہ السلام اس خوف سے کہ کوئی گزند آنحضرتؐ کو نہ پہنچائیں کوہ ثبیر پر چڑھ گئے اور آنحضرتؐ کوہ حرا پر تھے، حضرتؐ نے ان کو دیکھا اور پوچھا یا علیؑ کیا بات ہے عرض کی میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں کفار آپؐ کو کوئی ایذا نہ پہنچائیں اس لئے میں بھی آپؐ کے پیچھے آ گیا حضرتؐ نے فرمایا اپنا ہاتھ مجھے پکڑاؤ۔ اُدھر کوہ ثبیر بقدرت خدا اور باعجاز سید الانبیاء حرکت میں آیا اور کوہ حرا سے متصل ہو گیا حضرت سید الاوصیاءؑ نے کوہ حرا پر اپنا پیر رکھا اور کوہ ثبیر اپنی جگہ واپس چلا گیا۔

عیاشی نے حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت خدیجہؓ نے ہجرت سے ایک سال پہلے وفات پائی اور حضرت ابوطالبؑ نے خدیجہؓ کے ایک سال بعد ریاض جنت کی جانب انتقال فرمایا جب یہ دونوں حامی و مددگار سید المرسلینؐ سے جدا ہو گئے مکہ کی زمین آنحضرتؐ پر تنگ ہو گئی اور بہت اندوہناک اور قریش کے مظالم سے دلتنگ ہوئے اور جبریلؑ سے اپنے حال کی شکایت کی۔ حق تعالیٰ نے حضرتؐ کو وحی کی کہ اس شہر سے نکل جاؤ کیونکہ اس مقام کے لوگ ظالم ہیں اور مدینہ کی طرف ہجرت کرو کیونکہ مکہ میں اب تمہارا کوئی مددگار نہیں رہ گیا اور مشرکین سے جہاد کرو۔ اسوقت آنحضرتؐ نے مدینہ کی جانب ہجرت کی۔ اور شیخ طوسی و شیخ طبرسی نے معتبر سندوں کے ساتھ روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ تین روز غار میں ٹھہرے اور جناب امیرؑ حضرتؐ کی خدمت میں آب و طعام پہنچاتے رہے اور تین سواریاں آنحضرتؐ کے لیے اور حضرت ابوبکر اور [illegible] کے لیے جو راستہ جاننے والا تھا مہیا کیں۔ آنحضرتؐ نے امیر المومنینؑ کو مکہ میں چھوڑا تاکہ لوگوں کی امانتیں ادا کریں کیونکہ قریش ایام جاہلیت میں ہمیشہ آنحضرتؐ کو امانت و دیانت کے ساتھ پہچانتے تھے اور آپؐ کو محمد امین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے تھے اور حضرتؐ کے پاس امانتیں بہت رکھتے تھے اسیطرح جو شخص موسم حج میں مکہ آتا اپنی چیزیں امانت کے طور پر حضرتؐ کے پاس رکھ دیتا اور بعثت کے بعد بھی وہ سب آنحضرتؐ کو ایسا ہی سمجھتے تھے۔ حضرتؐ نے امیر المومنینؑ سے فرمایا کہ ہر صبح و شام باآواز بلند ندا کرتے رہو کہ جس شخص کی کوئی امانت آنحضرتؐ کے پاس ہو وہ آکر مجھ سے واپس لے لے۔ اور امانتیں علانیہ لوگوں کو واپس کرنا۔ اور اے علیؑ تم کو اپنی بیٹی پر اپنا نائب و

(بقیہ از صفحہ ۵۰۹) اب میں تصدیق کرتا ہوں کہ تو جادوگر ہے۔ اور قطب راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب کفار قریش غار کے نزدیک پہنچے ابوبکر کا اضطراب حد سے بڑھ گیا اور چاہا کہ باہر نکل آئیں اور ان سے مل جائیں جیسا کہ باطن میں ان کے ساتھ تھے اسی اثناء میں ایک قریشی غار کی طرف رُخ کر کے پیشاب کرنے بیٹھ گیا ابوبکر نے کہا اس شخص نے ہم کو دیکھ لیا حضرتؐ نے فرمایا خدا ہرگز دیکھنے نہ دے گا اگر وہ ہم کو دیکھتا تو ہمارے سامنے اپنی ستر نہ کھولتا۔ اور گھبراؤ نہیں خدا ہمارے ساتھ ہے، وہ لوگ ہم کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ لیکن جب ان باتوں سے بھی انکی بے چینی کم نہ ہوئی اور چاہا کہ باہر نکل آئیں حضرتؐ نے اپنے پائے اقدس کو غار کی دوسری جانب مارا اس طرف ایک دروازہ کھل گیا دیکھا کہ دریا پاس ہے اس میں کشتی تیار ہے حضرتؐ نے فرمایا اب خاموش ہو جاؤ اگر وہ لوگ اس دروازے سے غار میں داخل ہونگے ہم دوسرے اس دروازہ سے نکل جائیں گے اور کشتی میں سوار ہو جائیں گے۔ ناچار وہ چپ ہوئے۔

خلیفہ مقرر کرتا ہوں اور تم دونوں کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ اپنے واسطے اور فاطمہؑ زہرا اور اپنی ماں فاطمہؑ بنت اسد کے لیے اور بنی ہاشم میں سے ان لوگوں کے لیے جو ہجرت کرنا چاہیں سواریاں ضرور لینا۔ اس کے علاوہ اور بہت سی ہدایتیں فرمائیں اور کہا جب ان تمام امور سے فارغ ہو جانا خدا و رسولؐ کی جانب ہجرت کے لیے تیار ہو جانا۔ اور جب میرا خط تمہارے پاس پہنچے بلاتوقف روانہ ہو جانا۔ یہ تمام ہدایتیں فرما کر حضرتؐ مدینہ کی جانب متوجہ ہوئے۔ اور عبداللہ بن اریقط جب گوسفند چرانے غار کی طرف آیا حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ اگر میں اپنی جان تیرے سپرد کر دوں تو کیا تو اس کی حفاظت کرے گا اور ہم کو غیر معروف راستے سے مدینہ پہنچا دے گا؟ ابن اریقط نے کہا غار کے دروازہ پر مکڑی کے جالا تننے اور کبوتر کے گھونسلا بنا لینے سے میں نے جانا کہ آپؐ خدا کے رسولؐ ہیں اور آپؐ پر ایمان لایا۔ آپؐ کی حفاظت کروں گا اور جہاں آپ جائیں گے میں آپؐ کے ساتھ چلوں گا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں مدینہ جانا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا جان و دل سے منظور ہے۔ آپؐ کو ایسے راستہ سے مدینہ لے چلوں گا کہ کوئی آپؐ کو دیکھنے نہ پائے گا۔ غرض وہ مدینہ روانہ ہوئے۔ اور شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ سال بعثت کے [illegible] ماہ ربیع الاول کی تیرھویں تاریخ شب پنجشنبہ غار کی طرف روانہ ہوئے اسی رات امیر المومنینؑ آپؐ کے بستر پر سوئے۔ اور چودھویں شب کو غار سے مدینہ کی طرف چلے۔ راستہ میں بہت سے معجزات آنحضرتؐ سے ظاہر ہوئے جو معجزات کے ابواب میں مذکور ہو چکے۔ اور کلینی نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ غار سے مدینہ کی جانب متوجہ ہوئے قریش نے اعلان کیا کہ جو آنحضرتؐ کو ڈھونڈ لائے گا اس کو سو اونٹ انعام دیا جائیگا یہ سنکر سراقہ بن مالک بن جعشم آپؐ کی تلاش میں روانہ ہوا۔ وہ جب حضرتؐ کے قریب پہنچا حضرتؐ نے دعا کی کہ خداوندا مجھے سراقہ کے شر سے جس طرح تو چاہے محفوظ رکھ۔ تو سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ یہ دیکھتے ہی وہ گھوڑے سے نیچے کود پڑا۔ اور دوڑا ہوا حضورؐ کے پاس آیا اور کہا اے محمدؐ میں نے سمجھ لیا کہ یہ بلا آپ کی طرف سے آئی ہے۔ دعا فرمائیے کہ خدا میرے گھوڑے کو نجات دے۔ میں اپنی جان کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر آپؐ کو مجھ سے کوئی بھلائی نہ ہوئی تو کوئی برائی بھی نہ ہوگی۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے دعا کی تو خدا نے اُس کے گھوڑے کو نجات دی۔ پھر اُس نے آنحضرتؐ کے خلاف ارادہ کیا تو پھر اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں گڑ گئے۔ اسیطرح تین مرتبہ ہوا اور حضرتؐ نے دعا کی اور وہ رہا ہوا۔ تیسری مرتبہ اُس نے کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ میرے اونٹ میرے غلام کے ساتھ موجود ہیں۔ اگر آپ کو ضرورت ہو تو جو چاہیں لے لیں۔ میرا تیر اب نشانہ پر بیٹھ گیا۔ اب میں واپس جاتا ہوں اور آپ کی تلاش میں کسی کو نہ آنے دوں گا۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھ کو تیرے مال کی ضرورت نہیں ہے۔

قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے جب مدینہ کی طرف ہجرت کی راستہ میں اُم معبد کے خیمہ میں پہنچے اور اُس سے کچھ کھانے کو طلب فرمایا۔ اس نے کہا اس وقت تو میرے پاس کچھ نہیں ہے حضرتؐ نے اس کے خیمہ کے ایک طرف ایک گوسفند دیکھا جسکو لاغری اور کمزوری کے سبب چرانے نہیں بھیجا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا تم اجازت دیتی ہو کہ میں اس کا دودھ دوہوں۔ اس نے کہا اس کے دودھ نہیں ہوتا

اگر آپ چاہیں دوہیں۔ حضرتؐ نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا وُہ اُسیوقت حضرتؐ کے اعجاز سے موٹی ہوگئی۔ پھر دوبارہ ہاتھ پھیرا تو اس کے تھن لٹک گئے اور دُودھ سے بھر گئے بلکہ دُودھ ٹپکنے لگا۔ آپؐ نے ایک پیالہ مانگا اور دُودھ دوہنا شروع کیا یہانتک کہ سب سیراب ہوگئے۔ ام معبد نے یہ معجزہ دیکھا تو عرض کی یا حضرتؐ میرا ایک لڑکا ہے جو سات برس کا ہوگیا مگر ایک گوشت کے لوتھڑے کے مانند ہے نہ چلتا ہے نہ بولتا ہے، آپؐ اس کے لیئے دُعا فرمائیے۔ اور حضرتؐ کے پاس اس کو لائی۔ حضرتؐ نے ایک خرمہ اپنے دہن اقدس میں چبا کر اُس کے مُنہ میں دے دیا وُہ اُسیوقت حضرتؐ کے اعجاز سے اُٹھ کھڑا ہوا چلنے اور بات کرنے لگا۔ پھر آپؐ نے خرمہ کا بیج زمین میں بو دیا وُہ اُسی وقت اُگا، بڑھا، اور ایک بڑا درخت ہوگیا، اور اُس میں پھل لٹکنے لگے۔ اس میں جاڑا گرمی ہر موسم میں پھل لگتے تھے۔ پھر حضرتؐ نے اپنے ہاتھوں سے مکا کے چاروں طرف اشارہ کیا تو ہر طرف سبزہ اُگ آیا۔ پھر حضرتؐ وہاں سے روانہ ہوئے۔ اُس درخت میں ہمیشہ رطب موجود رہتے تھے یہانتک کہ حضرتؐ نے رحلت فرمائی تو پھل نکلنا بند ہوگیا۔ لیکن وُہ درخت ہمیشہ سرسبز رہا۔ جب امیرالمومنین علیہ السّلام شہید ہوئے اُس کی شادابی بھی جاتی رہی وُہ خشک ہوگیا۔ اور جب امام حسین علیہ السّلام شہید ہوئے تو اُس درخت سے خُون جاری ہوگیا۔ غرض جب اُم معبد کا شوہر جنگل سے واپس آیا اور یہ تمام عجیب وغریب حالات مشاہدہ کیئے تو دریافت کیا۔ اُس کی عورت نے تمام ماجرا بیان کیا اور کہا یہ اُسی مردِ قریشی کی برکت سے ہے۔ اُس کے شوہر نے کہا یہ وُہی بزرگ ہیں جنکا اہل مدینہ انتظار کر رہے ہیں۔ اور اب مجھ پر ظاہر ہوگیا کہ وُہؐ سچے ہیں۔ اور اپنے اہل وعیال کو لے کر مدینہ آیا اور مسلمان ہوُا۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جب جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ میں تشریف لائے پہلے مقام قُبا میں قبیلۂ عمرو بن عوف کے پاس قیام فرمایا۔ حضرت ابوبکر نے کہا یا حضرت مدینہ میں چلیئے کہ لوگ آپؐ کا انتظار کر رہے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تک میرا بھائی علیؑ اور میری بیٹی فاطمہؑ نہ آجائیں میں داخل مدینہ نہ ہوں گا۔ وُہ جس قدر اصرار کرتے تھے آنحضرتؐ اُسیقدر انکار فرماتے تھے۔ آخر حضرت ابوبکر آنحضرتؐ کو قُبا میں چھوڑ کر مدینہ چلے گئے۔ اُدھر حضرتؐ نے ابوواقد لیثی کے ہاتھ امیرالمومنینؑ کے پاس نامہ بھیجا کہ جلد از جلد میرے پاس آجائیں۔ جب حضورؐ کا یہ خط امیرالمؤمنینؑ کے پاس پہنچا آپ ہجرت کے لیئے تیار ہوگئے اور کمزور مومنین سے فرمایا کہ رات کے وقت ہلکے پھُلکے پوشیدہ طور سے نکل چلیں اور ذی طوی میں جمع ہوں۔ اور فاطمہ زہراؑ اور اپنی والدہ معظمہ فاطمہؑ بنت اسد اور فاطمہؑ بنت زبیر بن عبدالمطلب کو ہمراہ لے کر مکہ سے روانہ ہوئے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ دخترِ زبیر جس کا نام ضباعہ تھا اور ایمن اُم ایمن کا لڑکا رسُولؐ خدا کا آزاد کردہ ابوواقد کے ہمراہ جو حضرتؐ کا نامہ لایا تھا امیرالمومنینؑ کے ساتھ چلے ابوواقد عورتوں کے اُونٹوں کو تیز ہنکانے لگے حضرتؑ نے فرمایا اے ابوواقد عورتوں کے ساتھ نرمی کرو ان کے اُونٹوں کو آہستہ چلاؤ۔ کیونکہ عورتیں نازک اور کمزور ہوتی ہیں۔ ابوواقد نے کہا مجھے یہ خوف کہ مکہ سے مشرکین ہمارے تعاقب میں نہ آتے ہوں۔ آپؑ نے فرمایا خاطر جمع رکھو اور کوئی پروا نہ کرو۔ کیونکہ

جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے فرمایا ہے کہ اے علیؑ اُن سے تم کو ضرر نہیں پہنچے گا۔ غرض عورتوں کے اُونٹ آہستہ چلانے لگے۔ اور حضرتؑ ایک رجز پڑھ رہے تھے جس کا مطلب یہ ہے کہ "خدا کے سوا کوئی خدا اور مددگار نہیں لہذا کسی دُوسرے کی پروا مت کر کیونکہ خداوند عالم تیرے تمام امور کا کارساز ہے۔ جب حضرتؑ ضجنان پہنچے تو قریش کے دس سوار مسلح آپ کے پاس آئے جنکو کفار قریش نے تعاقب میں بھیجا تھا ان میں سے ایک حارث بن اُمیہ کا غلام تھا جس کو جناح کہتے تھے وُہ نہایت دلیر و بہادر تھا۔ امیرالمومنینؑ کی نگاہ اُنپر پڑی تو آپ نے ایمن اور ابوواقد سے فرمایا کہ اونٹوں کو بٹھا دو اور عورتوں کو ان پر سے اُتار لو۔ اور تلوار کھینچ کر ان سواروں کی جانب متوجہ ہوئے۔ ان کافروں نے حضرتؑ پر حملہ کیا اور کہا کہ تم سمجھتے ہو کہ ان عورتوں کو تم لے جاسکو گے۔ واپس لے چلو۔ حضرتؑ نے فرمایا اگر واپس نہ چلوں تو کیا کروگے؟ وُہ بولے تمہارا سر توڑ ڈالیں گے۔ یہ کہہ کر عورتوں کے اونٹوں کی طرف بڑھے تاکہ ان کو اٹھائیں۔ حضرتؑ نے ان کو ڈانٹا۔ جناح نے حضرتؑ پر تلوار ماری آپ نے اُس کا وار رد کرکے اُس کے شانہ پر وار کیا کہ وُہ کٹ کر گر پڑا۔ پھر حضرتؑ گھوڑے کی یال پر بیٹھ گئے اور بھوکے شیر کے مانند اُس گروہ پر جھپٹے اور یہ رجز پڑھ رہے تھے کہ راہِ خدا میں کوشش اور جہاد کرنے والے کا راستہ چھوڑ دو۔ بخدا سوائے خدائے یکتا کے کسی سے نہیں ڈرتا ہوں۔ آخر وُہ کفار یہ کہہ کر پلٹ گئے کہ اے فرزند ابوطالب ہم سے ہاتھ اُٹھا لو ہم کو تم سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا اب تو مدینہ کی جانب اپنے برادر محترم رسُولِ خداؐ کی خدمت میں علانیہ جاتا ہوں۔ جو یہ چاہتا ہو کہ اُس کے خُون سے زمین سیراب ہو وُہ میرے نزدیک آئے۔ پھر ایمن اور ابوواقد سے فرمایا کہ اُونٹوں کو کھڑا کرو اور چلو اور نہایت شکوہ و دبدبہ کے ساتھ روانہ ہوئے اور ضجنان میں قیام فرمایا۔ ایک رات اور ایک دن وہاں ٹھہرے۔ تمام رات حضرتؑ مع آن طاہرہ خواتین کے ساتھ نماز میں مشغول رہے اور خدا کو یاد کرتے رہے کبھی کھڑے ہوکر، کبھی بیٹھے ہوئے اور کبھی لیٹے ہوئے۔ اسی حال میں رات بسر کی۔ صبح ہوئی تو نماز صبح سے فارغ ہوکر اُونٹوں کو تیار کیا اور دوسری منزل کو چلے۔ اسیطرح تمام راہ اور منزلوں پر عبادت و ذکر خدا کرتے ہوئے مدینہ منوّرہ پہنچے اور اُن کے پہنچنے سے پہلے خداوند عالم نے ان کی شان میں یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ o بیشک زمین وآسمان کی خلقت میں اور رات ودن کے آنے جانے میں عقل والوں کے لیئے نشانیاں ہیں۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ o (پ۴۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۹۰ و ۱۹۱) (وُہ صاحبانِ عقل وُہ ہیں) جو اُٹھتے بیٹھتے اور اپنے پہلوؤں کے بل لیٹے ہوئے آسمان و زمین کی خلقت میں غور و فکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پالنے والے ان سب کو تُونے عبث اور بیکار نہیں پیدا کیا ہے۔ اور تُو پاک ہے اس سے کہ کوئی شے عبث و بیکار پیدا کرے ہم کو جہنم کی آگ سے بچا۔ رَبَّنَا اِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (پ۴۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۹۲) پالنے والے جسکو تُونے جہنم میں داخل کردیا تو اس کو رسوا کردیا

اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ (پ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۹۳) پالنے والے بیشک ہم نے ندا دینے والے کی آواز سُنی جو ایمان کی طرف دُنیا والوں کو بُلا رہا تھا کہ اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لائے۔ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیوں کو مٹا دے اور ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ محشور فرما۔ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (آیت ۱۹۴ سورۃ مذکور) خداوندا ہم کو وُہ دہشت اور ابدی نعمتیں عطا فرما جس کا تُونے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ سے وعدہ فرمایا ہے اور روز قیامت ہم کو ذلیل و رُسوا مت کرنا بیشک تُو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی بَعْضُکُمْ مِّنْ بَعْضٍ تو خدا نے ان کی دُعائیں قبول کیں اور فرمایا کہ میں مردوں اور عورتوں میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضایع نہیں کرتا۔ فرمایا کہ مرد سے مُراد امیرالمؤمنینؑ اور عورت سے مراد جناب فاطمہؑ زہرا (صلوات اللہ علیہم) ہیں۔ اور دُوسری روایت کے مطابق دونوں فاطمہ ہیں۔ اور بعض تم میں سے دوسرے بعض کے بارے میں فرمایا کہ بعض سے مراد علیؑ دوسرے بعض سے مراد فاطمہؑ یا بعض سے فاطمہؑ دوسرے بعض سے علیؑ یا بعض سے علیؑ دوسرے بعض سے تینوں فاطمہؑ یا تینوں فاطمہؑ اور دوسرے بعض سے علیؑ مراد ہیں۔ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُکَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ (پ۴ آیت ۱۹۵ سورۃ مذکور) جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے شہر سے نکالے گئے اور میری راہ اور فرمانبرداری میں ستائے گئے اور کافروں سے جنگ کی اور مارے گئے بیشک ہم ان کے گناہوں کو مٹا دیں گے اور یقیناً ہم بہشت کے باغوں میں اُن کو داخل کریں گے جنکے درختوں یا قصروں کے نیچے نہریں جاری ہوں گی یہ ہے اجر خدا کی طرف سے ان کے لئے اور خدا کے پاس بہترین اجر ہے۔ روایات معتبرہ میں وارد ہوا ہے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مدینہ کو ہجرت کی غریب مسلمان جو مکہ میں مشرکین کے ظلم و ستم میں گرفتار تھے ایک ایک کر کے بھاگ بھاگ کر آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچتے رہے اور جس پر مشرکوں کو قابو حاصل ہو جاتا اُس کو اذیتیں پہنچاتے مار ڈالتے اور کلمۂ کفر اور آنحضرتؐ کو بُرا کہنے پر مجبور کرتے۔ ان میں سے عمارؓ، ان کے والد بزرگوار یاسرؓ اور ان کی مادر گرامی سمیہؓ اور صہیبؓ اور بلالؓ اور خبابؓ نے جب ہجرت کا ارادہ کیا تو مشرکین نے ان کو پکڑ لیا اور کلمۂ کفر و ناسزا کہنے پر مجبور کیا۔ عمارؓ نے جب یہ سمجھ لیا کہ اگر ان کی خواہش کے مطابق وُہ کلمات نہیں کہتے تو مار ڈالے جاتے ہیں تو جو کچھ وُہ کہلانا چاہتے تھے تقیہ کے طور پر کہہ دیا لیکن ایمان ان کے دل میں مضبوط تھا اور ان کے باپ ماں نے نہیں کہا تو ان کو انتہائی تکلیفوں سے شہید کر دیا۔ اور بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جو اسلام میں شہید ہوا وُہ عمارؓ کے والدین تھے۔ جب عمارؓ کا حال مدینہ میں لوگوں نے سُنا کچھ لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ عمار کافر ہو گئے۔ آنحضرتؐ

نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے۔ عمارؓ کے رگ و ریشہ میں ایمان پیوست ہے ان کے خون اور گوشت میں ایمان ملا ہوا ہے جب عمارؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے بہت روئے۔ حضرتؐ نے پوچھا تم پر کیا حادثہ گزرا عرض کی یارسُولؐ اللہ میرا حال ناگفتہ ہے۔ مجھ سے وُہ لوگ دست بردار نہیں ہوئے جب تک میں نے آپؐ کو ناسزا نہیں کہا اور ان کے بتوں کی تعریف نہیں کی۔ حضرتؐ نے ان کے آنسو اپنے ہاتھوں سے پونچھے اور فرمایا تم پر کوئی الزام نہیں اگر پھر ایسا واقعہ درپیش آئے تو پھر ایسے ہی کہنا۔ اور کلینی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے عمارؓ بن یاسر کو مکہ والوں نے کلمۂ کفر کہنے پر مجبور کیا۔ اُن کا دل ایمان سے بھرپور تھا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی اِلَّا مَنْ اُکْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ (پ۱۴ آیت ۱۰۶ سورۃ النحل) (لیکن جو لوگ مجبور کئے جائیں اور ان کا دل ایمان سے مطمئن ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمارؓ اگر کفار پھر تم سے ایسا کہلائیں تو پھر کہہ دینا کیونکہ خداوند عالم نے تمہارے لیئے عُذر نازل فرما دیا ہے۔

۲۸
اٹھائیسواں باب
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدینہ طیبہ میں ہجرت کر کے آنا، مسجدیں تعمیر کرنا، ہجرت کے سالِ اوّل کے تمام حالات

شیخ طبرسی اور ابن شہر آشوب وغیرہم نے روایت کی ہے کہ بیعت عقبہ کے تین مہینے بعد آنحضرتؐ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور روز دوشنبہ بارھویں ربیع الاوّل کو داخلِ مدینہ ہوئے۔ انصار ہر روز مدینہ سے باہر نکل کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کیا کرتے تھے۔ اس روز بھی اپنی عادت کے مطابق آئے اور انتظار کر کے نا اُمید ہو گئے تو واپس چلے گئے۔ جب وُہ لوگ اپنے اپنے گھر پہنچ گئے تو آنحضرتؐ مسجد شجرہ کے مقام پر پہنچے اور قبیلہ بنی عمرو بن عوف سے دریافت کیا اور ان کی طرف متوجہ ہوئے تو یہودیوں میں سے ایک شخص نے اپنے قلعہ کے اُوپر سے دیکھا کہ تین سوار اُن کی طرف آ رہے ہیں مسلمانوں کو پکار کے کہا کہ تم لوگ جنکا انتظار کرتے تھے وُہ آ گئے۔ تمہارے بخت بلند اور طالع ارجمند نے تمہاری طرف رُخ کیا۔ جب یہ خبر مدینہ میں شائع ہوئی مرد عورتیں اور بچے شاد و خرم مدینہ کے باہر دوڑتے ہوئے آئے۔ ادھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بموجب حکم خدا قبا کی جانب متوجہ ہوئے اور وہیں قیام فرمایا۔ عمرو بن عوف کے قبیلہ کے لوگ آنحضرتؐ کے گرد جمع ہوئے اور بہت اظہار مسرت کیا۔ آنحضرتؐ ایک مرد صالح نابینا کے گھر میں مقیم ہوئے جن کا نام کلثوم تھا۔ اوس کے قبیلہ والے بھی

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دوڑے ہوئے پہنچے۔ چونکہ اوس وخزرج کے درمیان مدتوں سے جنگ کا سلسلہ رہا اس لیئے خزرج کے قبیلہ والوں میں سے کوئی خوف کے سبب باہر نہ نکلا۔ جب حضرتؐ نے حاضرین کو دیکھا اُن میں کوئی خزرج کا نظر نہ آیا۔ رات ہوئی تو حضرت ابوبکر آنحضرتؐ سے جُدا ہوکر مدینہ چلے آئے۔ حضرتؐ کلثوم کے گھر میں قبا ہی میں مقیم رہے۔ جب آنحضرتؐ نماز مغرب وعشائے فارغ ہوئے تو اسعد بن زرارہ ہتھیار لگائے ہوئے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلام کیا اور عذر خواہی کی اور کہا کہ یا رسُولؐ اللہ مجھے یہ گمان بھی نہ تھا کہ سنوں گا کہ حضورؐ اس مقام پہ آگئے ہیں اور میں حاضر نہ ہوں گا۔ لیکن ہمارے اور ہمارے بھائیوں یعنی قبیلہ اوس کے درمیان عداوت چلی آرہی ہے' اس سبب سے مجھے خوف ہؤا کہ کوئی ناگوار بات نہ ہو جائے اس واسطے میں حاضر خدمت نہیں ہؤا۔ لیکن ضبط نہ ہوسکا آخر اس وقت بیتاب ہوکر حاضر خدمت ہؤا ہوں۔ حضرتؐ نے یہ سُنکر قبیلہ اوس سے خطاب فرمایا کہ تم میں کوئی ہے جو اس کو امان دے ان لوگوں نے کہا یا رسُولؐ اللہ ہماری امان حضورؐ کی امان میں ہے آپ خود ان کو امان دے دیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا نہیں تم میں سے کوئی شخص امان دے۔ یہ سُنکر عویم بن ساعدہ اور سعد بن خثیمہ نے کہا ہم امان دیتے ہیں۔ غرض وُہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آنے لگے۔ حضرتؐ کے پاس بیٹھتے تھے، حضرتؐ کے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے یہانتک کہ آنحضرتؐ مدینہ میں تشریف لائے۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ آپؐ نے جب ہجرت کی آپ کی عمر ترپن سال کی تھی۔ تین روز آپ غار میں مقیم رہے۔ ایک روایت ہے کہ چھ روز وہاں ٹھہرے۔ اور بارہ ربیع الاول دوشنبہ کے دن۔ ایک روایت کے مطابق گیارہ ربیع الاوّل کو مدینہ میں پہنچے اور یہ ہجرت کا پہلا سال تھا لیکن ہجرت کے سال کی ابتدا محرم سے قرار دی گئی ہے۔ پہلے حضرتؐ قبا میں ٹھہرے اور کلثوم بن ہدم کے مکان میں قیام فرمایا۔ اُس کے بعد خثیمہ اوسی کے مکان میں منتقل ہوگئے۔ تین روز یا بارہ روز کے بعد جبکہ امیر المومنینؑ آگئے تو مدینہ میں تشریف لائے۔ قبا میں آپ نے ایک مسجد تعمیر کی جبکہ آپ وہاں مقیم تھے۔ مدینہ کے مسلمان آپ کے استقبال کے لیئے جایا کرتے تھے۔ ہجرت کے ایک ماہ چند روز کے بعد نمازیں زیادہ ہونے لگیں۔ آٹھ مہینے کے بعد آپ نے مسلمانوں کے درمیان مواخاۃ قائم کی اور ایک کو دوسرے کا بھائی بنادیا۔ اِسی سال اذان مقرر ہوئی۔

کلینی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ سعد بن مسیب نے امام زین العابدینؑ سے دریافت کیا کہ امیر المؤمنین جس روز مسلمان ہوئے اُن کی عمر کیا تھی۔ حضرتؑ نے فرمایا خاموش وُہ کبھی کافر نہ تھے جس روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رسالت پر مبعوث ہوئے جناب امیرؑ دس سال کے تھے وُہ اُس روز بھی کافر نہ تھے۔ لیکن بظاہر خدا ورسولؐ پر ایمان لانے میں اور نماز پڑھنے میں تمام اشخاص پہ تین سال پہلے سبقت کی تین سال بعد دوسرے لوگ ایمان لائے اور سب سے پہلے آنحضرتؐ کے ساتھ جو نماز پڑھی وُہ ظہر کی دو رکعت تھی۔ ابتداء میں دو ہی رکعت واجب ہوئی تھی اور دس سال تک مسلمان مکہ میں دو ہی رکعت پڑھا کرتے تھے۔ یہانتک کہ ہجرت کرکے مدینہ آئے۔ آنحضرتؐ نے جناب علی مرتضےؑ کو چند امُور کے

انجام دینے کے واسطے مکہ ہی میں چھوڑ دیا تھا جنکو سوائے اُن کے کوئی انجام نہیں دے سکتا تھا۔ حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثت کے تیرھویں سال پہلی ماہِ ربیع الاوّل روز دوپنجشنبہ کو مکہ سے روانہ ہوئے اور روز دوشنبہ بارھویں ربیع الاول زوال آفتاب کے وقت مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور قُبا میں قیام فرمایا اور نمازِ ظہر وعصر دو دو رکعت بجالائے۔ آپ نے قبیلۂ بنی عمرو بن عوف کے پاس قیام فرمایا اور دس روز سے زیادہ مقیم رہے۔ ایک روایت میں ہے کہ پندرہ روز ٹھہرے تھے۔ ان لوگوں نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ اگر آپ ہمارے ساتھ رہنے کا قصد رکھتے ہوں تو ہم آپ کے لیے ایک مسجد تعمیر کریں۔ آپؐ نے فرمایا میں یہاں ہمیشہ قیام نہیں کروں گا میں علیؑ بن ابی طالبؑ کے آنے کا انتظار کر رہا ہوں۔ میں نے اُن کو ہدایت کی ہے کہ مجھ سے آکر جلد ملیں۔ میں کسی منزل پہ مستقل قیام نہ کروں گا اور نہ کسی مقام کو اپنا وطن بناؤں گا جبتک وُہ میرے پاس نہ آجائیں اور انشاء اللہ جلد آتے ہونگے۔ جب امیر المومنین آئے اُس وقت آپؐ عمرو بن عوف کے مکان میں مقیم تھے۔ پھر آنحضرتؐ اُسی وقت امیر المومنینؑ کو ساتھ لے کر بنی عوف کے پاس آگئے۔ وُہ دن جمعہ کا تھا' آفتاب طلوع ہو رہا تھا۔ آپ نے اُن لوگوں کے لیئے ایک مسجد کی تعمیر کے لیئے خطوط ونشانات قائم کئے اور قبلہ کی تعیین فرمائی۔ اُسی مسجد میں دو رکعت نماز جمعہ ادا کی اور خطبہ پڑھا اور اُسی روز مدینہ میں داخل ہوئے۔ حضرتؐ اُسی ناقہ پر سوار تھے حضرت علیؑ ہر مقام پر آپؐ کے ساتھ ساتھ تھے حضرتؐ سے ایک آن کے لیئے بھی جُدا نہ ہوتے تھے۔ حضرتؐ انصار کے جس قبیلہ کی طرف سے گزرتے تھے وُہ لوگ استقبال کرتے اور التجا کرتے کہ حضورؐ اُنہی کے پاس قیام فرمائیں۔ حضرتؐ فرماتے تھے کہ میرے ناقہ کی راہ چھوڑ دو وُہ پروردگارِ عالم کی طرف سے مامور ہے وُہ جس طرف چاہے گا ناقہ جائے گا۔ حضرتؐ نے اس کی مہار چھوڑ دی تھی۔ آخر وُہ اس مقام پہ پہنچا۔ امامؑ نے مسجدِ رسولؐ کے دروازہ کی طرف اشارہ کیا کہ جہاں میتوں کی نمازیں لوگ پڑھتے ہیں، وہاں ناقہ ٹھہرا اور بیٹھ گیا۔ اپنے سینہ کو زمین سے ملا دیا۔ حضرتؐ ناقہ سے اُترے۔ ابوایوب انصاریؓ سب سے پہلے بڑھ کر حضرتؐ کے اسباب وسامان اپنے گھر اُٹھاتے گئے۔ حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے مکان میں قیام فرمایا یہانتک کہ مسجد کی تعمیر ہوئی۔ آنحضرتؐ اور امیر المومنینؑ کے مکانات تیار ہوئے اور آپ حضرات اپنے اپنے مکانوں میں مقیم ہوئے۔ ان تمام حالات میں حضرت علیؑ آپؐ کے ساتھ رہے اور کبھی جُدا نہ ہوئے۔ راوی نے امامؑ سے پوچھا کہ آپ پر فدا ہوں ابوبکرؓ بھی آنحضرتؐ کے ساتھ تھے جبکہ آپ مدینہ میں وارد ہوئے تو وُہ کس مقام پر آپ سے جُدا ہو گئے تھے۔ امامؑ نے فرمایا کہ جب آنحضرتؐ نے قُبا میں قیام فرمایا تھا اور جناب امیرؑ کے آنے کا انتظار کر رہے تھے ابوبکر نے اصرار کیا کہ مدینہ چلیئے اہل مدینہ آپ کے آنے سے بہت خوش ہیں اور آپ کا انتظار کر رہے ہیں آپ علیؑ کا انتظار نہ کیجئے وُہ ایک مہینہ تک نہ آئیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا ایسا نہیں ہے وُہ بہت جلد آئیں گے میں ہرگز اس مقام سے حرکت نہ کروں گا جبتک کہ میرا بھائی میرا فدائی' میرے اہلبیتؑ میں میرا سب زیادہ محبوب نہ آجائے۔ اس نے مجھ پر اپنی جان فدا کی ہے میرے بستر پر سویا ہے۔ یہ سنکر ابوبکر کو

غصہ آگیا۔ وُہ کبیدہ خاطر ہوئے اور علیؑ کی جانب سے ان کے دل میں بڑا سخت حسد پیدا ہوگیا اور پہلی عداوت تھی جو علیؑ کے حق میں پیغمبرِ خدا کے لیئے ظاہر ہوئی اور یہ آنحضرتؐ کی پہلی مخالفت تھی جو اُن سے ظاہر ہوئی۔ اسی سبب سے غصہ ہوکر حضرتؐ سے جُدا ہوئے اور مدینہ میں چلے آئے۔ حضرتؐ قبا میں مقیم رہے اور امیر المؤمنینؑ کے آنے کا انتظار کرتے رہے۔ راوی نے پُوچھا کس وقت جناب رسُولِؐ خدا نے حضرت فاطمہؑ کو حضرت علیؑ سے تزویج کیا۔ امامؑ نے فرمایا کہ ہجرت کے ایک سال بعد مدینہ میں۔ اُس وقت جناب فاطمہؑ نو۹ سال کی تھیں۔ اور فرمایا کہ بعثت کے بعد جناب خدیجہؓ کے بطن سے جناب رسُولِؐ خدا کی کوئی اولاد سوائے جناب فاطمہؑ کے نہ ہوئی۔ اور جناب خدیجہؓ نے ہجرت سے ایک سال پہلے دُنیا سے رحلت فرمائی اور جناب ابوطالبؑ نے اُن کے ایک سال بعد دار فانی کو رُخصت کیا۔ جب یہ دونوں ہستیاں دُنیا سے رخصت ہوگئیں تو آنحضرتؐ دل تنگ ہوئے اور آپ پر سخت خوف غالب ہؤا اور اپنے متعلق مشرکین قریش سے خطرہ زیادہ محسوس ہؤا۔ جناب جبریلؑ سے اس کی شکایت کی تو خداوند عالم نے آپؐ کو ہجرت کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس شہر سے نکل جاؤ کیونکہ یہاں کے رہنے والے ظالم ہیں۔ مدینہ کو ہجرت کرو کیونکہ اب مکّہ میں تمہارا کوئی مددگار نہیں رہا۔ پھر مشرکوں سے جہاد کرو۔ اُس وقت آنحضرتؐ نے ہجرت کی۔ راوی نے پوچھا کس وقت لوگوں پر اس طرح نمازیں واجب ہوئیں جس طرح اس وقت پڑھی جاتی ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا مدینہ میں جس وقت کہ آپؐ کی تبلیغ ظاہر ہوئی اور اسلام کو تقویت حاصل ہوئی۔ خداوند عالم نے مسلمانوں پر جہاد واجب کیا اور حضرتؐ نے بحکمِ خدا نمازوں میں سات رکعتوں کا اضافہ کیا۔ نمازِ ظہر و عصر و عشا میں دو دو رکعتیں اور نماز مغرب میں ایک رکعت کا۔ اور نمازِ صبح بدستور قائم رہی جس طرح شروع میں واجب ہوئی تھی۔ کیونکہ دن کے فرشتے آسمان سے زمین پر جلد آتے ہیں اور رات کے فرشتے جلد آسمان پر زمین سے جاتے ہیں۔ غرضکہ شب و روز دونوں کے فرشتے جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نمازِ صبح میں حاضر ہوتے تھے۔ اسی سبب سے خدا نے فرمایا ہے کہ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا (پ۱۵ آیت۷۸ سورۃ بنی اسرائیل) حضرتؑ نے فرمایا کہ مطلب یہ ہے کہ نمازِ صبح کے وقت مسلمانوں کے نزدیک اعمال شب کے لکھنے والے فرشتے اور دن کے اعمال لکھنے والے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

دوسری معتبر سند کے ساتھ روایت ہے کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ مسجد قُبا میں نمازیں بہت پڑھو کیونکہ وُہ سب سے پہلی مسجد ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ آتے وقت نماز پڑھی تھی اور دُوسری حدیث حسن میں فرمایا کہ جس مسجد کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے کہ پہلے ہی روز جس کی بنیاد تقوٰے اور پرہیزگاری پر رکھی گئی وُہ مسجد قُبا ہے۔ اور دُوسری صحیح حدیث میں فرمایا کہ جب جناب رسُولِؐ خدا مدینہ میں پہنچے مدینہ کے گرد اپنے پائے اقدس سے خط کھینچا یا قدم سے نشان بنایا اور فرمایا کہ خداوندا جو شخص مدینہ کے مکانات فروخت کرے تو اُس کو برکت مت عطا فرما۔

شیخ طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ قبیلۂ اوس اور قبیلۂ خزرج اسلام لانے سے پہلے بہت

بُت رکھتے تھے۔ ان کی پرستش کرتے تھے ان کے ہر بڑے شخص کے گھر میں ایک بُت ہوتا جس کو خوشبو لگاتے اور اُس کے لیئے جانوروں کو قربان کرتے اور اُس کے سامنے سجدہ کرتے۔ جب انصار میں سے بارہ اشخاص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی اور مدینہ واپس آئے تو بتوں کو اپنے اپنے گھروں سے نکال پھینکا" اور جو لوگ ان کی اطاعت کرتے تھے انہوں نے بھی اپنے گھروں سے بتوں کو پھینک دیا۔ اور جب ستّر اشخاص نے بیعت کی اور مدینہ آئے اور اسلام کی اشاعت ہوئی تو لوگوں نے بتوں کو توڑ ڈالا۔ اور آنحضرتؐ کے مدینہ میں تشریف لانے کے بعد سعد بن ربیع اور عبداللہ بن رواحہ اہل خزرج کے درمیان گشت کرتے اور جہاں جو بُت دیکھتے توڑ ڈالتے اور امیر المؤمنینؑ کے آنے کے ایک روز یا دو روز بعد جناب رسُولِؐ خدا ناقہ پر سوار ہوکر مدینہ کی جانب متوجہ ہوئے۔ وُہ جمعہ کا دن تھا۔ قبیلہ بنی عمرو بن عوف نے اکٹھا ہوکر عرض کی یا رسُول اللہ ہمارے یہاں قیام فرمائیے ہم صاحبان قوت و جلالت اور شوکت و شان والے ہیں اپنی جان و مال سے آپ کی حمایت کریں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ میرے ناقہ کو چھوڑ دو کہ وُہ خود وہاں ٹھہر جائے گا جہاں خدا نے اس کو حکم دیا ہے۔ جب اوس و خزرج کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ آنے کی خبر ہوئی مسلح ہوہو کر سب کے سب آنحضرتؐ کے استقبال کو دوڑے اور آنحضرتؐ کے ناقہ کے گرد جمع ہوئے۔ حضرتؐ جس قبیلہ کے پاس پہنچتے تھے وُہ لوگ حضرتؐ کا استقبال کرتے اور آپؐ کے ناقہ کی مہار پکڑ کر التجا کرتے کہ حضرتؐ اُنہی کے یہاں قیام فرمائیں۔ اور حضرتؐ اُن سے یہی فرماتے کہ ناقہ خدا کی طرف سے مامور ہے۔ جب آنحضرتؐ قبیلۂ بنی سالم کے پاس پہنچے زوال کا وقت شروع تھا۔ ان لوگوں نے حضرتؐ کے آنے سے پہلے ایک مسجد تعمیر کرلی تھی۔ انہوں نے بھی حضرتؐ سے قیام کی خواہش کی مگر ناقہ مسجد کے دروازہ پر رُکا تو آنحضرتؐ اُترے اور مسجد میں داخل ہوئے۔ خطبہ پڑھا اور سو۱۰۰ اشخاص کے ساتھ نمازِ جمعہ پڑھی۔ پھر باہر آئے اور ناقہ پر سوار ہوئے اور ناقہ کی مہار چھوڑ دی۔ ناقہ بحکم خدا چل رہا تھا۔ جب آنحضرتؐ عبداللہ بن ابی کے پاس سے گزرے اُس نے حضرتؐ سے قیام کی خواہش نہ کی اور اپنے ناک پر کپڑا رکھ لیا کیونکہ انصار کے ہجوم کے سبب غبار کثرت سے اُڑ رہا تھا اور کہا آپ یہاں مت ٹھہریں بلکہ اُنہی لوگوں کی طرف جائیں جو آپؐ کی مدد و نصرت میں مشغول ہیں اور اس شہر میں آپ کو بُلایا ہے اُنہی کے یہاں قیام فرمائیں۔ تو خدا نے آنحضرتؐ کے اعجاز کے لیئے اُس کے قبیلہ کے لوگوں پر چیونٹیوں کو مسلط فرمایا جنہوں نے ان کے گھروں کو خراب و بیکار کردیا وُہ لوگ دوسرے محلہ میں بھاگ گئے۔ غرض اُس ملعون کی یہ بات سُنکر سعد بن عبادہ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ آپ اس خبیث کی باتوں کا کچھ خیال نہ کیجیئے کیونکہ آپ کے آنے سے پہلے ہم لوگوں نے اتفاق کرلیا تھا کہ اس کو اپنا بادشاہ بنائیں گے۔ چونکہ آپؐ کی تشریف آوری کے سبب ہم نے یہ ارادہ ختم کردیا اس لیئے وُہ حسد کے سبب سے ایسی باتیں کررہا ہے۔ یا رسُولؐ اللہ آپ ہمارے پاس قیام فرمائیں آپؐ کو لشکر، مال، قوت اور شوکت جس شے کی ضرورت ہو سب کچھ آپؐ کے لیئے حاضر ہے۔ حضرتؐ نے کسی کی بات کی طرف التفات نہ فرمایا۔ حضرتؐ کا ناقہ روانہ تھا چلتے چلتے اُس مقام پر ٹھہرا جہاں اب حضرتؐ کی مسجد ہے۔ اُس وقت صرف چہار دیواری گھری ہوئی تھی جو خزرج کے قبیلہ کے دو یتیموں کی زمین تھی جن کی

کفالت اسعد بن زرارہ کرتے تھے۔ ناقہ ابوایوبؓ کے دروازہ پر بیٹھ گیا جن کا نام خالد بن زید تھا حضرتؐ ناقہ سے اُترے اُس محلہ کے لوگ حضرتؐ کے گرد جمع ہوئے اور ہر ایک چاہتا تھا کہ حضرتؐ اُسی کے گھر میں قیام فرمائیں لیکن ایوبؓ کی ماں نے سبقت کرکے حضرتؐ کا سامان واسباب اپنے گھر پہنچا دیا۔ جب لوگوں نے زیادہ اصرار کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ آدمی اپنے سامان کے ساتھ ہوتا ہے اور ابوایوبؓ کے گھر میں داخل ہوگئے اور اسعد بن زرارہؓ حضورؐ کے ناقہ کو اپنے گھر لے گئے۔ اور ابن شہر آشوب نے جناب سلمانؓ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں پہنچے تو لوگ آنحضرتؐ کے ناقہ کی مہار سے لپٹ گئے تاکہ حضرتؐ کو اپنے گھر لے جائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا ناقہ کو چھوڑ دو کہ وُہ مامور ہے جس کے گھر کے دروازہ پر ٹھہرے گا میں اُسی کے گھر قیام کروں گا۔ چونکہ وُہ ابوایوبؓ انصاری کے دروازہ پر ٹھہرا۔ ابوایوبؓ نے اپنی ماں کو پکارا مادرِ گرامی دروازہ کھولو کہ سیدؐ بشیر اور ربیعہ اور مضر میں سب سے بلند مرتبہ رسولؐ مجتبےٰ جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے ہیں۔ ان کی ماں نابینا تھیں۔ دروازہ کھولا اور بولیں اے کاش میری آنکھیں ہوتیں کہ میں اپنے مولا کی زیارت کرتی۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے اپنے دستِ مبارک کو اُن کے چہرہ پر پھیرا وُہ اُسی وقت بینا ہوگئیں۔ یہ پہلا معجزہ تھا جو مدینہ میں آنحضرتؐ سے ظاہر ہوا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ مدینہ میں یہودیوں کے تین خاندان آباد تھے بنو قریضہ، بنو نظیر اور بنی قیقاع۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے یہ تینوں ملعون گروہ حضرتؐ کی خدمت میں آئے اور پوچھا اے محمدؐ ہم کو کس چیز کی دعوت دیتے ہو۔ فرمایا یہ کہ خدا کی وحدانیت کی گواہی دو اور میرے رسولؐ ہونے کا اقرار کرو۔ میں وُہ ہوں جس کا وصف توریت میں ہے اور علماء نے تم کو اس کی خبر دی ہے کہ مکہ سے اس سنگستانِ مدینہ کی طرف ہجرت کروں گا۔ اور تمہارے ایک عالم نے جو شام سے آیا تھا تم کو آگاہ کیا تھا اور کہا تھا کہ میں نے شراب اور لذتیں ترک کردی ہیں اور عیش ونشاط زائل ہوگیا ہے اس سبب سے کہ ایک پیغمبرؐ اس سنگستان میں مبعوث ہوگا۔ وُہ مکہ سے نکلے گا اور اس شہر کی جانب ہجرت کرکے آئے گا۔ وُہ آخری پیغمبرؐ ہوگا اور سب سے بہتر ہوگا۔ خچر پر سوار ہوگا پُرانے لباس پہنے گا اور سوکھی روٹیوں پر قناعت کرے گا۔ اُس کی آنکھوں میں سُرخی ہوگی دونوں شانوں کے درمیان مُہرِ نبوت ہوگی وُہ اپنی تلوار کاندھے پر رکھے گا اور جہاد کرے گا اور کسی کی پروا نہ کرے گا۔ وُہ بہت خوش مزاج ہوگا اُس کی بادشاہی وہاں تک ہوگی جہانتک گھوڑوں کے پیر پہنچ سکتے ہیں۔ یہودیوں نے کہا ہم نے یہ سب سُنا ہے اور اس لیئے آئے ہیں کہ آپؐ سے صلح کریں اس بات پر کہ نہ ہم آپؐ کے ساتھ ہوں گے، نہ آپ کے دُشمنوں کے ساتھ ہوں گے۔ اور یہ شرط کرتے ہیں کہ آپ کے دشمنوں کی مدد نہ کریں گے اور آپ کے اصحاب کو اذیت نہ پہنچائیں گے اور آپ ہمارے ساتھیوں سے کوئی تعرض نہ کریں گے یہانتک کہ ہم دیکھیں کہ آپؐ کا اور آپ کی قوم کا معاملہ کہانتک پہنچتا ہے۔ آنحضرتؐ نے اُن لوگوں کی یہ شرطیں منظور فرمالیں اور ایک عہدنامہ آنحضرتؐ اور اُن لوگوں میں سے ہر ایک کے درمیان لکھا گیا کہ حضرتؐ کے دشمنوں کی مدد نہ کریں گے اور کسیطرح آنحضرتؐ کو تکلیف نہ پہنچائیں گے نہ زبان سے نہ ہاتھوں سے، نہ

ہتھیاروں سے نہ ظاہر بظاہر نہ پوشیدہ طور سے نہ رات میں نہ دن کو۔ اور خدا کو اس پر گواہ بھی کیا۔ اور یہ بھی لکھا کہ اگر مذکورہ اُمور میں سے ایک بھی عمل میں لائیں گے تو ان کا خون، ان کی عورتوں اور فرزندوں کا قید کرنا اور ان کے اموالِ غنیمت میں لے لینا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حلال ہوگا۔ بنی نظیر کی جانب سے جس نے یہ سب اقرار کیا حی بن اخطب تھا۔ جب وُہ اپنے گھر واپس آیا تو اُس کے بھائیوں نے پوچھا کہ محمدؐ کو کیسا پایا اُس نے کہا وُہ وہی ہیں جنکے اوصاف ہم نے کتابوں میں پڑھے ہیں اور علماء سے سُنے ہیں لیکن ہمیشہ میں اُن کا دشمن ہی رہوں گا اس لیئے کہ اُن کے سبب سے پیغمبری فرزندانِ اسحاق میں سے فرزندانِ اسمٰعیلؑ میں منتقل ہوگئی اور ہم کبھی فرزندانِ اسمٰعیلؑ کی اطاعت نہیں کرسکتے۔ اور جس نے بنی قریظہ کی طرف سے عہدنامہ لکھا وُہ کعب بن اسد تھا اور جس نے بنی قیقاع کی طرف سے لکھا وُہ مخیریق تھا جس کے پاس مال و دولت اور باغات سب سے زیادہ تھے۔ اُس نے اپنی قوم سے کہا تم جانتے ہو کہ یہ وُہی پیغمبرؐ ہیں۔ آؤ چل کر اُن پر ایمان لائیں اور توریت و قرآن دونوں سے فیض حاصل کریں۔ لیکن اُس کی قوم راضی نہیں ہوئی۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عرصہ میں ابوایوبؓ انصاری کے مکان ہی میں اصحاب کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ پھر اسعد بن زرارہ سے فرمایا کہ اس زمین کو میرے واسطے خرید لو۔ اسعد نے یتیموں سے جنکی زمین تھی یہ خواہش کی تو انہوں نے کہا کہ یہ زمین حضرتؐ کی نذر ہے قیمت کی ضرورت نہیں ہے لیکن حضرتؐ نے فرمایا میں بغیر قیمت نہیں لینا چاہتا۔ آخر دس اشرفیوں کے عوض اس کو خرید فرمایا اور اُس میں اینٹیں تیار کرائیں اور اس کی بنیاد نیچے گہری کھدوا کر پتھر سے بھروادی اور صحابہ سے فرمایا کہ مدینہ کے ٹیلوں سے پتھر لائیں خود بھی حضرتؐ اُن کے ساتھ شریک ہوئے۔ اسید خضیرؓ نے دیکھا کہ حضرتؐ ایک بھاری پتھر اُٹھائے ہوئے ہیں عرض کی یارسولؐ اللہ مجھے دے دیجئے کہ میں لے چلوں۔ فرمایا دوسرا پتھر اُٹھا لاؤ۔ غرض نیو زمین کے برابر بھری گئی۔ پھر اُس پر سے اینٹوں کی دیوار تعمیر کی گئی۔ کلینی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مسجد کی دیوار پہلے ایک اینٹ کی اُٹھائی۔ جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوئی اور لوگوں نے مسجد کی توسیع کی خواہش کی تو پھر دیواریں ڈیڑھ اینٹ چوڑی تعمیر کی گئیں۔ جب مسلمانوں کی تعداد اور بڑھی اور حضرتؐ سے توسیع کی استدعا کی گئی تو پھر دو اینٹ چوڑی دیواریں اُٹھائی گئیں۔ گرمی کے زمانہ میں جب اُس کی شدت ہونے لگی لوگوں نے عرض کی یارسولؐ اللہ اگر اجازت ہو تو ہم مسجد پر چھت بنائیں تاکہ گرمی سے محفوظ ہوسکیں۔ حضرتؐ نے اجازت دے دی تو اس کے کھمبے خرما کے کھڑے کیئے گئے اور اس کی چھت لکڑیوں، پتیوں اور اذخر گھاس سے تیار کی گئی اور اُس کے سایہ میں بسر کرتے رہے یہانتک کہ بارش کا موسم آیا اور پانی چھت سے ٹپکنے لگا تو لوگوں نے حضرتؐ سے خواہش کی کہ اس پر مٹی ڈالدیں تاکہ پانی نہ ٹپکے۔ حضرتؐ نے فرمایا نہیں بلکہ لکڑی پر لکڑی رکھ کر میں نے باندھ دیا ہے اس سے زیادہ نہیں کرسکتا۔ غرض آنحضرتؐ کی مسجد آپؐ کی رحلت کے وقت تک اسی طرح قائم رہی۔ جبتک مسجد میں چھت نہیں پڑی تھی اس کی دیواریں قدِ آدم تک تھیں۔ جب دیوار کا سایا

ایک ہاتھ ہوتا تو نمازِ ظہر بجالاتے تھے؛ جب دو ہاتھ سایا ہو جاتا تو نمازِ عصر ادا فرماتے تھے۔

شیخ طبرسی اور دوسرے محدثین نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد کی تعمیر سے فارغ ہوگئے تو آپؐ کے اور آپؐ کے اہلبیتؑ اور تمام مہاجرین کے لیئے مسجد کے گرد مکانات بنائے گئے ہر ایک نے اپنے مکانات کے ایک ایک دروازے مسجد کی طرف قائم کر دیئے۔ اور جناب حمزہؓ کے لیئے بھی ایک مکان کا خط کھینچ دیا گیا۔ اور اُس کا دروازہ بھی مسجد کی طرف کھولا گیا۔ حضرتؐ نے اپنے مکان کے برابر امیرالمومنینؑ کا ایک مکان بنایا اُس کا دروازہ بھی مسجد کی طرف قائم فرمایا۔ لوگ اپنے گھروں سے نکل کر مسجد میں آجاتے تھے۔ آخر جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا یا رسولؐ اللہ خدا نے آپ کو حکم دیا ہے کہ جن لوگوں نے مسجد میں دروازہ قائم کیا ہے آپ ان کو حکم دیں کہ وُہ اپنے دروازے بند کر دیں کسی ایک کا دروازہ مسجد کی طرف باقی نہ رہے سوائے آپؐ کے اور علی مرتضےٰؑ کے دروازوں کے۔ کیونکہ علیؑ کے لیئے وُہ حلال ہے جو آپ کے لیئے حلال ہے۔ صحابہ اس حکم سے کبیدہ خاطر ہوئے۔ جناب حمزہؓ کے دل میں بھی ایک طرح کا ملال پیدا ہو گیا کہ کس سبب سے علیؑ کا دروازہ قائم رکھا اور میرا دروازہ بند کر دیا حالانکہ وُہ مجھ سے کمسن ہیں اور میرے بھائی کے لڑکے ہیں۔ حضرتؐ نے اُن سے فرمایا کہ اے چچا اس واقعہ سے غمگین نہ ہوجیئے میں نے خود ایسا نہیں کیا ہے بلکہ خدا کے حکم سے کیا ہے۔ اور علیؑ کے دروازہ کو کھلا رکھا۔ یہ سُنکر جناب حمزہؓ نے کہا میں خدا اور رسولؐ کے لیئے اس امر پر راضی ہوں اور مجھے منظور ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں روایت ہے کہ جب اسلام مدینہ میں شائع ہوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ کی طرف ہجرت سے پہلے انصار نے کہا کہ یہودیوں کا ہفتہ میں ایک دن مقرر ہے جس میں وُہ جمع ہوتے ہیں اور وُہ روز شنبہ ہے۔ اور نصاریٰ کا بھی ہفتہ میں ایک دن مقرر ہے۔ جس میں وُہ جمع ہوتے ہیں اور ان کا وُہ دن یکشنبہ ہے۔ ہمارے لیئے بھی ایک دن ہونا چاہیئے جس میں عبادت کے لیئے اکٹھے ہوں اور خدا کا شکر کریں۔ لہذا حضرتؐ نے مسلمانوں کے واسطے روز جمعہ کو مقرر کیا جس کو اُس زمانہ میں عروبہ کہتے تھے۔ اُس روز اسعدؓ بن زرارہ کے پاس سب مسلمان جمع ہوتے تھے وُہ ان کے ساتھ نماز پڑھتے اور وعظ و نصیحت کرتے۔ اور چونکہ اُس روز جمع ہوتے تھے اس لیئے اس کا نام جمعہ رکھا۔ اسعدؓ اس روز گوسفند ذبح کرتے اور دوپہر اور شام کا کھانا کھلاتے تھے چونکہ اُس وقت تعداد کم تھی۔ اس کے بعد آیۂ جمعہ نازل فرمائی۔ اور وُہ پہلا جمعہ تھا جو اسلام میں مقرر ہوا۔ اور آنحضرتؐ نے سب سے پہلے جمعہ جو منعقد کیا وُہ تھا کہ جب مدینہ کی طرف ہجرت کی اور قُبا میں قیام فرمایا تو وُہ دوشنبہ کا دن تھا اور سہ شنبہ و چہارشنبہ اور پنجشنبہ تک وہاں ٹھہرے اور جمعہ کے دن مدینہ میں آئے اور مسجد بنی سالم میں نماز جمعہ ادا فرمائی جو وادی کے بیچ میں ہے۔

کتب معتبرہ میں مذکور ہے کہ ہجرت کے پہلے سال کے واقعات میں ایک واقعہ بھیڑیئے کا آنحضرتؐ کی نبوّت کی شہادت دینا ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا۔ اسی سال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید بن حارث اور ابو رافع کو مکہ بھیجا تاکہ سودہ بنت زمعہ آنحضرتؐ کی زوجہ اور آنحضرتؐ کی لڑکیوں کو

لائیں۔ اسی سال حضرت عائشہؓ کو آپؐ نے تزویج کیا، اسی سال نمازوں میں اضافہ ہوا، اسی سال حضرتؐ نے مسلمانوں کے درمیان برادری قائم کی اور خود علیؑ بن ابی طالب کے بھائی بنے۔ حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مومنوں اور مہاجروں کے درمیان بھائی چارا قرار دیا تو لوگ نسب اور رشتہ کے سبب سے نہیں بلکہ اپنے ایمانی بھائیوں کا ترکہ پاتے تھے۔ جب اسلام کو تقویت حاصل ہوئی تو خدا نے آیتِ میراث نازل فرمائی اور وُہ حکم منسوخ ہو گیا۔ اور بیان کرتے ہیں کہ اُس زمانہ میں عاشورِ محرّم کا روزہ واجب ہوا۔ اسی سال جناب سلمانؓ مسلمان ہوئے جیسا کہ اس کے بعد ذکر آئے گا۔ اسی سال عبداللہ بن سلام جو علمائے یہود میں سے تھے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چند سوالات کیئے۔ اور واقع کے مطابق جوابات سُنکر مسلمان ہوئے۔ اور کہا یا رسولؐ اللہ یہودی جھوٹے اور بہتان بکنے والے ہیں اگر میرا مسلمان ہونا سُنیں گے تو مجھ پر بھی بہتان لگائیں گے لہذا مجھ کو اُن سے پوشیدہ رکھیئے۔ اور میرے بارے میں اُن سے پُوچھیئے قبل اس کے کہ میرا اسلام لانا اُن پر ظاہر ہو۔ حضرتؐ نے اُن کو چھُپا دیا اور یہودیوں کو طلب فرمایا اور پُوچھا عبداللہ بن سلام تم میں کیسا شخص ہے۔ وُہ بولے ہم میں سب سے بہتر اور سب سے بہتر کا فرزند ہے، اور ہم میں سب سے بلند اور سب سے بلند مرتبہ کا فرزند ہے، اور ہمارا عالم ہے اور ہمارے عالم کا بیٹا ہے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر وُہ مسلمان ہو جائے تو تم لوگ بھی مسلمان ہو جاؤ گے؟ وُہ کہنے لگے کہ خدا اس کو اس امر سے اپنی پناہ میں رکھے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا اے عبداللہ باہر آجاؤ۔ عبداللہ اُن کے سامنے آگئے اور کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ دیکھ کر یہودیوں نے کہا کہ وُہ ہم میں سب سے بدتر اور سب سے بدتر کا فرزند، ہم میں سے سب سے زیادہ جاہل اور جاہل ترین شخص کا بیٹا ہے۔ اسی سال اذان مقرر ہوئی۔ اسی سال براء ابن معرور جو نقیبوں میں سے ایک نقیب تھے برحمتِ الٰہی واصل ہوئے۔ اور اسعد بن زُرارہ نے بھی جو ایک نقیب تھے وفات پائی۔ کلثوم بن ہدمؓ کی بھی وفات اسی سال ہوئی۔ اور مشرکینِ مکہ میں سے عاص بن وائل اور ولید بن مغیرہ بھی اسی سال جہنم واصل ہوئے۔

انتیسواں باب ۲۹

غزوات کے نادر حالات اور بدرِ کبریٰ تک کے غزوات کا ذکر

بسندہائے صحیح و حسن و معتبر حضرت امام جعفر صادق اور امام علی نقی علیہما السلام سے منقول ہے،

کہ اگر کوئی کسی اہم کام کے لیئے منّت مانے کہ کثیر رقم صدقہ کروں گا تو اس کو چاہیئے کہ اسّی درہم تصدق کرے
اس لیئے کہ خداوند عالم نے قرآن میں جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنوں سے خطاب فرمایا
ہے وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ یعنی خدا نے تمہاری کثیر موقعوں پر مدد کی ہے۔ حضرتؑ
نے فرمایا کہ ہم نے اُن مواقع کو شمار کیا جن میں آنحضرتؐ نے مشرکوں سے جہاد کیا تھا اور خدا نے حضرتؐ
کی مدد کی تھی تو وہ اسّی موقعے تھے۔ اور شیخ طبرسیؒ نے مجمع البیان میں روایت کی ہے کہ جن غزوات
میں آنحضرتؐ بنفس نفیس موجود تھے وہ چھبیس غزوے ہیں۔ سب سے پہلا غزوہ ابوا تھا پھر غزوہ بواطہ،
غزوہ عشیرہ، غزوہ بدر اولیٰ، غزوہ بدر کبریٰ، غزوہ بنی سُلیم، غزوہ سویق، غزوہ ذی امر، غزوہ اُحد، غزوہ
بحران، غزوہ اسد، غزوہ بنی نضیر، غزوہ ذات الرقاع، غزوہ بدر اخیرہ، غزوہ دومۃ الجندل، غزوہ خندق،
غزوہ بنی قریظہ، غزوہ بنی لحیان، غزوہ بنی قرد، غزوہ بنی مصطلق، غزوہ حدیبیہ، غزوہ خیبر، فتح مکہ، غزوہ
حنین، غزوہ طائف اور غزوہ تبوک تھے۔ ان میں سے نو غزوات میں حضرتؐ نے خود جہاد کیا۔ پہلا غزوہ
بدر کبریٰ جو ہجرت کے دوسرے سال ۱۷ ماہ رمضان روز جمعہ کو واقع ہوا۔ دوسرا غزوہ احد ہے جو ہجرت کے
تیسرے سال ماہِ شوال میں ہوا۔ تیسرا و چوتھا غزوہ خندق و بنی قریظہ۔ جو چوتھے سال ماہ شوال میں ہوئے
پانچواں غزوہ بنی المصطلق ہے جو سال پنجم ماہِ شعبان میں ہوا۔ چھٹا غزوہ خیبر ہے جو ہجرت کے چھٹے سال ہوا
ساتواں غزوہ فتح مکہ ہے جو آٹھویں سال ماہِ رمضان میں ہوا۔ آٹھواں اور نواں غزوہ حنین و طائف جو ہجرت کے
آٹھویں سال ماہ شوال میں ہوئے اور جن لڑائیوں میں حضرتؐ نے لشکر بھیجے اور خود تشریف نہیں لے گئے
وہ چھتیس ہیں [1]

کلینی نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جب ہم جنگ کرتے ہیں تو ہمارا شعار جنگ
کے درمیان یا محمدؐ یا محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوتا ہے اور جنگ بدر و اُحد میں صحابہ کا شعار یَا نَصْرَ اللّٰہِ
اِقْتَرِبْ تھا یعنی اے خدا کی مدد قریب ہو۔ جنگ بنی النضیر میں یَا رُوْحَ الْقُدُسِ اَرِحْ تھا اے روح
القدس راحت دے۔ جنگ بنی قینقاع میں یَا رَبِّ لَا يَغْلِبَنَّكَ تھا پروردگار کفار تیرے لشکر پر غالب
نہ ہونے پائیں۔ جنگ طائف میں یَا رِضْوَانُ تھا حنین کی جنگ میں یا بنی عبد اللہ تھا۔ جنگ احزاب
میں حٰمٓ لَا يُبْصِرُوْنَ تھا۔ جنگ بنی قریظہ میں یَا سَلَامُ اَسْلِمْهُمْ تھا جنگ مریسیع میں جس کو جنگ
بنی مصطلق بھی کہتے ہیں اَلَا اِلَى اللّٰهِ الْاَمْرُ تھا۔ جنگ حدیبیہ میں اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ
تھا۔ جنگ خیبر میں یَا عَلِیُّ اٰتِهِمْ مِنْ عَلٍ تھا۔ فتح مکہ میں نَحْنُ عِبَادُ اللّٰهِ حَقًّا تھا۔ جنگ تبوک
میں یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ تھا۔ جنگ بنی الملوح میں اَمِتْ اَمِتْ تھا اور جنگ صفین میں یَا نَصْرَ اللّٰہِ تھا

[1] قول مؤلف حدیث میں بعض معمولی واقعات بھی محسوب ہوئے ہیں جنکو میں نے شمار میں نہیں لیا ہے جیسا کہ بعض
متفرق حدیثوں کے تذکرہ میں انشاء اللہ مذکور ہوگا۔ ۱۲ [2] مؤلف فرماتے ہیں کہ شعار وہ الفاظ ہیں جو لڑائی میں بار بار زبان
پر جاری کیئے جاتے ہیں تاکہ گرد و غبار کی تاریکی میں ایک دوسرے کو پہچانیں اور دشمن کے لشکر والے اور اپنی فوج والے شناخت ہو سکیں۔ ۱۲

اور امام حسین علیہ السلام کا شعار یَا مُحَمَّد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تھا وہی شعار ہمارا ابھی ہے۔ اور کلینی
نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ اہل مدینہ کا ایک گروہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر
ہوا۔ حضرتؐ نے اُن سے پُوچھا کہ جنگ میں تمہارا شعار کیا ہے انہوں نے کہا حرام ہے۔ فرمایا کہ اپنا شعار
حلال کو قرار دو۔ دوسری روایت میں ہے کہ جنگ بدر میں مسلمانوں کا شعار یا منصور اُمت تھا۔ اُحد
کی لڑائی میں مہاجرین یَا نَبِیَّ اللّٰہِ یَا عَبْدَ اللّٰہِ یَا بَنِیْ عَبْدَ الرَّحْمٰن کہتے تھے اور قبیلۂ
اوس والے یَا بَنِیْ عَبْدَ اللّٰہِ کہتے تھے۔

احادیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کوئی لشکر کسی دشمن کی طرف بھیجتے تھے تو ان کے لیئے دعا کرتے تھے اور لشکر کے سرداروں کو
ان کے ماتحتوں کے ساتھ طلب فرماکر اپنے پاس بٹھاتے اور سردار کو خود اس کے اور اس کے لشکر کے
بارے میں تقویٰ اور پرہیزگاری کی ہدایت فرماتے۔ پھر ہر ایک سے تاکید فرماتے کہ خدا کا نام لے کر اور اس
سے مدد طلب کرتے ہوئے جاؤ اور خدا و رسولؐ کی خوشنودی کے لیئے جہاد کرو ہر اُس شخص کے ساتھ جو خدا
کا منکر ہے، اور مکر و فریب مت کرو۔ غنیمت سے کچھ مت چراؤ اور کافروں کو قتل کرنے کے بعد اُن کے
ہاتھ، پیر اور آنکھ ناک اور دوسرے اعضا مت قطع کرو۔ اور بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کو مت قتل کرو
اور نہ راہبوں کو جو عبادتخانوں میں بیٹھے ہوں یا غاروں اور پہاڑوں میں خلوت گزین ہوں اور نہ درختوں
کو کاٹو سوائے ان کے جن سے تم کو دُشواری اور زحمت ہو۔ اور مسلمانوں میں کوئی کسی کافر کو امان دیدے
تو وہ تمام مسلمانوں کی طرف سے امان میں ہو گیا اُس کو چھوڑ دو تاکہ خدا کے کلام کو سُنے۔ اگر وہ تمہارے
دین کا تابع ہو جائے تو وہ دین میں تمہارا بھائی ہے اور اگر انکار کرے تو اُس کے جائے پناہ میں اُس
کو پہنچا دو اور اُس کے قتل پر خدا سے مدد کے طلبگار رہو۔ اور دُوسری روایت میں فرمایا خُرمے کے درختوں
کو مت جلاؤ اور پانی میں غرق مت کرو، پھل دار درختوں کو مت کاٹو، زراعت کو آگ مت لگاؤ۔ ممکن ہے
کہ تم اُس کے محتاج و ضرورتمند ہو۔ حلال جانوروں کے پیروں کو مت کاٹو جبتک کہ ان کے کھانے کی
ضرورت نہ ہو۔ جب مسلمانوں کے دُشمنوں کا مقابلہ ہو تو پہلے ان کو تین امور کی دعوت دو۔ اگر ایک
بات بھی مان لیں تو قبول کرو اور اُن کو چھوڑ دو۔ سب سے پہلے ان کو اسلام کی دعوت دو اگر وہ مُسلمان
ہو جائیں تو ان کو دار السلام کی جانب ہجرت کا مشورہ دو۔ اگر وہ ہجرت نہ کرنا چاہیں اور اپنے شہر میں رہنا
ہی پسند کریں تو اعراب کے مانند ہوں گے جنکو غنیمت سے حصہ نہ ملے گا جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں۔ اگر
وہ دعوتِ اسلام قبول نہ کریں تو اُن کو جزیہ دینے کی شرط پیش کرو۔ اگر وہ اہل کتاب سے ہوں کہ وہ اپنے
ہاتھ سے ذلت و خواری کے ساتھ جزیہ دیں۔ اگر وہ یہ شرط قبول کریں تو اُن سے دست بردار ہو جاؤ۔ اگر اُن میں
سے کوئی بات نہ مانیں تو خدا سے مدد طلب کرو اور اُن سے جہاد کرو۔ اگر کبھی اہل قلعہ کا محاصرہ کرو اور
وہ تم سے خواہش کریں کہ خدا کے احکام پر قلعہ سے باہر آئیں تو قبول کرو بلکہ اپنے میں کسیکو حاکم بنالو
شائد تم کو ان کے بارے میں حکم خدا کا علم نہ ہو۔ اور اگر تم ان کو امان دو تو اپنی امان کے ساتھ امان دو خدا و

رسولؐ کی امان کے ساتھ امان مت دو۔ اور جناب امیرؑ سے بسند معتبر روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکوں کے پانی میں زہر مت ملاؤ۔ بسند موثق جناب صادقؑ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے کبھی کسی دشمن پر شبخون نہیں مارا۔ جناب صادقؑ سے بسند موثق روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ کے لشکر کی تعداد جنگ بدر میں تین سو تیرہ اور جنگِ خندق میں نو سو تھی۔

حدیث معتبر میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کے ذریعہ سے جب خیبر کو حاصل کیا، زمین و باغ اور کھیتوں کو شراکت میں اہلِ خیبر کو دے دیا کہ اُن سے جو کچھ حاصل ہو نصف مسلمانوں کا حصّہ ہوگا اور نصف کے حقدار وُہ خود ہوں گے۔ اُس اپنے نصف میں سے زکوٰۃ عشر اور نصف عشر دیں۔ اور جب اہل طائف مسلمان ہوئے تو اُن پر زکوٰۃ عشر اور نصف عشر کے سوا اور کچھ مقرر نہ فرمایا۔ اور مکہ معظمہ میں جب قوت کے ساتھ داخل ہوئے تو وہاں کے سب باشندے اسیر ہوئے حضرتؐ نے سب کو آزاد کر دیا اور فرمایا جاؤ میں نے تم سب کو رہا کر دیا اور معاف کیا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کا لشکر کافروں سے جنگ کے لیئے روانہ فرمایا۔ جب وُہ لشکر واپس آیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ مرحبا۔ معمولی جہاد سے تو تم فارغ ہو گئے لیکن تم پر جہادِ اکبر ابھی باقی ہے۔ پُوچھا جہادِ بزرگ کیا ہے؟ فرمایا نفسِ امارہ کے ساتھ جہاد کہ اس کو اس کی خواہشات سے روکو۔ وُہ تمام جہادوں سے دشوار ہے۔

دُوسری معتبر سند کے ساتھ اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیہاتی عربوں کے ساتھ اس شرط پہ صلح کی کہ وُہ اپنے مکانوں میں رہیں ہجرت نہ کریں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اگر کوئی جہاد کا موقع آئے تو اُس میں شریک تو ہوں گے مگر ان کو مالِ غنیمت سے حصّہ نہ ملے گا۔ اور بسند موثق اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ عورتوں کو اپنے ساتھ جنگ میں لے جاتے تھے کہ مردوں کی مرہم پٹی کریں گی لیکن ان کو غنیمت میں حصّہ نہ ملے گا مگر تھوڑی سی عطا بخشش کے طور پر دے دیا کرتے تھے۔

دُوسری معتبر حدیث میں روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگوں نے قولِ حق تعالےٰ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (پ آیت سورۃ انفال) کی تفسیر دریافت کی یعنی کافروں کے لیئے مہیا کرو طاقت جو تم سے ہو سکے۔ حضرتؐ نے فرمایا اس سے مراد تیراندازی ہے۔ دُوسری معتبر حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ جناب رسولِ خداؐ گھوڑے اور اونٹ اس شرط پہ دوڑاتے تھے کہ جو کچھ اُس سے حاصل ہو جہاد پر صرف کریں۔ اور آیۂ کریمہ اور احادیث میں وارد ہوا ہے کہ ابتدا میں جہاد کے لیئے مقرر تھا کہ سو مسلمان ہزار کافروں کے مقابلہ میں کھڑے ہوں اور میدان سے بھاگیں نہیں پھر خدا نے اُن پر فضل کیا اور اُس حکم کو منسوخ فرما دیا اور سو مسلمانوں کو دو سو سے مقابلہ کرنا مقرر فرمایا، اور بھاگنے کی ممانعت فرمائی۔ لیکن اگر دُشمن زیادہ ہوں تو اختیار دیا کہ مقابلہ کریں یا بھاگ جائیں۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر حبہ عرنی سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حقیبہ کو نامہ لکھا جو عرب کے رئیسوں میں سے تھا اُس نے اپنے ڈول کی تہہ میں اُس خط کو سی دیا۔ اُس

کی لڑکی نے کہا کہ عرب کے سب سے بہتر اور سردار کے نامہ کی تم نے یہ قدر کی بہت جلد کسی سخت بلا میں مبتلا ہو گے۔ ناگاہ حضرتؐ کا لشکر اُس پر حملہ آور ہوا۔ وُہ بھاگا۔ اُس کا قلیل وکثیر تمام سامان لشکر والوں نے لُوٹ لیا۔ آخر وُہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا دیکھ یہ ہے جو کچھ تیرا مال و سامان تھا مسلمانوں نے آپس میں تقسیم نہیں کیا، لے جا۔

کلینی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلۂ خشعم کی طرف لشکر بھیجا۔ جب وُہ اُن کے قریب پہنچا انہوں نے نماز کے ذریعہ پناہ حاصل کی مسلمانوں نے اس کی کوئی پروانہ کی اور اُن میں سے بعضوں کو قتل کر دیا۔ جب یہ خبر آنحضرتؐ کو پہنچی آپؐ نے حکم دیا کہ قتل ہونے والوں کی نصف دیت اُن کی نماز کے سبب سے ادا کریں۔ اور فرمایا کہ میں بیزار ہوں ہر اُس مسلمان سے جو دارالحرب میں مشرکوں کے ساتھ رہے۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ سب سے پہلا لشکر جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین کی طرف بھیجا وُہ تھا جس میں حمزہؓ بن عبدالمطلب کو تیس سواروں کے ساتھ مقام جہنیہ کے دریا کے کنارے بھیجا تھا۔ آپ ابو جہل لعین کے مقابلہ پر پہنچے جس کے ساتھ ایک سو تیس مشرکین تھے۔ مجدی بن عمرو درمیان میں پڑ گیا اور معاملہ رفع دفع کر دیا اور بغیر جنگ کے جناب حمزہؓ واپس آئے۔ پھر جناب رسولِ خداؐ ماہِ صفر میں جو ہجرت کا بارھواں مہینہ تھا قریش اور بنی ضمرہ کے ساتھ جنگ کے لیئے متوجہ ہوئے ابواط تک پہنچے اور بغیر جنگ کے واپس آئے۔ یہ سب سے پہلا جہاد تھا جس میں آنحضرتؐ خود گئے تھے۔ اور ماہ ربیع الاول میں عبیدہ بن الحرث کو ساٹھ مہاجرین کے ساتھ جس میں انصار میں سے ایک شخص بھی نہ تھا مشرکین سے جنگ کے لیئے روانہ کیا اور سب سے پہلا عَلَم جو حضرتؐ نے تیار کیا اسی جہاد میں کیا۔ ابو عبیدہ سے مشرکین کے ساتھ احیا کے مقام پر مقابلہ ہوا جن کا سرغنہ ابو سفیان تھا۔ ایک نے دوسرے پر چند تیر پھینکے اور بس۔ پھر ماہ ربیع الثانی میں حضرتؐ خود قریش کے ساتھ جہاد کے لیئے تیار ہوئے اور بواط کے مقام تک پہنچے اور بغیر جنگ کے واپس آئے۔ پھر حضرتؐ غزوہ عشیرہ کے لیئے نکلے قافلۂ قریش سے مقابلہ کے ارادہ سے عشیرہ تک پہنچے جو ینبع میں ایک موضع ہے اور تمام ماہ جمادی الاوّل اور جمادی الثانی کے چند ایام وہاں ٹھہرے اور بنی مدلج اور قبیلہ ضمرہ کی اولاد سے صلح کر کے واپس آئے۔ عمار یاسرؓ سے روایت کی گئی ہے وُہ کہتے ہیں میں حضرت امیرالمومنینؑ کے ہمراہ غزوۂ عشیرہ میں تھا۔ حضرتؑ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابوالیقظان آؤ بنی مدلج کے حالات چل کر دیکھیں کہ وُہ اپنے چشمہ پر کس طرح کام کرتے ہیں۔ میں حضرت کے ساتھ اُن کے قریب گیا اور کچھ دیر دیکھتا رہا کہ ہم پر نیند غالب آگئی اور ہم نخلستان میں جا کر خاک پر سو رہے۔ ناگاہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو بیدار کیا۔ جناب امیرؑ کے جسم سے خاک جھاڑ رہے تھے اور فرماتے تھے ابو تراب اُٹھو اور فرمایا کہ اے ابو تراب میں تم کو شقی ترین مردم سے آگاہ کروں۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی ہاں یا رسولؐ اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا شقی ترین مردم سرخک ثمود تھا جس نے ناقۂ صالحؑ کو پے کیا اور اس اُمت کا شقی ترین وُہ شخص ہے جو تم کو اس جگہ ضربت لگائے گا۔ اور اپنے دستِ اقدس کو آنحضرتؐ کے

فرقِ مبارک پر رکھا اور فرمایا کہ اس کے خون سے اس کو تر کر دے گا اور حضرتؐ کی داڑھی مبارک پر ہاتھ پھیرا پھر غزوۂ عشیرہ سے مدینہ کی جانب واپس آئے۔ اور دس روز نہ گذرے تھے کہ کرز بن حارث فہری اہلِ مدینہ کے چوپائیوں اور مویشیوں کو حملہ کر کے ہنکا لے گیا۔ حضرت اُس کی تلاش و تعاقب میں نکلے اور صفوان کی وادی تک پہنچے جو بدر کے قرب وجوار میں ہے۔ اسی غزوہ کو غزوۂ بدر اولےٰ کہتے ہیں۔ اس میں حضرتؐ کے علمدار جناب امیرؑ تھے۔ اور حضرتؐ نے مدینہ میں زید بن حارثہ کو اپنا جانشین بنایا تھا۔ غرض کرز کو نہ پایا اور مدینہ واپس آئے اور جمادی الثانی کے باقی ایام اور رجب و شعبان کے پورے مہینے حضرتؐ مدینہ میں اقامت پذیر رہے۔ اسی اثناء میں حضرتؐ نے سعد بن وقاص کو آٹھ اشخاص کے ساتھ بھیجا۔ وُہ بھی بغیر جنگ کے واپس آئے۔ پھر مدینہ والوں کے ایک گروہ کے ساتھ عبداللہ بن جحش کو مدینہ سے باہر بھیجا۔ ان کو جنگ کی اجازت نہیں دی تھی۔ یہ ماہ حرام تھا۔ اور ایک خط لکھ کر دیا اور فرمایا کہ جب دُو روز راستہ طے کر لینا تو اس خط کو پڑھنا جو کچھ اس میں لکھا ہوا ہو اُس پر عمل کرنا۔ انہوں نے بموجب تاکید کے دُو روز کے بعد اُس خط کو کھولا اور پڑھا۔ اُس میں لکھا تھا کہ نخلہ میں جا کر قیام کرو اور قریش کے حالات سے جن کا تم کو علم ہوتا رہے مجھ کو اطلاع دیتے رہو۔ یہ پڑھ کر کہا جان و دل سے منظور ہے اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جس کو شہادت پسند ہو وُہ میرے ساتھ آئے۔ یہ سُنکر ہمراہی اُن کے ساتھ چلے اور نخلہ میں پہنچے۔ وہاں عمرو بن الحضرمی، حکم بن کیسان، عثمان اور مغیرہ پسران عبداللہ بھی منقہ اور چھال اور کھانے کی چیزیں برائے تجارت طائف سے خرید کر لیئے ہوئے آئے۔ وُہ مکہ جا رہے تھے۔ جب ان لوگوں نے لشکرِ اسلام کو وہاں دیکھا اور خوفزدہ ہوئے مسلمانوں میں سے واقد بن عبداللہ نے اپنا سر مونڈوا لیا اور اُنپر ظاہر کیا کہ گویا ہم لوگ عُمرہ کے لیئے آئے ہیں جنگ کا ارادہ نہیں ہے۔ وُہ ماہِ رجب کا آخری دن تھا یہ سُنکر مشرکین مطمئن ہو گئے اور وہاں قیام پذیر ہو گئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے مشورہ کیا کہ اگر ہم ان سے جنگ کرتے ہیں تو ماہِ حرام میں جنگ قرار پائے گی اور اگر چھوڑے دیتے ہیں تو یہ کل مکہ میں پہنچ جائیں گے۔ اور مجمع البیان کی روایت کے مطابق اُنپر مشتبہ تھا کہ آیا ماہِ رجب شروع ہو گیا یا نہیں۔ آخر اُن کی یہ رائے قرار پائی کہ ان کو قتل کر دو۔ چنانچہ واقد بن عبداللہ نے ایک تیر عمرو بن الحضرمی کو مارا اور اس کو قتل کر دیا۔ اُس کے ساتھی یہ دیکھتے ہی بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے اُن کا مال و سامان غنیمت میں لے لیا اور مدینہ لائے اور مشرکین میں سے دُو شخصوں کو اسیر بھی کر لیا تھا۔ علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق یہ واقعہ ماہ رجب کی پہلی تاریخ کو ہوا۔ جب مالِ غنیمت آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا تو آپؐ نے فرمایا کیا میں نے ماہِ حرام میں جنگ کرنے کی ممانعت نہیں کی تھی۔ اور آپؐ نے مال غنیمت اور اسیروں پر تصرف نہ کیا۔ وُہ لوگ اپنی اس حرکت پر نادم و پشیمان ہوئے۔ اُدھر کفار قریش نے حضرتؐ کی خدمت میں خط لکھا کہ آپؐ نے ماہِ حرام کو حلال کر دیا اور خونریزی کی اور مال لُوٹ لیا اشہر حرم میں جبکہ لوگ امن میں رہتے ہیں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں ؛ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ اے رسولؐ تم سے لوگ ماہِ حرام میں جنگ کے متعلق سوال کرتے ہیں قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنْ

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ (پ ۲ آیت ۲۱۷ سورۃ بقرہ) (اے رسولؐ) ان سے کہدو کہ جنگ ماہِ حرام میں بہت سخت ہے لیکن کفار جو لوگوں کو راہِ خدا سے روکتے ہیں اور خدا کا انکار کرتے ہیں اور مسلمانوں کو مسجد الحرام میں داخل ہونے سے منع کرتے ہیں اور مسجد سے نکالتے ہیں یہ باتیں تو خدا کے نزدیک ماہِ حرام میں قتال کرنے سے زیادہ سخت اور بدتر ہیں اور دین میں فتنہ و فساد ماردھاڑ کرنے سے زیادہ شدید ہے۔" جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو حضرتؐ نے غنیمت کو لے لیا اور اسیروں کو رہا کر دیا۔ یہ واقعہ جنگِ بدر سے دُو مہینے پہلے واقع ہوا۔

بعض معتبر کتابوں میں ہجرت کے سال دوم کے واقعات میں مذکور ہے کہ اس سال آخر ماہ صفر میں جناب امیر المؤمنینؑ کا نکاح جناب سیّدہؑ کے ساتھ ہوا اور ماہِ ذی الحجہ میں زفاف واقع ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ ہجرت کے پانچویں مہینے ماہِ رجب میں نکاح ہوا اور جنگ بدر سے واپسی کے بعد زفاف واقع ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ تزویج ماہِ ربیع الاوّل میں ہجرت کے دوسرے سال واقع ہوئی اور زفاف بھی اسی مہینے میں ہوا۔ اور امام حسنؑ کی ولادت دوسرے سال ہوئی۔ اور بعض کا قول ہے کہ ہجرت کے تیسرے سال ماہِ رمضان کی پندرھویں کو ہوئی اور چوتھے سال امام حسینؑ کی ولادت ہوئی۔ ان تاریخوں کے بارے میں حقیقت اپنے اپنے مقام پر بیان ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور ہجرت کے دُوسرے سال قبلہ بیت المقدس کی بجائے کعبہ قرار پایا۔ اُس کا سبب یہ ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ میں تھے تو کعبہ اور بیت المقدس دونوں طرف نماز میں رُخ کرتے تھے۔ جب مدینہ میں ہجرت کر کے آئے دونوں کی طرف ایک ساتھ رُخ کرنا ممکن نہ تھا لہٰذا خدا نے ان کو حکم دیا کہ بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھیں تاکہ لوگوں کی تالیفِ قلوب ہوتی رہے اور آپ کی تکذیب نہ کریں۔ کیونکہ اپنی کتابوں میں وُہ پڑھ چکے تھے کہ آنحضرتؐ دُو قبلہ والے ہوں گے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کو قبلہ قرار دینا زیادہ پسند کرتے تھے کیونکہ وُہ آپؐ کے اجداد کرام اور جناب ابراہیمؑ کا قبلہ تھا اور سات ماہ کے بعد یا سولہ[۱۶] یا سترہ[۱۷] یا اٹھارہ[۱۸] یا اُنیس[۱۹] مہینے کے بعد علے الاختلاف وُہ قبلہ منسوخ ہوا اور حضرتؐ کعبہ کی جانب مامور ہوئے اور رُخ کیا جیسا کہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ اور شیخ طوسیؒ نے تہذیب میں بسند موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ کس وقت آنحضرتؐ نے کعبہ کی جانب نماز میں رُخ کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا جنگ بدر سے واپسی کے بعد۔ اور کلینیؒ نے بسند حسن روایت کی ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا جناب رسولؐ خدا بیت المقدس کی جانب رُخ کر کے نماز پڑھتے تھے فرمایا ہاں۔ پُوچھا کیا کعبہ کی طرف پیٹھ کرتے تھے فرمایا جبتک مکہ میں تھے پُشت بھی نہ کرتے تھے۔ لیکن جب مدینہ تشریف لائے تو کعبہ کی جانب پیٹھ اور بیت المقدس کی جانب رُخ کر کے نماز پڑھتے تھے یہانتک کہ خدا نے ان کو کعبہ کی طرف رُخ کرنے کا حکم دیا۔ اور ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے مکہ میں مبعوث برسالت ہونے کے تیرہ[۱۳] سال تک اور اُنیس[۱۹] ماہ تک مدینہ میں بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھی۔ تو یہودیوں نے کہا کہ تم ہمارے

تابع ہو اور حضرتؐ رنجیدہ ہوئے اور رات کے وقت باہر نکل کر آسمان کی جانب نظر کی یعنی وحی کے انتظار میں تھے۔ صبح ہوئی اور آپؐ نے نماز ادا کی اور وحی کا انتظار کرتے رہے یہانتک کہ ظہر کا وقت آیا اور آپؐ نے دُو رکعت نماز ادا کی تھی کہ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور یہ آیت لائے قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا (پ۲ آیت ۱۴۴ سورۃ البقرہ) بیشک ہم تمہارا آسمان کی طرف باربار نظر کرنا دیکھتے تھے۔ لہٰذا ہم تم کو اُس قبلہ کی طرف پھیرے دیتے ہیں جس کو تم پسند کرتے ہو۔ اور جبرئیلؑ نے نماز ہی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کے آپ کو قبلہ کی طرف پھیر دیا۔ وُہ لوگ جو آپؐ کے پیچھے تھے سب نے کعبہ کی جانب رُخ کر لیا۔ مرد عورتوں کی جگہ پر اور عورتیں مردوں کی جگہ پر ہو گئے۔ تو پہلی دُو رکعت بیت المقدس کی طرف ہوئی اور آخری دُو رکعت کعبہ کی طرف ادا کی گئی۔ یہ خبر مدینہ کی دوسری مسجدوں میں بھی پہنچی تو وہاں کے لوگوں نے بھی جو دُو رکعت ادا کر چکے تھے اثنائے نماز ہی میں کعبہ کی جانب رُخ کر لیا اس سبب سے وُہ مسجد دُو قبلہ والی مسجد مشہور ہو گئی۔ اُس وقت مسلمانوں نے کہا کہ جو نمازیں ہم نے بیت المقدس کی جانب پڑھی ہیں وُہ ضائع ہوئیں۔ اُس وقت خداؔ نے یہ آیت نازل کی مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَكُمْ (پ۲ آیت ۱۴۳ سورۃ بقرہ) یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ خدا تمہارے ایمان کو ضایع کر دیگا" یعنی تمہاری نمازوں کو جو بیت المقدس کی جانب تم نے پڑھی ہیں۔ اور حدیث موثق میں منقول ہے کہ جن لوگوں نے مسجد قبلتیں کی جانب نماز پڑھی تھی وُہ عبدالاشہل تھے۔ اس بارے میں بہت سی حدیثیں ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ قبلہ کے مُنقلب ہونے کے بعد مسجد قبا کی تعمیر ہوئی اور حضرتؐ نے اپنے ہاتھ سے اُس کی تعمیر کی۔ اور کہتے ہیں کہ ہجرت کے دوسرے سال ماہِ شعبان میں تعمیر ہوئی۔ اور اسی سال ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے اور اسی سال زکوٰۃ فطرہ واجب ہوئی اور اسی سال جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید الفطر کی نماز صحرا میں جا کر ادا کی۔

تیسواں ۳۰ باب

جنگِ بدر کے حالات یعنی غزوۂ بدر کبرٰی جو اسلام کی سب سے بڑی فتح ہے

اس جنگ کا مفصّل حال تمام تاریخوں میں مذکور ہے۔ مجمل یہ ہے کہ علی بن ابراہیمؒ شیخ طبرسیؒ، ابو حمزہ ثمالی اور ابن شہر آشوب کی روایت کے بموجب یہ ہے کہ قافلۂ قریش ابوسفیان کے ساتھ تجارت کی غرض سے شام گیا تھا وُہ لوگ چالیس۴۰ اشخاص تھے۔ اُن کے پاس مال کثیر تھا۔ اور قریش میں سے کوئی ایسا نہ تھا

کہ جس کے پاس مالِ تجارت نہ ہو۔ جب یہ خبر آئی کہ وُہ شام سے مکہ کی جانب واپس آرہے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اُس قافلہ کے راستہ پر جائیں اور اُن سے وعدہ فرمایا کہ یا تو پورا قافلہ تمہارے قبضہ میں آجائے گا یا تم قریش پر غالب ہو گے۔ اور حق تعالیٰ نے قافلہ کی طمع کو اُن کے خروج کا ذریعہ قرار دیا جس کی اصل غرض کافروں کا مغلوب ہونا، اسلام کی رفعت اور مسلمانوں کی قوت تھی۔ غرض آنحضرتؐ تین سو تیرہ ۳۱۳ افراد کو طالوت کے لشکر کی تعداد کے مطابق لے کر نکلے جو جالوت پر غالب آئے تھے جن میں ستانوے ۹۷ مہاجرین تھے اور دو سو سولہ ۲۱۶ انصار تھے۔ جناب رسُولؐ خدا احد مہاجرین کا عَلَم حضرت علیؑ کے ہاتھ میں تھا اور انصار کا عَلَم سعد بن عبادہ کے ہاتھ میں۔ حضرتؐ کے لشکر میں ستر اونٹ اور دُو گھوڑے تھے اور چھ زرہیں اور سات تلواریں تھیں۔ اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ لشکرِ اسلام میں صرف ایک گھوڑا تھا۔ بہت سی روایتوں کے مطابق ہجرت کے دوسرے سال ماہِ رمضان کا یہ واقعہ ہے اور زیادہ مشہور یہ ہے کہ ماہِ مذکور کی بارھویں تاریخ کو مدینہ سے روانہ ہوئے۔ لوگوں کو جنگ ہونے کا گمان نہ تھا بلکہ وُہ تو قافلہ اس کے مال کی طمع میں چلے تھے۔ جب یہ خبر ابوسفیان کو ملی کہ حضرتؐ اس طرف متوجہ ہوئے ہیں تو وُہ خوفزدہ ہو کر شام کو واپس گیا اور نقرہ تک پہنچا۔ وہاں سے ضمضم بن عمرو خزاعی کو دس دینار اُجرت دے کر ایک اُونٹ پر مکہ روانہ کیا کہ قریش کو یہ خبر پہنچا دے کہ محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کچھ لوگوں کو لے کر قافلہ کے لُوٹنے کے ارادہ سے آرہے ہیں جلد قافلہ کی مدد کو پہنچو۔ اور ضمضم کو یہ تاکید کر دی کہ جب مکے میں پہنچنا اپنے ناقہ کا کان کاٹ دینا تاکہ خون اس کے سر اور چہرہ پر جاری ہو جائے۔ اور اپنے کپڑے آگے اور پیچھے سے پھاڑ دینا اور اس وحشتناک صورت سے مکہ میں داخل ہونا۔ اپنی پیٹھ اُونٹ کی گردن اور مُنہ اُس کی دُم کی طرف کرکے باآوازِ بلند فریاد کرنا کہ اے آلِ غالب دَوڑو اور اپنے مال و متاع اور اُونٹوں کے بچانے کو پہنچو اور مجھے اُمید نہیں کہ پہنچ سکو گے کیونکہ محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے اصحاب کے ساتھ تمہارے قافلہ کو لُوٹنے کے لئے مدینہ سے آرہے ہیں۔ غرض ضمضم مکہ روانہ ہؤا اور اس کے پہنچنے سے تین ۳ روز پہلے عاتکہ دخترِ عبدالمطلب نے خواب دیکھا کہ ایک سوار مکہ میں آیا ہے اور چلا چلا کر کہہ رہا ہے کہ اے آل عدی اور آل فہر صبح ہوتے ہی دَوڑو اس مقام پر جہاں تین ۳ روز بعد مار ڈالے جاؤ گے۔ پھر وُہ سوار کوہِ ابو قبیس پر چڑھ گیا اور ایک پتھر پہاڑ سے اُٹھا کر گھمایا۔ وُہ پتھر چور چور ہو گیا اور قریش کا کوئی نہیں بچا جہاں اُس کے ریزے نہ پہنچے ہوں اور مکہ کے دود خانے خون سے بھر گئے ہیں۔ وُہ یہ خواب دیکھ کر نہایت خوفزدہ اور وحشتناک بیدار ہوئیں اور اپنے بھائی عباس سے بیان کیا۔ عباس نے عُتبہ پسر ربیعہ سے کہا۔ عُتبہ نے جواب دیا کہ یہ خواب اس بات کی دلیل ہے کہ قریش پر کوئی مصیبت آنے والی ہے۔ پھر یہ خواب تمام اہل مکہ کے کانوں تک پہنچا۔ جب ابوجہل ملعون نے سُنا تو کہا عاتکہ جھُوٹ بولتی ہے ہرگز اُس نے یہ خواب نہیں دیکھا۔ یہ دوسری پیغمبر ہے جو عبدالمطلب کی اولاد میں پیدا ہوئی ہے۔ لات و عُزّٰی کی قسم تین ۳ روز انتظار کروں گا۔ اگر یہ خواب سچ ثابت ہؤا تو اُس سے کوئی تعرّض نہ کروں گا۔ ورنہ آپس میں ایک عہد نامہ

تیار کیوں گا کہ عرب میں کوئی خاندان سوائے بنی ہاشم کے ایسا نہیں جس کے مرد اور عورتیں سب سے زیادہ جھوٹے ہوں۔ آخر تیسرے روز ضمضم نے مکہ کی وادی میں آواز بلند کی جیسا کہ عاتکہ نے خواب میں واقعہ کے مطابق دیکھا تھا جس کو سُنکر اہلِ مکہ مضطرب و بےچین ہوئے اور ابوسفیان کی مدد کی تیاری میں مشغول ہوئے۔ سہیل بن عمرو، صفوان بن اُمیہ، ابوالبختری بن ہشام، مبنہ پسر حجاج، بنیہ اُس کا بھائی اور نوفل پسر خویلد نے کہا اے قریش ہرگز اس سے سخت کوئی مصیبت تم پر نہیں آئی کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اُس کے پیرو تمہارے قافلہ کے لُوٹنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ اُسی قافلہ میں تمہارے اموال اور خزانے ہیں۔ وُہ لوگ تمہاری تجارت بند کرنا چاہتے ہیں کہ آیندہ تم تجارت کے قابل نہ رہو۔ خدا کی قسم قریش کے مرد و عورتوں میں سے کوئی ایسا نہیں جس کا تھوڑا بہت مال اس قافلہ کے ساتھ نہ ہو۔ پھر صفوان نے ابتدا کی اور پانچ سو اشرفیاں سفر کے اخراجات کے لیئے دیں۔ اس کے بعد سہیل نے کافی رقم حاضر کی۔ پھر تو کوئی شخص باقی نہ رہا جس نے اس سفر کے خرچ کے لیئے کچھ نہ کچھ نہ دیا ہو۔ غرض سفر کے سامان درست کر کے چھوٹے بڑے اونٹوں پر سوار ہوئے اور نہایت بغض و عداوت، غیرت اور تعصب میں بھرے ہوئے روانہ ہوئے جیسا کہ خداوند عالم نے اُنکے بارے میں فرمایا ہے کہ اپنے شہر اور مکانوں سے سرکشی و عداوت کے ساتھ لوگوں کو دکھانے کے لیئے نکلے اور کہتے تھے کہ جو شخص ہمارے ساتھ نہیں چلے گا اُس کا گھر برباد کر دیں گے اور جبراً عباس ابن عبدالمطلب، نوفل پسر حارث اور عقیل بن ابی طالب کو بھی ساتھ لیا، اور گانے بجانے والی عورتوں کو بھی لے گئے۔ راستہ میں شراب پیتے، دف بجاتے اور گاتے ہوئے چلے۔ اُدھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تین سو تیرہ اشخاص کے ساتھ آئے تھے۔ جب حضرتؐ نے بدر کی ایک منزل طے کی بشیر بن ابی الرعبا اور محمد بن عمرو کو قافلہ کی خبر لانے کو بھیجا کہ وُہ کہاں تک پہنچے ہیں۔ جب وُہ لوگ چاہِ بدر کے پاس پہنچے اپنے اونٹوں کو بٹھایا اور کنوئیں سے پانی نکال کر پیا۔ وہاں انہوں نے دو عورتوں کو آپس میں لڑتے دیکھا ایک دوسری عورت سے لپٹی ہوئی ہے اور ایک درم اُس سے مانگتی ہے جو اُس نے قرض دیا تھا دوسری کہتی ہے کہ قافلۂ قریش کل فلاں مقام تک پہنچ چکا ہے۔ کل یہاں آجائے گا میں اُن لوگوں کا کام اُجرت پر کروں گی اور تمہارا قرض ادا کر دوں گی۔ وہ لوگ یہ سُنکر حضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے اور اُن عورتوں کی گفتگو حضرتؐ سے بیان کی۔ اُدھر تو حضرتؐ کے جاسوس حضرتؐ کے پاس واپس گئے، اِدھر ابوسفیان قافلہ کے ساتھ بدر کے نزدیک پہنچا اور خود چاہِ بدر پر آیا۔ وہاں قبیلۂ جہنیہ کے ایک شخص کو دیکھا جس کو کسب جہنی کہتے تھے اُس سے آنحضرتؐ کی خبر معلوم کی کہ حضرتؐ مع اپنے اصحاب کے کہاں تک پہنچے ہیں۔ اُس نے کہا میں نہیں جانتا۔ ابوسفیان نے کہا لات و عزیٰ کی قسم اگر محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حال تُو جانتا ہے اور ہم سے چھپاتا ہے تو قریش تجھ کو ہمیشہ دشمن رکھیں گے کیونکہ قریش میں سے کوئی ایسا نہیں جو اس تجارت میں شرکت نہ رکھتا ہو۔ کسب نے قسم کھا کر کہا کہ مجھے محمدؐ اور اُن کے ہمراہیوں کی کوئی اطلاع نہیں ہے۔ لیکن آج دو سواروں کو دیکھا جو اس کنوئیں تک آئے اور اپنے اونٹوں کو بٹھا کر کنوئیں سے پانی کھینچ کر پیا اور واپس چلے گئے میں نہیں جانتا کہ وُہ کون تھے۔ ابوسفیان اس مقام پر آیا

جہاں ان سواروں نے اونٹوں کو بٹھایا تھا وہاں مینگنیاں پڑی ہوئی تھیں ان کو توڑا اُن میں سے خرمے کے بیج نکلے اُس نے دیکھ کر کہا کہ یہ تو مدینے کے اُونٹ معلوم ہوتے ہیں جنکو وُہ لوگ خرما کھلاتے ہیں۔ بخدا وُہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جاسوس تھے۔ یہ دیکھ کر نہایت عجلت کے ساتھ چلا اور قافلہ کا راستہ بدل کر دریا کے کنارے کنارے مکہ پہنچا۔ اِدھر حضرتؐ کی خدمت میں جبرئیلؑ نازل ہوئے اور حضرتؐ کو خبر دی کہ قافلہ آپؐ کے ہاتھ سے نکل گیا لیکن کفارِ قریش جو اس قافلہ کی حمایت کے لیئے مکہ سے نکلے تھے آپ کی طرف متوجہ ہیں لہذا ان سے جنگ کیجئے خدا آپؐ کی مدد کرے گا۔ اُس وقت حضرتؐ بدر سے ایک منزل پہلے قیام پذیر تھے۔ حضرتؐ نے اپنے اصحاب کو جبرئیلؑ کے پیغام سے مطلع کیا۔ اصحاب یہ سُنکر بہت ڈرے اور رنجیدہ ہوئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس بارے میں جو کچھ تمہاری رائے ہو ظاہر کرو۔ یہ سُنکر جناب ابوبکرؓ کھڑے ہو گئے اور عرض کی یہ قریش ہیں ایسے مغرور کہ جب سے کافر ہوئے ہرگز ایمان نہ لائے اور جب سے غلبہ حاصل کیا ہے کبھی ذلیل و حقیر نہیں ہوئے۔ اور ہم جنگ کے ارادہ سے نہیں نکلے ہیں اور نہ اُس کے لیئے سامان رکھتے ہیں۔ حضرتؐ کو ان کی رائے پسند نہ آئی اور فرمایا بیٹھ جاؤ اور پھر پوچھا بتاؤ کیا کرنا چاہیئے۔ تو حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور وہی گفتگو کی جو حضرت ابوبکرؓ کہہ چکے تھے حضورؐ نے فرمایا تم بھی بیٹھ جاؤ۔ اس کے بعد مقدادؓ اُٹھے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ یہ قریش ہیں بیشک صاحبِ قوت ہیں، مغرور ہیں، لشکر کے ساتھ آرہے ہیں لیکن ہم آپؐ پر ایمان لائے ہیں آپؐ کی تصدیق کی ہے اور اور گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپؐ خدا کی طرف سے لائے ہیں حق ہے۔ اگر آپ فرمائیں تو ہم آگ میں کود پڑیں اگر ارشاد ہو تو ہم کانٹوں میں اپنے تئیں ڈال دیں۔ ہم مقابلہ کے لیئے تیار ہیں اور کچھ پروا نہیں کرتے اور وُہ بات نہیں کہنا پسند کرتے جو بنی اسرائیل نے جناب موسیٰؑ سے کہی تھی کہ فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ (پ ۶ آیت ۲۴ سورۃ المائدہ) "اے موسیٰؑ تم اور تمہارا پروردگار دونوں جاؤ اور جنگ کرو ہم اسی جگہ بیٹھے ہیں"۔ بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ آپ چلیئے اور آپ کا خدا اور ہم بھی آپ کی معیت میں لڑیں گے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے اُن کے لیئے دُعا کی اور فرمایا خدا تم کو جزائے خیر دے۔ پھر حاضرین سے فرمایا کہ بتاؤ تم لوگوں کی کیا رائے ہے اور غرض یہ تھی کہ انصار بھی کچھ کہیں کیونکہ اُس لشکر میں اکثریت انصار کی تھی اور اُن لوگوں نے جب بیعت عقبہ میں کہا تھا کہ جبتک آپ مدینہ میں نہ آئیں گے ہم آپ کی حمایت نہیں کر سکتے۔ اور جب آپ مدینہ میں آجائیں گے تو ہماری امان میں ہوں گے اس وقت ہم آپ کی مدد اسیطرح کریں گے جس طرح اپنے باپ ماں اور اپنی عورتوں کی مدد و حمایت کرتے ہیں اور حضرتؐ کو یہ خدشہ تھا کہ کہیں انصار کو یہ گمان نہ ہو کہ آنحضرتؐ کی حمایت اُس وقت لازم ہے جبکہ دشمن مدینہ میں آکر اُنپر حملہ کریں مدینہ کے باہر مدد نہیں کریں گے۔ غرض سعد بن معاذ انصاری اُٹھے اور کہا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں یا رسولؐ اللہ شائد بار بار معلوم کرنے سے آپ کی یہ غرض ہے کہ ہم اپنی رائے کا اظہار کریں۔ فرمایا ہاں۔ سعد نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ آپ پہلے کسی اور غرض سے مدینہ سے باہر نکلے تھے، اور اب کسی اور کام پر مامور ہوئے ہیں فرمایا ہاں۔ پہلے قافلہ کے تعاقب میں ہم آئے اور اب مشرکوں سے

جنگ کا حکم ہے۔ سعد نے کہا میرے باپ ماں آپؐ پر فدا ہوں یا رسُولؐ اللہ ہم آپ پر ایمان لائے ہیں، آپؐ کی نبوت کی تصدیق کی ہے اور گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپؐ خدا کی جانب سے لائے ہیں سچ اور حق ہے؛ آپؐ جو حکم دیں گے ہم اس کی اطاعت کے لیئے حاضر ہیں۔ ہمارے مالوں میں سے جو چاہیں آپؐ لے لیں اور جس قدر چاہیں چھوڑ دیں اور جو کچھ آپؐ لیں گے ہم کو اُس سے زیادہ پسند ہے جس قدر چھوڑ دیں گے۔ خدا کی قسم اگر آپ ہم کو حکم دیں تو ہم اس دریا میں ڈوب جائیں گے اور پروا نہ کریں گے۔ پھر کہا یا رسُولؐ اللہ آپؐ پر ہمارے باپ ماں فدا ہوں ہم کبھی اس راستہ سے نہیں گزرے اور نہ اس سے واقف ہیں۔ مدینہ میں ہمارے چند گروہ ایسے ہیں کہ ہمارا جہاد آپؐ کی خدمت میں اُن کے جہاد سے زیادہ نہیں اور آپؐ کی نسبت اُن کا اعتقاد ہم سے کسیطرح کم نہیں۔ اگر وُہ لوگ جانتے کہ جنگ کا موقع آ جائے گا وُہ پیچھے نہ رہ جاتے۔ اب ہم سواری کے لیئے اونٹوں کا انتظام کرتے ہیں تاکہ دُشمنوں کے مقابلہ پر چلیں، اور اُن کے شجاعوں اور بہادروں سے جنگ پر صبر کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والوں میں سے ہوں۔ اُمید ہے کہ خدا ہماری خدمتوں سے آپ کو راضی اور خوشنود فرمائے گا۔ اگر فتح و نصرت جو آپؐ چاہتے ہیں میسّر ہوئی تو کیا کہنا اور اگر ہم مغلوب ہوئے اور مارے گئے تو حضورؐ اُن اُونٹوں پر سوار ہوں جو آپ کے لیئے ہم مہیا کرتے ہیں اور ہماری قوم کے پاس چلے جائیں وُہ آپ کی مدد کریں گے۔ حضرتؐ اُن کی باتوں سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ انشاء اللہ ایسا نہ ہوگا۔ کیونکہ خدا نے مجھ سے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اور وُہ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ خدا کی برکت کے ساتھ روانہ ہو گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ فلاں شخص فلاں مقام پر قتل کیا گیا اور فلاں مشرک فلاں جگہ ذلت کے ساتھ خاک پر پڑا ہوا ہے۔ پھر ابوجہل، عتبہ، شیبہ، منبہ و نبیہ اور تمام رؤسائے مشرکین کے قتل ہونے کا ذکر فرمایا اور اُسیطرح واقع ہوا۔ پھر حضرت جبریلؑ خدا کی جانب سے یہ آیتیں لے کر نازل ہوئے: كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ (پ۹ آیت ۵ سورۃ انفال) جس طرح خدا نے تم کو حق و راستی کے ساتھ نکالا تو مومنین کا ایک گروہ بیشک (جنگ کے لیئے) نکلنے سے کراہت کرتا تھا۔ يُجَادِلُوْنَكَ فِى الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ (پ۹ آیت سورۃ الانفال) لوگ تمہارے ساتھ حق کے اختیار کرنے میں یعنی جہاد کرنے میں جھگڑا کرتے ہیں، حالانکہ اُنپر واضح ہو چکا ہے کہ جہاد کرنا چاہیئے اور خدا کے وعدہ کے بموجب وُہ دشمن پر فتح پائیں گے گویا وُہ موت کی طرف کھینچے جاتے ہیں اور موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور روایت سابق کے مطابق ظاہر ہے کہ یہ کنایہ حضرت ابوبکر و عمر کی جانب ہے کہ وُہ جہاد سے بچنا چاہتے تھے۔ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ (پ۹ آیت سورۃ الانفال) یاد کرو وُہ وقت جبکہ دُو گروہوں میں سے ایک گروہ نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ قافلۂ قریش کے مقابلہ میں اور اُن کے مال کے حصول میں اور

اُنپر فتح حاصل کرنے میں تمہارے ساتھ رہیں گے حالانکہ تم صرف اس بات کو پسند کرتے ہو کہ ان کے قافلہ پر تم کو قابو حاصل ہو جائے کہ تم کو جنگ نہ کرنا پڑے اور مال مل جائے۔ اور خدا یہ چاہتا ہے کہ لشکر کا مقابلہ کرو اور اُنپر فتح حاصل کرو تاکہ خدا اپنے وعدہ کے مطابق دین حق کو قائم فرمائے اور کافروں کی جڑ اور بنیاد اُکھاڑ پھینکے اور دین اسلام کو مستحکم بنا دے اور کفر و ضلالت کو زائل کر دے اگرچہ مشرکین نہ چاہتے ہوں۔ غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تو پچھلے پہر تیار ہو کر روانہ ہوئے اور چاہِ بدر پر پہنچے جس کو عدویہ شامیہ کہتے تھے وہاں قیام کیا اور کفار قریش آ کر عدویہ یمانیہ پر ٹھہرے اور اپنے غلاموں کو پانی لانے کے لیئے بھیجا۔ حضرتؐ کے اصحاب نے ان کو پکڑ کر حضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرتؐ نماز میں مشغول تھے۔ لوگوں نے اُن غلاموں سے پوچھا کہ قریش کا تجارتی قافلہ کہاں ہے غلاموں نے کہا ہم کو خبر نہیں۔ اصحاب کو ان کی یہ بات پسند نہیں آئی اور اُن کو بہت مارا۔ حضرتؐ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اگر وُہ سچ کہتے ہیں تو تم ان کو مارتے ہو اگر وُہ جھُوٹ بولتے ہیں تب بھی مارتے ہو۔ ان کو مارو نہیں، میرے پاس لاؤ۔ وُہ حضرتؐ کی خدمت میں لائے گئے وہاں لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ وُہ بولے ہم قریش کے غلام ہیں۔ حضرتؐ نے پوچھا کہ یہ گروہِ قریش جو آئے ہیں کتنے آدمی ہیں انہوں نے کہا ہم کو علم نہیں۔ پوچھا ہر روز کتنے اُونٹ ذبح کرتے ہیں کہا کبھی نو کبھی دس اونٹ حضرتؐ نے فرمایا نو سو سے ہزار تک افراد ہیں۔ پھر پوچھا کہ بنی ہاشم میں سے کون کون لوگ تمہارے ساتھ آئے ہیں انہوں نے کہا عباس، نوفل اور عقیل ہیں۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ ان کو قید رکھو۔ اور شیخ مفید نے جناب امیرؑ سے روایت کی ہے وُہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ جب ہم جنگ بدر کے لیئے گئے تو سوائے مقداد بن اسود کے ہم میں سے کسی کے پاس سواری کے لیئے گھوڑے نہ تھے۔ اور جس روز جنگ ہوئی اس کی رات کو سوائے جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب کے سب سو گئے۔ حضرتؐ ایک درخت کے نیچے کھڑے ہوئے صبح تک نماز پڑھتے رہے اور دُعا و مناجات کرتے رہے۔ اور علی بن ابراہیم وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب قریش کو حضرتؐ کے آنے کی خبر ہوئی وُہ بہت ڈرے۔ عتبہ بن ربیعہ ابوالبختری بن ہشام کے پاس گیا اور کہا ہماری بغاوت کے درخت کا ثمر دیکھا۔ قسم خدا کی ہم اپنے پیروں کی جگہ نہیں دیکھتے ہم گھروں سے اس لیئے نکلے تھے کہ اپنے قافلہ کی اُن سے حفاظت کریں جبکہ قافلہ اُن سے بچ کر نکل آیا تو اب ان کے مقابلہ کے لیئے ہمارا آنا محض سرکشی و بغاوت ہے اور قسم خدا کی جو گروہ سرکشی اور زیادتی کرتا ہے کبھی غالب اور کامیاب نہیں ہوتا۔ کاش فرزندانِ عبد مناف کے مال و متاع جو اس قافلہ کے ساتھ تھے سب ہاتھ سے نکل جاتے اور یہ سفر نہ کیئے ہوتے۔ ابوالبختری نے کہا آپ بزرگانِ قریش میں سے ہیں اُس قافلہ کا نقصان اور تاوان جو اصحابِ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نخلہ میں لوٹا ہے اپنے ذمّہ لے لیجئے اور اُن کے مالکوں کو دیجیئے اور ابن الحضرمی کا خونبہا جو اس قافلہ میں مارا گیا ہے ادا کیجئے کیونکہ وُہ آپ کا ہم سوگند تھا۔ تاکہ قریش راضی ہوں اور واپس جائیں۔ عتبہ نے کہا تم گواہ رہنا کہ میں نے یہ سب اپنے ذمّہ لیا اور سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں سوائے ابوجہل لعنہ کے کوئی ہماری مخالفت نہ کرے گا تم ابوجہل لعنہ کے پاس

جاؤ اور اس معاملہ میں اُس سے گفتگو کرو شائد وُہ اپنے فاسد ارادہ سے باز آجائے ابوالبختری کہتا ہے کہ میں ابوجہل لعنہ کے خیمہ کی طرف گیا دیکھا کہ وُہ اپنی زرہ نکال کر درست کر رہا ہے میں نے کہا کہ ابوالولید نے مجھ کو تمہارے پاس ایک پیغام دے کر بھیجا ہے یہ سنتے ہی ابوجہل لعنہ غضبناک ہو کر بولا ابوالبختری کو تمہارے سوا اور کوئی نہ ملا کہ میرے پاس بھیجتا۔ میں نے کہا واللہ اگر کوئی دوسرا مجھ کو تمہارے پاس بھیجنا چاہتا تو میں ہرگز نہ آتا لیکن وُہ بزرگ قبیلہ ہے اور اس کی اطاعت لازم ہے اس سبب سے آیا ہوں۔ یہ سُنکر اُس کا غصہ اور زیادہ ہُوا اور بولا کہ عُتبہ کو سیّد و بزرگ قبیلہ کہتے ہو۔ میں کہتا تھا میں ہی اُس کو بزرگ نہیں کہتا ہوں بلکہ تمام قریش کہتے ہیں۔ وُہ نخلہ میں قافلہ کے سامان کا نقصان اور ابن الحضرمی کا خونبہا دینے کو تیار ہیں۔ ابوجہل نے کہا عُتبہ کی زبان سب سے زیادہ دراز، اور اس کی گفتگو سب سے زیادہ بلیغ ہے۔ وُہ محمدؐ کی طرف داری کرتا ہے کیونکہ وُہ عبدمناف کی اولاد سے ہے اور اُس کا لڑکا بھی محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ہے وُہ چاہتا ہے کہ لوگوں کو بددل کردے تاکہ محمدؐ سے جنگ نہ کریں۔ خدا کی قسم ہم اُس کا تعاقب مدینہ تک کریں گے اور ان لوگوں کو قید کر کے مکہ لے جائیں گے تاکہ تمام اہلِ عرب سُنیں کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا، اور آیندہ کوئی ہماری تجارت میں سدِ راہ نہ ہو۔ ابوجہل لعنہ نے عتبہ کے لڑکے ابوحذیفہ کا نام اس واسطے لیا کہ وُہ آنحضرتؐ کی خدمت میں تھے۔ اُدھر ابوسفیان اپنے قافلہ کو حفاظت کے ساتھ مکّہ لے کر پہنچا تو قریش کے پاس پیغام بھیجا کہ تمہارا قافلہ سلامتی کے ساتھ یہاں پہنچ گیا تم لوگ واپس آجاؤ اور محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اہلِ عرب کے ساتھ چھوڑ دو۔ اگر خود واپس نہ آؤ تو گانے بجانے والی عورتوں اور کنیزوں کو واپس بھیج دو تاکہ وُہ قید نہ ہوں۔ ابوسفیان کا قاصد جحفہ میں اُن سے ملا۔ اور عُتبہ نے چاہا کہ واپس چلیں لیکن ابوجہل ملعون اور اُس کے خاندان کے لوگ راضی نہیں ہوئے۔ اور نہ عورتوں اور کنیزوں کو واپس بھیجنا منظور کیا۔ اِدھر قریش کے لشکر کی تعداد کی زیادتی کی اطلاع جب آنحضرتؐ کے اصحاب کو ملی تو وُہ بہت ڈرے اور مضطرب ہوئے۔ اور خدا کی بارگاہ میں الحاح و زاری کی تو خدا نے ان کی تسلّی و تشفی کے لیئے یہ آیتیں بھیجیں اِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ (پ۹ آیت سورۃ الانفال) جس وقت تم اپنے پروردگار سے استغاثہ اور فریاد کر رہے تھے تو خدا نے تمہاری دُعا قبول کی اور وعدہ کیا کہ) میں ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا جو ایک کے پیچھے دوسرے آئیں گے۔ طبرسی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے مشرکوں کی کثرت اور مُسلمانوں کی قلت کو دیکھا تو رُو بقبلہ ہو کر ہاتھ دُعا کے لیئے اُٹھائے اور کہا پروردگارا اپنے وعدہ کو جو تُو نے مجھ سے کیا ہے پُورا فرما۔ خداوندا اگر یہ مُسلمانوں کا گروہ ہلاک ہو گیا تو کوئی زمین پر تیری عبادت کرنے والا نہ رہے گا۔ اسیطرح ہاتھ آسمان کی جانب اُٹھائے ہوئے دُعا و تضرع کرتے تھے، یہانتک کہ آپ کے دوش مبارک سے چادر گر گئی اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ

حَكِيمٌ (پ۹ آیت سورۃ مذکور) خدا نے فرشتوں کے ذریعہ تمہاری مدد کرنا اس لیئے مقرر کیا ہے تاکہ تم کو خوشخبری ہو اور تمہارے دلوں کو اطمینان حاصل ہو۔ اور دشمنوں پر فتح پانا فرشتوں کی مدد سے نہیں خدا کی مدد سے ہے بیشک خدا غالب حکمت والا ہے"۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ رات آئی تو خدا نے اصحاب آنحضرتؐ پر نیند غالب کر دی اور اُن میں سے بعض محتلم ہو گئے۔ اور جہاں وُہ لوگ ٹھہرے تھے وُہ زمین ریتیلی تھی جس پر پَیر جمتے نہیں تھے۔ اور کافروں نے سبقت کر کے پانی پر قبضہ کر لیا تھا۔ مسلمانوں کے پاس پانی نہیں تھا۔ جب وُہ بیدار ہوئے تو بہت رنجیدہ ہوئے اور حضرتؐ سے عرض کی کہ ہم نرم زمین پر ہیں اور کفار سخت زمین پر ٹھہرے ہیں۔ ہم محتلم ہو گئے ہیں۔ پانی نہیں ہے کہ غسل کریں۔ اور حالتِ جنابت میں مقتول ہوں گے۔ اسی اثناء میں خدا نے بارش نازل فرمائی اور نہایت نرم و آہستہ بارش ہوئی جس سے زمین سخت ہو گئی۔ اور کافروں کی طرف موسلا دھار پانی برسا جس سے زمین میں کیچڑ پھیل گیا اور پَیروں کا ٹکنا دشوار ہوا۔ مسلمانوں نے اُسی بارش کے پانی سے غسل کیا۔ خدا نے کافروں کے دلوں میں سخت خوف طاری کر دیا جس سے وُہ ڈرے کہ مسلمان شبخون نہ ماریں ان وجہوں سے مسلمانوں کے دل قوی ہو گئے اور خدا کی رحمت کے اُمیدوار ہوئے جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ یاد کرو وُہ وقت جبکہ تم پر نیند غالب ہو گئی تاکہ خدا تمہارے دلوں کو بے خوف کر دے وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ (پ۹ آیت سورۃ الانفال) اور تمہارے لیئے آسمان سے پانی برسایا تاکہ اُس سے تم کو پاک کرے اور تم سے شیطانی وسوسے دُور کر دے یا شیطانی جنابت کو، اور تاکہ خدا کی رحمت کا تمہارے دلوں کو یقین ہو جائے اور تمہارے قدم کو زمین کے سخت کر دینے سے ثابت قرار دے یا جہاد میں تم کو ثابت قدم رکھے۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ اُس رات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمار یاسر اور عبداللہ ابن مسعود کو کافروں کے لشکر کی طرف بھیجا تاکہ ان کا حال معلوم کریں۔ وہاں اُنھوں نے کافروں کو بہت خوفزدہ اور ہراساں دیکھا۔ جب ان کے گھوڑے ہنہنانا چاہتے تھے تو اُن کے دہنوں سے لپٹ جاتے تاکہ ان کی آوازیں نہ بلند ہونے پائیں۔ ناگاہ منبہ بن حجاج کو کہتے ہوئے سُنا کہ بھوک سے ہم بیتاب ہیں ایک رات کی روٹی بھی نہیں۔ مجبوراً یا تو ہم مرجائیں گے یا مار ڈالے جائیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ واللہ وُہ سب سیر تھے لیکن انتہائی خوف وہراس میں یہ کلام کر رہے تھے کیونکہ خداوند عالم نے اُن کے دلوں میں سخت رُعب بٹھا دیا تھا جیسا کہ وُہ خود ارشاد فرماتا ہے إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا (پ۹ آیت سورۃ مذکور) اے رسُولؐ یاد کرو وُہ وقت جبکہ تمہارے پروردگار نے ملائکہ کو وحی فرمائی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں لہٰذا مومنوں کو کافروں کی جنگ پر مضبوط رکھو سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ عنقریب میں کافروں کے دلوں میں خوف و رُعب ڈال دُوں گا۔ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ تو اے فرشتو ان کی گردنیں کاٹ ڈالو وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ (پ۹

آیت ۱۲ سورۃ مذکور) اور ان کے جوڑ جوڑ توڑ ڈالو۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب صبح ہوئی تو جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لشکر کی ترتیب دی۔ حضرتؐ کے لشکر میں دو گھوڑے تھے ایک زبیر کے پاس اور ایک مقداد کے پاس اور ستّر اُونٹ جن پر باری باری سے لوگ سوار ہوتے تھے ایک اُونٹ پر باری باری جناب رسُولِؐ خدا، علیؑ مرتضےٰ اور مرثد بن ابی مرثد غنوی سوار ہوتے تھے۔ وہ اُونٹ بھی مرثد کا تھا۔ کفارِ قریش کے لشکر میں چار سَو اونٹ تھے اور روایت معتبرہ کے مطابق اصحاب آنحضرتؐ کی تعداد تین سَو تیرہ ۳۱۳ تھی۔ اور کفار کے لشکر کی تعداد بعضوں نے ہزار بیان کی ہے۔ اور بعضوں نے نو سَو ۹۰۰ سے ہزار تک کہا ہے۔ اور روایت معتبرہ اور آیات کریمہ کے مطابق خداوند عالم نے جنگ پر آمادہ کرنے اور مسلمانوں کو فتح حاصل کرنے اور کافروں کو پست و حقیر کرنے کے لیئے مومنین کی نگاہوں میں کفار کو تھوڑا دکھایا تاکہ وُہ کفار سے جنگ کی ہمت کریں۔ اسیطرح کافروں کو مسلمانوں کی تعداد ابتداء میں بہت کم دکھائی تاکہ وُہ مسلمانوں سے جنگ کریں اور لڑائی شروع ہونے کے بعد مسلمانوں کی تعداد کافروں کو زیادہ دکھائی کہ وُہ اپنے برابر سمجھنے لگے اور بہت خوفزدہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے اور بہت سی معتبر رِوایتوں میں وارد ہُوا ہے کہ جنگ بدر ہجرت کے دُوسرے سال سترھویں ماہِ رمضان روز جمعہ کو واقع ہوئی۔ اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ انیسویں ماہِ مذکور میں ہوئی لیکن قول اوّل زیادہ قوی ہے۔ غرض آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کو اپنے سامنے ترتیب سے کھڑا کیا اور فرمایا اپنی آنکھوں کو چھپالو اور خود جنگ کی ابتداء مت کرنا اور نہ کچھ بولنا۔ جب قریش نے آنحضرتؐ کے اصحاب کو بہت کم دیکھا ابوجہل لعنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا یہ سب مل کر بھی ایک نوالہ سے زیادہ نہیں اگر ہم اپنے غلاموں کو بھی بھیج دیں تو وُہ ان کو باندھ لائیں۔ عُتبہ نے کہا شائد ان کی قوت اور مدد کچھ اور بھی ہو۔ پھر عمرو بن وہب جمحی کو مقابلہ کے لیئے بھیجا جو ان میں سب سے بڑا دلیر و بہادر تھا وُہ حضرتؐ کے لشکر کے قریب آیا اور چاروں طرف گھُوما اور ایک بلندی پر چڑھ کر حضرتؐ کے لشکر کو ہر طرف سے دیکھا اور واپس جا کر قریش سے کہا کوئی مدد و کمک اور کہیں سے نظر نہیں آتی۔ لیکن پانی کھینچنے والے اُونٹ مرگ ہل ہیں جنپر سامان لاد کر لائے ہیں تمہیں دیکھتے ہو کہ مُنہ بند کر رکھا ہے اور بات نہیں کرتے ہیں اور سانپ کے مانند زبانیں دہن کے اندر پھیرتے ہیں اور کوئی شے سوائے تلواروں کے پناہ دینے والی نہیں رکھتے ہیں۔ لیکن ایسا ہے کہ وُہ بھاگنے والے نہیں معلوم ہوتے مر جائیں گے قتل ہو جائیں گے اور مار ڈالیں گے۔ لہذا ان سے مکر و تدبیر کرو اور جنگ میں دلوں کو سخت رکھو۔ ابوجہل لعنہ نے کہا تُو جھُوٹ کہتا ہے تُو رعب میں آگیا ہے اور ان کی آبدار تلواروں کے خوف سے تیرا پتّہ پانی ہو رہا ہے۔ چونکہ اصحاب رسولؐ بھی کافروں کی کثرت اور ان کے حشم و خدم سے بہت ڈرے ہوئے تھے لہذا خدا نے ان کی تسکین کے لیئے یہ آیت بھیجی وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ رپ آیت ۱۱ سورۃ انفال) اگر وُہ صلح کی پیشکش کریں تو اُن سے صلح کرو اور خدا پر بھروسہ رکھو۔ خدا جانتا تھا کہ وُہ کفار صلح نہیں کریں گے اور بغیر جنگ کیئے نہ مانیں گے۔ لیکن اُس نے چاہا کہ مومنین کے دلوں کو خوش کر دے۔ پھر آنحضرتؐ نے

قریش کے پاس پیغام بھیجا کہ اے گروہِ قریش میں تم سے جنگ کی ابتدا نہیں کرنا چاہتا مجھے عرب والوں کے ساتھ چھوڑ دو اگر میں سچا رسُولؐ ہوں تو آپر غالب آجاؤں گا۔ تم اور تمام لوگوں سے میرے نزدیک ہو میرے قوم و قبیلہ کے ہو اگر میں جھُوٹا ہوں تو اہل عرب میرے لیئے کافی ہیں لہذا واپس جاؤ مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ یہ پیغام سُنکر عُتبہ نے کہا خدا کی قسم جو شخص یہ پیغام قبول نہ کرے گا سلامت نہ رہے گا۔ پھر وُہ سُرخ اُونٹ پر سوار ہو گیا۔ حضرتؐ نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ جو کچھ ہے یہی سُرخ اُونٹ والا ہے۔ اگر وُہ لوگ اس کی اطاعت کریں گے عافیت پائیں گے۔ پھر عُتبہ نے قریش کو جمع کیا اور کہا میری بات سُنو اور آج میری اطاعت کرو آیندہ کبھی مت کرنا آج مکہ کو واپس چلو۔ شراب مت پیو، ان کی طرف محبت کا ہاتھ بڑھاؤ۔ ان سے عہد و پیمان کرو اور محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قرابت کی رعایت کرو۔ کیونکہ وُہ تمہارے چچا کا بیٹا ہے اور تم میں سب سے بہتر اور بلند مرتبہ ہے۔ لہذا واپس چلو اور میری رائے منظور کرو۔ اگر اس جنگ سے تمہاری غرض قافلہ تجارت کے نقصان اور ابن حضرمی کا خونبہا ہے تو میں وُہ نقصان ادا کرتا ہوں اور ابن حضرمی کا خونبہا میں دیتا ہوں کیونکہ وُہ میرا ہم سوگند تھا۔ یہ سُنا تو ابوجہل نے غضبناک ہو کر کہا عتبہ فصیح و بلیغ شخص ہے اگر آج لوگ اس کے کہنے سے واپس چلے گئے تو وُہ قریش کا سردار بن جائے گا۔ پھر عُتبہ سے کہا کہ تُو فرزندانِ عبدالمطلب کی تلواروں کو دیکھ کر ڈر گیا ہے اور لوگوں کو واپس چلنے کی ترغیب دے رہا ہے ایسے وقت میں جبکہ ہم ان دشمنوں پر فتح پا چکے ہیں اور اپنی دشمنی کا انتقام لے سکتے ہیں۔ عُتبہ یہ سُنتے ہی اپنے اُونٹ سے اُتر پڑا۔ اور ابوجہل پر حملہ کیا اور اس کو گھوڑے سے اُٹھا کر زمین پر دے مارا۔ لوگوں نے سمجھا کہ وُہ اُس کو مار ڈالے گا لیکن اُس نے اُس کو چھوڑ دیا اور اپنے گھوڑے کو پے کر ڈالا اور کہا تو مجھ کو بزدل سمجھتا ہے آج قریش کو معلوم ہو جائے گا کہ تُو یا میں کون بزدل اور مرعوب ہے اور قوم کو کون زیادہ تباہ کرنے والا ہے اگر تُو سچا ہے تو آ۔ میں اور تُو دونوں میدان میں تنہا چلیں تاکہ معلوم ہو کہ میں زیادہ بہادر ہُوں یا تُو۔ یہ دیکھ کر قریش کے سربرآوردہ لوگ عتبہ کے پاس آکر کہنے لگے اس کو چھوڑ دو تاکہ اس لشکر کی شکست تمہاری طرف سے نہ ہو۔ عتبہ نے ابوجہل کی طرف سے مُنہ پھیر لیا اور اپنے بھائی شیبہ اور اُس کے لڑکے ولید سے کہا کہ اُٹھو اور جنگ کے لیئے میدان میں چلو اور خود زرہ پہنو۔ پھر اپنے لیئے خود طلب کیا۔ لیکن اُس کا سر بڑا ہونے کی وجہ سے کوئی خود اُس کے لائق نہ ملا تو دو عمامہ سر پر باندھا اور اپنی تلوار لے کر جاہلیت کی اکڑ میں دو مردوں سے پہلے اپنے بھائی بھتیجے کے ساتھ میدان میں آیا اور للکار کر کہا کہ اے محمدؐ قریش میں سے ہمارے ہمسر لوگوں کو بھیجو تاکہ ہم اُن سے مقابلہ کریں۔ اِدھر انصار میں سے تین اشخاص عوذ، معوذ اور عوف عفرا کے لڑکے نکلے۔ عُتبہ نے اُن سے پُوچھا تم کون ہو اپنا نسب بیان کرو تاکہ پہچانیں۔ انہوں نے کہا ہم عفرا کے فرزند اور رسُولِؐ خدا کے ناصر و مددگار ہیں۔ عتبہ نے کہا تم واپس جاؤ، ہم تم سے جنگ نہیں کریں گے۔ تم ہمارے برابر کے نہیں ہو۔ ہم تو اپنا ہمسر چاہتے ہیں جو قریش میں سے ہو۔ جناب رسُولِؐ خدا بھی نہیں چاہتے تھے کہ پہلے پہل انصار ہی میدانِ کارزار میں

جائیں اور لڑیں۔ لہذا حضرتؐ نے اُن کو واپس بُلا لیا۔ پھر حضرتؐ نے اپنے چچا زاد بھائی عُبیدہ بن الحرث کی طرف دیکھا جنکی عمر ستر سال کی ہو چکی تھی اور فرمایا اے عُبیدہ تم بڑھو۔ یہ سُنتے ہی وُہ مردانہ وار اُٹھے، ہاتھ میں تلوار لی۔ پھر حضرتؐ نے اپنے چچا حمزہؓ کی طرف نگاہ کی اور فرمایا اے چچا آپ بھی جنگ کے لیئے نکلیئے۔ پھر امیرالمومنینؑ کی جانب رُخ کر کے فرمایا اے علیؑ تم بھی چلو۔ حضرت علیؑ سب سے کمسن تھے۔ غرض یہ تینوں بزرگوار اپنی اپنی تلواریں کھینچ کر آنحضرتؐ کے پاس کھڑے ہو گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنا حق طلب کرو جو خداوند عالم نے تمہارے لیئے مقرر فرمایا ہے۔ یہ قریش نخوت و غرور میں آئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ نورِ خدا کو بجھا دیں لیکن خدا نہیں چاہتا کہ اُس کا نُور زائل ہو۔ وُہ بیشک اپنے نورِ دین کو کامل اور تمام کر کے رہے گا۔ پھر فرمایا اے عبیدہ تم عُتبہ سے اور اے حمزہ تم شیبہ اور اے علیؑ تم ولید بن عتبہ سے جنگ کرو۔ غرض یہ تینوں بزرگوار پیغمبرِ خداؐ سے ہمت کی امداد چاہتے ہوئے مردانہ وار اُن کفار کے پاس پہنچے۔ عتبہ نے ان کو دیکھا اور اپنے دل میں جو بغض و عداوت اُن کی طرف سے رکھتا تھا اس کے سبب ان کو نہیں پہچانا۔ اور پُوچھا کہ تم کون ہو اپنا نسب ظاہر کرو تاکہ ہم تم کو پہچانیں۔ عبیدہ نے کہا میں حارث بن عبدالمطلب کا فرزند عبیدہ ہوں۔ عتبہ نے کہا بیشک تم ہمارے ہمسر ہو۔ اور یہ دونوں کون ہیں؟ عبیدہ نے کہا ایک حمزہؓ عبدالمطلب کے صاحبزادے ہیں اور دوسرے علیؑ بن ابی طالب ہیں۔ عتبہ نے کہا دُو بزرگ و بلند گھر کے لوگ ہیں۔ خدا اُس پر لعنت کرے جس نے ہم کو اور تم کو اس مقام پر ایک دوسرے کے مقابلہ پر کھڑا کیا ہے یعنی ابو جہل لعین پر۔ پھر شیبہ نے حمزہؓ سے پوچھا تم کون ہو؟ فرمایا میں حمزہ بن عبدالمطلب خدا کا شیر اور رسُولؐ اللہ کا شیر ہوں۔ شیبہ نے کہا اپنے حلیفوں کے شیروں کے مقابلہ پر آئے ہو اے خدا کے شیر اپنے حملہ اور دبدبہ کو عنقریب دیکھو گے۔ ادھر عبیدہ نے عتبہ پر حملہ کیا اور اُس کے سر پر تلوار کی ضربت لگائی جس سے اُس کا سر دو ٹکڑے ہو گیا۔ اور عتبہ نے عبیدہ کے پیروں پر مارا جس سے دونوں پیر کٹ کر الگ ہو گئے۔ اور دونوں زمین پر گر پڑے۔ اور حمزہ اور شیبہ نے ایک دوسرے کے وار کو اس قدر رد کیا اور اپنی سپر و سپر روکا کہ دونوں کی تلواریں کُند ہو گئیں۔ جناب امیرؑ نے ولید کے داہنے کاندھے پر ایک تلوار ماری کہ اُس کی بغل کے نیچے سے نکل گئی۔ اُس نے وُہ کٹا ہؤا ہاتھ بائیں ہاتھ سے اُٹھا کر حضرت علیؑ کی طرف اس زور سے پھینکا کہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا معلوم ہؤا کہ مجھ پر آسمان گر پڑا۔ اُس کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی سونے کی تھی۔ جب وُہ ہاتھ کو حرکت دیتا تھا تو اس کی چمک سے میدان جگمگا اُٹھتا تھا پھر وُہ ایک نعرہ مار کر اپنے باپ کے پاس بھاگا۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ میں نے اُس کا تعاقب کیا اور دوسری ضربت اس کی ران پر ماری اور اُس کو زمین پر گرا دیا اور یہ رجز پڑھی۔ مَیں اُس کا فرزند ہوں جس نے حاجیوں کیلئے دُو حوض بنوائے تھے۔ مَیں ہاشم کا نورِ نظر ہوں جو قحط و خشک سالی میں لوگوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ مَیں اپنا وعدہ وفا کرتا ہوں اور صاحب حسب پیغمبرؐ کی حمایت کر رہا ہوں۔ اُدھر حمزہ و شیبہ کثرت سے حملہ کرنے کے بعد ایک دُوسرے سے لپٹ گئے۔ مُسلمانوں نے یہ دیکھ کر امیرالمومنینؑ کو پُکارا کہ اے علیؑ اس کُتے کو دیکھو جو تمہارے چچا سے لپٹا ہؤا ہے۔ جناب امیرؑ یہ سُنتے ہی ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور چونکہ جناب حمزہؓ شیبہ سے

قد میں لانبے تھے۔ امیرالمؤمنینؑ نے کہا اے چچا آپ سر نیچے کر لیجیئے۔ جناب حمزہؓ نے اپنا سر شیبہ کے سینہ میں ڈال دیا۔ امیرالمؤمنینؑ نے ایک وار کیا اور شیبہ کا نصف سر اُڑا دیا۔ پھر آپ عتبہ کے پاس آئے جس میں ابھی کچھ جان باقی تھی حضرتؑ نے اس کو بھی تمام کیا۔ اور عبیدہ کو آپ نے اور جناب حمزہ نے اُٹھایا، اور خدمتِ رسالتمآبؐ میں لائے۔ حضرتؐ نے ان کو دیکھا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ عبیدہؓ نے کہا یا رسُولؐ اللہ میرے باپ ماں حضورؐ پر نثار ہوں میں تو شہید ہوں فرمایا ہاں تم میرے اہلبیتؑ میں سب سے پہلے شہید ہو۔ عبیدہؓ نے کہا اگر آپ کے چچا زندہ ہوتے تو وُہ دیکھتے کہ مَیں اُن کے کہنے کے مطابق پہلا جاں نثار ہوں۔ حضرتؐ نے پوچھا کون چچا؟ عرض کی ابو طالبؑ جنہوں نے کافرانِ قریش کے جواب میں دو بیت کہی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ اے کفار مکہ! تم خانۂ خدا میں جھوٹ بولتے ہو کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر تم غالب آجاؤ گے قبل اس کے ہم اس کے سامنے تم کو نیزہ لگائیں اور تیر ماریں۔ ہم اس کو تمہارے حوالہ نہیں کریں گے جبتک کہ قتل نہ ہو جائیں ہم اس کی نصرت میں اپنے زن و فرزند کو بھول جائیں گے حضرتؐ نے فرمایا ابو طالبؑ کے بارے میں ایسا نہ کہو۔ دیکھو ان کا لڑکا علیؑ شیر کے مانند خدا و رسُولؐ کے سامنے شمشیر زنی کر رہا ہے اور دوسرے لڑکے نے خدا کی راہ میں حبشہ کی طرف ہجرت کی ہے۔ عبیدہؓ نے کہا یا رسولؐ اللہ کیا آپ ایسے وقت میں مجھ سے ناراض ہو گئے۔ فرمایا نہیں لیکن میں نے نہیں چاہا کہ میرے چچا کا ذکر اس طرح کرو۔

دوسری روایت میں ہے کہ عتبہ کے مقابلہ پر جناب حمزہؓ اور شیبہ کے مقابلہ پر جناب عبیدہؓ کھڑے ہوئے جیسا کہ شیخ مفید نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ مجھے بدر کی جنگ میں قریش کی جرأت پر حیرت ہوئی کہ انہوں نے دیکھا کہ مَیں نے ولید پسر عتبہ کو قتل کر دیا اور جناب حمزہؓ نے عتبہ کو قتل کر دیا اور شیبہ کے قتل میں مَیں جناب حمزہؓ کا شریک ہو گیا تو حنظلہ ابن ابی سفیان میرے مقابلہ پر آیا۔ مَیں نے اُس کے سر پر ایک تلوار لگائی کہ اُس کی آنکھیں اُس کے رخساروں پر نکل کر لٹک آئیں اور وُہ زمین پر گر پڑا۔

علی بن ابراہیم وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب عتبہ شیبہ اور ولید یہ تینوں قتل ہو چکے ابو جہل نے قریش سے کہا جلدی مت کرو۔ وحشت دہراس مت ظاہر ہونے دو جیسا کہ ربیعہ کی اولاد نے کیا کہ تمہارے ساتھ اہل مدینہ کی جنگ پسند نہیں کرتے تھے۔ تم مدینہ کے رہنے والے انصار کو قتل کرو اور قریش کو مت قتل کرو بلکہ ان کو زندہ اسیر کر لو تاکہ ہم ان کو مکہ لے جا کر ان کی گمراہی ان پر ظاہر کریں۔ مکہ کے چند جوان تھے جو مسلمان ہو گئے مگر ہر ایک کے باپ نے ان کو قید کر رکھا تھا اور ہجرت کرنے سے روکے ہوئے تھے وُہ دین اسلام میں پختہ نہ تھے جیسے قیس بن الولید بن مغیرہ، ابو قیس بن فاکہ، حارث بن ربیعہ، علی بن امیہ اور عاص بن منبہ۔ قریش ان کو اپنے ہمراہ جنگ بدر میں لائے تھے۔ جب انہوں نے مسلمانوں کی تعداد بہت کم دیکھی تو اپنے ایمان میں متزلزل ہو گئے اور کہنے لگے کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے دھوکا دیا اور عنقریب یہ سب قتل ہو جائیں گے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ

وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (پ۱۰ آیت ۴۹ سورۃ الانفال) اُس وقت جبکہ منافقین اور وُہ لوگ جنکے دلوں میں مرض کفر تھا کہہ رہے تھے کہ ان کے دین نے ان کو فریب دیا ہے۔ اور جو شخص خدا پر بھروسہ کرتا ہے تو خدا جو چاہتا ہے اُسپر قادر و غالب ہے اور دانا اور حکیم ہے۔ اُسوقت ابلیس لعین سراقہ بن مالک کی شکل میں نمودار ہوُا اور قریش کے پاس آکر کہنے لگا کہ میں اپنے قبیلہ کے ساتھ تمہاری مدد کروں گا اپنا عَلم مجھ کو دو۔ غرضکہ عَلم لے کر بہت سے شیاطین کا لشکران کو دکھایا۔ وُہ سب سراقہ کے اہل قبیلہ کافروں اور مسلمانوں کو دکھائی دینے لگے اس سبب سے قریش کی ہمت بڑھ گئی۔ جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یہ حال معلوم ہوُا تو اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اپنی آنکھیں بند کرو اور جبتک میں نہ کہوں کافروں کی طرف مت دیکھنا اور نہ نیاموں سے تلواریں نکالنا۔ پھر بارگاہِ احدیت میں ہاتھ اٹھا دیئے اور دعا و مناجات میں مشغول ہوئے اور عرض کی پالنے والے یہ گروہ تیرے دین کے مددگار ہیں اگر یہ لوگ قتل ہو گئے تو زمین پر تیری عبادت کوئی نہ کرے گا۔ اسی اثناء میں حضرتؐ پر غشی طاری ہو گئی جو وحی کی علامت ہے۔ جب افاقہ ہوُا تو آپ کی جبین انور سے پسینے کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا مسلمانو تمہاری مدد کے لیئے جبریلؑ خدا تعالیٰ کی جانب سے ہزاروں فرشتوں کے ساتھ آرہے ہیں۔ اُسیوقت بہت سی بجلیوں کے ساتھ ایک سیاہ ابر نظر آیا اور حضرتؐ کے لشکر کے اُوپر کھڑا ہو گیا جس میں سے مسلمانوں کے کانوں میں ہتھیاروں کی آوازیں آرہی تھیں اور کوئی کہہ رہا تھا کہ اے خیروم آگے بڑھ۔ خیروم جناب جبریلؑ کے گھوڑے کا نام ہے جس پر اُس روز وُہ سوار تھے۔ جب ابلیس ملعون نے حضرت جبریلؑ کو دیکھا عَلم ہاتھ سے پھینک کر بھاگنے لگا منبہ بسر حجاج نے اُس کا گریبان پکڑ لیا اور کہا اے سراقہ کہاں جاتا ہے تو چاہتا ہے کہ اپنے لشکر کو بھگا دے ابلیس لعین نے اُس کے سینہ پر ہاتھ مارا اور کہا دُور ہو جو کچھ میں دیکھتا ہوں تو نہیں دیکھتا۔ مَیں پروردگار عالمین سے ڈرتا ہوں۔ چنانچہ خدا نے اس قصہ کی طرف قرآن مجید میں اشارہ فرمایا ہے وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ (پ۱۰ آیت ۴۸ سورۃ الانفال) یاد کرو وُہ وقت جبکہ شیطان نے کافروں کو ان کے اعمال آراستہ کر کے دکھائے وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ (پ۱۰ آیت ۴۸ سورۃ مذکور) اور ابلیس نے کہا آج تم پر کوئی غالب نہیں میں تم کو امان دینے والا ہوں۔ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ قریش اور قبیلۂ کنانہ کے درمیان عداوت چلی آرہی تھی۔ جب قریش اُس قبیلہ کے پاس پہنچے تو دل میں اُس کی عداوت کی یاد تازہ ہو گئی تو اس خیال سے واپس ہونا چاہا کہ ایسا نہ ہو کہ کنانہ اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر اُنپر دَوڑ پڑیں۔ اسی حال میں ابلیسؔ سراقہ ابن مالک کی صورت میں جو اُس قبیلہ کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھا اپنے ساتھ شیطان کا بڑا لشکر لیئے ہوئے ظاہر ہوُا اور کہا میں ضامن ہوں اور تم کو امان دیتا ہوں کہ قبیلۂ کنانہ سے تم کو کوئی ضرر نہیں پہنچے گا فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (پ۱۰ آیت ۴۸ سورۃ الانفال) تو

جب دونوں لشکروں نے ایک دُوسرے کو دیکھا یا شیاطین نے فرشتوں کو دیکھا تو شیطان پیچھے بھاگا اور بولا میں تم سے بیزار ہوں بیشک جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے یعنی فرشتوں کو یقیناً میں خدا سے ڈرتا ہوں اُس کا عذاب بڑا سخت ہے۔ امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ شیطان ملعون کافروں کے لشکر میں حارث بن ہشام کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیئے ہوئے تھا کہ فرشتوں پر اُس کی نگاہ پڑی ان کو دیکھتے ہی وُہ پیچھے بھاگا۔ حارث نے کہا اے سراقہ تو ایسے حال میں ہم کو چھوڑ کر کہاں جاتا ہے؟ ابلیس نے کہا جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے۔ حارث سمجھتا تھا کہ وُہ سراقہ ہے، اس لیئے اُس نے کہا تو جھوٹا ہے تو مدینہ کے ذلیلوں کو دیکھ رہا ہے۔ لیکن ابلیس نے حارث کے سینہ پر ہاتھ مارا اور بھاگ گیا۔ اس کے بھاگنے سے کفار بھی بھاگے۔ اور جب مکہ پہنچے تو کہنے لگے کہ سراقہ نے ہم کو بھگایا۔ جب سراقہ نے یہ خبر سُنی قریش کے پاس آیا اور قسم کھائی کہ مجھے تمہاری اس جنگ کی تو اطلاع بھی نہ تھی مگر بعد میں تمہارے بھاگنے کا حال معلوم ہوُا۔ جب وُہ مسلمان ہوئے تب اُنہوں نے جانا کہ وُہ ابلیس ملعون تھا۔ اور علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جبریلؑ نے شیطان پر حملہ کیا اور وُہ بھاگا۔ جبریلؑ نے اُس کا تعاقب کیا۔ وُہ جا کر دریا میں ڈوب گیا۔ اور کہتا تھا خداوندا تُو نے مجھے روزِ جزا تک کی مہلت دی ہے کہ زندہ رہوں گا لہذا اپنے وعدہ کو پُورا کر۔ اور دُوسری سند سے روایت ہے کہ ابلیس بھاگتا ہوُا حضرت جبریلؑ سے کہہ رہا تھا کہ شائد تم نادم نہیں ہوتے ہو کہ مجھ کو مہلت دی گئی ہے۔ روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ اگر جبریلؑ شیطان کو پا لیتے تو کیا قتل کر دیتے؟ حضرتؑ نے فرمایا نہیں بلکہ اُس کو ایک ضربت لگاتے جس سے قیامت تک کے لیئے وُہ زخمی ہو جاتا۔

المختصر عتبہ وغیرہ کے قتل ہونے کے بعد ابو جہل لعین دونوں لشکروں کے درمیان نکل کر کھڑا ہوُا اور کہا خداوندا ہم میں اور ان مخالفین میں سے جس نے زیادہ قطع رحم کیا ہے اور ایسی چیز لایا ہے جس کو ہم نہیں جانتے تو اس کو تُو آج ہی ہلاک کر دے اور بروایت ابوحمزہ ثمالی اُس نے کہا خداوندا ہمارا دین قدیم ہے اور محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا دین نیا ہے۔ ان میں جس دین کو تُو دوست رکھتا ہے اور زیادہ پسند کرتا ہے اس کی مدد کر۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ (پ۹ آیت ۱۹ سورۃ الانفال) اگر تم فتح کے طالب ہو تو فتح تمہاری طرف آئی جیسا کہ تم نے دُعا کی۔ پھر حضرت علیؑ نے ایک مٹھی ریت اُٹھا کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی اور آپؐ نے جبریلؑ کے کہنے سے کافروں کی طرف پھینکا اور فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوْهُ یعنی چہرے قبیح ہو جائیں۔ خدا نے ایک ہوا بھیجی جس نے اُس ریت کو کافروں کے چہروں پر مارا اور وُہ سب بھاگ کھڑے ہوئے اور اُن سنگریزوں میں سے کچھ بھی جس کو مس ہو گیا وُہ اُس روز مارا گیا جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (پ۹ آیت ۱۷ سورۃ مذکور) اے رسولؐ یہ سنگریزے تم نے نہیں پھینکے بلکہ خدا نے پھینکے۔ اُس روز اسّی مشرکین مارے گئے اور اسّی قید ہوئے۔ حضرتؐ نے

فرمایا ابوجہل لعین کو زندہ نہ جانے دو۔ عمرو بن جموع نے ابوجہل لعین کو دیکھا تو ایک ضربت اُس کی ران پر ماری۔ اُس ملعون نے بھی ایک تلوار عمرو کو ماری جس سے اُن کا ہاتھ کٹ کر لٹک گیا۔ عمرو نے اُس ہاتھ کو پَیر سے دبا کر زور کیا اور علیحدہ کر دیا اور جنگ میں مشغول ہوئے۔ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ مَیں اُس وقت پہنچا جبکہ ابوجہل ملعون اُونٹ سے گر چکا تھا اور اپنے خون میں لوٹ رہا تھا۔ مَیں نے کہا اُس خدا کا شکر ہے جس نے تجھ کو اس قدر ذلیل کیا۔ اُس نے سر اُٹھا کر دیکھا اور کہا خدا تجھ کو ذلیل کرے دین سچا کس کا ہے۔ عمرو نے کہا خدا و رسُولؐ کا دین حق ہے۔ میں اب تجھ کو قتل کرتا ہوں اور اپنا پَیر میں نے اُس کی گردن پر رکھا۔ اُس ملعون نے کہا اے گوسفند چرانے والے تُو نے۔ بڑی سخت گردن پر پَیر رکھا ہے اس سے زیادہ کوئی امر مجھ پر دُشوار نہیں ہے کہ تجھ ایسا شخص مجھے قتل کرے کاش عبدالمطلب کی اولاد میں سے کوئی مجھ کو قتل کرتا یا قریش میں سے کوئی قتل کرتا۔ میں نے اُس کے سر سے خود اُتارا اور اُس کا سر جُدا کر دیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدموں پر لا کر ڈال دیا اور کہا یا رسُولؐ اللہ خوشخبری ہو آپ کو یہ ابوجہلؑ کا سر ہے۔ حضرتؐ نے جب اُس کا سر دیکھا سجدہ میں گر پڑے۔ اور شکرِ خدا بجا لائے۔ اور ابن عباس سے منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ کشتگانِ بدر کے پاس جا کر کھڑے ہوئے تو فرمایا کہ اے گروہ! خدا تم کو بُرا بدلا دے، تم نے مجھے جھُوٹا کہا حالانکہ میں صادق ہوں۔ تم نے مجھے خیانت سے نسبت دی حالانکہ مَیں امانتدار ہوں پھر ابوجہل ملعون کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ شخص فرعون لعین سے زیادہ سرکش تھا۔ جب فرعون کو ہلاکت کا یقین ہوُا تو خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا اور جب اس ملعون کو ہلاکت کا یقین ہوُا تو اس نے لات وعزّےٰ کو پکارا۔ حدیث و سیر کی کتابوں میں سہل بن عمر سے روایت ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ مَیں نے روزِ بدر سفید مَردوں کو آسمان و زمین کے درمیان دیکھا۔ ہر ایک کے پاس ایک نشان تھا وُہ کافروں کو قتل کر رہے تھے اور قید کر رہے تھے۔ اور ابو دہم غفاری سے روایت کی ہے کہ میں اور میرا چچازاد بھائی چاہِ بدر پر تھے اور جب ہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب کی قلت اور قریش کے لشکر کی کثرت دیکھی ہم نے کہا جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے آئیں گے ہم لشکرِ محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو فنا کر دیں گے۔ ہمارا اندازہ تھا کہ قریش کے مقابلہ میں لشکرِ آنحضرتؐ کی تعداد چوتھائی حصہ ہے۔ یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ ہم نے دیکھا کہ ایک ابر لشکر کے اُوپر ظاہر ہوُا اور ہتھیاروں کی جھنکار ہمارے کانوں میں پہنچی اسی اثناء میں اصحابِ محمدؐ لشکرِ قریش کے سامنے آگئے۔ میرا چچازاد بھائی یہ دیکھتے ہی ڈرا اور ہلاک ہو گیا، اور میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔

صہیب سے روایت ہے کہ روزِ بدر کثرت سے ہاتھ قطع ہوئے اور زخم ظاہر ہوئے جن سے خون جاری نہ تھے اور وُہ فرشتوں کی ضربت کی علامت تھی۔ ابوبردہ کہتے ہیں کہ میں روزِ بدر حضرتؐ کی خدمت میں تین سر لایا جن میں دُو تو مَیں نے کاٹے تھے اور تیسرے کے بارے میں مَیں نے دیکھا کہ ایک سفید رنگ بلند قامت شخص نے اس کو ایک ضربت لگائی تھی اور وُہ سر کٹ کر گر پڑا تھا۔ میں نے اُٹھا لیا۔ حضرتؐ نے یہ سُنکر فرمایا کہ وُہ بلند قامت شخص فرشتہ تھا۔ سائب کہتے ہیں کہ روزِ بدر کسی نے مجھ کو اسیر نہ کیا۔ جب

روزِ بدر قریش بھاگے تو مَیں بھی اُن کے ساتھ بھاگا۔ ناگاہ مَیں نے دیکھا کہ ایک سفید رُو بالا قد انسان جو ایک ابلق گھوڑے پر سوار آسمان سے نیچے آیا اُس نے مجھے باندھ کر ڈال دیا۔ عبدالرحمٰن ابن عوف اُدھر سے گزرے مجھ کو بندھا ہوُا دیکھا تو اُٹھا کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس لائے۔ اور ابو رافع آنحضرتؐ کے غلام سے مروی ہے وُہ کہتے ہیں کہ مَیں عباس بن عبدالمطلب کا غلام تھا۔ ہمارے گھر میں اسلام پہنچ چکا تھا اور مَیں بھی مسلمان ہو گیا تھا۔ جناب عباسؓ کی زوجہ محترمہ اُم الفضل بھی مسلمان ہو گئی تھیں۔ لیکن جناب عباسؓ اپنی قوم سے ڈرتے تھے اور اپنے اسلام کا اظہار نہ کرتے تھے بلکہ اپنے اسلام لانے کو چھپائے رکھتے تھے کیونکہ وہ بہت مالدار تھے اور لوگوں کے ذمّہ ان کا بہت سا مال باقی تھا۔ اور دشمن خدا ابولہبؔ جنگ بدر میں خود حاضر نہیں ہوُا تھا بلکہ اپنے بجائے اُس نے عاص بن ہشام کو بھیج دیا تھا۔ جب قریش کی زبون حالی کی اطلاع اس کو ہوئی تو وُہ بھی بہت ذلیل ہوُا اور ہم لوگوں کی قوت و ہمت بڑھ گئی۔ مَیں چونکہ بُوڑھا تھا زمزم کے حجرے میں تیر بنایا کرتا تھا۔ ایک روز بیٹھا ہوُا تیروں کو تراش رہا تھا ام الفضل میرے پاس بیٹھی تھیں اور ہم آپس میں مسلمانوں کی فتح پر خوش ہو رہے تھے ناگاہ ابولہبؔ کو ہم نے دیکھا کہ اپنا پَیر گھسیٹتا ہوُا آ رہا ہے۔ وُہ آکر حجرے کے ایک طرف ہماری طرف پیٹھ کر کے بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر گذری تھی کہ ابوسفیان بھی آگیا۔ ابولہب نے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے میرے پاس آ تجھ کو صحیح حالات معلوم ہوں گے۔ غرض ابوسفیان کو اُس نے اپنے پہلو میں بٹھا لیا اور بہت سے لوگ ان کے گرد آ آکر کھڑے ہو گئے۔ ابولہب نے پوچھا اے پسر برادر بتاؤ کہ تمہارے لشکر پر کیا گزری اُس نے کہا خدا کی قسم اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم ان کے لشکر کے مقابلہ پر آئے اور وُہ جب ہماری طرف بڑھے ہم شکست کھا کر بھاگے اُنہوں نے ہمارے سپاہیوں کو قتل و اسیر کیا اور جو چاہا کیا۔ تاہم میں اپنے لشکر کو ملامت نہیں کرتا اس لیئے کہ مردانِ سفید کو ابلق گھوڑوں پر ہم نے سوار آسمان و زمین کے درمیان دیکھا جن کے مقابلہ پر کوئی شخص ٹھہر نہیں ہو سکتا۔ ابو رافع کہتے ہیں کہ میں نے یہ سُنکر کہا کہ وُہ فرشتے تھے۔ ابولہب نے یہ سُنتے ہی میرے مُنہ پر ہاتھ مارا اور چاہتا تھا کہ مجھ کو مار ڈالے ناگاہ اُم الفضل اُٹھیں اور ستونِ خیمہ لے کر اُس کے سر پر مارا کہ اُس کا سر پھٹ گیا اور کہا اُس کا آقا موجود نہیں ہے اور تو اُس کو لاوارث اور کمزور سمجھتا ہے۔ غرض وُہ وہاں سے اُٹھ کر اپنے گھر گیا اور سات روز نہیں گزرے تھے کہ مرض تخمہ میں مبتلا ہو کر جہنم واصل ہوُا۔ چونکہ وُہ مرض متعدی ہے اور لوگ اُس سے پرہیز کرتے ہیں اس لیئے تین روز تک وُہ اپنے گھر ہی میں پڑا رہا کوئی اس کے قریب نہ جاتا تھا کہ اُس کو دفن کرے اُس کے لڑکے بھی اُس کے پاس نہیں جاتے تھے۔ آخر لوگوں نے ان کو ملامت کی تو مجبوراً اُس کو گھسیٹ کر مکہ کی ایک پہاڑی کی طرف لے گئے اور اُس پر کنکر و پتھر پھینکے جس میں وُہ چھپ گیا۔ اب وُہ عمرہ کے راستہ پر واقع ہے کہ جو شخص اُدھر سے گزرتا ہے اُس پر پتھر مارتا ہے اور وُہ ایک پہاڑ کے مانند بلند ٹیلہ ہو گیا ہے۔

ابوالیسیر نے چاہا کہ عباس کو گرفتار کرے لیکن نہ کر سکا تو ایک فرشتہ نے اس کی مدد کی اور وہ اسیر ہوئے۔ شیخ مفید نے زہری سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سُنا کہ نوفل بن خویلد بھی جنگ میں آیا ہے تو دُعا کی کہ پالنے والے نوفل سے پناہ میں رکھ۔ جب قریش بھاگ گئے جناب امیرؑ نے اُس کو دیکھا کہ میدان میں حیران و سرگردان ہے اور نہیں سمجھتا کہ کیا کرے۔ حضرتؑ نے اُس کو ایک ضربت لگائی جس سے اُس کا خود گر پڑا۔ پھر آپ نے تلوار ماری اور اس کے پیروں کو قطع کر دیا۔ وُہ زمین پر گرا اور آپ نے اُس کا سر کاٹ لیا اور حضورؐ کی خدمت میں لائے۔ آپ اُس وقت فرما رہے تھے کہ نوفل کی بھی کسی کو خبر ہے؟ حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا میں نے اُس کو قتل کر دیا۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا اللہ اکبر! مَیں اُس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے میری دعا قبول فرمائی۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب ابوبصیر انصاری نے حضرت عباس کو اسیر کیا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے عباسؓ نے کہا اس نے مجھے اسیر نہیں کیا ہے بلکہ میرے بھتیجے علیؑ نے اسیر کیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا میرے چچا سچ کہتے ہیں۔ وُہ ایک بڑا فرشتہ تھا جو علیؑ کی شکل میں ظاہر ہُوا تھا۔ اور خدا نے جس قدر فرشتے میری مدد کے لئے بھیجے تھے سب کو علیؑ کی شکل وصورت میں بھیجے تھے۔ تاکہ ان کی ہیبت دشمنوں کے دلوں میں زیادہ ہو۔ بسند دیگر ابوبسیر سے روایت ہے وُہ کہتے ہیں کہ عباس اور عقیل کو میں نے دیکھا کہ ایک مرد جو ابلق گھوڑے پر سوار تھا ان کو کھینچتا ہُوا علیؑ بن ابی طالب کے پاس لایا اور اُن کے سپرد کر دیا اور کہا اپنے چچا اور بھائی کو لو کیونکہ تم زیادہ ان کے مستحق ہو۔ پیغمبرؐ خدا نے فرمایا کہ وُہ جبرئیلؑ تھے۔ حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ روزِ بدر جس زخمی مشرک سے پُوچھا جاتا کہ تم کو کس نے مارا وُہ کہتا تھا کہ علیؑ بن ابی طالب نے! اور یہ کہتے ہی مر جاتا۔

خاصہ و عامہ کی اکثر کتب معتبرہ میں امام زین العابدینؑ، امام محمد باقرؑ اور ابن عباس وغیرہم سے روایت ہے کہ جنگ بدر کی رات آنحضرتؐ کے لشکر میں پانی کم تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا کون ہے جو مشک لیجا کر پانی بھر لائے۔ کوئی تیار نہ ہُوا کیونکہ رات بہت اندھیری تھی اور ہوا بہت سرد اور تیز چل رہی تھی۔ امیرالمؤمنینؑ نے ایک مشک اُٹھائی اور چاہ بدر پر پہنچے۔ چونکہ کوئی ڈول موجود نہ تھا اس لئے خود کنوئیں میں اُترے۔ مشک بھری اور واپس روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں ایک بہت سخت ہوا سامنے سے آئی جس سے راستہ چلنا دُشوار ہو گیا۔ آپ بیٹھ گئے یہانتک کہ ہوا گذر گئی پھر اُٹھ کر چلے تو دوبارہ اُسی شدت کی ہوا چلی۔ آپ پھر بیٹھ گئے اور وُہ بھی گذر گئی۔ اسیطرح تین مرتبہ ہُوا۔ اور دوسری روایت کے مطابق ہر مرتبہ پانی مشک سے بہہ جاتا تھا اور آپ پھر اُس کو بھر کر چلتے تھے۔ جب آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچے آپ نے پوچھا یا علیؑ اس قدر دیر کیوں ہوئی عرض کی یارسُول اللہ تین مرتبہ نہایت سخت ہوا چلی جس کے ہول سے میرا بدن لرز گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا جانتے ہو کہ وُہ کیا تھا عرض کی نہیں۔ فرمایا پہلی بار جبرئیلؑ ہزار فرشتوں کے ساتھ آئے اور تم کو سلام کرتے ہوئے گذر گئے دوسری مرتبہ میکائیلؑ ہزار فرشتوں کے ساتھ آئے اور ہر ایک نے تم کو سلام کیا اور تیسری مرتبہ اسرافیلؑ تھے ہزار فرشتوں کے ساتھ آئے اور

سب نے تم کو سلام کیا۔ اور وُہ سب ہماری مدد کو آئے ہیں۔ احادیث معتبرہ میں حضرت امام محمد باقرؑ اور امام موسٰے رضا علیہم السّلام سے منقول ہے کہ فرشتے روز بدر سفید عمامے باندھے ہوئے تھے؛ ان کے عمامے نشان والے تھے جنکا ایک گوشہ آگے اور ایک گوشہ پیچھے لٹک رہا تھا۔ دوسری روایت ہے کہ جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمامہ سر پر باندھا اور دو گوشے ایک آگے اور ایک پیچھے لٹکا دیئے؛ جبرئیلؑ نے بھی ایسا ہی کیا اور حضرت رسُولؐ اللہ نے امیرالمومنینؑ کے سر پر بھی اسیطرح عمامہ باندھا اور فرمایا خدا کی قسم فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہیں۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ فرشتوں نے روز بدر آنحضرتؐ کی جنگ میں مدد کی وُہ پانچ ہزار فرشتے ہیں وُہ زمین پر ہیں اور جبتک حضرت صاحب الامر کی مدد نہ کر لیں گے آسمان پر نہ جائیں گے۔ جاننا چاہیئے کہ وُہ مشرکین جو حضرت شیرِ خدا حیدر کرّار کی نصرت آثار تلوار سے جنگ بدر میں کشتہ ہوئے ان کی تعداد میں اختلاف ہے۔ مخالفوں نے بیان کیا ہے کہ کفار کے مقتولین انچاس تھے۔ ان میں بائیس۲۲ امیرالمومنینؑ نے قتل کئے۔ اور اکثر لوگوں نے کہا ہے کہ ستائیس۲۷ قتل کئے۔ اور محمد ابن اسحاق نے مخالفوں سے روایت کی ہے کہ حضرتؑ نے تمام صحابہ سے زیادہ خود قتل کئے۔ اور روایت و سیر معتبرۂ شیعہ کے موافق ستر۷۰ کفار جنگ بدر میں مارے گئے ان میں سے پینتیس۳۵ مشرکین تمام صحابہ اور فرشتوں کی تلوار سے واصل جہنم ہوئے اور بروایتِ شیخ مفید نصف سے زیادہ مولائے مومنینؑ کی شمشیر آبدار سے درک اسفل میں پہنچے۔

بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ روزِ بدر جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فرزندان عبدالمطلبؑ میں سے کسی کو نہ قتل کرو نہ اسیر کرو کیونکہ وُہ اپنے اختیار سے جنگ میں شریک نہیں ہوئے ہیں۔ اور کلینی نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب قریش فرزندانِ عبدالمطلب کو جنگِ بدر میں لائے اور قریش کے رجز پڑھنے والوں نے رجز شروع کیا تو طالب حضرتِ ابوطالبؑ کے بیٹے نے بھی رجز پڑھنا شروع کیا وُہ رجز میں اپنے لشکر والوں پر نفرین کر رہے تھے کہ لشکرِ اسلام سے کشتہ اور مغلوب ہوں۔ اور دُعا کرتے تھے کہ مسلمانوں کا لشکر غالب ہو۔ جب قریش نے ان کا رجز سُنا، کہا یہ ہم کو شکست دلوا دے گا۔ پھر ان کو واپس بھیج دیا۔ حضرتؑ نے فرمایا وُہ باطن میں مسلمان تھے۔ اور علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ ابوبشر انصاری نے حضرت عباسؓ اور عقیلؓ کو اسیر کر کے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر کیا۔ حضرتؐ نے اُن سے پوچھا کیا کسی نے ان کی گرفتاری میں تمہاری مدد کی ہے؟ کہا ہاں۔ ایک شخص نے میری اعانت کی جو سفید لباس پہنے ہوئے تھا۔ میں اس کو نہیں پہچانتا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ فرشتوں میں سے تھا۔ پھر آنحضرتؐ نے عباسؓ سے کہا کہ اپنے اور اپنے برادرزادہ عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث کے لیئے فدیہ دیجیئے۔ عباسؓ نے کہا یارسُولؐ اللہ میں مسلمان تھا مگر قوم مجھ کو جبرًا جنگ میں لائی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا آپ کے اسلام کو بہتر جانتا ہے اگر یہ سچ ہے تو خدا آپ کو اس کا اجر دے گا؛ لیکن بظاہر تو آپ ہمارے دشمنوں کی مدد کے لیئے آئے تھے۔ اے چچا آپ اپنے

چاہا کہ خدا کے ساتھ مقابلہ کریں لیکن خدا نے ہم کو آپ پر غالب کیا۔ آپ اپنا اور اپنے بھتیجے کا فدیہ دیجئے
چونکہ عباسؑ چالیس اوقیہ سونا اپنے ہمراہ لائے تھے اور مسلمانوں نے اس کو لوٹ کر غنیمت میں شامل
کر لیا تھا لہٰذا عباسؓ نے کہا یا رسولؐ اللہ اُس سونے کو میرے فدیہ میں محسوب کر لیجئے۔ حضرتؐ نے
فرمایا نہیں جو چیز خدا نے مجھے دے دی ہے وہ خدا کے حساب میں محسوب نہیں ہو سکتی۔ عباسؓ نے کہا
اس کے علاوہ میرے پاس اور کچھ مال نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا آپ غلط کہتے ہیں۔ وہ مال کیا ہوا جو
آپ نے مکہ میں اُم الفضل کے سپرد کیا تھا اور کہا تھا کہ اگر مجھ پر کوئی حادثہ واقع ہو تو یہ مال تم آپس میں
تقسیم کر لینا۔ عباسؓ نے کہا آپؐ کو اس کی اطلاع کس نے دی۔ فرمایا میرے خدا نے۔ عباسؓ نے کہا میں
گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسولؐ ہیں۔ بیشک اس معاملہ کی سوائے خدا کے کسی کو خبر نہیں۔ پھر کہا آپ
وہ تمام مال لے لیجئے جو میں لوگوں سے سوال کر کے حاصل کرتا ہوں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل
فرمائی۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّمَن فِي أَيْدِيكُم مِّنَ الْأَسْرَىٰ اے رسولؐ ان لوگوں سے کہو جو
تمہارے ہاتھوں میں اسیر ہیں إِن يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّا أُخِذَ
مِنكُمْ اگر تمہارے دلوں میں خدا نیکی دیکھتا تو اس سے بہتر عطا فرماتا جو کچھ تم سے فدیہ میں لیا گیا ہے وَ
يَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (پ آیت سورۃ الانفال) اور خدا تم کو معاف کرتا ہے اور وہ بڑا
معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔" بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے اسی قصہ کے آخر میں منقول ہے کہ جب
جناب عباس نے اسلام لانے کے بعد مدینہ کی جانب ہجرت کی اور آنحضرتؐ کو مالِ غنیمت حاصل ہوا،
تو آپؐ نے حضرت عباس سے کہا اے چچا اپنی چادر بچھائیے اور اس مال سے اپنا حصہ لیجئے۔ عباس
نے چادر بچھا دی، آنحضرتؐ نے بہت سا مال اُس میں دے دیا اور فرمایا یہ منجملہ اس کے ہے جو خدا نے
فرمایا یؤتکم خیرا مما اخذ منکم تم کو اس سے بہتر عطا کرتا ہے جو تم سے لیا گیا ہے۔ اور کلینی
نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آیت مذکور حضرت عباس، عقیل اور نوفل کے حق
میں نازل ہوئی ہے۔ اور آنحضرتؐ نے روزِ بدر بنی ہاشم میں سے کسی کے قتل کی اور ابو البختری کے قتل
کی ممانعت کر دی تھی لیکن ابو البختری نے اسیر ہونا پسند نہ کیا اور قتل ہو گیا۔ اور بنی ہاشم میں سے یہ
تینوں اشخاص گرفتار ہوئے۔ آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ کو بھیجا کہ معلوم کریں کہ یہاں بنی ہاشم میں سے
کون کون اشخاص ہیں۔ جناب امیرؑ گئے اور جب عقیل کی طرف سے گزرے تو محض خدا کے لئے اُن کی
طرف نظر نہ کی اور آگے بڑھ گئے۔ عقیل نے کہا اے بھائی میرے پاس آؤ میرا حال نہیں دیکھتے ہو حضرتؑ
نے پھر بھی توجہ نہ فرمائی اور آنحضرتؐ کے پاس آئے اور عرض کی عقیل کو فلاں شخص نے اسیر کیا ہے عباس
کو فلاں نے اور نوفل کو فلاں نے۔ یہ سُنکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس آئے جب عقیل
کے قریب پہنچے فرمایا ابو جہل مارا گیا عقیل نے عرض کی اب آپ کا ایسا مخالف اور دشمن کوئی دوسرا مکہ میں
نہیں ہے۔ اگر آپ نے ان سبھوں کو ختم کر دیا ہے تو آپ مکہ میں جائیے۔ پھر عباس حضرتؐ کے پاس لائے
گئے۔ آپ نے فرمایا اے چچا اپنا اور اپنے برادر زادوں کا فدیہ دیجئے۔ عباس نے کہا میں جاتا ہوں اور

قریش سے بھیک مانگتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اُس مال میں سے فدیہ دیجئے جو ام الفضل کے پاس مکہ آئے
ہیں اور یہ کہا ہے کہ اگر مجھ پر اس سفر میں کوئی حادثہ پڑ جائے تو اس کو اپنے اور اپنے بچوں پر صرف کرنا۔
عباس نے کہا اے بھتیجے کس نے آپ کو یہ اطلاع دی؟ فرمایا خدا کی جانب سے جبرئیلؑ نے مجھے آگاہ
کیا۔ عباس نے کہا خدا کی قسم اس امر کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسولؐ
ہیں۔ غرض اسیروں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا، وہ مکہ واپس چلے گئے اور عقیل، عباس اور نوفل مسلمان
ہو گئے اور مدینہ میں رہ گئے۔ خدا نے آیتِ مذکورہ ان کے بارے میں نازل فرمائی۔

الغرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقیل سے فرمایا کہ خدا نے ابو جہل، عتبہ، شیبہ، منبہ،
نبیہ اور نوفل کو قتل کر دیا اور سہیل بن عمرو، نضر بن حارث اور عقبہ بن معیط اور فلاں فلاں قید ہو گئے۔
عقیل نے کہا اب مکہ میں کوئی آپ کی مخالفت نہیں کر سکتا اگر ان سبھوں کو آپ نے اچھی طرح زخمی کر دیا
ہے یا مار ڈالا ہے۔ اور اگر ان میں کچھ بھی سکت باقی ہو تو ان کا تعاقب کیجئے۔ حضرتؐ یہ سُنکر مسکرائے۔
کشتگانِ بدر ستر اور اسیر ستر اشخاص تھے۔ ان میں سے صرف جناب امیرؑ نے ستائیس ۲۷ آدمیوں کو قتل
کیا تھا۔ مسلمانوں میں سے کوئی کافروں کے ہاتھ قید نہیں ہوا۔ اسیروں کو رسیوں سے باندھ کر مسلمان کھینچ
لائے۔ آنحضرتؐ کے اصحاب میں نو ۹ اشخاص شہید ہوئے۔ ان میں سے ایک سعد بن خثیمہ تھے جو ایک نقیب
تھے۔ پھر جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہو کر وہاں سے روانہ ہوئے اور غروب آفتاب کے قریب
اثیل میں پہنچے جو بدر سے دو فرسخ ہے۔ راستہ میں آنحضرتؐ نے عقبہ بن معیط اور نضر بن حارث پر نگاہ کی
جو ایک رسّی میں بندھے تھے۔ نضر نے عقبہ سے کہا کہ میں اور تو دونوں قتل کر دیئے جائیں گے۔ عقبہ نے کہا
تمام قریش کے سامنے میں اور تو دونوں قتل ہوں گے۔ اُس نے کہا ہاں اس لئے کہ محمدؐ نے ہم کو ایسی
نگاہ سے دیکھا ہے جس میں موت نظر آتی ہے۔ حضرتؐ نے منزل پر پہنچ کر فرمایا اے علیؑ نضر و عقبہ کو
میرے سامنے لاؤ۔ عقبہ ایک خوبصورت مرد تھا جس کے سر کے بال لانبے تھے۔ حضرتؑ نے اس کو بالوں
سے پکڑا اور کھینچتے ہوئے آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے۔ نضر نے کہا اے محمدؐ میں آپ سے قرابت و رحم
کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو بھی مثل ایک قریش کے سمجھئے اگر ان کو قتل کیجئے تو مجھے بھی کیجئے
اور اگر ان سے فدیہ لیجئے تو مجھ سے بھی لیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا میرے اور تیرے درمیان قرابت نہیں ہے
اور خدا نے رحم کو اسلام کے سبب منقطع کر دیا ہے اے علیؑ آگے لا کر اس کی گردن مار دو۔ عقبہ نے کہا اے محمدؐ
کیا آپ نے نہیں کہا تھا کہ قریش کو قید کر کے قتل نہ کرنا۔ حضرتؐ نے فرمایا تو قریش میں سے نہیں ہے
تو صفوریہ والوں میں سے گبر ہے۔ جس شخص کو لوگوں نے تیرا باپ قرار دیا ہے تو اس سے عمر میں بڑا ہے۔
پھر فرمایا اے علیؑ عقبہ کو بھی قتل کر دو۔ غرض وہ دونوں مارے گئے۔ یہ دیکھ کر انصار کو خوف ہوا کہ شاید
آنحضرتؐ تمام اسیروں کو قتل کر دیں گے تو وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ
ہم نے قریش کے ستر افراد کو قتل کیا اور ستر اشخاص کو گرفتار کیا جو آپ کی قوم و قبیلہ کے ہیں یا رسولؐ اللہ
ان کو ہماری خاطر سے بخشد یجئے اور ان سے فدیہ لے کر چھوڑ دیجئے۔ اُس وقت خداوند عالم نے یہ آیت

نازل فرمائی۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ (پ۱۰ آیت ۶۷ سورۃ الانفال) یعنی کسی پیغمبر کے لیئے یہ مناسب نہیں ہے کہ اُس کے قبضہ میں کچھ اسیر ہوں اگر وُہ چاہے اُن کا فدیہ لے اور اگر چاہے تو اُن کو چھوڑ دے جبتک بہت سے کافروں کو قتل نہ کرے۔ اور ان کو ذلیل و مغلوب نہ کرلے۔ اس کے بعد کی آیتوں میں مومنین پر غنیمت و فدیہ کی لالچ کے سبب عتاب فرمایا ہے۔ پھر فرمایا ہے فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ (پ۱۰ آیت ۶۹ سورۃ مذکور) حلال و پاکیزہ جو کچھ غنیمت میں تم نے حاصل کیا ہے کھاؤ۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ خدا نے اس آیت میں اسیروں کو فدیہ لے کر رہا کردینے کی اجازت دی ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اگر ان سے فدیہ لیتے ہو تو سال آیندہ ان کے ہاتھوں سے تم قتل ہوگے۔ مسلمان اسپر راضی ہوگئے یہ کہہ کر کہ اس سال فدیہ لے کر دنیوی نفع حاصل کرلیں گے، آیندہ سال شہید ہوکر بہشت میں پہنچیں گے۔ لہٰذا جنگ اُحد میں ستر مسلمان شہید ہوئے تو باقی اصحاب نے کہا ایسا کیوں ہوا جبکہ آپ نے یا رسُولؐ اللہ نصرت کا وعدہ فرمایا تھا۔ تو خدا نے فرمایا تم نے خود ایسا کیا اور بدر میں اس شرط پر راضی ہوگئے تھے کہ فدیہ لے لیں۔ اور شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ اکثر مشرکین سے چار ہزار درہم اور بہت کم لوگوں سے ایک ہزار درہم فدیہ لیا گیا۔ قریش رفتہ رفتہ فدیہ بھیجتے اور اپنے اسیروں کو چھڑاتے رہے یہاںتک کہ زینب ربیبۂ رسُولؐ اللہ نے اپنے شوہر ابوالعاص کے فدیہ کے لیئے اپنا گردن بند بھیجا جو جناب خدیجہؓ نے اُن کو دیا تھا۔ حضرتؐ نے اُس گردن بند کو دیکھا تو جناب خدیجہؓ یاد آگئیں۔ حضرتؐ بہت غمگین ہوئے۔ اصحاب نے یہ حال دیکھ زینب کا گردن بند واپس کردیا اور فدیہ معاف کردیا۔ اور دوسری روایت کے بموجب خود حضرتؐ نے اُن سے خواہش کی اور ان لوگوں نے بخش دیا۔ اور حضرتؐ نے ابوالعاص کو بغیر فدیہ کے رہا فرما دیا لیکن یہ شرط فرمائی کہ زینب کو حضرتؐ کے پاس آنے سے مانع نہ ہوگا، اور اُس نے اس شرط کو پُورا کیا۔

ابن ابی الحدید نے جو اہل سُنّت کے مشہور عالم ہیں شرح نہج البلاغہ میں لکھا ہے کہ میں نے جب اس واقعہ کو اپنے استاد سیّد نقیب کے سامنے پڑھا تو اُنہوں نے فرمایا کیا اُس وقت وہاں ابوبکر و عمر موجود نہ تھے اور کیا نہیں دیکھا تھا کہ آنحضرتؐ گردن بند دیکھ کر اس قدر متاثر ہوئے اور مسلمانوں سے استدعا کی کہ فدیہ واپس بخش دیں۔ کیا فاطمہ زہراؑ جو زنان عالمین سے بہتر تھیں زینب سے کم رتبہ تھیں جنکے مقابلہ میں وُہ جھوٹی حدیث جو پیغمبر پر افترا کی گئی سچ ہوگئی۔ کیا فاطمہؑ کا فدک میں کوئی حق نہ تھا، اور کیا وُہ فاطمہؑ کی خاطر اور دلجوئی کے لیئے مسلمانوں سے طلب نہیں کر سکتے تھے کہ فدک فاطمہؑ کے لیئے چھوڑ دیں کیا مسلمان اس بارے میں پس و پیش کرتے۔

مختصر یہ کہ جب مسلمانوں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ اُن سے فدیہ لینا پسند نہیں کرتے ہیں تو سعد بن معاذ نے کہا کہ یا رسُولؐ اللہ یہ پہلی جنگ ہے جو ہم نے کافروں سے لڑی ہے اگر ان اسیروں کو قتل کردیں تو بہتر ہے اس سے کہ فدیہ لے کر رہا کردیں۔ جناب عمر نے بھی کہا یا رسُولؐ اللہ ان لوگوں نے آپ کی تکذیب کی ہے اور مکہ سے آپ کو باہر نکالا۔ ان کی گردن مار دیجیئے۔ علیؑ سے کہیئے کہ عقیل کو قتل کریں اور مجھے

حکم دیجیئے کہ فلاں کی گردن اُڑا دوں[1]۔ باتفاق راویان خاصہ و عامہ مجملاً یہ کہ اس بارے میں صحابہ کے درمیان اختلاف ہوا یہاںتک کہ فدیہ لینا قرار پایا جیسا کہ مذکور ہوا۔ حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ روز بدر مشرکین میں ہر قیدی کا فدیہ چالیس اوقیہ سونا تھا کہ ہر اوقیہ میں چالیس مثقال ہوتا ہے سوائے عباس کے جن سے سو اوقیہ لیا گیا جیسا کہ بیان ہوچکا۔ اور جناب عباسؓ سے مروی ہے وُہ کہتے ہیں کہ مجھ سے جس قدر فدیہ لیا گیا خدا نے اُس کے عوض مجھے اس قدر مال عطا فرمایا کہ اس وقت میرے بیسؔ غلام میرے واسطے تجارت کررہے ہیں جن میں سے سب سے کم سرمایہ کسی کے پاس ہے تو وُہ بھی بیس ہزار درم ہے۔ اور خدا نے سقایۂ زمزم (حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت) میرے سپرد فرمائی جس کے برابر مکہ کے تمام مال و متاع نہیں ہو سکتے اور پھر خدا سے آمرزش کی اُمید بھی ہے۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السّلام میں مذکور ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کی جانب مکہ سے ہجرت کی تو ابوجہلؒ نے حضرتؐ کے پاس کہلا بھیجا کہ تمہارے سر میں جو نخوت کا سودا تھا اُس نے آخر تم کو مکہ سے نکال کر مدینہ میں پھینک دیا پھر بھی تم اپنے غرور کو ترک نہیں کرتے ہو کہ یہاںتک نوبت پہنچی ہے کہ تمام قریش اس بات پر متفق ہورہے ہیں کہ تم کو تمہارے مددگاروں سمیت نیست و نابود کردیں۔ اسی قسم کی بہت سی بیہودہ باتیں تھیں۔ حضرتؐ اُس وقت اصحاب کے ساتھ مدینہ سے باہر تشریف فرما تھے۔ جب قاصد سب کچھ کہہ چکا تو حضرتؐ نے اُس کے جواب میں فرمایا کہ ابوجہلؒ مجھ کو سب سے زیادہ مکر و غرور سے نسبت دیتا ہے اور پروردگارِ عالمین مجھ سے فتح و ظفر کا وعدہ فرماتا ہے۔ خدا کا وعدہ سچ ہے اور اُس کا ارشاد قبول و منظور کرنا زیادہ سزاوار ہے۔ وُہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا جبکہ خدا کی مدد اور اُس کا فضل اُس کے شامل حال ہے۔ وُہ اُس کو ذلیل و خوار کرتا ہے یا اُسپر اپنا غضب ڈھاتا ہے جو اُس کی اطاعت و فرمانبرداری نہیں کرتا ہے۔ اُس سے کہہ دینا کہ اے ابوجہل تُو نے میرے پاس وُہ چند باتیں کہلو بھیجی ہیں جنکو تیرے دل میں شیطان نے ڈالا ہے اور میں تجھ کو وُہ جواب دیتا ہوں جو خداوند رحمٰن نے مجھے القا فرمایا ہے۔ انتیسؔ روز کے بعد میرے اور تیرے درمیان جنگ ہوگی اور خدا تجھ کو میرے سب سے کمزور صحابی کے ہاتھ سے قتل کرائے گا اور عنقریب عتبہ، شیبہ، ولید، تُو اور فلاں فلاں جنگ میں مارے جائیں گے۔ تم میں سے سترؔ اشخاص کو قتل کردونگا اور ستر کو گرفتار و اسیر کردوں گا پھر اُن سے گراں فدیئے لوں گا۔ پھر حضرتؐ نے اپنے اصحاب سے جو موجود تھے خطاب فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ ان میں سے ہر ایک کے قتل ہونے کی جگہ دکھا دوں؟

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ اس بات سے عمر بن خطاب کی غرض اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ شاید امیرالمومنینؑ کے بھائی قتل ہوجائیں حالانکہ ابتدائے جنگ میں آنحضرتؐ نے فرمادیا تھا کہ کوئی بنی ہاشم میں سے کسی کو قتل نہ کرے کیونکہ وُہ اپنی خواہش سے جنگ میں شریک نہیں ہوئے ہیں۔ تعجب تو یہ ہے کہ یہ شجاعت آپ میں اسیروں کے لیئے جبکہ وُہ بندھے ہوئے تھے کیونکر پیدا ہوگئی اور اثنائے جنگ میں کسی ایک کافر کو نہ قتل کیا۔ ۱۲

سب نے عرض کی ہاں یا رسولؐ اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا تو میرے ساتھ چاہِ بدر پر چلو۔ جب صحابہ نے بدر کا نام سُنا تو سوائے علیؑ ابن ابی طالبؑ کے کوئی تیار نہ ہوا۔ اور سب نے عرض کی یا رسولؐ اللہ اس سفر کے لئے سواری اور سامان کی ضرورت ہے اور ان کا مہیّا کرنا ہمارے لیئے دُشوار ہے۔ حضرتؐ نے اُن یہودیوں سے فرمایا جو موجود تھے کہ تم کیا کہتے ہو وُہ بولے کہ ہم کو ضرورت نہیں کہ جو کچھ تم جھوٹ دعوٰے کرتے ہو اُس کو دیکھنے چلیں۔ حضرتؐ نے فرمایا بدر تک پہنچنے میں تمہارے لیئے کوئی دشواری نہیں ہے۔ ایک قدم بڑھا کر وہاں پہنچنا ممکن ہے۔ مومنین نے کہا حضرتؐ کا ارشاد صحیح ہے ہم تو چلیں گے اور اس معجزہ کے دیکھنے کا شرف حاصل کریں گے۔ منافقوں نے کہا ہم امتحان کریں گے تاکہ ان کا جھوٹ ظاہر ہو جائے اور یہ رُسوا ہوں غرض حضرتؐ نے فرمایا قدم اُٹھاؤ؛ اور دوسرے ہی قدم میں سب نے اپنے تئیں چاہِ بدر پر پایا اور نہایت متعجب ہوئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ کنوئیں پر کچھ نشانی مقرر کرو۔ اس کو ہر طرف سے پیمائش کرو۔ جب تھوڑی پیمائش کی تو فرمایا یہ ابوجہل لعین کے قتل ہونے کا مقام ہے۔ فلاں انصاری اُس کو قتل کرے گا اور اُس کا سر ابن مسعود جدا کریں گے۔ پھر فرمایا کہ دوسری جانب ناپو کہ یہ عتبہ کے قتل ہونے کی جگہ ہے۔ اس جگہ شیبہ مارا جائے گا، یہاں ولید کشتہ ہوگا اسیطرح ستر مشرکین کے قتل ہونے کی جگہ بتائی اور فرمایا کہ آج سے انتیسویں روز بعد یہ واقعہ ہوگا۔

علی بن ابراہیم نے بسندِ موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ روزِ بدر جب مشرکین بھاگے، اصحابِ رسولؐ تین گروہ میں منقسم ہو گئے۔ ایک گروہ آنحضرتؐ کے خیمہ کے پاس تھا، ایک جماعت مالِ غنیمت لُوٹ رہی تھی، اور ایک گروہ دشمنوں کا تعاقب کرکے ان کو گرفتار کر رہا تھا اور ان کا مال لُوٹ رہا تھا۔ جب مالِ غنیمت اور قیدیوں کو جمع کیا انصار نے اسیروں کے متعلق باتیں شروع کیں۔ تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ (پ۱۰ آیت ۶۷ سورۃ الانفال) یعنی خدا نے مالِ غنیمت اور اسیروں کو ان کے لیئے مباح فرما دیا۔ سعد بن معاذ انصاری ان لوگوں میں سے تھے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیمہ کے نزدیک تھے۔ انہوں نے کہا یا رسولؐ اللہ ہم تو وہ دشمنوں سے لڑتے ہیں اور نہ یہی کہ جہاد کرنا نہیں چاہتے تھے اور ایسا بھی نہیں ہے کہ دشمن سے ڈرتے تھے لیکن صرف اس لیئے حضورؐ کے خیمۂ اقدس کے پاس تھے کہ ایسا نہ ہو کہ مشرکین دُوسری طرف سے آپ پر حملہ آور ہوں اور آپ تنہا رہیں۔ بہت سے مہاجرین و اشراف و انصار خیمہ کے نزدیک تھے۔ لوگ زیادہ ہیں اور مالِ غنیمت کم ہے۔ اگر آپ غنیمت میں سے صرف ان لوگوں کو دیں گے جنہوں نے جنگ کیا ہے تو آپ کے اور اصحاب کے لیئے کچھ نہ بچے گا۔ وُہ اس فکر میں تھے کہ حضرتؐ مشرکین کے کشتوں کے مال، لباس، ہتھیار اور گھوڑے سب جہاد کرنے والوں پر تقسیم کریں گے اور ان لوگوں کو جو حضرتؐ کے خیمہ کے پاس تھے کچھ نہ دیں گے۔ غرض اس معاملہ میں صحابہ کے درمیان نزاع ہوئی اور آنحضرتؐ تک یہ بات پہنچی اور پوچھا کہ یہ غنیمت کن لوگوں کے لیئے ہے اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ (پ۹ آیۂ۱ سورۃ انفال) اے رسولؐ تم سے لوگ مالِ غنیمت

کے بارے میں دریافت کرتے ہیں اُن سے کہہ دو غنیمت خدا اور اُس کے رسولؐ سے تعلق رکھتی ہے۔" جب یہ آیت نازل ہوئی تو اُن کو غنیمت سے کچھ نہ ملا۔ اور وُہ نا اُمید ہو کر واپس ہوئے۔ پھر خدا نے آیۂ خمس نازل فرمائی۔ حضرتؐ نے اپنا خمس بھی ان کو بخشدیا اور سب اُنہی لوگوں پر تقسیم کر دیا۔ اُسوقت سعد بن ابی وقاص نے کہا یا رسولؐ اللہ کیا جہاد کرنے والے ایک سوار کو ان کمزوروں کے برابر جنہوں نے جنگ نہیں کی ہے حصہ دیجئے گا؟ حضرتؐ نے فرمایا تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے خدا نے کمزوروں کی برکت سے تم کو دشمنوں پر فتح عنایت کی ہے۔

قطب راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ اُس رات حضرتؐ کو نیند نہیں آتی تھی۔ لوگوں نے سبب پُوچھا تو فرمایا کہ رسّیوں کی بندش کے سبب عباس کے کراہنے کی آواز مجھ کو سونے نہیں دیتی۔ یہ سُنکر لوگوں نے ان کی رسّیاں کھولدیں تو حضرتؐ کو نیند آئی۔

ابن بابویہ نے حضرت امیر المؤمنینؑ سے روایت کی ہے۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ میں نے جنگ بدر سے پہلے ایک رات جناب خضرؑ کو خواب میں دیکھا اور کہا مجھے کوئی دُعا تعلیم کیجیئے کہ جس سے دشمنوں پر فتح حاصل ہو۔ انہوں نے کہا پڑھو يَا هُوَ يَا مَنْ لَا هُوَ إِلَّا هُوَ صبح کو یہ خواب میں نے جناب رسولِ خدا سے بیان کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ خضرؑ نے تم کو اسمِ اعظم بتایا ہے۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ یہ اسمائے بزرگ روزِ بدر میری زبان پر جاری تھے۔

کتاب اختصاص میں حضرت امام موسٰی کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ عباس بدر کے اسیروں میں سے تھے انہوں نے کہا میرے پاس فدیہ دینے کے لیئے کچھ نہیں ہے۔ تو جبریلؑ نازل ہوئے اور حضرتؐ سے بتایا کہ وُہ اپنے گھر میں سونا دفن کر آئے ہیں اور اُم الفضل کو بتا دیا ہے امیر المؤمنینؑ کو بھیجئے کہ اُم الفضل سے مانگ لائیں۔ حضرتؐ نے یہ حال عباس سے بیان کیا اور دفینہ کا پتہ دیا۔ پھر عباس اور حضرت علیؑ کو بھیجا کہ ام الفضل سے وُہ سونا حاصل کریں۔ غرض وُہ سونا جناب امیرؑ لائے تو عباس نے کہا اے فرزند برادر تم نے مجھ کو فقیر بنا دیا۔ اُس وقت خدا نے آیت بھیجی کہ اگر خدا تمہارے دل میں نیکی اور بھلائی دیکھے گا تو اس سے بہتر عطا فرمائے گا جو تم سے لے لیا گیا ہے۔

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے شہدائے بدر پر نماز میں سات تکبیریں کہیں۔

نعمانی نے بسندِ معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جبریلؑ روزِ بدر آنحضرتؐ کے لیئے ایک عَلَم لائے جو نہ رُوئی سے بنا تھا اور نہ کتان سے۔ نہ ریشم کا تھا نہ اُون کا۔ بلکہ بہشت کے درختوں کی پتّیوں سے بنا تھا۔ حضرتؐ نے اُس کو اُس روز کھولا اور فتح پائی؛ پھر اس کو لپیٹ کر امیر المومنینؑ کو دے دیا۔ اُن حضرتؑ نے اُس کو جنگ بصرہ میں کھولا اور فتح حاصل کی؛ پھر حضرتؑ نے اس کو لپیٹ کر رکھ دیا وُہ اب ہمارے پاس ہے اور اس کو قائمِ آلِ محمدؐ کے سوا کوئی نہ کھولے گا۔

بعض معتبر کتابوں میں مذکور ہے کہ جنگ بدر میں حبیب بن یساف کے ہاتھ پر تلوار کی ایک ضربت

لگی وُہ شانہ سے جُدا ہوگیا۔ وُہ اپنا ہاتھ لیئے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے حضرتؐ نے اس کی جگہ پر رکھ کر دُعا کی وُہ اُسی طرح درُست ہوگیا کہ کٹنے کا نشان تک ظاہر نہ رہا۔ نیز عکاسہ بن محصن کی تلوار جنگِ بدر میں ٹوٹ گئی تھی۔ آنحضرتؐ نے ایک لکڑی اُن کے ہاتھ میں دے دی وُہ حضرتؐ کے اعجاز سے نہایت تیز تلوار بن گئی اُسی سے اُنہوں نے جنگ کی یہانتک کہ کفار بھاگ گئے۔ وُہ اس تلوار کو حفاظت سے اپنی وفات کے وقت تک رکھے ہوئے تھے۔ اسیطرح سلمہ بن اشہل کی تلوار ٹوٹ گئی۔ حضرتؐ نے ایک چھڑی ان کے ہاتھ میں دے دی اور فرمایا اس سے جہاد کرو۔ وُہ ایک عمدہ تلوار ہوگئی، اور وُہ ہمیشہ اُس سے جہاد کیا کرتے تھے۔

روایت ہے کہ مشرکین روزِ جنگ بدر زوالِ آفتاب کے وقت بھاگ گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ چاہِ بدر کو پاٹ دو اور مشرکین کے کشتوں کو اسی میں ڈال دو۔ اس کے بعد حضرتؐ چاہِ بدر پر آکر کھڑے ہوئے اور ایک ایک مشرک کا نام لے کر پکارا اور فرمایا کہ آیا اپنے پروردگار کا وعدہ تم نے سچا پایا؟ تم اپنے پیغمبرؐ کے لیئے بُری قوم تھے۔ غیروں نے میری تصدیق کی اور تم نے مجھے جھٹلایا۔ تم نے مجھے گھر سے نکالا اور دوسروں نے پناہ دی۔ تم نے مجھ سے جنگ کی اور غیروں نے مجھے پناہ دی۔ تم مجھ سے لڑے اور دوسروں نے میری مدد کی۔ صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے کہا یا حضرت مُردوں سے کلام کرتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ میری باتیں اُسیطرح سُنتے ہیں جس طرح تم سُنتے ہو لیکن جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اب انہوں نے سمجھا کہ جو کچھ میں کہتا تھا وُہ سچ اور حق تھا۔ پھر حضرتؐ نے نمازِ عصر میدانِ بدر میں پڑھی اور وہاں سے کُوچ کرکے آفتاب غروب ہونے سے پہلے اثیل میں جاکر قیام فرمایا؛ دوسری روایت کے مطابق نمازِ عصر اثیل میں پڑھی۔ جب حضرتؐ نے ایک رکعت نمازِ عصر پڑھی تو مُسکرائے۔ اور جب سلام پھیرا تو لوگوں نے مُسکرانے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا میکائیلؑ میرے پاس سے گزرے اُن کے پَروں پر گرد پڑی ہوئی تھی وُہ مُسکراتے ہوئے بولے کہ میں کافروں کا تعاقب کر رہا تھا۔ پھر جبریلؑ آئے اور وُہ اسپِ مادہ پر سوار تھے جس کے بالوں پر بہت سی خاک پڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا یا رسُولؐ اللہ جس وقت خدا نے مجھے آپ کی مدد کے لیئے بھیجا مجھے حکم دیا تھا کہ میں آپ سے جدا نہ ہوں جبتک آپ راضی نہ ہوں۔ تو کیا اب آپ راضی ہوئے۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں راضی ہوں۔

واضح ہو کہ مسلمانوں میں سے بدر کے شہدا کی تعداد میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ چودہ ۱۴ افراد تھے، چھ مہاجرین اور آٹھ انصار۔ بعضوں نے کہا کہ گیارہ افراد تھے مہاجرین میں سے چار اور انصار میں سے سات اشخاص؛ بعضوں نے بارہ کی تعداد بیان کی ہے جن میں انصار میں سے آٹھ تھے؛ اور بعض کا قول ہے کہ کل تعداد شہدائے بدر کی نو ہے۔ لیکن قول اول زیادہ مشہور ہے۔ شہدائے مہاجرین کے نام یہ ہیں اوّل عُبیدہ بن حارث آنحضرتؐ کے چچازاد بھائی تھے جنکو روزِ بدر ضربت لگی تھی اور وُہ صفرا میں جاں بحق ہوئے اور اُسیجگہ دفن ہوئے۔ دُوسرے عمرو بن ابی وقاص، تیسرے عمیر بن عبدود جن کو ذوالشمالین کہتے ہیں۔ چوتھے عاقل بن ابی بکیر، پانچویں مہجع آزاد کردۂ عمر، چھٹے صفوان بن بیضا۔

اور انصار میں سے پہلے مبشر بن عبدالمنذر، دوسرے سعد بن خثیمہ جو نقیبوں میں تھے، تیسرے حارثہ بن سُراقہ، چوتھے عوف پانچویں معوّذ پسرانِ عفرا، چھٹے عمیر بن حمام، ساتویں رافع بن معلی، آٹھویں یزید بن حارث۔ بعض کا قول ہے کہ وُہ تین افراد جو رسُولؐ اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ تھے۔ روزِ بدر شہید ہوئے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ معاذ بن اعص اور عبید بن مسکن بدر میں زخمی ہوئے اور اُسی زخم سے اُن کی موت واقع ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اکتیسواں باب ۳۱

وُہ غزوات اور واقعات جو جنگِ بدر کے بعد سے غزوۂ اُحد تک واقع ہوئے

شیخ طبرسی اور علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ بدر سے فارغ ہوکر مدینہ کی طرف واپس ہوئے حضرتؐ نے بنی قینقاع کے بازار میں یہودیوں کو جمع کرکے فرمایا اے گروہِ یہود خدا سے اس امر سے ڈرو جو اُس نے قریش پر جنگِ بدر میں نازل کیا؛ اور مسلمان ہو جاؤ قبل اس کے کہ خدا کا غضب تم پر نازل ہو؛ اور یقین کرو کہ میں پیغمبرؐ مرسل ہوں۔ تم نے اپنی کتابوں میں میرے اوصاف پڑھے ہیں۔ یہودیوں نے کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم کو دھوکا نہ ہو اس بات سے کہ تم کو ان لوگوں سے سابقہ پڑا تھا جو جنگ کے طریقہ سے ناواقف تھے۔ تم نے انپر فتح حاصل کرلی۔ خدا کی قسم اگر ہم سے تم نے مقابلہ کیا تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم مردِ میدان ہیں۔ اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ (پ۳ آیت ۱۲ سورۂ آلعمران) اے رسُولؐ ان کافروں سے کہہ دو کہ عنقریب تم مسلمانوں سے مغلوب ہوگے اور جہنم میں جمع کر دیئے جاؤ گے اور وُہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔" پھر حضرتؐ نے چھ روز بنی قینقاع کا محاصرہ کیا۔ بیان کرتے ہیں کہ ماہِ شوال کی پندرھویں تاریخ ہجرت کے بیسویں مہینے روزِ شنبہ کو محاصرہ کی ابتدا کی؛ چھ روز کے بعد یہودیوں نے امان طلب کی اور حضرتؐ کے پاس آئے اور یہ شرط کی کہ حضرتؐ جو حکم چاہیں ان کے بارے میں صادر فرمائیں۔ اُسوقت عبداللہ ابن اُبی کھڑا ہوا اور بولا یا رسُولؐ اللہ یہ لوگ ہمارے دوست اور ہم سوگند ہیں اور ہمیشہ ہماری حمایت کرتے رہے ہیں۔ ان میں تین سو زرہ پوش ہیں اور چار سو بغیر ہتھیار۔ کیا آپ ان کو قتل کرنا چاہتے ہیں حالانکہ یہ قبیلہ خزرج کے ہم سوگند ہیں اور قبیلۂ اوس سے کوئی عہد و اقرار نہیں رکھتے

غرض ان کی سفارش میں اس قدر مبالغہ اور التجا کی کہ آنحضرتؐ نے ان کو معاف کر دیا اور ان کے قتل کے خیال سے درگذرے۔ وُہ لوگ مدینہ کی سکونت ترک کرکے اذرعات میں جو شام کے قریب ہے جا بسے۔ خداوند عالم نے عبداللہ بن ابی اور خزرج کے بعض لوگوں کے بارے میں جنہوں نے یہودیوں کی حمایت میں عبداللہ کی موافقت کی تھی یہ آیت نازل فرمائی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ (پ۶۔ آیت۵۱ سورہ مائدہ۔) اے ایمان والو یہودیوں اور نصرانیوں کو اپنا دوست مت بناؤ۔ آخر آیت تک۔

شیخ طبرسی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں جنگ بدر سے مراجعت فرمائی سات روز کے بعد قبیلۂ بنی سلیم کی طرف متوجہ ہوئے کیونکہ آپکو خبر پہنچی تھی کہ وُہ لوگ چاہ کدر کے پاس جمع ہوئے ہیں۔ حضرتؐ نے تین شب وہاں قیام فرمایا جنگ واقع نہ ہوئی مگر حضرتؐ کو بہت سی مویشیاں غنیمت میں حاصل ہوئیں۔ پھر ماہِ شوال کے باقی ایام اور ذی القعدہ کا پورا مہینہ مدینہ میں گزارا۔ اس درمیان میں اسیروں سے فدیہ لے لے کر ان کو رہا کرتے رہے۔ پھر غزوۂ سویق کے لیئے روانہ ہوئے اس لیئے کہ ابوسفیان ملعون نے نذر کی تھی کہ جب تک محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے جنگ نہ کرلے گا نہ غسل جنابت کرے گا نہ سر پر پانی ڈالے گا۔ اور سو سواروں کے ساتھ مکہ سے چلا اور مدینہ سے چار فرسخ کے فاصلہ پر بنی النضیر کے پاس آکر ٹھہرا جو مدینہ میں یہودیوں کا ایک گروہ تھا۔ حیّ بن اخطب کے دروازہ کو کھٹکھٹایا جو ان کا رئیس و سردار تھا اُس نے دروازہ نہیں کھولا۔ وہاں سے سلام بن مشکم کے پاس گیا جو بنی نضیر کا رئیس تھا اور چند بار اُس کو بلایا اور اپنے ہمراہیوں کے پاس واپس آیا اور قریش کی ایک جماعت کو مدینہ بھیجا۔ جو عریض کے ناحیہ تک آئے اور انصار میں سے دو شخصوں کو قتل کرکے واپس چلے گئے۔ جب حضرتؐ کو یہ اطلاع ہوئی اُن کے تعاقب میں نکلے اور قرقرۃ الکدر تک پہنچے ابوسفیان کو معلوم ہوا تو وُہ بھاگا۔ چونکہ جلدی میں وُہ سب واپس ہوئے تھے بعضوں نے اپنا توشہ چھوڑ دیا جس میں ستو تھا۔ مسلمانوں نے وُہ سب لے لیا۔ اسی سبب سے اس کو غزوۂ بنی السویق کہتے ہیں۔ اسی سفر میں اصحاب آنحضرتؐ عرب کے بازار سے گزرے اور نفع خیز تجارت کی۔ جب واپس آئے تو حضرتؐ سے عرض کی یا رسول اللہؐ ہم کو اس سفر میں نفع ہی نفع رہا کوئی تکلیف نہ ہوئی کیا جہاد کا ثواب ہم کو ملا؟ حضرتؐ نے فرمایا ہاں جہاد کا ثواب بھی حاصل ہوا۔ مروی ہے کہ اسی سال ماہِ ذی الحجہ میں عثمان بن مظعون جو صحابہ میں سب سے زاہد تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ربیب تھے برحمتِ الٰہی واصل ہوئے اور بقیع میں دفن ہوئے ان کا حال اس کے بعد انشاء اللہ مذکور ہوگا۔

جب آنحضرتؐ غزوۃ السویق سے فارغ ہوکر مدینہ تشریف لائے اور ذی الحجہ کے باقی ایام اور ماہِ محرم کے پورے مہینے مدینہ میں گذارے۔ اسی اثناء میں خبر ملی کہ بنی غطفان اکٹھا ہوکر مدینہ پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں ان کا رئیس و امیر ایک شخص دعثور بن حارث ہے۔ یہ معلوم کرکے آنحضرتؐ چار سو پچاس صحابہ کے ہمراہ مدینہ سے

نکلے اور ان کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ان کے قریب پہنچے تو وُہ بھاگ کر پہاڑوں پر چلے گئے۔ حضرتؐ وادیٔ ذوامر میں قیام پذیر ہوئے۔ اس وقت سخت بارش ہو رہی تھی۔ حضرتؐ اپنے لشکر سے جدا ہوکر تنہا وادی سے گذر کر دوسری طرف تشریف لے گئے اور اپنے کپڑے جو بارش کے سبب بھیگ گئے تھے، اُتار کر ایک درخت پر خشک ہونے کے لیئے لٹکا دیا اور خود اُسی درخت کے سایہ میں لیٹ گئے۔ دشمنوں نے پہاڑ پر سے حضرتؐ کو دیکھا اور اپنے سردار دعثور سے جو اُن میں سب سے زیادہ شجاع و بہادر تھا کہا کہ اس وقت محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے اصحاب سے علیحدہ ہیں اور موقع غنیمت ہے۔ جا اور اُن کو قتل کردے۔ اگر وُہ اپنے اصحاب کو مدد کے لیئے پکاریں گے تو جب تک وُہ آئیں تو اپنا کام کر چکے گا۔ اور بروایتے سیلاب آگیا تھا جس سے وادی میں پانی بھر گیا تھا۔ اور اصحاب اُس وادی کو عبور نہ کرسکتے تھے۔ غرض دعثور نے اپنی تلوار اُٹھائی اور آنحضرتؐ کے پاس پہنچا اور کہا اے محمدؐ آج تم کو کون مجھ سے بچائے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا بچانے والا ہے۔ جبرئیلؑ نے ایک ہاتھ اُس کے سینہ پر مارا کہ تلوار اُس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ حضرتؐ نے اُس کی تلوار اُٹھا کر فرمایا اب تو بتا کہ تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ اُس نے کہا کوئی نہیں۔ بیشک میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا واحد ہے اور آپؐ اُس کے پیغمبرؐ ہیں۔ اور میں قسم کھاتا ہوں کہ آئندہ آپؐ کے خلاف لشکر جمع نہ کروں گا۔ حضرتؐ نے اس کی تلوار اس کو واپس دے دی اور اس کو چھوڑ دیا۔ دعثور نے کہا واللہ آپ نے مجھ پر کرم فرمایا اور بیشک آپؐ مجھ سے بہتر ہیں۔ آپؐ نے فرمایا مجھ سے زیادہ کرم کرنے اور کون سزاوار ہے جب دعثور اپنے ہمراہیوں کے پاس واپس گیا تو لوگوں نے پوچھا کہ تجھ کو کیا ہوا کہ تو ننگی تلوار لیئے ہوئے اُن کے سر پر پہنچا، وُہ سو رہے تھے اور تو نے ان کو قتل نہ کیا۔ اُس نے کہا میں نے اُس وقت ایک بلند قامت سفید مرد کو دیکھا جس نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا کہ میں چت گر پڑا میں نے سمجھ لیا کہ وُہ فرشتہ تھا۔ لہٰذا میں نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔ اور قسم کھائی کہ آئندہ حضرتؐ سے جنگ نہ کروں گا۔ پھر اُس نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ یَّبْسُطُوْۤا اِلَیْكُمْ اَیْدِیَهُمْ فَكَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ (پ۶ سورۃ المائدہ آیت۱۱) اے ایمان والو خدا کی نعمت کو یاد کرو جو اُس نے تم کو عطا کی جبکہ ایک گروہ نے تمہاری طرف ہاتھ بڑھانے کا ارادہ کیا تو خدا نے اُن کے ہاتھوں کو روک دیا۔

اس کے بعد غزوۂ قردہ واقع ہوا اور اس کا قصہ اس طرح ہے کہ جنگ بدر کے چھ مہینے بعد حضرتؐ نے سُنا کہ قافلۂ قریش ابوسفیان کے ساتھ ایک روایت کے موافق صفوان بن اُمیہ کی سرکردگی میں عراق کے راستہ سے شام جارہا ہے اس لیئے کہ بدر کے واقعہ کے بعد سے آنحضرتؐ کے اصحاب کے خوف سے راہِ حجاز سے شام کی جانب سفر نہیں کرتے تھے اور معلوم ہوا کہ چاندی کے قسم سی بہت سا مالِ تجارت اُس قافلہ کے ساتھ ہے۔ حضرتؐ نے سو سواروں کو زید بن حارثہ کی سرکردگی میں اُن کے راستہ پر روانہ کیا۔ جب یہ لوگ اُس قافلہ کے قریب پہنچے رؤسا و اُمرائے قافلہ سب بھاگ گئے۔

مسلمان قافلہ کے باقی ماندہ لوگوں کو اپنے آگے کرکے مدینہ لائے۔ حضرتؐ نے اُس میں سے خمس جو ایک روایت کے مطابق بیس ہزار درم ہوتا تھا جدا کیا اور باقی کو اہل سریہ پر تقسیم کردیا۔ اُس قافلہ کے دو سرداروں کو اہل لشکر نے گرفتار کیا تھا ایک فرات بن حیان تھا جس نے اسلام قبول کیا اس کو چھوڑ دیا گیا اور دُوسرے کو قتل کردیا۔

سریہ عمیر بن عدی

کُتب معتبرہ میں وارد ہوُا ہے کہ ہجرت کے دوسرے سال سریہ عمیر بن عدی واقع ہوُا۔ اس کا قصہ یُوں ہے کہ یہودیوں میں ایک عورت تھی عصما بنت مروان۔ وُہ مسلمانوں کی بہت مذمت کیا کرتی تھی اور آنحضرتؐ کی ہجو کرتی تھی۔ حضرتؐ نے عمیر کو بھیجا وُہ رات کے وقت اُس کے گھر میں داخل ہوئے اور تلوار اُس کے سینہ پر رکھ کر دو ٹکڑے کردیا اور واپس آگئے اور صبح کی نماز حضرتؐ کے ساتھ پڑھی۔ بعضوں نے اس واقعہ کو ہجرت کے تیسرے سال بیان کیا ہے چنانچہ اس کے بعد مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ۔

اسی سال کعب بن اشرف قتل کیا گیا۔ وُہ یہودیوں میں بڑا آدمی اور شاعر تھا اور ہمیشہ آنحضرتؐ کی اور مسلمانوں کی ہجو کیا کرتا تھا اور ان کو اذیت پہنچاتا تھا۔ جب اس کو فتح بدر کی اطلاع ہوئی بہت رنجیدہ ہوُا اور مکہ پہنچا اور کفار قریش سے حال پوچھا۔ اور بہت رویا؛ اور اُن کو آنحضرتؐ سے جنگ پر اُبھارا۔ جب وُہ واپس آیا اور حضرتؐ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپؐ نے اُس پر نفرین کی اور دُعا کی اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ ابْنَ الْاَشْرَفِ بِمَا شِئْتَ۔ محمد بن مسلمہ نے کہا یا رسُولؐ اللہ اگر آپ اجازت دیں تو اُس کا قصّہ پاک کردوں۔ حضرتؐ نے اس کو اجازت دے دی۔ اُس نے سعد بن معاذ سے اس بارے میں مشورہ کیا اور ابو نائلہ کو کعب کے پاس گندم قرض لانے کے بہانے سے بھیجا جو کعب کا رضاعی بھائی تھا۔ چونکہ ابو نائلہ کا کعب کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا اور میل جول زیادہ تھا اُس نے کہا کہ مَیں تمہارے پاس ایک حاجت لے کر آیا ہوں اُمید ہے کہ اس راز کو افشا نہ کروگے اے کعب اس شخص (محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا مدینہ میں آنا ہمارے واسطے ایک مصیبت ہوگیا ہے کیونکہ سارے عرب والے ہمارے دشمن ہوگئے ہیں اور ہم سے جنگ پر آمادہ ہیں۔ ان سے تجارت اور میل جول ختم ہوگیا۔ کعب نے کہا کہ مَیں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ ایسا ہوگا۔ ابو نائلہ نے کہا ہماری قوم کے چند افراد میری رائے سے متفق ہیں اس وقت ہمکو تھوڑی گندم قرض چاہیئے تم جو چیز کہو اُس کے عوض میں گرو کردوں۔ کعب نے کہا اپنی عورتوں کو رہن کردو اُس نے کہا ایسا ہی کروں گا۔ لیکن تم ایک عربی خوبصورت جوان ہو ہماری عورتیں بھی تم پر مائل ہوجائیں گی؟ اُس نے کہا تو پھر اپنے لڑکوں کو رہن کردو۔ ابو نائلہ نے عذر کیا کہ یہ میرے لڑکوں کے لیئے ننگ و عار کا باعث ہوگا۔ ہاں اپنے اسلحے تمہارے پاس گرو کردوں گا۔ آج رات کو لے آؤں گا اس طرح کہ کوئی آگاہ نہ ہونے پائے۔ غرض ابو نائلہ نے واپس آکر آنحضرتؐ سے اپنی گفتگو بیان کی۔ اور رات کے وقت محمد بن مسلمہ سلکان بن سلامہ، حارث بن اوس اور ابو عبس بن جبیر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آنحضرتؐ ان کو بقیع تک پہنچانے گئے اور ان کے حق میں دُعا کی۔ وُہ رات مہینے کی چودھویں رات تھی۔ وُہ لوگ اس کے قلعہ کے دروازہ پر پہنچے اور اس کو آواز دی۔ وُہ اس وقت اپنی زوجہ کے پاس بیٹھا ہوُا تھا۔ حال ہی میں

اس کی شادی ہوئی تھی۔ ان لوگوں کی آواز سُنکر وُہ اُٹھا۔ زوجہ نے کہا رات کے وقت کہاں جاتے ہو اُس نے کہا میرا بھائی ابو نائلہ آیا ہے اُس سے ملنے جاتا ہوں۔ عورت نے کہا مت جاؤ کیونکہ مَیں ایسی آواز سُن رہی ہوں جس سے خُون ٹپکتا ہوُا معلوم ہوتا ہے۔ غرضکہ عورت نے بہت منع کیا مگر وُہ باز نہ آیا اور نیچے اُتر کر اُن کے پاس آیا۔ محمد بن مسلمہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جب وُہ آئے تو مَیں اُس کا سر پکڑ کر سونگھوں گا۔ جب تم دیکھنا کہ مَیں نے اُس کے بال مضبوطی سے پکڑ لیئے ہیں تو اس کی گردن مار دینا۔ جب کعب اپنے احاطہ سے باہر آیا اُس کو چاندنی کی سیر کے بہانے باتوں میں مشغول کرکے دُور لے گئے۔ پھر محمد بن مسلمہ نے اور بروایتے ابو نائلہ نے اُس سے کہا کہ کس قدر بہتر خوشبو تمہارے بدن سے آرہی ہے۔ کیا اجازت دیتے ہو کہ تمہارے سر کے بالوں کو سونگھوں۔ یہ کہہ کر اُس کو سونگھنا شروع کیا اور اُس کے سر کے بالوں کو اپنے ہاتھوں میں مضبوطی سے لپیٹ لیا اور کہا دشمن خدا کو قتل کردو۔ لوگوں نے تلواریں ماریں مگر کوئی وار کارگر نہ ہوُا۔ تو محمد بن مسلمہ نے خنجر اُس کے پیٹ میں گھونپ دیا اور زیر ناف تک چاک کردیا۔ وُہ بہت زور سے چلایا کہ تمام اہل قلعہ نے سُنا اور آگ جلائی۔ حارث بن اوس اپنے ہمراہیوں کی تلواروں سے غفلت میں زخمی ہوگیا۔ اُس کو لوگوں نے کاندھے پر اُٹھا لیا اور کعب کا سر جُدا کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ حضرتؐ نے ان کے لیئے دُعا کی اور حارث کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگایا وُہ اُسی وقت شفایاب ہوگئے۔ اور فرمایا یہودیوں میں سے جس پر قابو پاؤ قتل کردو یہ واقعہ ماہ ربیع الاوّل کی چودھویں تاریخ کا ہے۔

قبیلۂ خزرج نے کہا کہ ہم کو بھی ایسا ہی کام کرنا چاہیئے اور جو شخص مثل کعب کے ہو اُسے قتل کرنا چاہیئے تاکہ یہ شرف انہی لوگوں سے مخصوص نہ رہے۔ آخر اس امر پر ان کی رائے قرار پائی کہ ابو رافع کو جسکو سلام بن ابی الحقیق کہتے تھے قتل کریں کیونکہ مسلمانوں کو اُس سے بھی بہت اذیت پہنچ رہی تھی اور وُہ مشرکین کی مدد کیا کرتا تھا۔ وُہ صفیہ کے شوہر کنانہ کا بھائی تھا خیبر کے اطراف میں اُس کا ایک قلعہ تھا۔ غرض عبداللہ بن عتیک، عبداللہ بن انیس، عبداللہ بن عتبہ، قتادہ اور ایک دوسرا شخص اور ان لوگوں نے حضرتؐ سے اجازت لی اور خیبر کی طرف چلے۔ حضرتؐ نے عبداللہ عتیک کو انپر امیر قرار دیا۔ وُہ لوگ جب ابو رافع کے قلعہ کے پاس پہنچے آفتاب غروب ہورہا تھا اور ان کے چوپائے اور مویشیان چراگاہ سے واپس آچکی تھیں اور قلعہ میں داخل ہورہی تھیں۔ عبداللہ بن عتیک نے اپنے ہمراہیوں سے کہا تم یہیں ٹھہرو میں جاتا ہوں شائد کسی تدبیر سے قلعہ میں پہنچ سکوں۔ غرض وُہ قلعہ کے دروازہ پر آئے اور ایک آدمی کے ساتھ اندر داخل ہوگئے کسی نے ان کو نہ پہچانا۔ وُہ ایک گوشہ میں چھُپ گئے۔ دربانوں نے دروازہ کو بند کردیا اور کنجیاں ایک کیل پر لٹکادیں۔ جب وُہ سب سو گئے عتیک نے کنجیاں لے کر قلعہ کا دروازہ کھولا اور سیڑھیوں سے اُس کوٹھے پر پہنچے جہاں ابو رافع رہتا تھا۔ وہاں بالکل اندھیرا تھا۔ وُہ ابو رافع کو نہیں دیکھ سکے کہ کہاں سویا ہے۔ اُس کو پکارا اُس نے جواب دیا انہوں نے آواز کی جانب تلوار ماری، اور بالاخانہ سے باہر آئے۔ کچھ دیر انتظار کیا، پھر اندر گئے اور اپنی آواز بدل کر کہا یہ کیسی صدا تھی؟ ابو رافع

نے کہا کسی نے مجھ پر تلوار سے حملہ کیا۔ یہ سُنتے ہی وُہ آواز کے سہارے اُس کے قریب گئے اور تلوار اُس کے شکم پر رکھ کر زور کیا کہ اُس کی پُشت سے پار ہو گئی۔ پھر وُہ باہر آئے اور سیڑھی سے نیچے اُترے۔ چونکہ بہت تیزی سے اُتر رہے تھے، چند درجے باقی تھے کہ گر گئے اور ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ تو اس کو اپنی پگڑی سے باندھا اور ایک پیر سے کُودتے ہوئے قلعہ سے باہر آئے اور اپنے ہمراہیوں کے پاس پہنچے جب حضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے، آپؐ نے اپنا دستِ مبارک ان کی پنڈلی پر پھیرا، وُہ اُسی وقت درست ہو گئی۔

بیان کرتے ہیں کہ تیسرے سال ماہِ شعبان میں جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حفصہ بنت عمر خطاب سے عقد کیا اور اسی سال ماہِ رمضان میں زینب بنت خزیمہ سے نکاح کیا، اسی سال پندرھویں ماہِ رمضان کو امام حسن علیہ السّلام کی ولادت ہوئی۔

---

۳۲ تیئسواں باب

جنگ اُحد کے حالات

علی بن ابراہیم نے بسندِ حسن حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ جب کفارِ قریش جنگِ بدر سے مکہ سے واپس گئے چونکہ ان کے ستّر اشخاص جو سربرآوردہ تھے قتل ہو گئے اور ستّر افراد گرفتار کر لیئے گئے تھے اس لیئے ابوسفیان نے لوگوں سے کہا کہ اپنی عورتوں کو اپنے کشتوں پر رونے مت دو ورنہ آنسو محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عداوت وحسد اور غم وغصہ کی آگ کو بجھا دیں گے، اور محمدؐ اور ان کے اصحاب ہم کو طعنہ دیں گے۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا یہانتک کہ جنگِ اُحد واقع ہوئی اُس کے بعد اُن لوگوں نے اپنی عورتوں کو اپنے کشتوں پر نوحہ وماتم کی اجازت دی۔ غرض دوسرے سال اُنہوں نے اُحد کی جنگ کا ارادہ کیا اور اپنے ہم سوگند بنی کنانہ وغیرہ قبیلوں کو جمع کیا اور بہت کافی ہتھیار وغیرہ سے آراستہ ہو کر تین ہزار سواروں اور دو ہزار پیادوں کو لے کر نکلے اور عورتوں کو بھی ساتھ لیا تاکہ مردوں کو بدر کی مصیبت یاد دلاتی رہیں اور ان کو جنگ کی ترغیب دیتی رہیں۔ اور ابوسفیان نے اپنی زوجہ ہند بنت عتبہ کو بھی ساتھ لیا اور علقمہ کی بیٹی حارثیہ بھی اُن کے ساتھ روانہ ہوئی۔

کلینی نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ان تمام نعمتوں میں سے جو خلاق عالمؐ نے اپنے رسُولؐ کو عطا فرمائی تھیں ایک یہ بھی تھی کہ آپؐ پڑھ سکتے تھے لکھتے نہ تھے۔ جب ابوسفیان احد کی طرف متوجہ ہوا عباس نے آنحضرتؐ کو خط لکھ کر مطلع کیا وُہ خط اس وقت پہنچا جبکہ آنحضرتؐ مدینہ کے ایک باغ میں تشریف فرما تھے۔ حضرتؐ نے وُہ خط پڑھا لیکن اصحاب کو مطلع نہ فرمایا اور اُن کو

ابوسفیان کی جنگ احد کے لئے تیاری

مدینہ لے کر آئے اور وہاں اُس خط کے مضمون سے آگاہ فرمایا۔ علی بن ابراہیم کی سابقہ روایت میں اس کے بعد یہ ہے کہ حضرتؐ نے اپنے اصحاب کو جمع کیا اور اُن سے فرمایا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ قریش جمع ہو کر مدینہ پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ پھر حضرتؐ نے ان کو جہاد کی ترغیب دی۔ عبداللہ بن ابی اور صحابہ کی ایک جماعت نے کہا کہ یا رسُولؐ اللہ مدینہ سے باہر نہ نکلیئے ہم ان سے مدینہ کی گلیوں میں جنگ کریں گے۔ بوڑھے، مرد، عورتیں، کنیز وغلام سب گلیوں کے سرے بند کر لیں گے اور کوٹھوں پر سے اُن پر پتھر برسائیں گے اس طرح ہم سب ان کو دفع کرنے کی کوشش کریں گے۔ بیشک کبھی کوئی گروہ مدینہ پر نہیں حملہ آور ہوُا جو ہم پر فتحیاب ہوُا ہو۔ اور جب بھی ہم اپنے قلعوں اور مکانوں سے نکل کر مدینہ سے باہر گئے ہیں دُشمن ہم پر غالب ہوئے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ حضرتؐ اس رائے پر مائل تھے، لیکن سعد بن معاذ اور اوس کے قبیلہ کے لوگ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ جس وقت ہم مشرک تھے اور بتوں کی پرستش کرتے تھے عرب میں کسی کو ہماری طرف جرأت نہ ہوئی، آج کیسے ان کی ہمت پڑی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اب ہم مسلمان ہو گئے اور حضورؐ ہمارے درمیان ہیں۔ یقیناً ہم مدینہ سے باہر نکل کر اُن سے جنگ کریں گے ہم میں سے جو مارا جائے گا وُہ شہید ہو گا اور جو باقی رہے گا اُس کو جہاد کا ثواب حاصل ہو گا۔ آنحضرتؐ نے ان کی رائے منظور فرمائی اور اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ سے باہر آئے تاکہ مقامِ جنگ کی تعیین فرمائیں جیسا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے:۔ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ رپ۴ آیت۱۲۱ سورۃ آل عمران) اے رسُولؐ اُس وقت کو یاد کرو جبکہ صبح کو تم اپنے اہل وعیال سے رخصت ہو کر باہر نکلے تاکہ مومنوں کے واسطے جہاد کا مقام تجویز کرو اور خدا تمہاری باتوں کا سُننے والا اور تمہاری نیتوں کا جاننے والا ہے"۔ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ رپ۴ آیت۱۲۲ سورۃ آلعمران) جب تم میں سے دو گروہ نے جنگ میں سُستی کی اور واپس جانے کا ارادہ کیا حالانکہ خدا ان کا محافظ ومددگار تھا اور مومنوں کو چاہیئے کہ خدا ہی پر بھروسہ کریں۔ بروایت علی بن ابراہیم حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ آیتیں جنگِ اُحد کے دن نازل ہوئیں جبکہ قریش آنحضرتؐ سے جنگ کے لیئے مکہ سے روانہ ہوئے اور حضرتؐ مدینہ سے نکلے تاکہ ان سے جنگ کے لیئے مقام کا تعین فرمائیں۔ اور دو گروہ سے مراد عبداللہ بن ابی ہے اور ایک گروہ وُہ جس نے آنحضرتؐ کی مدد نہ کرنے میں اس کی پیروی کی۔ اور شیخ طبرسی نے امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السّلام سے روایت کی ہے کہ اُن دونوں گروہوں سے مراد بنو سلمہ اور بنو حارثہ ہیں جو انصار میں سے دو گروہ تھے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ایک گروہ مہاجروں کا تھا اور ایک انصار کا جو عبداللہ بن ابی کے واپس ہو جانے کی وجہ سے بددل ہو گئے تھے مگر واپس نہیں گئے تھے۔ غرض سابقہ روایت علی بن ابراہیم کی اُس کے بعد یہ ہے کہ حضرتؐ نے اپنے لشکر کو عراق کی جانب سے روانہ کیا۔ عبداللہ بن ابی اور خزرج کی ایک جماعت نے جو اس کی قوم سے تھی اس کی رائے کی موافقت کی۔ حضرتؐ نے اپنے اصحاب کو شمار کیا وُہ سات سو افراد تھے۔ حضرتؐ نے عبداللہ بن جبیر کو پچاس تیر اندازوں کے ساتھ ایک درّہ پر تعینات کیا کیونکہ اُس درّہ

کے حملہ کا خطرہ تھا۔ حضرتؐ نے ان لوگوں کو تاکید فرمائی کہ اگر تم ہم کو دیکھو کہ ہم کفار کو بھگا رہے ہیں
، کہ وُہ مکہ تک پہنچ جائیں تب بھی تم اپنی جگہ سے مت حرکت کرنا اگر یہ دیکھو کہ وُہ ہم کو بھگا رہے
م بھاگتے ہوئے مدینہ میں داخل ہو جائیں تب بھی تم اس مقام سے مت ٹلنا۔ اُدھر خالد بن ولید
یان نے دوسو سواروں کے ساتھ اُسی درّہ کی تاک میں مقرر کیا اور کہا کہ جب ہم مسلمانوں پر ٹوٹ
تو اسی درّہ سے داخل ہو کر مسلمانوں کے عقب سے اُن پر حملہ کرنا۔ پھر ان مشرکین نے مسلمانوں
لہ پر صف باندھی۔ حضرتؐ نے اپنے اصحاب کو ترتیب سے اُن کے مقابل کھڑا کیا اور عَلم لشکر امیرالمومنینؑ
نصار نے اکبارگی مشر کو نیر حملہ کیا اور وُہ بری طرح بھاگے۔ آنحضرتؐ کے اصحاب نے ان کے مال و
لُوٹنا شروع کیئے اور جنگ سے غافل ہو گئے۔ اُدھر خالد نے چاہا کہ درّہ سے آکر حملہ کرے عبداللہ
ور اُن کے ساتھیوں نے اُس پر تیروں کی بارش کی اور بھگا دیا۔ پھر عبداللہ ابن جبیر کے ہمراہیوں
کہ مسلمان لُوٹ میں مشغول ہیں عبداللہ سے کہا کہ ہم کیوں یہاں کھڑے رہیں مسلمان لُوٹ رہے ہیں۔
لِ غنیمت سے محروم رہیں۔ عبداللہ نے کہا خدا سے ڈرو آنحضرتؐ نے ہم سے تاکید فرمائی ہے کہ
لہ سے نہ ہٹیں۔ عبداللہ نے ان کو ہر چند روکا مگر وُہ نہ مانے ایک ایک کر کے چلے گئے۔ عبداللہ کے
رف بارہ اشخاص رہ گئے۔ قریش کا علمدار بنی عبدالدار میں سے طلحہ بن ابی طلحہ عبدری تھا۔ اُس نے
سے پکار کر کہا کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم کو گمان ہے کہ تم اپنی تلواروں سے ہم کو جہنم میں
گے لیکن ہم تم کو اپنی تلواروں سے بہشت کو روانہ کر دیں گے۔ لہٰذا تم میں سے جو بہشت میں جانا
ئے۔ یہ سُنکر کسی کو اُس کے مقابلہ پر جانے کی ہمت نہ ہوئی۔ آخر امیرالمومنینؑ اُس کی طرف بڑھے،
پڑھا جس کا مضمون یہ تھا:۔ اے طلحہ اگر تم سب ایسے ہی ہو جیسا کہ بیان کرتے ہو تمہارے پاس
ہیں اور ہمارے پاس تلواریں ہیں لہٰذا مقابلہ پر آکر کھڑا ہو تاکہ میں دیکھوں کہ ہم میں سے کون
ا ہے اور ہم میں سے کون اپنی بات کا دھنی ہے۔ بیشک تیرے مقابلہ پر حملہ کرنے والا شیر کاٹنے
ر کے ساتھ آیا ہے جس کی باڑھ کند نہیں ہوتی اور اُس کے مددگار خداؐ و رسُولؐ ہیں۔ طلحہ نے کہا اے
ہ کون ہے آپؑ نے فرمایا میں علیؑ بن ابی طالبؑ ہوں۔ اُس نے کہا اے قصم (یعنی بہادروں کو مارنے والے)
مان لیا کہ تیرے سوا کوئی مجھ سے مقابلہ کی جرأت نہیں رکھتا۔ پھر اُس نے حضرتؑ پر ایک وار کیا، جناب امیرؑ
بر روکا اور ایک تلوار ماری کہ اُس کی دونوں رانیں کٹ گئیں اور وُہ پیٹھ کے بل گر پڑا اور عَلم اُس کے
چھُوٹ گیا۔ جب حضرتؑ اُس کے پاس سر کاٹنے کے لیئے پہنچے اُس نے رحم کی التجا کی، آپؑ واپس
مسلمانوں نے پُوچھا اُس کا کام تمام کیوں نہ کر دیا۔ فرمایا جو ضربت میں نے اُس کو لگائی ہے اُس سے
نہیں رہ سکتا۔ پھر عَلم ابو طلحہ کے بیٹے ابوسعید نے اُٹھایا۔ حضرت علیؑ نے اُس کو بھی قتل کر دیا اور عَلم
گر پڑا۔ پھر ابو طلحہ کے دوسرے بیٹے عثمان نے عَلم اُٹھایا، امیرالمومنینؑ نے اُسے بھی داصلِ جہنم کیا
مین پر گر پڑا۔ پھر ابو طلحہ کے تیسرے بیٹے منافع نے عَلم اُٹھایا وُہ بھی حضرتؑ کی تلوار سے مع عَلم زمین
بو طلحہ کے چوتھے لڑکے حارث نے عَلم اُٹھایا اور شاہِ ولایت کی ضربت سے وُہ بھی خاکِ مذلت پر گرا۔

پھر عزیز بن عثمان نے عَلم اُٹھایا اور تیغ اسداللہ سے وُہ بھی جہنم میں پہنچا۔ پھر عبداللہ بن جمیلہ نے عَلم کو بلند کیا وُہ بھی جہنم واصل ہُوا پھر عَلم کو عبدالدار کے غلام صواب نے اُٹھایا حضرتؑ نے اس کو ایک ضربت لگائی کہ اُس کا داہنا ہاتھ قطع ہو گیا۔ اُس ملعون نے بائیں ہاتھ میں عَلم لیا آپ نے وُہ ہاتھ بھی کاٹ دیا لیکن اُس نے عَلم کو اپنے کٹے ہوئے ہاتھوں سے سنبھالا اور کہا اے بنی عبدالدار کیا جو شرطِ نصرت تھی نہیں بجا لایا۔ حضرت علیؑ نے اُس کے سر پر تلوار کا ایک ہاتھ مارا اور اس کو جہنم واصل کیا۔ پھر عَلم کو علقمہ حارثیہ کی بیٹی عمرہ نے اُٹھایا۔ اُدھر خالد بن ولید درّہ کی طرف حملہ آور ہُوا۔ چونکہ ابن جبیر کے ساتھ صرف چند آدمی رہ گئے تھے اُس نے سب کو قتل کر دیا اور مسلمانوں کے پیچھے سے اُن پر ٹوٹ پڑا۔ جب قریش نے بھاگتے ہوئے دیکھا کہ ان کا عَلم ابھی بلند ہے وُہ پلٹ پڑے اور عَلم کے پاس جمع ہو گئے اور مسلمانوں کو دونوں طرف سے بیچ میں لے لیا۔ اب مسلمان خود بھاگنے لگے اور ہر طرف منتشر ہو گئے۔ کچھ لوگ پہاڑ و پیر چڑھ گئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنہا چھوڑ دیا۔ جب حضرتؐ نے ان کی شکست ملاحظہ فرمائی اپنا سر بلند کر کے ان کو پکارنا شروع کیا مسلمانو! اِدھر آؤ میں خدا کا رسُولؐ ہوں خدا کے رسُولؐ سے کہاں بھاگتے ہو۔

علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پُوچھا کہ جب امیرالمومنینؑ نے طلحہ بن ابی طلحہ کا مقابلہ کیا اپنے کو قضم کیوں کہا حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ جب آنحضرتؐ مکہ میں تھے کوئی ابو طالبؑ کے خوف سے حضرتؐ کو آنکھ نہیں دکھا سکتا تھا لیکن لڑکوں کو حضرتؐ کی اذیت رسائی پر آمادہ کر دیا تھا جب حضرتؐ گھر سے باہر نکلتے تھے لڑکے حضرتؐ پر پتھر برساتے اور کوڑے کرکٹ پھینکتے تھے۔ جناب امیرؑ کو یہ حال معلوم ہُوا تو آپؑ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ جب باہر تشریف لے جائیں مجھے اپنے ساتھ لے لیا کریں تاکہ لڑکوں کو آپؐ کی اذیت سے باز رکھوں۔ پھر جب آنحضرتؐ گھر سے نکلتے امیرالمومنینؑ کو ساتھ لیجاتے جب لڑکے حضرتؐ کی طرف متوجہ ہوتے تو امیرالمومنینؑ ان کے منہ، ناک اور کان زخمی کر دیا کرتے۔ لڑکے اپنے اپنے باپ کے پاس واپس جا کر کہتے قَصَمَنَا عَلِیٌّ۔ علیؑ نے مجھے مجروح کیا ہے۔ اسی سبب سے اُن حضرتؑ کو قَصَم کہتے تھے۔

وائلہ سے روایت ہے وُہ کہتے ہیں کہ ایک روز عمر بن خطاب کے ہمراہ میں جا رہا تھا ناگاہ وُہ مضطرب و بیقرار ہوئے یہاں تک کہ اُن کے دل کی دھڑکن کی آواز سُنائی دینے لگی جیسے کسی پر غشی طاری ہوتی ہے۔ میں نے پوچھا تم کو کیا ہُوا؟ وُہ بولے شائد تم شیر بیشہ شجاعت، معدنِ کرم و فتوت، باغیوں اور سرکشوں کو قتل کرنے والے، دو تلواروں سے لڑنے والے اور صاحب تدبیر علمدار کو نہیں دیکھتے ہو جو اس طرف آ رہا ہے۔ میں نے نگاہ کی تو علیؑ بن ابی طالبؑ کو دیکھا۔ میں نے کہا اے عمر یہ تو علیؑ ہیں۔ انہوں نے کہا میرے پاس آؤ تو میں تم سے اُن کی شجاعت و بہادری کا ایک شمہ بیان کروں۔ جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزِ اُحد ہم سے اس بات پر بیعت لی کہ جہاد سے نہ بھاگیں گے اور ہم میں سے جو بھاگ جائے وُہ گمراہ ہے اور جو مارا جائے گا شہید ہو گا اور پیغمبرؐ اس کے لیئے بہشت کے

من ہوں گے۔ جب ہم لوگ میدان میں جنگ کے لیئے کھڑے ہوئے تو دیکھا کہ قریش کے سوؑ بہادر
شجاع ہماری طرف بڑھے جنکے ساتھ سو سو بہادر سپاہی تھے۔ انہوں نے حملہ کیا اور ہم کو شکست
ے دی۔ ہم سب کے سب میدان سے بھاگے۔ اُس وقت ہم نے علیؑ کو دیکھا کہ جس طرح شیر ٹڈیاں چیونٹیوں
ملہ کرتا ہے وُہ اسیطرح مشرکین پر حملہ کر رہے تھے اور ان کی کثرت و شجاعت کی مطلق ان کو پروا نہ
۔ جب اُنہوں نے ہم کو بھاگتے ہوئے دیکھا کہا تمہارے چہرے قبیح ہو جائیں اور تمہارے مُنہ
ڑے ٹکڑے اور خاک آلود ہوں کہاں بھاگے جاتے ہو جہنّم کی طرف دوڑ رہے ہو۔ جب اُنہوں نے
ھا کہ ہم واپس نہیں آتے ہیں تو ہم پر حملہ کیا ایک لمبی تلوار ان کے ہاتھ میں تھی جس سے موت ٹپک
ہی تھی۔ پھر اُنہوں نے کہا کہ تم نے آنحضرتؐ سے نہ بھاگنے پر بیعت کی اور اس کو توڑ ڈالا۔ لہذا تم
سبت مشرکین کے قتل کیئے جانے کے زیادہ مستحق ہو۔ جب ہم نے ان کی آنکھوں کی طرف نظر کی
دیکھا کہ وُہ روغن زیت کے دو پیالوں کے مانند جن میں آگ روشن ہو چمک رہی تھیں اور خون سے
ے ہوئے دو قدحوں کی طرح شدّتِ غضب سے سُرخ تھیں۔ ہم کو یقین ہو گیا تھا کہ وُہ ایک ہی حملہ
ہم کو ہلاک کر دیں گے۔ آخر بھاگنے والوں میں سے میں اُن کے پاس گیا اور کہا اے ابوالحسنؑ آپکو
کی قسم دیتا ہوں کہ ہم کو چھوڑ دیجیئے کیونکہ اہلِ عرب کا یہ دستور ہے کہ کبھی بھاگتے ہیں اور کبھی حملہ
تے ہیں۔ اور جب حملہ کرتے ہیں بھاگنے کی ذلت کو مٹا دیتے ہیں۔ تو گویا علیؑ نے ہماری عاجزی پر
کیا اور ہم کو چھوڑ دیا اور کافروں پر حملہ کیا۔ آجتک وُہ خوف میرے دل سے دُور نہیں ہوا۔ میں
ب کبھی ان کو دیکھتا ہوں یُونہی خوفزدہ ہو جاتا ہوں۔

اُسی سابقہ روایت میں ہے کہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ں ابودجانہ جسکا نام سماک بن خرشہ تھا اور امیرالمومنینؑ کے سوا کوئی نہ ٹھہرا۔ مشرکوں کا جو گروہ حضرتؐ
ملہ کرنا چاہتا امیرالمومنینؑ ان کے حملہ کو رد کرتے تھے۔ اُن میں سے بہتوں کو قتل کر دیتے اور ان کو
ح کرتے تھے یہانتک کہ ان کی تلوار ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ عورتوں میں نسیبہ بنت کعب مازنیہ
رتؐ کی خدمت میں موجود تھیں۔ حضرتؐ ان کو اپنے ساتھ جنگ میں لایا کرتے تھے تاکہ زخمیوں کی
م پٹی کریں۔ ان کا لڑکا بھی اُس جنگ میں ہمراہ تھا۔ جب اُس لڑکے نے چاہا کہ بھاگے نسیبہ نے خود
ں کو ڈانٹا اور کہا اے فرزند خداتعالیٰ و رسُولؐ سے کہاں بھاگتا ہے اور اُس کو واپس بُلا لیا۔ مشرکین
ں سے ایک شخص نے اُسپر حملہ کر کے شہید کر دیا۔ نسیبہ نے اپنے لڑکے کی تلوار اُٹھا کر اُس کے قاتل
ران پر وار کیا اور اُس کو مار ڈالا۔ حضرتؐ نے یہ دیکھ کر اُس کی تعریف کی اور فرمایا اے نسیبہ خدا تجھ کو
ت عطا فرمائے۔ وُہ حضرتؐ کے سامنے کھڑی اپنا سینہ سپر کیئے ہوئے تھی اور کوئی زخم حضرتؐ کو نہ
نے دیتی تھی یہانتک کہ وُہ بہت زخمی ہو گئی۔ اسی اثنا میں ابن قمیہ نے حضرتؐ پر حملہ کیا۔ وُہ کہتا تھا
محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ہمیں دکھا دو اگر وُہ میرے ہاتھ سے نجات پا جائیں تو میری نجات نہ ہو۔
ں اُس نے حضرتؐ کے دوشِ اقدس پر وار کیا اور چلایا کہ لات و عُزّیٰ کی قسم میں نے محمدؐ کو قتل کر دیا

اسی حال میں حضرتؐ نے مہاجروں میں سے ایک نامرد کو دیکھا کہ بھاگا جا رہا ہے اور اپنی سپر اپنی پیٹھ اور
سر سے لٹکائے ہوئے ہے۔ حضرتؐ نے اس کو آواز دی کہ اپنی سپر ادھر پھینکتا جا اور جہنّم کو روانہ ہو
اُس نے سپر پھینک دی۔ حضرتؐ نے فرمایا اے نسیبہ سپر لے لو۔ نسیبہ سپر لے کر مشرکین سے جنگ
کرنے لگی۔ حضرتؐ نے فرمایا نسیبہ اور اس کی وفا آج تو ابوبکر و عمر و عثمان سے بہتر ہو گئی۔ غرض
جب امیرالمومنینؑ کی تلوار ٹوٹ گئی آپؑ نے جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی
کہ بہادر اپنے ہتھیار سے جنگ کرتا ہے میری تلوار ٹوٹ گئی۔ حضرتؐ نے اپنی تلوار ذوالفقار ان کو
عطا کی اور فرمایا کہ اس سے جنگ کرو۔ امیرالمومنینؑ نے وُہ تلوار لے لی اور جو شخص بھی حضرتؐ کی طرف
بڑھتا آپ اس کو ذوالفقار سے جہنم واصل فرماتے۔ پھر حضرتؐ کوہِ اُحد کی طرف بڑھے اور اُس پہاڑ کی
جانب پشت کر لی تاکہ جنگ ایک ہی طرف سے ہو کیونکہ سوائے امیرالمومنینؑ کے صحابہ میں کوئی
حضرتؐ کے پاس نہ تھا۔ آپ برابر حضرتؐ کے آگے لڑ رہے تھے یہانتک کہ آپ کے سر و سینہ، ہاتھ
پاؤں اور شکم پر نوّے زخم لگے۔ اور ایسی جنگ کی کہ مشرکین باوجود اپنی کثرت کے بھاگ کھڑے ہوئے
اور مسلمانوں نے سُنا کہ کوئی آسمان سے کہہ رہا تھا لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَارِ وَلَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ۔
یعنی سوائے ذوالفقار کے کوئی تلوار نہیں اور بجز علیؑ کے کوئی جوانمرد نہیں۔ اُس وقت جبریلؑ آنحضرتؐ
پر نازل ہوئے اور کہا یا رسُولؐ اللہ خدا کی قسم برادری، برابری اور نصرت وُہ ہے جو علیؑ کر رہے ہیں
حضرتؐ نے فرمایا وُہ کیسے نہ کریں کیونکہ وُہ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں جبریلؑ نے کہا میں بھی آپ
دونوں سے ہوں۔ اُس لشکر میں ہند بنت عُتبہ مُشرکین کے لشکر کے ساتھ کھڑی تھی اور قریش میں سے
جو شخص بھاگتا تھا اس کو سلائی اور سرمہ دانی دے کر کہتی تھی کہ تُو عورت ہے یہ عورتوں کے آرائش کی
چیزیں لیتا جا اور آیندہ کبھی مردانگی کا دعوےٰ مت کرنا۔ اور شیرِ خدا حمزہؑ ابن عبدالمطلب نے بہت سے
مشرکوں کو قتل کیا۔ آپ جس طرف حملہ کرتے تھے مشرکین بھاگتے تھے کوئی اُن کے مقابلہ پر نہیں
ٹھہرتا تھا۔ ہندہ ملعونہ نے ایک حبشی غلام وحشی نامی کو جو پہلے جبیر بن مطعم کا غلام تھا لالچ دی تھی کہ اگر
محمدؐ یا علیؑ یا حمزہؑ کو تُو قتل کر دے گا تو میں تجھے اس قدر مال بخشوں گی کہ تُو راضی ہو جائے گا۔ اُس نے
کہا محمدؐ کا قتل تو میرے بس میں نہیں۔ علیؑ ایسے مرد جرار ہیں جو کبھی غافل نہیں ہوتے اُن پر بھی
میرا قابو نہیں چل سکتا۔ وُہ حمزہؑ کی تاک میں بیٹھا جبکہ وُہ حضرت جنگ میں مشغول تھے ایک مقام سے
گزرے جہاں پانی کے سبب سے گڑھا ہو گیا تھا اُس میں گھوڑے کا پیر چلا پڑا اور جناب حمزہؑ زمین
پر گر پڑے۔ حبشی ملعون ایک نیزہ لیئے ہوئے تھا اُس سے حضرت پر وار کیا جو آپ کے زیرِ ناف سے
پھاڑتا ہوا شانے سے نکل آیا۔ دوسری روایت کے مطابق جو حضرت صادقؑ سے ہے وُہ نیزہ آپ
کے سینہ پر پڑا اور اُس غلام ملعون نے نزدیک پہنچ کر حضرت کو شہید کر دیا اور آپ کے شکم مبارک کو
چاک کر کے کلیجہ نکال لیا۔ اور ہندہ ملعونہ کے پاس لایا۔ اُس نے اپنے دہن نجس میں چبانے کی غرض سے
رکھا لیکن خداوند عالم چونکہ نہیں چاہتا تھا کہ وُہ عضوِ شریف اُس ملعونہ کا جزوِ بدن ہو اس لئے اُس نے

ہڈی کے مانند سخت کر دیا۔ وُہ چبا نہ سکی اور زمین پر پھینک دیا۔ خداوند عالم نے ایک فرشتہ کو بھیجا جس نے اُس کو پھر اُن کے سینہ میں پہنچا دیا۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ خدا نے نہیں گوارا کیا کہ جناب حمزہؓ کے بدن کا ایک جزو جہنم میں داخل ہو۔ پھر ہندہ علیہا اللعنۃ حضرت حمزہؓ کی لاش پر آئی اور آپؓ کے دونوں ہاتھ وغیرہ کاٹ کر گردن بند کی طرح اپنے گلے میں شماتت کی غرض سے لٹکا لیا۔ کفار قریش پہاڑ پر چڑھ گئے۔ ابوسفیان پہاڑ کے اُوپر سے چلا رہا تھا اَعْلُ هُبَلُ اے ہبل بلند رہ۔ جناب رسولِ خداؐ نے امیرالمومنینؑ سے فرمایا کہ اس کے جواب میں کہیں اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ خدا سب سے بلند اور جلیل تر ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ ہُبل نے ہم کو حکم دیا تھا کہ تم سے جنگ کریں اور اسی کی برکت سے ہم نے فتح پائی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا بلکہ خدا نے ہم کو حکم دیا اور تم سے جنگ کے لیئے آئے، وُہ ہماری مدد کرے گا۔ ابوسفیان نے کہا یا علیؑ لات وعُزّیٰ کی قسم سچ کہئے محمدؐ قتل ہو گئے؟ حضرت علیؑ نے جواب دیا خدا تجھ پر اور لات وعُزّیٰ پر لعنت کرے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز قتل نہیں ہوئے ہیں۔ وُہ حضرتؐ تیری باتیں سُن رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ تم زیادہ سچے ہو خدا فرزندِ قمیہ پر لعنت کرے جس نے دعوےٰ کیا تھا کہ محمدؐ کو قتل کر دیا۔ عمرو بن ثابت ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے۔ جب اُنہوں نے سنا کہ آنحضرتؐ جنگ کے لیئے گئے ہیں اپنی تلوار و سپر اُٹھائی اور شیر گرسنہ کے مانند اُحد کی طرف متوجہ ہوئے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے اور لشکر کفار پر ٹوٹ پڑے اور جہاد کر کے شہید ہو گئے۔ انصار میں سے ایک شخص ان کی لاش کی طرف سے گزرا وُہ کشتوں کے درمیان پڑے ہوئے تھے۔ ابھی کچھ جان باقی تھی مرد انصاری نے اُن سے پُوچھا اے عمرو کیا اپنے پہلے دین پر ہو۔ کہا خدا کی قسم نہیں بلکہ خدا کی وحدانیت اور آنحضرتؐ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔ یہ کہا اور رحمتِ الٰہی واصل ہو گئے۔ ایک صحابی نے آنحضرتؐ سے کہا یا رسولؐ اللہ عمرو بن ثابت مسلمان ہوئے اور مارے گئے، کیا وُہ شہید ہوئے؟ حضرتؐ نے فرمایا واللہ وُہ شہید ہے اور وُہ ہے جس نے ایک رکعت بھی نماز نہیں پڑھی اور جنت میں جا پہونچا۔ اور حنظلہ ابن ابو عامر راہب قبیلہ خزرج کا ایک شخص تھا جس کی شادی شبِ جنگِ اُحد کو ہوئی وُہ مدینہ میں رہ گیا تھا اور اپنی زوجہ سے مباشرت کی اُس کی معذرت میں یہ آیت نازل ہوئی:۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (پ ۱۸ آیت ۶۲ سورۃ نور) بیشک مومنین وُہ لوگ ہیں جو خدا اور رسولؐ پر ایمان لائے ہیں اور جب وُہ رسولؐ کے ساتھ کسی امر ضروری پر متفق ہوتے ہیں تو جب تک حضرتؐ سے اجازت نہیں لے لیتے حضرتؐ کے پاس سے نہیں جاتے۔ اور اے رسولؐ جو لوگ تم سے اجازت لے لیتے ہیں وُہ ہیں جو خدا اور رسولؐ پر صدق دل سے ایمان لائے ہیں۔ لہٰذا مومنین میں سے جو لوگ تم سے کسی اپنے مناسب کام کے لیئے اجازت طلب کریں تو اُن کو اجازت دے دیا کرو جس کو چاہو۔

اور خدا سے ان کے لیئے مغفرت کی دُعا کرتے رہو بیشک خدا بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے"۔ غرض پیغمبرِ خداؐ نے حنظلہ کو گھر پر ٹھہر جانے کی اجازت دے دی تھی۔ صبح کو اُنہیں یاد آیا کہ آنحضرتؐ جنگ میں مشغول ہیں اور وُہ خود عیش میں لگے ہوئے ہیں لہٰذا اُسی حالتِ جنابت میں تلوار اُٹھائی اور اُحد کی جانب روانہ ہوئے۔ جب وُہ گھر سے جانے لگے تو ان کی زوجہ نے انصار میں سے چار آدمیوں کو بُلایا اور کہا گواہ رہنا کہ حنظلہ نے میرے ساتھ مقاربت کی ہے۔ حنظلہ نے بھی اقرار کیا۔ لوگوں نے عورت سے پوچھا تیرا اس سے کیا مطلب ہے؟ اُس نے کہا کہ آج رات جب میں سوئی تو خواب میں دیکھا کہ آسمان شگافتہ ہوا اور حنظلہ اُس میں داخل ہو گئے پھر آسمان اُسیطرح پیوست ہو گیا۔ میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ حنظلہ ضرور شہید ہوں گے۔ اس لیئے آپ لوگوں کو گواہ بنایا ہے کہ اگر کوئی لڑکا پیدا ہوا تو لوگ یقین کریں کہ وُہ حنظلہ کا ہے۔ غرض جب حنظلہ معرکہ جنگ میں پہنچے ابوسفیان کو دیکھا کہ ایک گھوڑے پر سوار ہے اور میدانِ قتال میں گھوڑے کو دوڑا رہا ہے۔ انہوں نے تلوار نکالی اور ابوسفیان کی طرف بڑھے اور اس کے گھوڑے کو پے کر دیا۔ ابوسفیان زمین پر گر پڑا اور چلایا کہ اے گروہِ قریش میں ابوسفیان ہوں اور حنظلہ مجھ کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ پھر ابوسفیان بھاگا اور حنظلہ نے اس کا تعاقب کیا۔ ایک مشرک نے نیزہ مارا حنظلہ اس کے نیزہ کے ساتھ اُس کی طرف جھپٹے اور ایک ضربت لگائی کہ وُہ ملعون جہنم واصل ہوا۔ اور حنظلہ وہیں حمزہ، عمرو بن الجموح، عبداللہ بن الحزام اور انصار کی ایک جماعت کے درمیان زمین پر گر پڑے اور شہید ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ فرشتوں نے آسمان و زمین کے درمیان بارش کا پانی سونے کے برتنوں میں لیئے ہوئے حنظلہ کو غسل دیا اسی سبب سے ان کو غسیل الملائکہ کہتے ہیں یعنی فرشتوں کا غسل دیا ہوا۔ اور روایت ہے کہ مغیرہ پسر عاص ایک تیر انداز تھا اور جب وُہ کوئی پتھر پھینکتا تھا نشانہ سے خطا نہیں کرتا تھا۔ وُہ جس راستہ سے اُحد تک آیا تھا پتھر اُٹھاتا لایا تھا اور کہتا تھا کہ انہی پتھروں سے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قتل کروں گا۔ جب وُہ میدانِ جنگ میں پہنچا دیکھا کہ آنحضرتؐ کھڑے ہوئے ہیں اور تلوار ہاتھ میں لیئے ہیں۔ اُس نے ایک پتھر مارا جو حضرتؐ کے ہاتھ پر لگا اور تلوار گر گئی یہ دیکھ کر وُہ چلایا کہ لات وعُزّیٰ کی قسم میں نے محمدؐ کو قتل کر دیا۔ جناب امیرؑ نے پکار کر فرمایا کہ خدا تجھ پر لعنت کرے تو جھوٹ بولتا ہے۔ تو اُس لعین نے دوسرا پتھر مارا جو حضرتؐ کی نورانی پیشانی پر لگا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا خداوندا تو اس کو حیران و سرگردان کر دے۔ جب مشرکین اُحد سے واپس گئے وُہ ملعون میدان میں حیران و سرگشتہ کھڑا رہ گیا بھاگ نہ سکا۔ عمارؓ یاسر اُس کے پاس پہنچے اور اس کو قتل کر دیا۔ اور خداوند عالم نے ابن قمیہ پر درختوں کو مسلط فرمایا۔ ایک چوپایہ اس کو گھیر کر اُن درختوں کے درمیان لے گیا۔ اُن کی تاثیر تھی کہ جسم کا گوشت سمٹ جاتا۔ آخر تمام گوشت اُس ملعون کا گر گیا اور وُہ جہنم واصل ہوا۔

پھر بھاگے ہوئے صحابہ واپس آئے جنگ کے بارے میں خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں:۔ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ (پ ۴،

آیت ۱۴۲ سورۃ آل عمران) کیا تم سمجھتے ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے قبل اس کے کہ خدا تمہارا امتحان کرے، تاکہ معلوم ہو جائے کہ تم میں کون جہاد کرتا ہے اور کون صبر کے ساتھ میدان میں ثابت قدم رہتا ہے اور بھاگتا نہیں۔" اس سے مراد فعل کا واقع ہونا ہے ورنہ خدا تو جانتا ہی تھا کہ کون جہاد کرے گا اور کون بھاگ جائے گا۔ لیکن خدا اپنے علم کے سبب سے نہیں بلکہ لوگوں کے کردار سے ثواب عطا فرماتا ہے اور عذاب کرتا ہے۔ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ (پ ۴ آیت ۱۴۳ سورۃ آل عمران) اور تم تو موت کی تمنا کرتے تھے قبل اس کے کہ موت کو (یعنی اس کے اسباب کو جو جنگ ہے) دیکھو بیشک تم نے دیکھا اس کو جس کی تمنا کرتے تھے اور تم پیغمبرؐ کو دیکھ رہے تھے اور صحابہؓ کو بھی جو شہید ہو رہے تھے اور ان کو بھی جو بھاگ رہے تھے۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مومنین سے اُن ثوابات کا تذکرہ فرمایا جو خدا نے شہیدانِ بدر کو عطا فرمایا اور بہشت میں ان کے درجوں کا ذکر کیا تو صحابہ نے شہادت کی خود بھی تمنا کی اور کہا خداوندا ہم کو پھر جنگ کا موقع ملے تو ہم شہید ہوں تو خدا نے جنگِ اُحد کا موقع دیا۔ جس میں وہ لوگ بھاگے سوائے چند افراد کے جو خدا کی توفیق کے سبب ثابت قدم رہے۔ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ (پ ۴ آیت ۱۴۴ سورۃ مذکور) محمدؐ تو بس ہمارے ایک رسولؐ ہیں جس طرح اور مرسلین اُن سے پہلے آچکے ہیں۔ اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم اپنے پچھلے دین پر پلٹ جاؤ گے یا جنگ سے بھاگ جاؤ گے اور جو شخص دین سے پلٹ جائے یا جہاد سے بھاگ جائے تو وہ خدا کا کچھ نہ بگاڑے گا۔ عنقریب خدا شکر کرنے والوں کو جزا دے گا۔" روایت ہے کہ جو لوگ بھاگے تھے وہ دوسروں سے یہ عذر کر رہے تھے کہ محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) قتل ہو گئے اب بھاگو۔ تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ایک روایت میں ہے کہ شیطان نے ندا کی تھی کہ محمدؐ قتل ہو گئے اسی سبب سے لوگ بھاگے۔ جب واپس آئے تو آنحضرتؐ سے معذرت کرنے لگے کہ ہمارے بھاگنے کا یہ سبب تھا، تو خدا نے یہ آیت نازل کی۔ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُؤَجَّلًا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ (پ ۴ آیت ۱۴۵ سورۃ مذکور) کوئی بغیر حکمِ خدا کے نہیں مرتا اور خدا کا حکم لکھا ہوا ہے کہ موت کا وقت مقرر ہے اور جو شخص دنیا میں اجر چاہتا ہے ہم اس کو اسی میں دے دیتے ہیں اور جو آخرت کا ثواب چاہتا ہے ہم اس کو آخرت میں عطا کرتے ہیں۔ اور ہم جلد شکر کرنے والوں کو اجر دیں گے۔" وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ (پ ۴ آیت ۱۴۶ سورۃ مذکور) اور بہت سے پیغمبر جنہوں نے جنگ کی اُن کے ساتھ بہت سے علماء اور پرہیزگاروں کا لشکر تھا لیکن انہوں نے ان تکلیفوں سے جو اُن پر پڑیں سستی ظاہر کی

اور جنگ میں زیادہ کوشش کے سبب کمزور نہ ہوئے اور نہ دشمنوں سے عاجزی کی۔ اور خدا صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (پ ۴ آیت ۱۴۷ سورۃ آل عمران) اور ان کا قول اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو اور حد سے گزر جانے کو معاف کر اور ہمارے قدموں کو جنگ میں ثابت رکھ اور کافروں پر ہم کو فتح عنایت فرما فَآتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ (پ ۴ آیت ۱۴۸ سورۃ مذکور) تو خدا نے ان کو دنیا میں بھی اچھا بدلا دیا اور آخرت میں بھی ثواب عطا فرمایا اور خدا تو نیک عمل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ (پ ۴ آیت ۱۴۹ سورۃ آل عمران) اے ایمان والو اگر اُن لوگوں کی اطاعت کرو گے جو کافر ہو گئے ہیں تو وہ تم کو ایمان سے پھیر کر کفر کی جانب لے جائیں گے۔ تو نقصان اُٹھاتے ہوئے پلٹو گے۔" علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق اس آیت میں کافروں سے مراد عبداللہ بن ابی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے اُحد کی جانب چلا اور راستے سے واپس چلا گیا اور اپنے ساتھیوں کو قتل ہونے سے ڈرایا۔ بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ (پ ۴ آیت ۱۵۰ سورۃ مذکور) بلکہ خدا تمہارا مددگار ہے اور وہ سب سے بہتر نصرت کرنے والا ہے۔ سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ وَبِئْسَ مَثْوَى الظَّالِمِينَ (پ ۴ آیت ۱۵۱ سورۃ مذکور) عنقریب ہم کافروں کے اور اُن لوگوں کے دلوں میں جنہوں نے اللہ کے ساتھ اُس کو شریک کیا ہے جن کے بارے میں خدا نے کوئی دلیل اور حجت نہیں نازل کی ہے مسلمانو تمہارا رعب ڈال دیں گے۔ ان کی بازگشت جہنم ہے اور وہ کیا بُرا ٹھکانا ہے۔" علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق اس سے مراد کافرانِ قریش ہیں جو حضرتؐ سے جنگ کے واسطے آئے تھے۔ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُمْ بِإِذْنِهِ حَتَّىٰ إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا أَرَاكُمْ مَا تُحِبُّونَ (پ ۴ آیت ۱۵۲ سورۃ آل عمران) علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ بیشک خدا نے تم کو مشرکوں پر فتح دینے کا اپنا وعدہ پورا کر دیا جس وقت کہ تم خدا کے حکم اور نصرت سے کافروں کو قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ تم پر خوف طاری ہوا اور تم بزدل ہو کر جنگ کے بارے میں آپس میں نزاع کرنے لگے اور پیغمبرؐ کے حکم سے تم نے انحراف کیا کہ کمین گاہ سے ہٹ گئے آخر خدا نے تم کو نصرت و فتح اور غنیمت عطا کی جیسا کہ تم چاہتے تھے۔ مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ (پ ۴ آیت ۱۵۲ سورۃ مذکور) تم میں سے بعضوں نے دنیا کا رُخ کیا یعنی اصحاب عبداللہ بن جبیر جو درہ کو چھوڑ کر مالِ غنیمت لوٹنے میں مشغول ہو گئے اور بعضوں نے آخرت کو اختیار کیا یعنی عبداللہ بن جبیر اور ان کے چند ساتھی جو ثابت قدم رہے اور شہید ہو گئے تو

...شمنوں کو شکست نہ دے سکے اور خدا نے تمہاری مدد نہ کی تاکہ تم کو آزمائے۔ آخر اُس نے تم کو معاف
...یا اور خدا مومنین پر فضل و احسان کرنے والا ہے"۔ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓی اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ
...عُوْکُمْ فِیْٓ اُخْرٰىکُمْ فَاَثَابَکُمْ غَمًّاۢ بِغَمٍّ لِّکَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا مَآ اَصَابَکُمْ
...لّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (پ ۴ آیت ۱۵۳ سورۂ آل عمران) جس وقت کہ تم بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ رہے تھے
...رکتے نہیں تھے نہ کسی کی طرف مُڑ کر دیکھتے تھے حالانکہ تم کو پیغمبرؐ پکار کر بُلا رہے تھے تو تم پر غم کے
...غم نے بدلا دیا تاکہ تم اندوہ گیں نہ ہو اُس پر کہ جو فتح و غنیمت تم سے زائل ہوئی اور قتل و زخم اور شکست
...تم کو حاصل ہوئی اور خدا تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے"۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے
...قول ہے کہ غم اوّل بھاگنا اور مارا جانا ہے اور دوسرا غم خالد بن ولید کا مسلط ہونا اور جو کچھ اُن سے
...ل ہوا وہ مال غنیمت تھا اور جو اُن کو حاصل ہوا وہ ان کے بھائیوں کا مارا جانا تھا۔ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْۢ
...بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا یَّغْشٰی طَآئِفَةً مِّنْکُمْ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ (پ ۴ آیت ۱۵۴
...سورۂ مذکور) پھر خدا نے غم و اندوہ کے بعد تم کو امان و آرام عطا کیا جو تمہارے خواب کا سبب ہوا جو تم میں سے
...ایک گروہ پر غالب ہوا اور دوسرا گروہ جس پر غم طاری تھا"۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب
...آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب بھاگنے اور زخمی ہونے کے بعد واپس آئے اور حضرتؐ
...سے معذرت کی تو خدا نے اپنے پیغمبرؐ کو سچّے اور جھوٹوں کو پہچنوانا چاہا اُس وقت اُن پر نیند غالب ہوئی قریب
...تھا کہ وُہ زمین پر گر جائیں اور منافقین کو جو آنحضرتؐ کی تکذیب کیا کرتے تھے قرار نہ تھا۔ ان کی عقلیں زائل
...ہو گئی تھیں وُہ بے سروپا باتیں کر رہے تھے اور جو کچھ اُن کے دلوں میں تھا بے اختیار ظاہر کر رہے تھے
...تو خدا نے گروہِ اوّل جو فرمایا وُہ مومنین کا گروہ ہے اور دُوسرا منافقوں کا گروہ ہے جنکے بارے میں فرماتا ہے
یَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِیَّةِ یَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَیْءٍ قُلْ اِنَّ
الْاَمْرَ کُلَّهٗ لِلّٰهِ یُخْفُوْنَ فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا یُبْدُوْنَ لَکَ (حوالہ مذکورہ) یعنی وُہ خدا کے بارے
میں نامناسب کافرانِ جاہلیت کے مانند گمان کرتے ہیں کہ کہتے ہیں کہ محمدؐ کا معاملہ پورا نہ ہوگا اور انکار
کے طور پر پوچھتے ہیں کہ ہمارے لئے بھی فتح و نصرت میں کچھ ہے؟ اے رسُولؐ کہدو تمام حکم خدا ہی کا
ہے اور اُسی کی مشیت پر سب کچھ ہے۔ وُہ اپنے دلوں میں پوشیدہ رکھتے ہیں جو کچھ تم سے ظاہر نہیں
کرنا چاہتے۔ یَقُوْلُوْنَ لَوْ کَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا قُلْ لَّوْ کُنْتُمْ فِیْ بُیُوْتِکُمْ
لَبَرَزَ الَّذِیْنَ کُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰی مَضَاجِعِهِمْ (پ ۴ آیت ۱۵۴ سورۂ آلعمران) منافقین خلوت
میں آپس میں کہتے ہیں کہ اگر ہم کو اختیار ہوتا تو نہ ہم اپنے شہر سے باہر نکلتے اور نہ یہاں قتل ہوتے
اے رسُولؐ کہدو کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے تب بھی وُہ لوگ نکلتے جنکے لئے روز اوّل قتل ہونا
لکھا جا چکا تھا وُہ اپنی قتلگاہ میں پہنچ جاتے۔

کلینی نے بسندِ حسن امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب اصحاب روزِ اُحد
آنحضرتؐ کو معرکۂ جنگ میں چھوڑ کر بھاگ گئے حضرتؐ نے ان کی جانب رُخ کرکے پکارنا شروع کیا کہ

مَیں محمدؐ ہوں مَیں خدا کا رسُولؐ ہوں قتل نہیں ہوا ہوں مجھ کو مَوت نہیں آئی زندہ ہوں۔ یہ سُنکر حضرت
ابوبکر و عمر بھاگتے ہوئے آنحضرتؐ کی طرف رُخ کرکے بولے اس وقت بھی جبکہ تمام لشکر بھاگ گیا ہے وُہ
ہم کو بیوقوف بناتے ہیں۔ آنحضرتؐ کے پاس سوائے امیر المومنینؑ اور ابودجانہؓ انصاری کے اور کوئی
باقی نہ تھا۔ حضرتؐ نے ابودجانہؓ کو دُعا دی اور فرمایا تم بھی چلے جاؤ مَیں نے تم کو اپنی بیعت سے رہا کر دیا۔
لیکن علیؑ! تو وُہ مجھ سے ہیں اور مَیں اُن سے ہوں۔ یہ سُنکر ابودجانہ رونے لگے اور سر آسمان کی طرف
اُٹھا کر بولے نہیں خدا کی قسم مَیں خود اپنے تئیں آپؐ کی بیعت سے رہا نہیں ہوں گا۔ یارسُولؐ اللہ مَیں
کہاں جاؤں۔ کیا اپنی زوجہ کے پاس جاؤں جو مَر جائے گی۔ اپنے لڑکے کے پاس جاؤں جو مَوت سے ہمکنار
ہو جائے گا اور گھر جاؤں جو ایک دن کھنڈر ہو جائے گا اور مال و متاع کی حفاظت کروں جو آخر فنا ہو جائے
گا، یا مَوت کی طرف رُخ کروں جو آدمی سے نزدیک ہے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے اُن پر لُطف و کرم فرمایا اور اُن کو
جنگ کی اجازت دی۔ ایک طرف وُہ لڑ رہے تھے، دُوسری طرف امیر المومنینؑ۔ ابودجانہ زخموں سے بہت
کمزور ہو گئے تھے جنابِ امیرؑ اُن کو اُٹھا کر آنحضرتؐ کے پاس لائے اور زمین پر لٹا دیا۔ ابودجانہ نے عرض کی
یارسُولؐ اللہ کیا مَیں نے اپنی بیعت کو پورا کیا؟ حضرتؐ نے فرمایا ہاں پُورا کیا! اور اُن کے لئے دعائے خیر کی۔
اب صرف حضرت علیؑ جنگ کر رہے تھے جب مشرکین داہنی جانب سے حملہ کرتے تھے جنابِ امیرؑ جھپٹ کر
ان کو پسپا کر دیتے۔ تو وُہ لوگ بائیں طرف سے حملہ کرتے امیر المومنینؑ تلواریں مار کر ان کو بھگا دیتے تھے۔
امیر المومنینؑ یُوں ہی مشغولِ قتال تھے کہ آپ کی تلوار ٹوٹ کر تین ٹکڑے ہو گئی۔ حضرتؑ نے وُہ ٹکڑے لا کر
جنابِ رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھائے اُس وقت آنحضرتؐ نے ان کو ذوالفقار عطا کی اور آپؑ کے
پیروں کو دیکھا کہ شدت سے جنگ کرنے کی وجہ سے لرز رہے تھے تو حضرتؐ کی آنکھوں سے آنسُو جاری ہو
گئے اور دُعا کی کہ پالنے والے تُو نے وعدہ فرمایا ہے کہ اپنے دین کو غالب کرے گا اگر تُو چاہے تو یہ امر تجھ پر
دشوار نہیں ہے۔ امیر المومنینؑ نے اُس وقت عرض کی یارسُولؐ اللہ میرے کانوں میں شدید آوازیں آ رہی
ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ اَقْدِمْ حَیْزُوْمُ اے حیزوم آگے بڑھ۔ حیزوم جبرئیلؑ کے گھوڑے کا نام ہے۔
امیر المومنینؑ پھر عرض کرتے ہیں کہ یارسولؐ اللہ جس شخص پر مَیں تلوار اُٹھاتا ہوں وُہ گر پڑتا ہے اور مر جاتا ہے
قبل اس کے کہ تلوار اُس کو لگے۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ جبرئیل و میکائیل و اسرافیل علیہم السلام ہیں جو گروہِ ملائکہ
کے ساتھ ہماری مدد کو آئے ہیں۔ پھر جبرئیلؑ آئے اور آنحضرتؐ کے پہلو میں کھڑے ہو گئے اور بولے:۔
یارسُولؐ اللہ مواسات و جاں نثاری یہ ہے جو علیؑ آپؐ کے لئے کر رہے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا علیؑ مجھ سے
ہیں اور مَیں علیؑ سے ہوں تو جبرئیلؑ نے کہا مَیں آپ دونوں سے ہوں۔ غرض امیر المومنینؑ کی تلوار نے مشرکین
کو میدان میں ٹھہرنے نہ دیا۔ آخر وُہ بھاگ گئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ اپنی تلوار لئے ہوئے ان کے پیچھے
جاؤ اور دیکھو۔ اگر وُہ لوگ اُونٹوں پر سوار ہیں اور گھوڑے خالی ہیں تو سمجھ لو کہ مکہ کی طرف جا رہے ہیں اور
اگر گھوڑوں پر سوار ہیں اور اُونٹوں کو کھینچے لے جا رہے ہیں تو سمجھنا کہ وُہ مدینہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت
علیؑ گئے اور دیکھا کہ وُہ اُونٹوں پر سوار ہیں اور گھوڑوں کو خالی کھینچ رہے ہیں۔ ابوسفیان نے امیر المومنینؑ کو دیکھ لیا

اور کہا اے علیؑ ہم سے کیا چاہتے ہو ہم اب مکہ جا رہے ہیں تم بھی واپس جاؤ۔ اُس وقت جبرئیلؑ نے اُن کافروں کا تعاقب کیا۔ وُہ جس قدر اُن کے گھوڑے کی آواز سُنتے تھے زیادہ تیزی سے بھاگتے تھے۔ جبرئیلؑ اُن کے پیچھے گروہ ملائکہ کے ساتھ برابر چلے جا رہے تھے۔ ابوسفیان کہتا تھا اب محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا لشکر ہمارے قریب آپہنچا اسیطرح وُہ مکہ میں داخل ہو گیا اور لوگوں سے کہا محمدؐ کا لشکر یہانتک ہمارا تعاقب کر رہا تھا۔ جب چوکیدار اور مزدور مکہ پہنچے تو اُنہوں نے بیان کیا کہ جب تم لوگ وہاں سے روانہ ہوئے تو ہم نے محمدؐ کے لشکر کو دیکھا کہ وُہ تمہاری جگہ آکر ٹھہرے ان کے آگے آگے ایک شخص سُرخ گھوڑے پر سوار تھا جو تمہارے تعاقب میں آرہا تھا۔ کیونکہ فرشتے مسلمانوں کے شکل و لباس میں اُن پر ظاہر ہوئے تھے۔ اہل مکہ نے ابوسفیان پر بھاگنے کی وجہ سے لعنت ملامت کی پھر آنحضرتؐ بھی اُحد سے روانہ ہوئے۔ امیرالمؤمنینؑ عَلم لیئے ہوئے آپ کے آگے آگے تھے اور عقبہ سے چڑھ کر مدینہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ لوگوں نے عَلم کو دیکھا اور جناب امیرؑ نے آواز دی کہ اے لوگو رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا رہے ہیں وُہ نہ قتل ہوئے ہیں نہ مرے ہیں۔ ابوبکر وعمر نے کہا علیؑ عَلم لے کر آگئے۔ زنانِ انصار گھروں کے دروازوں پر آنحضرتؐ کے انتظار میں کھڑی ہو گئیں۔ حضرتؐ کے مارے جانے کی خبر سے اُنہوں نے اپنے بالوں کو پریشان کر دیا تھا، اپنے چہروں کو نوچ نوچ کر زخمی کر لیا تھا گریبان چاک کر کے اپنے سینوں کو مجروح کر لیا تھا۔ انصار نے جب یہ خوشخبری سُنی اور خورشیدِ جمالِ نبوّی عقبہ سے طالع ہوا تو اُنکی جان میں جان آئی اور عقبہ کی طرف دوڑے اور آنحضرتؐ کو سلامتی کے ساتھ واپسی پر مبارکباد دی۔ جب حضرتؐ مدینہ میں داخل ہوئے اور مدینہ کی عورتوں کا حال پریشان دیکھا تو آپؐ نے ان کے لیئے دُعائے خیر فرمائی اور فرمایا کہ اپنے گھروں میں جاؤ اور اپنے بدنوں کو چھپاؤ۔ اور فرمایا کہ خدا نے مجھ سے میرے دین کو تمام دینوں پر غالب کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور وُہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرے گا۔ اس وقت خدا نے یہ آیۃ نازل فرمائی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ الخ جیسا کہ گزر چکی۔

کلینی نے بسند موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب مسلمان جنگ اُحد سے بھاگے آنحضرتؐ کو شدید غصہ آیا۔ اور جب حضرتؐ کو غصہ آتا تھا تو آپؐ کی جبین اقدس سے پسینہ مروارید کے مانند ٹپکنے لگتا تھا۔ غرض حضرتؐ نے اُس وقت دیکھا تو علیؑ کو اپنے پہلو میں پایا اور غصہ میں فرمایا کہ کیوں تم بھی اُنہی لوگوں کے ساتھ نہ بھاگ گئے۔ جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ میں آپ سے جُدا نہیں ہو سکتا ہر امر میں آپ کی پیروی کرنا لازم سمجھتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اچھا ان لوگوں کو مجھ سے دُور کرو۔ امیرالمؤمنینؑ نے تلوار کھینچی اور شیر کے مانند کافروں کے لشکر پر ٹوٹ پڑے اور اُن کو قتل کرنے لگے اُس وقت حضرتؐ نے جبرئیلؑ کو دیکھا جو زمین و آسمان کے درمیان سونے کی کرسی پر بیٹھے ہوئے ندا دے رہے تھے لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار وَلَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ [1]

[1] مؤلّف فرماتے ہیں کہ ابن بابویہ کی روایت میں حدیث میں پہلی بات ابودجانہ کے ساتھ ہوئی امیرالمؤمنینؑ سے نہیں اور وہی زیادہ مناسب ہے۔ ۱۲

شیخ مفید نے بطریق عامہ روایت کی ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں کہ امیرالمؤمنینؑ کے لیئے چار فضیلتیں ایسی ہیں جن میں کوئی ان کا شریک نہیں ہو سکا۔ پہلی یہ کہ عرب و عجم میں سب سے پہلے آنحضرتؐ پر ایمان لائے اور آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی، دوسری یہ کہ آپ ہی ہر جنگ میں حضرتؐ کے عَلمدار رہے، تیسری یہ کہ جنگ میں سب بھاگے اور آپ ہی ثابت قدم رہے؛ چوتھی یہ کہ آنحضرتؐ کی تجہیز و تکفین کی اور قبر میں لٹایا۔ پھر بطریق عامہ روایت کی ہے۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ جب ہم جنگ اُحد میں دشمن کے مقابلہ پر کھڑے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچاس انصار کو اُحد کے ایک درّہ پر تعینات فرمایا اور ایک انصاری کو ان کا سردار بنایا اور اس قدر تاکید فرمائی کہ ہم سب کے سب اگر مار ڈالے جائیں تب بھی تم اس جگہ سے مت حرکت کرنا کیونکہ اگر ہم کو کچھ نقصان پہنچے گا اسی جگہ سے پہنچے گا۔ مشرکین کا عَلم طلحہ بن طلحہ کے ہاتھ میں تھا جو شجاعت میں مشہور تھا اس کو میدانِ کارزار کا لشکر کہتے تھے۔ اور حضرتؐ نے مہاجرین کا عَلم امیرالمؤمنینؑ کو دیا اور خود انصار کے عَلم کے نیچے کھڑے ہوئے۔ ابوسفیان نے اپنے عَلمداروں سے کہا کہ تساہلی اور سُستی جو لشکر کو لاحق ہوتی ہے وُہ ان کے عَلمدار کے سبب سے ہوتی ہے تم ہی جنگِ بدر میں شکست کا سبب ہوئے۔ اگر تم سے عَلم کی حفاظت نہیں ہو سکتی تو مجھ کو دے دو۔ یہ سُنکر طلحہ غضبناک ہُوا اور کہا تو ہی ایسی بات کہتا ہے واللہ آج میں ان لوگوں کو موت کے غاروں میں پھینک دوں گا اور دَوڑتا ہُوا لشکرِ اسلام کے سامنے آیا اور للکارا کہ میں طلحہ ہوں۔ جناب امیرؑ اُس کے مقابلہ پر گئے اور دَو دَو ہاتھ رد ہونے کے بعد حضرتؑ نے اُس کے سر پر سامنے ایک ایسا وار کیا کہ اس کی آنکھیں اُس کے رُخساروں پر لٹک آئیں وُہ اس نے اس طرح سخت اور مہیب آواز میں نعرہ کیا کہ لوگوں نے کبھی نہ سُنا تھا۔ اور اُس کے ہاتھ سے عَلم گر پڑا جس کو دوسرے نے اُٹھا لیا یہانتک کہ ان کے غلام صواب نے عَلم لیا جو قوت و شجاعت میں مشہور تھا امیرالمؤمنینؑ نے اُس کے داہنے ہاتھ پر وار کیا وُہ جُدا ہو گیا۔ اُس نے بائیں ہاتھ میں عَلم لیا۔ حضرتؑ نے اس کو بھی قطع کر دیا اُس نے اپنے کٹے ہوئے ہاتھوں اور عَلم کو سینہ پر سنبھالا پھر حضرتؑ نے ایک ضربت اُس کے سر پر لگائی اور وُہ زمین پر گر پڑا۔ پھر تو مشرکین بھاگے اور مسلمان مالِ غنیمت لُوٹنے میں لگ گئے اور جنگ کو فراموش کر دیا۔ یہ دیکھ کر اکثر ان میں سے بھی جو درّہ پر مقرر تھے اپنی جگہ کو چھوڑ کر اور اپنے سردار عبداللہ بن عمرو بن خرام کے روکنے اور باز رکھنے کے باوجود لوٹ میں مشغول ہو گئے۔ اُدھر خالد ابن ولید نے موقع کو غنیمت سمجھا اور درّہ سے چڑھ آیا۔ عبداللہ مذکور کو قتل کر کے لشکرِ اسلام کے پیچھے سے آنحضرتؐ کے قتل کے ارادہ سے حملہ آور ہُوا۔ چونکہ حضرتؐ کے پاس چند لوگ تھے ان کو دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے بولا کہ جس کو تم چاہتے ہو وُہ یہ ہے۔ کوشش کر کے اس کو ہلاک کر دو۔ یہ سُنتے ہی اُن سب نے آنحضرتؐ پر اکبار تلوار و تیر و نیزہ اور پتھر سے حملہ کیا حضرتؐ کے اصحاب نے اُن کا مقابلہ کیا۔ یہانتک کہ ستّر افراد مارے گئے اور باقی اصحاب سوائے امیرالمؤمنینؑ کے بھاگ گئے اور ابودجانہ اور سہل بن حنیفؓ بھی نہ تھے۔ وُہ حضرتؐ سے مشرکین کو دفع کر رہے تھے۔ حضرتؐ زخمی ہو گئے اور آپ پر غشی طاری

ہوئی۔ جب افاقہ ہوا تو امیرالمومنینؑ کو دیکھا اور پوچھا کہ اور لوگ کہاں ہیں عرض کی وُہ سب عہد و پیمان توڑ کر بھاگ گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا ان کو مجھ سے دفع کرو۔ امیرالمومنینؑ نے ان پر حملہ کیا اور ان کو ہٹا دیا۔ جو فوج جس طرف سے بھی آتی تھی حضرت علیؑ ان کو پسپا کر دیتے تھے۔ پھر ابودجانہؓ اور سہل بن حنیف حضرتؐ کے پیچھے تلواریں لیئے ہوئے آکر کھڑے ہو گئے اور کسی کو حضرتؐ کے پاس نہیں آنے دیتے تھے۔ پھر بھاگنے والوں میں چودہ اصحاب واپس آئے باقی پہاڑ پر چڑھ گئے۔ مدینہ میں کسی نے جا کر شور مچا دیا کہ رسولؐ اللہ شہید ہو گئے یہ سُنتے ہی لوگوں کی جان لبوں پر آ گئی اور بھاگنے والے اُدھر حیران و پریشان تھے اور وحشی ملعون ہندہ کے کہنے سے حضرت حمزہؓ کی تاک میں ایک درخت کی آڑ میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت حمزہؓ نے اس کو دیکھا تو اُس پر تلوار لگائی وُہ خالی گئی۔ وحشی نے وار کیا جو حضرت حمزہؓ کی ران پر لگا اور حضرت گھوڑے سے گر پڑے۔ طبرسی کی روایت کے مطابق حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ حمزہؓ مشرکین کو قتل کرتے اور پھر اپنی جگہ پر آکر کھڑے ہو جاتے تھے۔ وحشی نے غفلت میں اُن حضرتؑ کے سینہ پر نیزہ مارا وُہ گھوڑے سے گر پڑے اور کفار حضرت پر ٹوٹ پڑے اور آپ کو شہید کر دیا۔ وحشی نے اُن حضرت کا جگر نکالا اور ہندہ کے پاس لے گیا۔ اُس نے چبانے کے لیئے منہ میں رکھا، خداوند عالم نے جگر کو سخت مثل ہڈی کے کر دیا کہ وُہ نہ چبا سکی اور تھوک دیا۔ جلیس بن علقمہ کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ ابوسفیان گھوڑے پر سوار حضرت حمزہؓ کے سرہانے کھڑا تھا اور اپنے نیزہ سے حضرت کے دہن اقدس پر مار رہا تھا اور کہتا جاتا تھا اے سرکش اب مزہ چکھ۔ میں نے کہا اے گروہِ کنانہ اس شخص کو دیکھو کہ یہ بزرگِ قریش ہونے کا دعوٰے کرتا ہے اپنے مردہ بھائی کو کیا کہہ رہا ہے۔ یہ سُنکر وُہ ملعون نادم ہوا اور بولا تُو نے سچ کہا یہ میری غلطی تھی لوگوں پر ظاہر نہ کرنا۔ مختصر یہ کہ شیخ مفید کی سابقہ روایت میں ہے کہ پھر ہندہ حضرت حمزہؓ کی لاش پر آئی اور آپ کا پیٹ چاک کیا اور آپ کا جگر نکالا اور کان و ناک اور آپ کے دوسرے اعضا کاٹے۔ زید بن وہب کہتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود سے کہا کہ علیؑ بن ابیطالب اور ابودجانہؓ اور سہلؓ بن مسعود کے سوا تمام صحابہ بھاگ گئے تھے ابومسعودؓ نے کہا نہیں پہلے تو ابودجانہ اور سہلؓ بھی بھاگ گئے تھے بعد میں واپس آئے تھے راوی نے پوچھا ابوبکر و عمر کہاں تھے۔ ابن مسعودؓ نے کہا وُہ بھی بھاگنے والوں میں شامل تھے۔ اُس نے کہا علیؑ کا ثابت قدم رہنا ایسے موقع پر حیرت کی بات ہے۔ ابومسعودؓ نے کہا فرشتے بھی حضرتؑ کی مردانگی اور شجاعت پر تعجب کرتے تھے شاید تم کو نہیں معلوم کہ جبرئیلؑ اُس روز ندا دے رہے تھے کہ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَار وَلَا فَتٰی اِلَّا عَلِیّ۔ لوگ اس آواز کو سُنتے تھے اور کسیکو دیکھتے نہ تھے۔ جب آنحضرتؐ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپؐ نے فرمایا وُہ جبرئیلؑ تھے۔ دُوسری حدیث میں عامہ کے طریقہ سے روایت کی ہے کہ جبرئیلؑ نے حضرتؐ سے کہا کہ ہم گروہِ ملائکہ کو آپ کی حمایت میں علیؑ کی جانفشانی پر تعجب تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ کیونکر نہ کرتے حالانکہ وُہ مجھ سے ہیں اور مَیں اُن سے ہوں۔ جبرئیلؑ نے کہا مَیں بھی آپ دونوں سے ہوں۔ پھر دوسری حدیث میں مخالفوں کے طریق سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں کہ جب لشکرِ اسلام روزِ احد بھاگا اور صحابہ نے آنحضرتؐ کو تنہا چھوڑ دیا تو حضرتؐ بہت پریشان ہوئے

اور مَیں حضرتؐ کے آگے تھا اور مشرکین سے جنگ کر رہا تھا۔ واپس آیا تو حضرتؐ کو نہ دیکھا اور تلاش کے باوجود نہ پایا تو دل میں کہا کہ مجھے یہ تو یقین ہے کہ حضرتؐ بھاگ نہیں سکتے اور کشتوں کے درمیان بھی نہیں ہیں شائد خدا نے ان کو آسمان پر اُٹھا لیا۔ بس مَیں نے اپنی نیام شمشیر توڑ کر پھینک دی اور ٹھان لی کہ جنگ کروں گا یہانتک کہ میں بھی مارا جاؤں۔ یہ سوچ کر میں نے کافروں پر حملہ کیا اور ان کو سامنے سے بھگا دیا تو دیکھا کہ حضرتؐ زمین پر بے ہوش پڑے ہیں۔ مَیں حضرتؐ کے سرہانے کھڑا ہو گیا حضرتؐ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا یا علیؑ میرے ساتھیوں نے یہ کیا کیا۔ مَیں نے عرض کی یارسولؐ اللہ وُہ کافر ہو گئے کہ آپ کو تنہا چھوڑ گئے۔ اسی اثناء میں ایک گروہ نے حضرتؐ کی طرف رُخ کیا۔ فرمایا کہ اے علیؑ اس جماعت کو مجھ سے دفع کرو۔ مَیں تلوار کھینچ کر اُن کی طرف بڑھا اور داہنے بائیں حملے کرنے لگا یہانتک کہ ان کو بھگا دیا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ اپنی مدح نہیں سُن رہے ہو کہ آسمان پر ایک فرشتہ جس کو رضوان کہتے ہیں ندا دے رہا ہے لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَار وَلَا فَتٰی اِلَّا عَلِیّ یہ سُنکر خوشی کے سبب میرے آنسو نکل آئے اور مَیں نے خدا کا شکر ادا کیا۔[1]

پھر شیخ مفید نے حضرت صادقؑ سے بسندِ صحیح روایت کی ہے کہ روزِ اُحد قریش کے نو علمدار تھے اور علی علیہ السلام نے ان سب کو واصلِ جہنم کیا۔ اسی سبب سے کفار بھاگے اور آپ نے بنو مخزوم کو بہت ذلیل کیا اور شکست دے کر بھگا دیا اور حکم بن اخنس کو جو مشہور بہادروں میں سے تھا ایسی تلوار ماری کہ اُس کے پیر قطع ہو گئے اور اُسی ضربت کے سبب دوزخ میں گیا۔ جب مسلمان بھاگ گئے اُمیہ بن ابی حذیفہ زرہ پہنے ہوئے میدان میں چلانے لگا کہ آج روزِ بدر کا بدلا لیا ہے۔ ایک مسلمان اُس پر حملہ آور ہوا جو خود مسلمانوں کے ہاتھ سے گھبراہٹ میں مارا گیا۔ امیرالمومنینؑ نے اُس پر وار کیا آپ کی تلوار اُس کے خود میں پھنس گئی۔ اُمیہ نے بھی حضرتؑ پر وار کیا امیرالمومنینؑ نے اُس کو سپر پر روکا اُس کی تلوار سپر میں پھنس گئی۔ حضرتؑ نے اپنی تلوار اُس کے خود سے کھینچ لی اور اُس نے سپر سے اپنی تلوار جدا کی۔ پھر حضرتؑ نے ایک وار اُس کی بغل کے نیچے کیا جس سے وُہ واصلِ جہنم ہوا۔ پھر جناب امیرؑ آنحضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے حضرتؐ نے فرمایا تم بھاگنے والوں کے ساتھ کیوں نہ چلے گئے جناب امیرؑ نے عرض کی یارسولؐ اللہ خدا کی قسم اس مقام سے حرکت نہ کروں گا یہانتک کہ مارا جاؤں یا خداوند عالم فتح و نصرت عطا فرمائے جس کا اُس نے آپؐ سے وعدہ فرمایا ہے۔ تو حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم کو خوشخبری ہو کہ خدا اپنا وعدہ پورا کرے گا اور پھر کبھی کافروں کو میرے ساتھ ایسا موقع نصیب نہ ہو گا۔ اسی اثناء میں کچھ مشرکین حملہ آور ہوئے حضرتؐ نے فرمایا ان پر حملہ کرو۔ جناب امیرؑ نے حملہ کیا اور ہشام بن اُمیہ مخزومی کو قتل کر دیا اور وُہ گروہ بھاگ گیا۔ پھر دوسرے لشکر نے حملہ کیا۔ اس حملہ میں آپؑ نے عمرو بن عبداللہ جمحی کو قتل کیا وُہ سب بھی بھاگ گئے۔ پھر

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ لا فتیٰ کی ندا خاصہ و عامہ کے طریقہ سے متواتر ہے۔ ابن ابی الحدید اور انکے مشہور علمائے نے کہا ہے کہ یہ تمام مشہور حدیثوں میں ایک حدیث ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ۱۲

واپس نہیں آئے۔ آخر بھاگے ہوئے مسلمان واپس آئے۔ اور جب مسلمان مدینہ میں پہنچے جناب فاطمہؑ گریہ وزاری کرتی ہوئی حضرتؐ کے استقبال کو آئیں۔ اپنے ہمراہ ایک برتن میں پانی لیئے ہوئے تھیں جس سے حضرتؐ نے اپنا روئے مبارک دھویا۔ پھر امیرالمؤمنینؑ آئے ان کے ہاتھ میں تلوار تھی جس سے خون ٹپک رہا تھا۔ جناب فاطمہؑ کو دے کر فرمایا کہ اس کو لو کہ اس تلوار نے مجھ سے جھوٹ نہیں کہا اور اپنی شجاعت کے اظہار میں ایک رجز پڑھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے پارہ جگر فاطمہؑ تلوار لے لو کیونکہ تمہارے شوہر نے جو حق تھا آج اُس کو ادا کیا۔ حق تعالیٰ نے آج ان کی تلوار سے قریش کے خاندان کو قتل کرایا ہے۔ عامہ کے اکثر مؤرخین نے اقرار کیا ہے کہ مشرکین کے سر برآوردہ اور سب سے زیادہ شجاعوں کو روز احد امیرالمؤمنینؑ نے جہنم واصل فرمایا۔ چنانچہ محمد بن اسحاق جو عامہ کے معتبر ترین مؤرخوں میں سے ہیں۔ روایت کرتے ہیں کہ طلحہ بن طلحہ علمدار قریش کو اور اُس کے فرزند ابو سعید اُس کے بھائی خالد بن طلحہ، عبداللہ حمید، حکم بن اخنس، ولید بن ابی خذیفہ، امیہ بن حذیفہ، ارطاۃ بن شرجیل، ہشام بن اُمیہ، عمرو بن عبداللہ جمحی، بشر ابن مالک، بنی عبدالدار کے غلام صواب کو امیرالمؤمنین نے قتل کیا اور فتح کا سہرا آپؑ ہی کے سر رہا۔ خداوند عالم نے تمام صحابہ پر ان کے بھاگنے کے سبب سے عتاب فرمایا اور حضرت امیرؑ کی اہل آسمان نے مدح کی۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب لڑائی ختم ہوگئی اور مشرکین واپس چلے گئے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ سعد بن ربیع کی بھی کسیکو خبر ہے ایک شخص نے کہا میں ان کی تلاش میں جاتا ہوں۔ حضرتؐ نے ایک طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اس مقام پر دیکھو کیونکہ میں نے ان کو وہیں دیکھا تھا اور بارہ نیزے ان کے جسم میں پیوست تھے۔ وُہ شخص کہتا ہے کہ جب میں اُس جگہ پہنچا ان کو کشتوں کے درمیان پڑا ہوا پایا۔ میں نے اُن کو آواز دی اے سعد! کوئی جواب نہ ملا۔ پھر میں نے کہا اے سعد رسُولؐ اللہ تمہارا حال دریافت کر رہے ہیں۔ جب سعد نے حضرتؐ کا نام سُنا سر اُٹھایا اور کانپتے ہوئے پُوچھا کہ رسُولِؐ خدا زندہ ہیں؟ مَیں نے کہا ہاں۔ واللہ وُہ زندہ ہیں اور مجھے اس مقام پر تمہاری تلاش کے لیئے بھیجا ہے اور فرمایا کہ بارہ نیزوں کے درمیان میں نے ان کو دیکھا تھا۔ سعد نے کہا حضورؐ نے سچ فرمایا۔ بارہ نیزوں کی انیاں میرے بدن میں چبھی ہوئی ہیں۔ میری قوم کے لوگوں کو یعنی انصار کو میرا سلام کہنا اور کہدینا کہ اگر تم میں ایک شخص بھی زندہ ہو اور اُس کی موجودگی میں آنحضرتؐ کے پیر میں کانٹا بھی چبھ گیا تو تم سب خدا کے معذور نہ ہوگے۔ یہ کہا اور ایک سانس لی اور خون اُن کے جسم سے اس طرح جاری ہوا جیسے اُونٹ کے جسم سے ذبح کے وقت جاری ہوتا ہے کیونکہ سانس رہنے کے ساتھ خون بھی جسم میں رُکا ہوا تھا۔ اور برحمت الٰہی واصل ہوگئے۔ راوی کہتا ہے کہ مَیں نے واپس آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی گفتگو بیان کی حضرتؐ نے فرمایا خدا سعد پر رحمت کرے کہ زندگی میں بھی اُنہوں نے میری مدد کی ہے اور مرتے وقت بھی میری حمایت کی وصیت کر گئے۔ پھر فرمایا کہ کوئی ہے جو میرے چچا حمزہؑ کی خبر لائے۔ حارث بن صمہ اُٹھے اور کہا میں جانتا ہوں جہاں وُہ پڑے ہوئے ہیں۔ پھر اُن کے پاس گئے اور اُن کی حالت دیکھی اور حضرتؐ سے کہنا گوارا نہیں کیا تو حضرتؐ نے

امیرالمؤمنینؑ کو بھیجا آپ نے بھی اُن کی دحشت اثر کیفیت حضرتؐ سے بیان کرنا پسند نہ کیا آخر آنحضرتؐ خود جناب حمزہؑ کی لاش کے پاس آئے اور ان کو دیکھ کر روئے اور فرمایا خدا کی قسم کبھی ایسے مقام پر مجھے کھڑے ہونے کا اتفاق نہیں ہوا جہاں اس سے زیادہ مجھے غم وغصہ لاحق ہوا ہو اگر خدا نے مجھے قریش پر اختیار اور قابو دیا تو ان کے ستر اشخاص کو اسیطرح حمزہؑ کے عوض قتل کرکے ان کے اعضا جدا کروں گا، اس وقت حضرت جبریلؑ نازل ہوئے اور یہ آیت لائے وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۚ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ (پ۱۴ سورۃ النحل آیت ۱۲۶) اگر زخم پہنچاؤ تو اتنا ہی جس قدر تم کو زخم پہنچا ہے۔ اور اگر صبر کرو تو وُہ بیشک صبر کرنے والوں کے لیئے بہتر ہے۔ تو حضرتؐ نے فرمایا میں صبر ہی کروں گا اور انتقام نہ لوں گا۔ پھر حضرتؐ نے بُردیمنی کی چادر سے جو حضرتؐ کے دوش مبارک پر تھی جناب حمزہؑ کے جسم پر ڈالدیا جو اُن کے تمام جسم کو نہ ڈھانپ سکی اگر سر تک کھینچ کر چھپاتے تو پاؤں کھل جاتے تھے اگر پاؤں تک کھینچ کر لے جاتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ آخر حضرتؐ نے سر تا تمام جسم کو چھپا دیا اور پیروں کو گھاس سے پوشیدہ کیا۔ اور فرمایا اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ زنان عبدالمطلب روئیں پیٹیں گی، تو بیشک میں ان کی لاش کو برہنہ ہی چھوڑ دیتا تاکہ جنگل کے جانور اور طیور ان کے گوشت کو کھاتے اور قیامت کے دن وُہ اُن کے پیٹ سے محشور ہوتے کیونکہ اگرچہ یہ حادثہ بہت سخت ہے تاہم اس کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے شہیدوں کی لاشیں جمع کی گئیں۔ حضرتؐ نے اُنپر نماز پڑھی اور ان کو دفن کیا اور حمزہؑ پر نماز میں ستر تکبیریں کہیں۔

عیاشی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب حمزہؑ کو اس حال سے دیکھا فرمایا اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَاِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا اَرٰى۔ پھر فرمایا اگر مشرکین پر قابو پاؤں گا تو ان کے اعضا بھی قطع کروں گا اور ضرور قطع کروں گا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی وَاِنْ عَاقَبْتُمْ الخ تو حضرتؐ نے فرمایا میں صبر کرتا ہوں میں صبر کرتا ہوں۔

کلینی اور شیخ طوسی نے بسند ہائے معتبر حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب حمزہؑ کو اُنہی کے خون آلود کپڑوں میں دفن کیا اور ایک چادر کا اضافہ فرما دیا تھا۔ وُہ چھوٹی تھی تو پیروں کو گھاس سے چھپا دیا تھا۔ اور نماز میں اُنپر ستر تکبیریں کہیں اور ستر دعائیں پڑھیں۔ اور حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ حمزہؑ کو آنحضرتؐ نے کفن دیا کیونکہ دشمنوں نے ان کو برہنہ کر دیا تھا۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ شیطان نے مدینہ میں شور مچا دیا تھا کہ محمدؐ قتل ہوگئے۔ یہ سُنکر مہاجرین وانصار کی عورتیں سر پیٹتی اور گریہ وزاری کرتی ہوئی گھروں سے نکل پڑیں اور جناب فاطمہؑ زہرا ننگے پیر اُحد کی جانب چلیں۔ جب حضرتؐ کے پاس پہنچیں آنحضرتؐ بھی ان کو روتے دیکھ کر گریاں ہوئے۔ ابوسفیان نے کہا آیندہ سال ہم پھر تم سے چاہ بدر پر جنگ کریں گے۔ آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ کہدو کہ ہاں ایسا ہی ہوگا۔ پھر حضرتؐ نے کوچ کیا اور مدینہ میں آئے۔ عورتیں حضرتؐ کے استقبال کے لیئے نکل پڑیں۔ نوحہ کرتی تھیں اور روتی تھیں اور اپنے کشتوں کے حالات پوچھتی تھیں۔

پھر زینب بنت جحش آنحضرتؐ کے استقبال کے لیئے آئیں اور کشتوں کے حالات دریافت کیئے آپؐ نے فرمایا خدا کی خوشنودی کے لیئے صبر کرو۔ پوچھا کس کی جدائی میں؟ فرمایا اپنے بھائی کی شہادت پر زینبؓ نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ان کو شہادت مبارک ہو۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کی رضامندی کے لیئے صبر کرو پوچھا کس پر فرمایا حمزہؓ بن عبدالمطلب پر کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ان کو بھی شہادت گوارا ہو۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا خدا کے لیئے صبر کرو پوچھا کس پر فرمایا اپنے شوہر مصعب بن عمیر کی شہادت پر زینب نے کہا وَاحُزْنَاہُ (ہائے یہ مصیبت) تب حضرتؐ نے فرمایا عورت کے لیئے شوہر کا وہ مرتبہ ہے جو کسی کے لیے کیسا نہیں ہے۔ تو زینب نے کہا بچوں کے یتیم ہونے کا خیال آگیا۔ علی بن ابراہیم کی روایت تمام ہوئی۔

شیخ طبرسیؒ نے روایت کی ہے کہ بنی بخار کی ایک عورت کے شوہر، بھائی اور فرزند جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ وہ جب اُحد میں پہنچی تو اُس نے اُن میں سے کیسا حال نہیں پوچھا اور سب سے پہلے یہ دریافت کیا کہ آیا رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں لوگوں نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا میں حضرتؐ کی زیارت کرنا چاہتی ہوں۔ لوگوں نے راستہ چھوڑ دیا اور بیچ سے ہٹ گئے وہ مومنہ حضرتؐ کی خدمت میں پہنچی، اور آپؐ کو دیکھ کر کہا یا رسُولؐ اللہ آپ سلامت ہیں تو ہر مصیبت آسان ہے۔ یہ کہا اور واپس چلی آئی۔ جب آنحضرتؐ مدینہ میں داخل ہوئے بنو اشہل اور بنو ظفر کے گھروں سے رونے کی آوازیں سنیں۔ آپؐ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور آنسو رُخسار مبارک پر بہنے لگے۔ اور فرمایا افسوس آج کوئی نہیں ہے کہ حمزہؓ پر روئے سعد بن معاذ اور اُسید بن حضیر نے یہ سُنا تو کہا کہ انصار کی کوئی عورت اپنے کشتوں پر گریہ نہ کرے جب تک حضرت فاطمہؑ کے ساتھ جناب حمزہؓ کا ماتم نہ کرلے۔ غرض ان کی عورتیں جناب فاطمہؑ کے پاس آکر جناب حمزہؓ کا پُرسا دینے لگیں اور گریہ وزاری کرنے لگیں۔ آنحضرتؐ نے جب ان کی آوازیں سُنیں تو اُن سے فرمایا کہ اب اپنے گھروں کو واپس جاؤ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ یہ رسم آجتک مدینہ میں قائم ہے کہ جب کسی کا عزیز مرجاتا ہے تو عورتیں پہلے جناب حمزہؓ پر روتی ہیں۔

واضح ہو کہ مؤرخین ومفسرین میں مشہور یہ ہے کہ جنگ اُحد ہجرت کے تیسرے سال ماہ شوال میں واقع ہوئی اور شیخ طبرسیؒ اور ابن شہر آشوب اور شیعوں کے اکثر مورخین کی روایت کے مطابق ۱۲ شوال روز چہار شنبہ کو قریش اُحد پر پہنچے اور حضرتؐ نے ۱۴ شوال روز جمعہ وہاں نزول فرمایا اور ۱۵ شوال روز شنبہ کو جنگ ہوئی۔ اور شہرت کے مطابق کفار کا لشکر تین ہزار تھا بعضوں نے اور زیادہ بیان کیا ہے بعض نے دو ہزار کہا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اُن میں دو ہزار گھوڑے سوار تھے اور سات سو زرہ پوش ان کے ساتھ تین ہزار اُونٹ تھے؛ اور آنحضرتؐ کے اصحاب ایک روایت کے مطابق ہزار اشخاص تھے، اور ایک روایت کے مطابق سات سو۔ حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ صرف چھ سو افراد تھے اور علی بن ابراہیم کی روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی تین سو منافقین کے ساتھ حضرتؐ سے جُدا ہو کر مدینہ واپس چلا گیا تھا۔[1]

[1] اس کا مضمون اگلے صفحہ پر دیکھیئے ۱۲۔

فصل } اُن زخموں کا بیان جو آنحضرتؐ کے جسد اقدس کو پہنچے۔ اس میں علمائے شیعہ وسُنّی کے درمیان اختلاف ہے۔ اکثر لوگوں کا اعتقاد یہ ہے کہ ایک زخم آنحضرتؐ کی پیشانی مبارک پر لگا تھا اور آپؐ کا لبِ اقدس زخمی ہو گیا تھا اور آگے کے دانتوں میں سے ایک دانت ٹوٹ گیا تھا۔ اور بعض روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرتؐ کے دانت نہیں ٹوٹے تھے اور یہ شیعوں کی روایت سے زیادہ قریب ہے۔ اور شیخ طوسیؒ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ روزِ اُحد عُتبہ بن ابی وقاص نے آپؐ کے چار دانت سامنے کے توڑ دیئے تھے اور حضرتؐ کے چہرۂ اقدس کو زخمی کر دیا تھا کہ خُون جاری ہو گیا تھا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا وہ گروہ کیونکر نجات پائے گا جو اپنے پیغمبرؐ کو ایسی اذیت دیتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق آنحضرتؐ خون روئے اقدس سے پاک کرتے اور فرماتے جاتے تھے کہ خداوندا میری قوم کی ہدایت فرما کیونکہ یہ ناواقف ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ ہذیل کے ایک شخص نے جس کو عبداللہ بن قمیہ کہتے تھے حضرتؐ کے چہرۂ اقدس کو زخمی کر دیا اور خون جاری ہو گیا۔ حضرتؐ نے عتبہ پر نفرین کی کہ سال اُس پر سے نہ گزرے کہ وہ جہنم واصل ہو جائے ایسا ہی ہوا۔ اور عبداللہ پر نفرین کی تو خدا نے ایک بکرے کو اُس پر مسلط کر دیا جس نے اُس کے پیٹ میں سینگ مار کر اُس کو ہلاک کر دیا۔ شیخ طوسیؒ نے ابوسعید خُدری سے روایت کی ہے کہ اُحد کے روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا اور دندان رباعیہ ٹوٹ گئے تھے۔ حضرتؐ نے دستِ مبارک آسمان کی جانب بلند کر کے فرمایا کہ خدا کا غضب یہود پر آیا اس لیئے کہ اُنہوں نے عُزیر کو خدا کا بیٹا کہا۔ اور اس کا غضب زیادہ سخت عیسائیوں پر ہوا جب اُنہوں نے کہا کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں۔ اور اب اُس کا غضب اور زیادہ سخت ہے کہ لوگ میرا خون بہاتے ہیں اور میری عترتؑ اور اہلبیتؑ کو آزار پہنچاتے ہیں۔

عیاشیؒ نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ روزِ اُحد آنحضرتؐ کے تمام اصحاب بھاگ گئے۔ ہر چند آپ اُن کو پکارتے رہے وہ واپس نہ آئے تو خدا نے ان کو اس کے عوض غم پر غم لاحق کر دیا اور وہ اُسی حالت میں سو گئے۔ جب بیدار ہوئے تو بولے کہ ہم تو کافر ہو گئے۔ ابوسفیان پہاڑ پر چڑھ گیا اور اپنے بُت ہُبل پر فخر کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ ہُبل بلند ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا بلند تر اور جلیل تر ہے۔ آنحضرتؐ کے دندان رباعیہ ٹوٹ گئے تھے۔ حضرتؐ نے دُعا کی کہ خداوندا تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ تُو نے جو وعدۂ فتح وظفر کیا ہے اُسے پُورا کر اگر تُو میری مدد نہ کرے گا تو کوئی تیری عبادت نہ کریگا اسی حالت میں آپؐ کی نگاہ امیرالمومنینؑ پر پڑی پُوچھا تم کہاں تھے عرض کی میں جنگ میں مشغول تھا اور میدان سے نہیں ہٹا۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھ کو تم سے ایسی ہی اُمید تھی۔ پھر فرمایا پانی لاؤ تاکہ میں اپنے چہرے سے خون پاک کروں۔ جناب امیرؑ اپنی سپر میں پانی لائے حضرتؐ کو اُس پانی سے کراہت ہوئی۔ فرمایا کہ یا علیؑ اپنے ہاتھوں میں پانی لاؤ۔ تو امیرالمومنینؑ اپنے چلو میں پانی لائے اور حضرتؐ نے اپنا چہرہ پاک کیا۔

(حاشیہ صفحہ ۵۷۸ کا[1]) مؤلف فرماتے ہیں کہ بعید نہیں ہے کہ اُس ملعون کے واپس جانے کے بعد چھ یا سات سو افراد باقی رہ گئے ہوں لہذا روایتیں ایک دُوسرے کے موافق ہو جاتی ہیں۔ ۱۲۔

ابن بابویہ نے امیرالمؤمنینؑ سے روایت کی ہے کہ روزِ چہار شنبہ آنحضرتؐ کے دندان مبارک شہید ہوئے۔

شیخ طبرسیؒ نے کتاب اعلام الوریٰ میں ابان بن عثمان کی کتاب سے صباح بن سیابہ کے واسطے سے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کے قتل ہونے کی خبر مدینہ میں مشہور ہوئی۔ جناب فاطمہ زہراؑ اور صفیہؓ حضرتؐ کی پھوپھی اُحد کی جانب روانہ ہوئیں۔ حضرتؐ نے جب ان کو دیکھا جناب امیرؑ سے فرمایا کہ پھوپھی کو روک لو کہ میرے پاس نہ آئیں اور فاطمہؑ کو آنے دو۔ جب جناب معصومہؑ آنحضرتؐ کے پاس پہنچیں دیکھا کہ چہرۂ اقدس مجروح ہے اور دہن مبارک زخمی ہے اور خون جاری ہے بے اختیار رونے لگیں۔ حضرتؐ کے چہرہ سے خون پاک کرتی جاتیں اور کہتی جاتی تھیں کہ خدا کا غضب اُنپر نہایت شدید ہے جس نے حضرتؐ کے روئے اقدس سے خون جاری کیا۔ حضرتؐ خون کے قطروں کو ہوا میں پھینک دیتے تھے اور کوئی قطرہ زمین پر واپس نہیں آتا تھا۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ اگر خون کا کوئی قطرہ زمین پر گر جاتا تو خدا کی قسم اہلِ زمین پر عذاب نازل ہو جاتا۔ راوی نے حضرتؑ سے پوچھا کہ اہلِ سُنّت کہتے ہیں کہ حضرتؐ کے دندانِ مبارک ٹوٹ گئے تھے امامؑ نے فرمایا نہیں واللہ آنحضرتؐ کا کوئی عضو ناقص نہیں ہوا تھا یہانتک کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے لیکن مشرکین نے آنحضرتؐ کے روئے اقدس کو زخمی کر دیا تھا [1]

فصل } واضح ہو کہ اس میں بھی اختلاف ہے کہ آیا آنحضرتؐ روزِ اُحد اپنی جگہ سے کسی دوسری جگہ ہٹے تھے یا نہیں۔ اکثر مؤرخین کا یہ اعتقاد ہے کہ حضرتؐ پہاڑ کی طرف چلے گئے تھے۔ بھاگنے کی نیت سے نہیں بلکہ اس لئے کہ جنگ ایک طرف سے ہو۔ اور شیعوں کی بعض روایات معتبرہ سے ظاہر ہے کہ حضرتؐ نے اپنے مقام سے بالکل حرکت نہیں کی۔ چنانچہ شیخ طبرسیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ لوگوں نے حضرت صادقؑ سے پوچھا کہ اُحد میں جو غار ہے لوگ کہتے ہیں کہ جناب رسولؐ خدا وقت جنگ اُس میں چلے گئے تھے کیا صحیح ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا خدا کی قسم حضرتؐ نے اپنی جگہ سے قطعی حرکت نہ فرمائی۔ اور لوگوں نے کہا انپر بددعا کیجیے فرمایا خداوندا میری قوم کی ہدایت فرما۔

ابن بابویہ بسند موثق زرارہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں ایک سید کے ساتھ اُحد کی زیارت کو گیا انہوں نے مجھے مشاہد کو دکھلایا اور ہم نے زیارت کی اور نماز ادا کی۔ پھر پہاڑ کے اُوپر ایک مقام دکھایا اور کہا جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ کے وقت وہاں گئے تھے اور اپنا روئے اقدس دھویا تھا۔ زرارہ کہتے ہیں کہ مجھے یقین نہ آیا۔ میں اُس مقام پر گیا۔ پھر دوسرے روز حضرت صادقؑ کی خدمت میں جاکر عرض کی۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ پیغمبرؐ اپنے مقام سے ہرگز وہاں نہیں گئے۔ پھر میں نے پوچھا کہ

[1] مولف فرماتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ دندان مبارک کے ٹوٹنے کی حدیثیں تقیہ پر محمول ہوں اور ممکن ہے کہ اسپر محمول ہوں کہ دندان مبارک گرے نہ ہوں صرف ہل گئے ہوں۔ واضح ہو کہ سامنے کے نیچے اُوپر کے چار دانتوں کو ثنایا اور ان کے بعد چار دوسرے دانتوں کو جو اُن سے متصل ہوتے ہیں رباعیہ کہتے ہیں۔ ۱۲

لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے دندان رباعیہ ٹوٹ گئے تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا لوگ جھوٹ کہتے ہیں صحیح وسالم دُنیا سے رُخصت ہوئے لیکن چہرۂ اقدس زخمی ہوا تھا۔ آپؐ نے امیرالمؤمنینؑ کو پانی کے لیئے بھیجا جناب امیرؑ سپر میں پانی لائے۔ حضرتؐ کو اُس سے کراہت معلوم ہوئی کہ نوش فرمائیں اپنے چہرہ پاک کو اُس سے دھویا۔

فصل } اُن معجزات کا تذکرہ جو آنحضرتؐ سے اُس جنگ میں ظاہر ہوئے۔ قطب راوندی روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں ستر کفار قتل ہوئے اور ستر گرفتار ہوئے تھے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ قیدیوں کو قتل کر دو اور مالِ غنیمت جلا دو۔ مہاجرین کے ایک گروہ نے کہا قیدی آپ کی قوم میں سے ہیں اُن کے ستر آدمی تو قتل ہو چکے ہیں ہم کو اجازت دیجیئے کہ ہم اُن سے فدیہ لے کر چھوڑ دیں اور مالِ غنیمت ا[...] کام میں لائیں اور اس سے کافروں کے ساتھ جنگ کے لیئے سامان حاصل کریں۔ تو خدا نے آنحضرتؐ پر وحی نازل فرمائی کہ ان سے کہدو کہ اگر قیدیوں کو قتل نہیں کرتے ہیں تو سال آئندہ اتنے ہی آدمی تم[...] قتل ہو جائیں گے۔ ان لوگوں نے یہ شرط منظور کر لی اور راضی ہو گئے۔ جب جنگ اُحد میں ستر آدمی [...] گئے تو صحابہ نے کہا یا رسُولؐ اللہ آپ نے تو ہم سے نصرت کا وعدہ کیا تھا یہ کیا ہوا؟ وہ اپنی شرط بھول گئے تھے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی: اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ (پ ۴ آیت ۱۶۵ سورۂ آلِ عمران) یعنی جب کوئی مصیبت آپڑی جس کے برابر تم جنگ بدر میں مشرکین پر ڈال چکے تھے تو تم کہنے لگے یہ کہاں آن پڑی اے رسُولؐ ان سے کہہ دو کہ یہ تمہارے ہی ہاتھوں کی لائی ہوئی ہے جنکو تم[...] اخذ اور قبول شرط کیا تھا۔ عیاشی نے بھی ایک حدیث اسی مضمون کی تفسیر آیت کے ضمن میں حضرت صاد[ق] سے روایت کی ہے۔

دوسرا معجزہ:- قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ جب اُحد کی جنگ کا دن تمام ہوا شہیدوں [کے] عزیزوں نے اپنے کشتوں کو اونٹوں پر بار کیا تاکہ مدینہ لے آئیں۔ جب وہ اُونٹوں کو مدینہ کی طرف ہنکاتے وہ بیٹھ جاتے اور جب میدانِ جنگ کی طرف ان کا رُخ کرتے تو وہ دوڑ جاتے تھے۔ آخر آنحضرتؐ سے یہ حال بیان کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا ان کی آرامگاہ خدا نے اسیجگہ کو قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ (پ ۴ آیت ۱۵۴ سورۂ آل عمران) غرض دو دو اشخاص کو ایک ایک قبر میں دفن کیا اور حضرت حمزہؓ کو تنہا ایک قبر میں دفن کیا

تیسرا معجزہ۔ روایت ہے کہ اس جنگ میں امیرالمؤمنینؑ کو چالیس زخم آئے تھے آنحضرتؐ نے اپنے دہن اقدس میں پانی لے کر اُنپر چھڑک دیا وہ اس طرح مٹ گئے کہ ان کا نشان تک باقی نہ رہا۔ چوتھا معجزہ یہ کہ ایک تیر قتادہؓ کی آنکھ میں آکر لگا تھا جس سے انکی آنکھیں نکل پڑی تھیں۔ حضرتؐ نے اپنا دستِ مبارک پھیرا وہ آنکھیں اپنے مقام پر قائم ہو کر پہلے سے بہتر ہو گئیں۔

پانچواں معجزہ:- جب امیرالمؤمنینؑ کی تلوار جنگ میں ٹوٹ گئی حضرتؐ نے ایک سُوکھی لکڑی درختِ خرما

سے توڑ کر اُس کو گھمایا وُہ ذوالفقار بن گئی امیرالمومنینؑ کو اُسے عطا فرمایا آپؑ جس کو اُس سے ضربت لگاتے تھے وُہ برابر کے دو ٹکڑے ہو جاتا تھا۔[1]

چھٹا معجزہ جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے مکّہ میں ایک گھوڑا پال رکھا تھا اور جب آنحضرتؐ اُس کی طرف سے گزرتے تو وُہ کہتا کہ اے محمّد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں تم کو اسی پر سوار ہو کر قتل کروں گا۔ اُس نے جنگِ اُحد میں آنحضرتؐ پر حملہ کا ارادہ کیا؛ حضرتؐ نے اُس پر وار کیا جو بظاہر اُس پر پورے طور سے کارگر نہ ہوا لیکن النّار النّار چلانے لگا اور وُہ اُس گھوڑے سے گر کر جہنم واصل ہوا۔ شیخ طبرسیؒ روایت کرتے ہیں کہ وُہ ملعون ابی بن خلف تھا۔ وُہی اُس گھوڑے پر سوار ہو کر حضورؐ کی طرف بڑھا اور کہتا تھا کہ اگر میرے ہاتھ سے آپ کو نجات مل جائے تو مجھے نجات نہ ملے۔ اُس سے مقابلہ کے لیئے جو بھی جانا چاہتا حضرتؐ اس کو روک دیتے یہانتک کہ مصعبؓ بن زبیر کے قریب آیا اور ایک نیزہ مار کر ان کو شہید کر دیا تو حضرتؐ نے سہلؓ بن حنیف کا عصا لے کر اُس کی طرف پھینکا وُہ اُس کے گلے کے قریب زرہ پر لگا اور ذرا سی خراش اُس کے گلے پر بھی آگئی وُہ ملعون اپنے گھوڑے کی گردن سے لپٹ گیا اور اپنے لشکر میں بھاگا؛ گائے کی طرح چلاتا تھا۔ ابوسفیان نے کہا یہ جزع فزع کیسی یہ تو ایک ذرا سی خراش ہے۔ وُہ بولا وائے ہو تجھ پر تُو نہیں جانتا ہے کہ کس نے مارا ہے۔ یہ حربہ محمّدؐ نے مجھ کو مارا ہے۔ وُہ مکہ میں ہمیشہ مجھ سے کہتے تھے کہ میں تجھ کو قتل کروں گا اور میں جانتا تھا کہ یقیناً اُن کا کہنا سچ ہو کر رہے گا۔ اگر اُن کی لگائی ہوئی یہ ذرا سی خراش تمام اہلِ مکہ کو لگ جاتی تو سب مر جاتے۔ دوسری روایت کے مطابق اُس نے کہا کہ اگر وُہ مجھ پر تھوک دیتے تب بھی میں مر جاتا۔ غرض وُہ ملعون چلاتے چلاتے جہنم واصل ہوا۔

ساتواں معجزہ۔ قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ حضرتؐ مسلمانوں کے ایک شخص کے پاس گزرے جو کمان میں تیر جوڑ چکا تھا اور چاہتا تھا کہ ایک مشرک کو نشانہ کرے۔ حضرتؐ نے تیر کو اپنے ہاتھ سے مس کیا اور فرمایا اب اس کو رہا کر۔ اس نے تیر چھوڑا اور وُہ کافر گھوم کر دُوسری طرف چلا گیا وُہ تیر بھی اُسی کی طرف گھوم گیا۔ وُہ ملعون جدھر جدھر گھومتا رہا تیر اُس کا پیچھا کرتا رہا، آخر اُس کے سر پر لگا اور وُہ جہنم واصل ہوا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى رپ۹ سورۃ الانفال آیت۱۷) تم نے ان لوگوں کو قتل نہیں کیا لیکن خدا نے قتل کیا اور تم نے جب تیر انکی طرف پھینکا تھا تو تم نے نہیں بلکہ خدا نے پھینکا تھا۔

آٹھواں معجزہ۔ روایت ہے کہ ابو عزہ شاعر جنگِ بدر میں گرفتار ہوا اور حضرتؐ سے فریاد کی کہ آپؐ جانتے ہیں کہ میں مردِ فقیر ہوں میری لڑکیوں پر احسان کیجیئے اور مجھے چھوڑ دیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں تجھے بغیر فدیہ لیئے چھوڑے دیتا ہوں مگر آیندہ کبھی میرے ساتھ جنگ کے لیئے مت آنا۔ اُس ملعون نے قسم

[1] مولف فرماتے ہیں کہ یہ روایت بہت سی حدیثوں کے خلاف ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ذوالفقار آسمان سے نازل ہوئی ممکن ہے کہ اسی موقع پر نازل ہوئی ہو اور لوگوں کو ایسا ہی نظر آیا۔ ۱۲

کھائی کہ آیندہ میں کبھی آپؐ سے جنگ نہ کروں گا۔ لیکن اُحد کی جنگ میں کفار نے اُس کو ساتھ چلنے کے کہا تاکہ لوگوں کو اپنے اشعار میں جنگ کی ترغیب دے۔ اُس نے کہا میں نے محمّد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ و سے عہد کیا ہے کہ کبھی آپؐ سے جنگ کے لیئے نہ آؤں گا۔ لوگوں نے کہا یہ گذشتہ جنگ کی طرح نہیں اس مرتبہ محمّدؐ ہمارے ہاتھ سے بچ نہیں سکتے۔ غرض وُہ جنگِ اُحد میں کفار کے ساتھ آیا اور سوائے کوئی گرفتار نہیں ہوا۔ جب آنحضرتؐ کی خدمت میں اُس کو لائے حضرتؐ نے اُس سے پُوچھا کیا تُو نے ہم جنگ نہ کرنے کا عہد نہیں کیا تھا اُس نے کہا لوگوں نے مجھے فریب دیا۔ آپ مجھ پر رحم کیجیئے آپ نے ف ہرگز نہیں کہ تُو مکہ میں جا کر اپنے شانے ہلائے اور کہے کہ میں نے محمّدؐ کو (معاذ اللہ) بیوقوف بنایا۔ آ لَا يُلْسَعُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ مومن ایک سُوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔ پھر امیرالمومنینؑ کو حکم د آپ نے اُس کی گردن مار دی۔

نواں معجزہ۔ شیخ طبرسی نے بسند موثق امام محمّدؑ باقرؑ سے روایت کی ہے کہ اصحاب رسُولؐ میں شخص قربان نامی تھا ایک روز لوگوں نے اس کی تعریف کی کہ وُہ مومنین کی مدد بہت کیا کرتا ہے۔ حض نے فرمایا وُہ اہلِ جہنم سے ہے۔ روزِ اُحد اُس کے بارے میں لوگوں نے کہا وُہ شہید ہو گیا۔ حضرتؐ نے خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ پھر لوگوں نے آکر عرض کی یا رسُولؐ اللہ اُس نے خود اپنے تئیں مار ڈالا۔ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں خدا کا رسُولؐ ہوں۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ قربان نے سخت جہاد ک چھ یا سات مشرکوں کو قتل کیا جب وُہ بہت زخمی ہو گیا لوگ اُس کو بنی ظفر کے گھر اُٹھا لے لوگوں اس کی تعریف کی کہ تم نے خوب جہاد کیا۔ اُس نے کہا کیا تعریف کرتے ہو اور کیا خوشخبری دیتے ہو میں جنگ کی تو اپنی قوم کی طرفداری اور حمیت کے سبب کی اسلام کے لیئے نہیں کی۔ اگر قومی حمیت نہ تو جنگ نہ کرتا۔ جب اُس کے زخم زیادہ تکلیف دہ ہوئے ایک تیر کمان سے نکال کر اپنے کو مار ڈالا۔

دسواں معجزہ۔ قطب راوندی نے حضرت امام موسٰی کاظمؑ سے روایت کی ہے کہ جنگ اُحد میں بن عتیک کا ہاتھ جُدا ہو گیا وُہ بعدِ جنگ رات کے وقت حضرتؐ کے پاس کٹا ہوا ہاتھ لائے حضرتؐ نے اُس کے مقام پر رکھ کر اپنا دستِ مبارک پھیر دیا وُہ پھر اُسیطرح دُرست و صحیح ہو گیا۔

گیارھواں معجزہ۔ ربیعہ بن حارث سے روایت ہے کہ جب مصعب بن عمیر جو انصار کے علمدار ہوئے خدا نے اُن کی صورت پر ایک فرشتے کو بھیجا جس نے علم کو اُٹھایا اور اُس کی حفاظت کی۔ آخر ر نے فرمایا اے مصعب آگے بڑھو۔ اُس فرشتے نے عرض کی میں مصعب نہیں بلکہ ملک ہوں۔ تو حضرتؐ نے وُہ فرشتہ ہے اور خدا نے اس کو حضرتؐ کی مدد کے لیئے بھیجا ہے۔

فصل } مزید تائید اُس شجاعت و دلیری اور جان نثاری کی جو اُس جنگ میں امیرالمومنینؑ نے کی اور اُن اذیتوں کا تذکرہ جو اُن حضرتؑ کو پہنچیں، اور اُن بُزدلوں کی نامردی اور ذلت کا بیان جنکو امیرالمومنینؑ کا مثل بیان کرتے ہیں۔

ابن بابویہ نے مخالفین کے طریقہ سے عامر بن واثلہ سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنینؑ نے ر

لوگوں سے فرمایا کہ میں تم کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آیا تم میں کوئی ہے جس کے بارے میں جبرئیلؑ نے کہا ہو جو کچھ روزِ اُحد میرے حق میں کہا کہ اے رسولؐ علیؑ کے مواسات و خدمات آپ دیکھتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا وُہ مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں تو جبرئیلؑ نے کہا میں تم دونوں سے ہوں۔ لوگوں نے کہا کوئی نہیں۔ پھر فرمایا میں تم کو قسم دیتا ہوں بتاؤ تم میں کوئی ہے جس نے روزِ احد بنی عبدالدار کے نو بہادروں کو قتل کیا ہو۔ پھر ان کے غلام صواب نے آکر کہا تھا کہ خدا کی قسم اپنے آقاؤں کے عوض محمدؐ ہی کو قتل کر کے دم لُوں گا۔ اُس کے مُنہ سے کف جاری تھا اس کی آنکھیں سُرخ ہو رہی تھیں۔ سب مسلمان اُس سے ڈر کر کانپنے لگے اور کسی میں جرأت نہ ہوئی کہ اُس کے مقابلہ پر جاتا اور میں اُس کے بلند و عظیم جسم کے سامنے ایک بزرگ گنبد کے مقابلہ پر مثل گیند کے تھا۔ میں نے اُس کا مقابلہ کیا اور دو وار آپس میں رد ہوئے آخر اُس کو میں نے دو ٹکڑے کیا اُس کے پَیر اور رانیں زمین پر استادہ تھیں میں نے اُس کے نصف بالائی جسم کو جُدا کر دیا مسلمان اُس کے عظیم جسم کو دیکھنے اور تعجب سے ہنسنے لگے تھے۔ لوگوں نے کہا نہیں آپ کے سوا کسی نے یہ بہادری نہیں کی۔ اور شیخ طبرسی نے کتاب احتجاج میں امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ امیرالمؤمنینؑ نے روزِ شوریٰ فرمایا کہ میں تم لوگوں کو قسم دیتا ہوں بتاؤ کہ آیا تم میں کوئی ہے جس کی موافقت فرشتوں نے ہو اُس وقت جبکہ لوگ میدانِ اُحد سے بھاگے میں تنہا ثابت قدم رہا۔ لوگوں نے کہا کوئی نہیں ہے۔ پھر فرمایا میں تم کو قسم دیتا ہوں بتاؤ تم میں کوئی ہے سوائے میرے جس نے آنحضرتؐ کو روزِ اُحد پانی دیا ہو لوگوں نے کہا نہیں۔

خصال میں بسندِ معتبر مروی ہے کہ امیرالمؤمنینؑ نے اپنی دینی خدمتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تمام اہل مکہ آئے تھے اور اپنی مدد کے لیئے قبائل عرب کو بھی لائے تھے تاکہ اپنے بدر کے کشتوں کا بدلا لیں۔ اُس وقت جبرئیلؑ نے آنحضرتؐ کو اُن کے ارادہ کی اطلاع دی۔ حضرتؐ نے اپنا لشکر اُحد کے پہاڑ پر آراستہ کیا۔ قریش نے حملہ کیا اور بہت سے مسلمانوں کو شہید کر دیا باقی تمام مسلمان بھاگ گئے۔ میں تن تنہا حضرتؐ کی خدمت میں رہ گیا۔ مہاجرین و انصار مدینہ میں اپنے گھر جا بیٹھے۔ اُن میں سے کہتا تھا کہ محمدؐ قتل ہو گئے۔ آخر خداوندِ عالم نے میرے ذریعہ سے مشرکین کو ہٹایا [illegible] ستر سے زیادہ زخم لگے تھے۔ پھر جناب امیرؑ نے اپنی ردائے مبارک ہٹا کر وُہ تمام زخم دکھلائے اور فرمایا کہ اُس روز مجھ سے چند امور آنحضرتؐ کی نصرت میں صادر ہوئے جن کے ثواب کی خدا سے مجھے امید ہے انشاء اللہ العزیز۔

شیخ طوسیؒ نے روایت کی ہے کہ روزِ اُحد جب آنحضرتؐ کے اصحاب بھاگ گئے ایک سخت ہوا چلی اور ہاتف کی آواز آئی جو کہہ رہا تھا لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علیؑ فاذا ندبتم ھلاکا فابکوا الوفی یعنی ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علیؑ کے سوا کوئی شجاع و بہادر نہیں تو جب مرنے والوں پر رؤو اور نوحہ کرو تو عہدِ خدا و رسولؐ کو پورا کرنے والے یعنی حمزہؓ پر رؤو جو عہدِ خدا و رسولؐ کو پورا کرنے والے ابوطالبؓ کے بھائی تھے۔ اور دیوان امیرالمؤمنینؑ کے شارح نے بسندِ

بسیار بیان کیا ہے کہ لوگ روایت کرتے ہیں کہ ندائے لافتیٰ کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آواز سُنی نَادِ عَلِیًّا مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ۔ تَجِدْهُ عَوْنًا لَكَ فِي النَّوَائِبِ۔ كُلُّ غَمٍّ وَهَمٍّ سَيَنْجَلِي بِنُبُوَّتِكَ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ بِوِلَايَتِكَ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ [1]

عیاشی نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کا لشکر روزِ احد بھاگا تو حضرتؐ نے ان کو پکارا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ تمام دینوں پر مجھ کو غالب کرے گا تو اوّل و دوم نے کہا ہم کو تو بھگا دیا اب پھر ہم کو بیوقوف بناتے ہیں۔

ابن شہر آشوب نے عامہ کی معتبر کتابوں سے روایت کی ہے کہ روزِ اُحد امیرالمؤمنینؑ کے جسم اقدس پر سولہ کاری زخم لگے تھے جبکہ آنحضرتؐ کے آگے آگے آپ جنگ کر رہے تھے اور کفار کو دفع کر رہے تھے۔ ہر ضربت پر زمین پر گر پڑتے تھے اور جبرئیلؑ آپؑ کو کھڑا کر دیتے تھے۔ اور دوسری سند سے مخالفین کے طریقہ پر امیرالمؤمنینؑ سے روایت ہے کہ حضرتؑ بیان کرتے ہیں کہ روزِ اُحد چار ضربتیں مجھ کو ایسی لگیں، کہ ہر ضربت پر میں زمین پر گر پڑا اور ہر مرتبہ ایک مرد خوشرو و خوشبو میرا بازو پکڑ کے کھڑا کر دیتا اور کہتا کہ ان پر حملہ کرو کہ تم خدا و رسولؐ کی اطاعت میں ہو اور وُہ تم سے راضی ہیں۔ جب میں نے جنگ ختم ہونے کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حال بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یا علیؑ خدا تمہاری آنکھوں کو روشن کرے وُہ جبرئیلؑ تھے۔

کتب معتبرہ میں حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہ جب جنگِ اُحد میں مسلمانوں کو آنحضرتؐ نے جہاد کا حکم دیا وُہ سب نہایت تیزی سے میدان میں آئے اور دشمنوں سے لڑنے کی تمنّا کرنے لگے اور لاف و گزاف اور تعلّی کے ساتھ کہتے تھے کہ اگر دشمنوں سے مقابلہ ہوا تو خدا کی قسم ہم میدان سے ہٹیں گے نہیں۔ یا قتل ہو جائیں گے، یا خدا ہم کو فتح عنایت فرمائے۔ جب دشمنوں کے سامنے آئے تو خدا نے ان کو مبتلا کیا اور انہوں نے دیکھا اور بہت جلد اپنی تعلّیوں کا مزہ چکھا آخر میدان سے چند لمحہ ہی میں بھاگ کھڑے ہوئے سوائے علی علیہ السّلام اور ابودجانہؓ کے کوئی باقی نہ رہا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حال دیکھا تو سر بلند کر کے ندا دی کہ ایہا النّاس میں نہ مرا ہوں نہ قتل ہؤا ہوں۔ لیکن آنحضرتؐ کی آواز پر کسی نے دھیان نہ دیا اور بھاگے چلے گئے یہانتک کہ مدینہ میں جا پہنچے۔ اور اسی پر بس نہ کی بلکہ جو شخص مدینہ میں داخل ہوتا کہتا جاتا تھا کہ محمدؐ قتل ہو گئے۔ جب آنحضرتؐ اُن سے ناامید ہو گئے تو اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ علیؑ اور ابودجانہؓ حضرتؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے ابودجانہؓ سے فرمایا تم بھی چلے جاؤ اور اپنی قوم سے جا کر مل جاؤ۔ ابودجانہؓ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ میں نے آپؐ سے ایسی بیعت نہیں کی تھی اور نہ ہم بھاگنے کے ارادہ سے مدینہ سے آئے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے اپنی بیعت تم سے اُٹھا لی۔ ابودجانہؓ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ عورتیں اپنے گھروں میں طعنہ دیں گی کہ میں نے اپنی جان کو عزیز رکھا

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ زیادہ مشہور یہ ہے کہ ندائے نادِ علیؑ جنگ خیبر میں آئی تھی جیسا کہ اس کے بعد انشاء اللہ ذکر آئیگا

ور آنحضرتؐ کو ہلاکت میں چھوڑ دیا اور بھاگ آیا۔ یا رسُولؐ اللہ آپ کے بعد زندگی میں کوئی لطف نہیں۔ ب حضرتؐ نے جہاد میں ان کی رغبت ملاحظہ فرمائی تو ان کو جنگ کی اجازت دی وُہ تھوڑی ہی دیر میں خموں سے مجُور اور ناتوان ہو گئے اور اپنے کو کھینچتے ہوئے حضرتؐ کے پاس پہنچا دیا اور حضرتؐ کے پہلو میں بیٹھ گئے اور حرکت نہ کر سکتے تھے۔ اور علیؑ بن ابی طالبؑ برابر جہاد میں مشغول تھے اور جو سوار ر یادہ آگے بڑھتا تھا البتہ خدا آں حضرت علیہ السّلام کے ہاتھ سے قتل کرا دیتا یہانتک کہ آپؑ کی تلوار وٹ گئی۔ آنحضرتؐ نے اُن کو ذوالفقار عطا فرمائی۔ آپؑ نے پھر حملہ کیا اور جو مشرک حضرتؑ کے سامنے آتا قتل ہوتا۔ اسی حال میں ان کو آنحضرتؐ نے دیکھا اور نہایت ضعف مشاہدہ فرمایا تو حضرتؐ نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور مناجات کی کہ خداوندا محمّد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیرا بندہ اور رسُولؐ ہے تُو نے ہر پیغمبرؑ کے لئے س کے اہل سے اُس کا ایک وزیر قرار دیا ہے تاکہ اُس کے ذریعہ سے بازوئے رسُولؐ کو مضبوط فرمائے ور اُس پیغمبرؑ کے اُمور میں اُس کو شریک قرار دے اور میرے لئے بھی تُو نے ایک وزیر مقرر فرمایا ہے اور ہ میرا بھائی علیؑ بن ابی طالبؑ ہے۔ تو وُہ کیا اچھا بھائی اور کیا اچھا وزیر ہے۔ خداوندا تُو... جو سے چار سو رشتوں سے مدد کا وعدہ فرمایا ہے۔ میرے معبود اپنے وعدہ کو پُورا کر یقیناً تُو وعدہ خلافی نہیں کرتا اور تُو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ اپنے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے گا اگرچہ مشرکین نہ چاہیں۔ حضرتؐ دُعا و مناجات میں مشغول تھے ناگہاں فضا میں بہت سی آوازیں سُنیں۔ جب سر اُٹھایا تو جبرئیلؑ کو یکھا جو سونے کی کُرسی پر بیٹھے تھے اور چار ہزار فرشتے اُن کے ساتھ تھے اور کہہ رہے تھے لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَار۔ غرض جبرئیلؑ نازل ہوئے اور فرشتے آنحضرتؐ کے گرد جمع ہوئے ور حضرتؐ کو سلام کیا۔ جبرئیلؑ نے کہا یا رسُولؐ اللہ اُسی خدا کی قسم جس نے آپؐ کو پیغمبری کے ساتھ سرفراز فرمایا ہے ملائکۂ مقربین کو آپؐ کی نصرت میں علیؑ کی جانفشانی پر تعجب ہے۔ پھر جبرئیلؑ اور فرشتوں نے شرکین پر حملہ کیا اور اُن کو بھگا دیا۔ جب مدینہ واپس روانہ ہوئے تو حضرت امیرالمومنینؑ مشرکین کے خون سے عَلم کو رنگین کئے ہوئے سیّدِ عرب و عجم کے آگے آگے چلے اور ابو دجانہؓ ان کے پیچھے تھے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیّبہ میں پہنچے عورتوں کی آوازیں سُنیں جو آنحضرتؐ کی مصیبت پر رو رہی تھیں۔ لوگوں نے جب عَلم نصرت شیم کو مشاہدہ کیا مرد و زن سیّد الانبیا کے استقبال کے لئے دوڑے ور بھاگنے والے مجرمین معذرت کرنے لگے۔ خداوند عالم نے عتاب آمیز آیتیں ملامت کے لئے نازل فرمائیں جیسا کہ پہلے بیان ہوئیں۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا لوگو تم نے مجھ کو تنہا چھوڑ دیا اور اپنی جانوں کی حفاظت کی اور علیؑ نے میری مدد و نصرت کی۔ لہذا جس نے اُس کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے اُس کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی اور دُنیا و آخرت میں مجھ سے جُدا ہو گیا۔ خذیفہ کہتے ہیں کہ کسی عقل والے کے لئے زیبا نہیں کہ اس میں شک کرے کہ جس شخص نے کبھی خدا کے ساتھ شرک نہیں کیا یقیناً اُس سے بہتر ہے جس نے سالہا سال بُت پرستی کی ہے۔ اور جو شخص جہاد سے کبھی نہیں بھاگا بیشک اُس سے افضل ہے جو ہر موقع پر جہاد سے بھاگا اور جو شخص سب سے پہلے ایمان لایا وُہ ضرور اپنے غیر سے بہتر ہے۔"

کلینیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ابو دجانہؓ انصاری نے روز اُحد عمامہ سر پر باندھا اور اُس کا ایک سرا پُشت پر لٹکا لیا اور میدان قتال میں اکڑتے ہوئے آئے اور اپنا مقابل طلب کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میدان قتال میں اُس کی راہ میں جنگ کے سوا اس طرح چلنا خداوند عالم پسند نہیں کرتا [1]

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ زیادہ تر حدیثیں جو ہم نے امیرالمومنینؑ کے ثبات قدم اور آنحضرتؐ کی نصرت کے بارے میں اور شجاعان قریش اور ان کے علمداروں کے قتل کرنے کے سلسلہ میں بیان کی ہیں ابن ابی الحدید، ابن اثیر اور عامہ کے تمام مؤرخین اور مفسرین نے بھی ان حدیثوں کو ذکر کیا ہے اور اقرار کیا ہے کہ نصف کشتگان مشرکین اُس جنگ میں امیرالمؤمنینؑ کی تلوار سے مارے گئے اور کسی نے اس میں اختلاف نہیں کیا ہے کہ جناب امیرؑ نہیں بھاگے تھے۔ اور اس پر اتفاق کیا ہے کہ جناب عثمان بھاگے اور اعوص تک چلے گئے اور تین روز کے بعد واپس آئے۔ تو حضرتؐ نے اُن سے فرمایا کہ کس قدر طویل گریز تم نے کیا۔ اور واقدی اور انکی کثیر جماعت نے حضرت عمر کے بھاگنے پر شیعوں کے ساتھ اتفاق کیا ہے اور نقل کیا ہے کہ ضرارہ بن الخطاب نے نیزہ کی نوک اُن کی پیٹھ میں چھو کر کہا یہ وُہ نعمت ہے جس کا تم کو شکر ادا کرنا چاہیئے کہ میں نے تم کو قتل نہیں کیا۔ اُن کے اکثر مؤرخین نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر نہیں بھاگے تھے ساتھ ہی سب نے اس پر بھی اتفاق کیا ہے کہ موصوف کے بارے میں کسی جنگ میں کوئی زخم کھانا یا کسی کو کوئی زخم پہنچانا بیان نہیں کیا گیا۔ اس سے زیادہ حیرت اور کیا ہو سکتی ہے کہ دعوے تو کرتے ہیں کہ وُہ جنگ میں ثابت قدم رہے لیکن نہ کسی کو ایک زخم پہنچایا اور نہ خود کوئی زخم کھایا۔ وُہ غور نہیں کرتے کہ ایسے معرکہ میں جہاں سب کے سب بھاگے اور حضرت سرورِ عالم کو تنہا چھوڑ گئے اور کوئی حضرتؐ کے پاس نہ رہ گیا تو کیسے ممکن ہے کہ وُہ ایک شخص کو کوئی زخم دشمن نہ پہنچاتے اور اگر اپنی دل کی کمزوری کے سبب وُہ جنگ نہیں کرتے ہیں اور کسی کو زخمی نہیں کرتے تو مشرکین میں سے کوئی کیوں ان کی طرف رُخ نہیں کرتا ہے۔ یہی کہا جا سکتا ہے کہ کفار جانتے تھے کہ وُہ باطن میں اُن کے موافق ہیں۔ اس سبب سے ان کی طرف متوجہ نہیں ہوئے اگر ایسا نہیں ہے تو کیسے ممکن ہے کہ ابو دجانہ انصاری اور نسیبہ جراحہؓ کو تو کفار زخمی کریں اور جس کو رسُولؐ کا یارِ غار اور انہیں دلخوار سمجھتے ہیں چھوڑ دیں اور اس کی ایسی دلجوئی اور رعایت کریں۔ ممکن ہے یہ کہا جائے کہ موصوف نے ان کی نظر بندی کر دی تھی اور ان کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے تھے باوجود اس کے کہ ابن ابی الحدید نے نسیبہ کی اُسی طرح نقل کی ہے جس طرح ہم بیان کرتے ہیں کہ حضرتؐ نے فرمایا ہمارا مقام فلاں اور فلاں کے مقام سے بہتر ہے۔ اس کے بعد ابن ابی الحدید کہتے ہیں کہ کیا اچھا ہوتا اگر راوی یہ بھی بتا دیتا کہ فلاں فلاں کون ہیں۔ پھر وُہ نقل کرتے ہیں کہ میں محمّد بن معد علوی کے پاس تھا، اور کوئی شخص کتاب مغازی واقدی اُن کے سامنے پڑھ رہا تھا اور اس ذکر تک پہنچا کہ جب اُحد میں آنحضرتؐ کا لشکر بھاگا اور لوگ پہاڑ پر چڑھ گئے آنحضرتؐ اُن کو ہر چند پکارتے رہے مگر وُہ متوجہ (بقیہ بر صفحہ ۵۸۸)

اور آنحضرتؐ کو ہلاکت میں چھوڑ دیا اور بھاگ آیا۔ یا رسولؐ اللہ آپ کے بعد زندگی میں کوئی لطف نہیں۔
جب حضرتؐ نے جہاد میں ان کی رغبت ملاحظہ فرمائی تو ان کو جنگ کی اجازت دی وہ تھوڑی ہی دیر میں
زخموں سے چُور اور ناتوان ہو گئے اور اپنے کو کھینچتے ہوئے حضرتؐ کے پاس پہنچا دیا اور حضرتؐ کے
پہلو میں بیٹھ گئے اور حرکت نہ کر سکتے تھے۔ اور علیؑ بن ابی طالبؑ برابر جہاد میں مشغول تھے اور جو سوار
اور پیادہ آگے بڑھتا تھا البتہ خدا آں حضرت علیہ السّلام کے ہاتھ سے قتل کرا دیتا یہاں تک کہ آپؑ کی تلوار
ٹوٹ گئی۔ آنحضرتؐ نے اُن کو ذوالفقار عطا فرمائی۔ آپؑ نے پھر حملہ کیا اور جو مشرک حضرتؑ کے سامنے آتا قتل
ہوتا۔ اسی حال میں ان کو آنحضرتؐ نے دیکھا اور نہایت ضعف مشاہدہ فرمایا تو حضرتؐ نے آسمان کی طرف
نگاہ کی اور مناجات کی کہ خداوندا محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تیرا بندہ اور رسولؐ ہے۔ تُو نے ہر پیغمبرؑ کے لئے
اُس کے اہل سے اُس کا ایک وزیر قرار دیا ہے تاکہ اُس کے ذریعہ سے بازوئے رسولؐ کو مضبوط فرمائے
اور اُس پیغمبرؑ کے اُمور میں اُس کو شریک قرار دے اور میرے لیئے بھی تُو نے ایک وزیر مقرر فرمایا ہے اور
وُہ میرا بھائی علیؑ بن ابی طالبؑ ہے۔ تو وُہ کیا اچھا بھائی اور کیا اچھا وزیر ہے۔ خداوندا تُو نے مجھ سے چار ہزار
فرشتوں سے مدد کا وعدہ فرمایا ہے۔ میرے معبود اپنے وعدہ کو پُورا کر یقیناً تُو وعدہ خلافی نہیں کرتا اور
تُو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ اپنے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے گا اگرچہ مشرکین نہ چاہیں۔
حضرتؐ دُعا و مناجات میں مشغول تھے ناگہاں فضا میں بہت سی آوازیں سُنیں۔ جب سر اُٹھایا تو جبریلؑ کو
دیکھا جو سونے کی کُرسی پر بیٹھے تھے اور چار ہزار فرشتے اُن کے ساتھ تھے اور کہہ رہے تھے لَا فَتٰی
اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار۔ غرض جبریلؑ نازل ہوئے اور فرشتے آنحضرتؐ کے گرد جمع ہوئے
اور حضرتؐ کو سلام کیا۔ جبریلؑ نے کہا یا رسولؐ اللہ اُسی خدا کی قسم جس نے آپؐ کو پیغمبری کے ساتھ سرفراز
فرمایا ہے ملائکۂ مقربین کو آپؐ کی نصرت میں علیؑ کی جانفشانی پر تعجب ہے۔ پھر جبریلؑ اور فرشتوں نے
مشرکین پر حملہ کیا اور اُن کو بھگا دیا۔ جب مدینہ واپس روانہ ہوئے تو حضرت امیر المومنینؑ مشرکین کے خون
سے عَلَم کو رنگین کیئے ہوئے سیّدِ عرب و عجم کے آگے آگے چلے اور ابو دجانہؓ ان کے پیچھے تھے۔ جب
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ طیبہ میں پہنچے عورتوں کی آوازیں سُنیں جو آنحضرتؐ کی مصیبت پر
رو رہی تھیں۔ لوگوں نے جب عَلَمِ نصرت شیم کو مشاہدہ کیا مرد و زن سیّد الانبیاؐ کے استقبال کے لئے دوڑے
اور بھاگنے والے مجرمین معذرت کرنے لگے۔ خداوند عالم نے عتاب آمیز آیتیں ملامت کے لیئے نازل فرمائیں
جیسا کہ پہلے بیان ہوئیں۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا لوگو تم نے مجھ کو تنہا چھوڑ دیا اور اپنی جانوں کی حفاظت کی اور
علیؑ نے میری مدد و نصرت کی۔ لہٰذا جس نے اُس کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے اُس کی
نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی اور دُنیا و آخرت میں مجھ سے جُدا ہو گیا۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ کسی عقل والے
کے لیئے زیبا نہیں کہ اس میں شک کرے کہ جس شخص نے کبھی خدا کے ساتھ شرک نہیں کیا یقیناً اُس سے
بہتر ہے جس نے سالہا سال بُت پرستی کی ہے۔ اور جو شخص جہاد سے کبھی نہیں بھاگا بیشک اُس سے
افضل ہے جو ہر موقع پر جہاد سے بھاگا اور جو شخص سب سے پہلے ایمان لایا وُہ ضرور اپنے غیر سے بہتر ہے۔

کلینیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ابو دجانہؓ انصاری نے روزِ اُحد عمامہ سر پر باند
اُس کا ایک سرا پُشت پر لٹکا لیا اور میدان قتال میں اکڑتے ہوئے آئے اور اپنا مقابل طلب کی
صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میدان قتال میں اُس کی راہ میں جنگ کے سوا اس طرح چلنا خ
پسند نہیں کرتا ۔ [1]

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ زیادہ تر حدیثیں جو ہم نے امیر المومنینؑ کے ثبات قدم اور آنحضرتؐ کی نصرت
میں اور شجاعانِ قریش اور ان کے علمداروں کے قتل کرنے کے سلسلہ میں بیان کی ہیں ابن ابی ا
ابن اثیر اور عامہ کے تمام مؤرخین اور مفسرین نے بھی ان حدیثوں کو ذکر کیا ہے اور اقرار کیا
کشتگانِ مشرکین اُس جنگ میں امیر المؤمنینؑ کی تلوار سے مارے گئے اور کسی نے اس میں اختلا
کیا ہے کہ جناب امیرؑ نہیں بھاگے تھے۔ اور اس پر اتفاق کیا ہے کہ جناب عثمان بھاگے اور اعوص
اور تین روز کے بعد واپس آئے۔ تو حضرتؐ نے اُن سے فرمایا کہ کس قدر طویل گریز تم نے کیا۔ اور واقد
کثیر جماعت نے حضرت عمر کے بھاگنے پر شیعوں کے ساتھ اتفاق کیا ہے اور نقل کیا ہے کہ ضر
الخطاب نے نیزہ کی نوک اُن کی پیٹھ میں چبھو کر کہا یہ وُہ نعمت ہے جس کا تم کو شکر ادا کرنا چاہیئے کہ
قتل نہیں کیا۔ اُن کے اکثر مؤرخین نے کہا ہے کہ حضرت ابو بکر نہیں بھاگے تھے ساتھ ہی
بھی اتفاق کیا ہے کہ موصوف کے بارے میں کسی جنگ میں کوئی زخم کھانا یا کسی کو کوئی زخم پہنچانا
کیا گیا۔ اس سے زیادہ حیرت اور کیا ہو سکتی ہے کہ دعوے تو کرتے ہیں کہ وُہ جنگ میں ثابت
لیکن نہ کسی کو ایک زخم پہنچایا اور نہ خود کوئی زخم کھایا۔ وُہ غور نہیں کرتے کہ ایسے معرکہ میں
سب کے سب بھاگے اور حضرت سرورِ عالم کو تنہا چھوڑ گئے اور کوئی حضرتؐ کے پاس نہ رہ گیا تو
ہے کہ وُہ ایک شخص کو کوئی زخم دشمن نہ پہنچاتے اور اگر اپنی دل کی کمزوری کے سبب وُہ جنگ نہیں
اور کسی کو زخمی نہیں کرتے تو مشرکین میں سے کوئی کیوں ان کی طرف رُخ نہیں کرتا ہے۔ یہ
ہے کہ کفار جانتے تھے کہ وُہ باطن میں اُن کے موافق ہیں۔ اس سبب سے ان کی طرف متوجہ نہی
اگر ایسا نہیں ہے تو کیسے ممکن ہے کہ ابو دجانہ انصاریؓ اور نسیبہ جراحہؓ کو تو کفار زخمی کریں
رسولؐ کا یارِ غار اور انیس و غمخوار سمجھتے ہیں چھوڑ دیں اور اس کی ایسی دلجوئی اور رعایت کریں۔
یہ کہا جائے کہ موصوف نے ان کی نظر بندی کر دی تھی اور ان کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے
اس کے کہ ابن ابی الحدید نے نسیبہ کی اُسی طرح نقل کی ہے جس طرح ہم بیان کرتے ہیں کہ حضرت
ہمارا مقام فلاں اور فلاں کے مقام سے بہتر ہے۔ اس کے بعد ابن ابی الحدید کہتے ہیں کہ کیا
اگر راوی یہ بھی بتا دیتا کہ فلاں فلاں کون ہیں۔ پھر وُہ نقل کرتے ہیں کہ میں محمد بن معد علوی کے
اور کوئی شخص کتاب مغازی واقدی اُن کے سامنے پڑھ رہا تھا اور اس ذکر تک پہنچا کہ جب اُحد
کا لشکر بھاگا اور لوگ پہاڑ پر چڑھ گئے آنحضرتؐ اُن کو ہر چند پکارتے رہے مگر وُہ متوجہ نہ ہوئے

جب اس کو مدینہ کی جانب لے جانے کی کوشش کرتے تھے وُہ بیٹھ جاتا تھا اور جب اُحد کی طرف لے جاتے تو دوڑ جاتا تھا۔ آخر اس کی زوجہ حضرتؐ کی خدمت میں آئی اور واقعہ عرض کیا حضرتؐ نے فرمایا یہ اُونٹ خدا کی جانب سے مامور ہے کہ ایسا کرے۔ کیا اس نے گھر سے آتے وقت کچھ کہا تھا؟ ان لوگوں نے کہا ہاں۔ جب وُہ اُحد کی جانب روانہ ہوئے قبلہ کی طرف رُخ کرکے کہا کہ خداوندا مجھے میرے اہل و عیال کی جانب واپس نہ کرنا اور مجھے شہادت نصیب کر۔ حضرتؐ نے فرمایا اسی سبب سے اُونٹ اُدھر نہیں جاتا ہے۔ اے گروہِ انصار خدا کے نزدیک تم میں سے ایک گروہ وُہ ہے کہ خدا کو جس بارے میں قسم دیتا ہے وُہ اس کو پُورا کرتا ہے اور عمرو بن الجموع بھی اُسی گروہ میں سے ہے۔ اے بی بی فرشتے تیرے بھائی عبداللہ بن عمر کے سر پر سایہ کیئے ہوئے ہیں جب سے وُہ شہید ہوا ہے اور منتظر ہیں کہ وُہ کہاں دفن ہوتا ہے۔ پھر حضرتؐ خود متوجہ ہوئے اور لوگوں نے اس کو دفن کیا۔ پھر فرمایا اے ہند تیرا شوہر، بھائی اور لڑکے بہشت میں ایک ساتھ ہیں۔ اُس نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ دُعا فرمائیے کہ میں بھی اُن کے ساتھ رہوں۔ اور عبدؓ اللہ نے جو جابر انصاریؓ کے والد تھے جنگ اُحد سے پہلے مبشر بن عبد المنذر کو خواب میں دیکھا جو جنگِ بدر میں شہید ہو چکے تھے وُہ عبداللہ سے کہہ رہے تھے کہ عنقریب تم بھی ہمارے پاس آؤ گے۔ عبداللہ نے پوچھا تم کہاں رہتے ہو؟ کہا بہشت میں اور بہشت میں جہاں چاہتا ہوں گھومتا پھرتا ہوں۔ عبداللہ نے پوچھا تم کو بدر میں مارے گئے کہا ہاں مگر خدا نے مجھے زندہ کر دیا۔ جب عبداللہ نے یہ خواب حضرتؐ سے بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اے پدرِ جابرؓ تم بھی شہید ہو گے۔ غرض حضرتؐ نے روزِ اُحد عبداللہ مذکور اور عمرو بن الجموع کو ایک قبر میں دفن کرنے کا حکم دیا۔ اور چونکہ ان کی قبر سیلاب کی زد پر واقع تھی لہٰذا سیلاب کی وجہ سے وُہ منہدم ہو گئی اور ان کے جسم نمایاں ہو گئے۔ لوگوں نے دیکھا کہ عبداللہ کے چہرے پر ایک زخم تھا وُہ اُس پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ لوگوں نے ہاتھ زخم پر سے ہٹایا تو خون جاری ہو گیا تو پھر ہاتھ کو اُسی زخم پر رکھ دیا اور خون بند ہو گیا۔ جابر کہتے ہیں کہ چھیالیس۴۶ سال کے بعد میں نے اپنے والد کو قبر میں دیکھا کہ اُن میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ گویا وہ سو رہے تھے اور ان کا کفن میلا نہ ہوا تھا۔ اور جو گھاس ان کے پیروں پر رکھ دی گئی تھی تر و تازہ تھی۔ جابر نے چاہا کہ اُن پر عطر چھڑک دیں صحابہ نے کہا وُہ جس طرح ہیں رہنے دو اور کوئی تصرف نہ کرو۔

پھر ابن ابی الحدید اور دُوسرے لوگوں نے روایت کی ہے کہ معاویہ نے اُحد پر ایک نہر جاری کی تاکہ شہدائے اُحد کی قبریں مٹ جائیں۔ اور مدینہ میں منادی کرا دی کہ جس کے عزیز اُحد میں دفن ہوں وُہ آئیں اور دیکھیں۔ اہلِ مدینہ اُحد پر شہدا کی قبروں کے پاس پہنچے ان کی قبروں کو کھولا اُن کے اجسام تر و تازہ تھے اور زندہ لوگوں کے مانند ان کے اعضا سمٹتے اور پھیلتے تھے ان میں سے ایک کے پیر پر بیلچہ لگ گیا اُسی وقت خون جاری ہو گیا۔ جیسے جیسے ان کی قبروں کو لوگ کھودتے تھے مشک کی خوشبو مٹی سے پھیلتی جاتی تھی۔ عبداللہ انصاریؓ اور عمر بن الجموع ایک قبر میں اور سعد بن ربیع اور خارجہ بن زید ایک قبر میں تھے۔ عبداللہ انصاریؓ اور عمرو کو قبر سے نکالا کیونکہ اُن پر دھوپ پڑتی تھی۔ اور خارجہ اور سعد کو

اُن کی قبر سے نہیں نکالا۔ جب معاویہ یہ امرِ قبیح عمل میں لایا اور کوئی مانع نہ ہوا تو ابو سعید خُدری نے کہا اب اس کے بعد کسی بُرائی سے لوگ انکار نہ کریں گے۔

تینتیسواں۳۳ باب

غزوۂ حمراء الاسد کے بیان میں

شیخ طبرسی نے ابان بن عثمان سے اور علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں اور نعمانی نے اپنی تفسیر میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب کفارِ قریش واپس ہوئے تو اپنی ناکام واپسی پر پشیمان ہوئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ واپس چلو اور مدینہ کو غارت کرو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے جو ان کے حال سے مجھے مطلع کرے۔ کسی نے جواب نہ دیا تو امیر المومنین علیہ السّلام نے باوجود اُن زخموں کے جو آپؑ کے جسمِ اطہر میں تھے عرض کی میں جاتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا جاؤ اور دیکھو اگر وُہ گھوڑوں پر سوار ہوں اور اُونٹوں کو خالی کھینچتے ہوں تو سمجھنا کہ مدینہ کا ارادہ رکھتے ہیں اور اگر ایسا ہو تو بخدا میں اُن کے لیئے بد دُعا کروں گا کہ بہت جلد اُن پر عذاب نازل ہو جائے گا۔ اور اگر وُہ اُونٹوں پر سوار ہوں اور گھوڑے خالی ہوں تو وُہ مکہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ غرض جناب امیرؑ اُن کے تعاقب میں گئے اور دیکھ کر خبر لائے کہ وُہ اُونٹوں پر سوار ہیں اور گھوڑے خالی کھینچتے جا رہے ہیں۔ تو حضرتؐ مدینہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب مدینہ پہنچے تو جبریلؑ نے آ کر کہا یا رسُولؐ اللہ خدا آپ کو حکم دیتا ہے کہ ان کا تعاقب کیجئے اور آپ کے ساتھ وہی لوگ ہوں جو زخمی ہوں۔ یہ حکم ملتے ہی آنحضرتؐ نے منادی کرائی کہ اے گروہِ مہاجرین و انصار تم میں جو لوگ زخمی ہیں وُہ میرے ساتھ آئیں اور وُہ لوگ جنکو کوئی زخم نہیں لگا ہے وُہ مدینہ میں رہیں۔ اُدھر زخمی صحابہ اپنی مرہم پٹی میں مشغول تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ إِن تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ (پ۵ سورۃ النساء آیت۱۰۴) ترجمہ۔ کافروں کی تلاش اور اُن کے ساتھ جنگ میں سُستی مت کرو اور کمزوری مت ظاہر کرو اگرچہ تم زخم کھائے ہوئے اور تھکے ہوئے ہو۔ تم کو زخم آئے ہیں اور غم میں مبتلا ہو تو کفارِ قریش بھی زخمی اور غم سے بھرے ہوئے ہیں جیسا کہ تم مبتلائے رنج و غم ہو۔ لیکن تم کو خدا سے ثواب کی اُمید ہے اور انکو کوئی اُمید نہیں۔ خدا کا یہ فرمان سُنکر صحابہ باوجود تکلیف اور زخم کے مشرکین کے تعاقب میں مدینہ سے نکلے امیر المومنینؑ نے عَلم بلند کیا اور اُن کے آگے آگے چلے۔ جب آنحضرتؐ صحابہ کے ساتھ حمراء الاسد تک پہنچے جو مدینہ سے آٹھ میل دُور تھا قریش روحا میں ٹھہرے تھے۔ عکرمہ پسر ابو جہل لعنہ، حارث بن ہشام، عمرو بن عاص

جب اس کو مدینہ کی جانب لے جانے کی کوشش کرتے تھے وُہ بیٹھ جاتا تھا اور جب اُحد کی طرف لے جاتے تو دوڑ جاتا تھا۔ آخر اس کی زوجہ حضرتؐ کی خدمت میں آئی اور واقعہ عرض کیا حضرتؐ نے فرمایا یہ اُونٹ خدا کی جانب سے مامور ہے کہ ایسا کرے۔ کیا اس نے گھر سے آتے وقت کچھ کہا تھا؟ ان لوگوں نے کہا ہاں۔ جب وُہ اُحد کی جانب روانہ ہوئے قبلہ کی طرف رُخ کر کے کہا کہ خداوندا مجھے میرے اہل و عیال کی جانب واپس نہ کرنا اور مجھے شہادت نصیب کر۔ حضرتؐ نے فرمایا اسی سبب سے اُونٹ اُدھر نہیں جاتا ہے۔ اے گروہِ انصار خدا کے نزدیک تم میں سے ایک گروہ وُہ ہے کہ خدا کو جس بارے میں قسم دیتا ہے وُہ اس کو پُورا کرتا ہے اور عمرو بن الجموعؓ بھی اُسی گروہ میں سے ہے۔ اے بی بی فرشتے تیرے بھائی عبداللہ بن عمر کے سر پر سایہ کئے ہوئے ہیں جب سے وُہ شہید ہُوا ہے اور منتظر ہیں کہ وُہ کہاں دفن ہوتا ہے۔ پھر حضرتؐ خود متوجّہ ہوئے اور لوگوں نے اس کو دفن کیا۔ پھر فرمایا اے ہند تیرا شوہر، بھائی، اور لڑکے بہشت میں ایک ساتھ ہیں۔ اُس نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ دُعا فرمائیے کہ میں بھی اُن کے ساتھ رہوں۔ اور عبدؓ اللہ نے جو جابر انصاریؓ کے والد تھے جنگ اُحد سے پہلے مبشر بن عبدالمنذر کو خواب میں دیکھا جو جنگِ بدر میں شہید ہو چکے تھے وُہ عبداللہ سے کہہ رہے تھے کہ عنقریب تم بھی ہمارے پاس آؤ گے۔ عبداللہ نے پوچھا تم کہاں رہتے ہو؟ کہا بہشت میں اور بہشت میں جہاں چاہتا ہوں گھومتا پھرتا ہوں۔ عبداللہ نے پوچھا تم تو بدر میں مارے گئے کہا ہاں مگر خدا نے مجھے زندہ کر دیا۔ جب عبداللہ نے یہ خواب حضرتؐ سے بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اے پدرِ جابرؓ تم بھی شہید ہو گے۔ غرض حضرتؐ نے روزِ اُحد عبداللہ مذکور اور عمرو بن الجموعؓ کو ایک قبر میں دفن کرنے کا حکم دیا۔ اور چونکہ ان کی قبر سیلاب کی زد پر واقع تھی لہٰذا سیلاب کی وجہ سے وُہ منہدم ہو گئی اور ان کے جسم نمایاں ہو گئے۔ لوگوں نے دیکھا کہ عبداللہ کے چہرے پر ایک زخم تھا وُہ اُس پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ لوگوں نے ہاتھ زخم پر سے ہٹایا تو خون جاری ہو گیا تو پھر ہاتھ کو اُسی زخم پر رکھ دیا اور خون بند ہو گیا۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ چھیالیسؓ سال کے بعد میں نے اپنے والد کو قبر میں دیکھا کہ اُن میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ گویا وہ سو رہے تھے اور ان کا کفن میلا نہ ہُوا تھا، اور جو گھاس ان کے پیروں پر رکھ دی گئی تھی تر و تازہ تھی۔ جابرؓ نے چاہا کہ اُن پر عطر چھڑک دیں صحابہ نے کہا وُہ جس طرح ہیں رہنے دو اور کوئی تصرّف نہ کرو۔

پھر ابن ابی الحدید اور دُوسرے لوگوں نے روایت کی ہے کہ معاویہ نے اُحد پر ایک نہر جاری کی تاکہ شہدائے اُحد کی قبریں مٹ جائیں۔ اور مدینہ میں منادی کرا دی کہ جس کے عزیز اُحد میں دفن ہوں وُہ آئیں اور دیکھیں۔ اہلِ مدینہ اُحد پر شہدا کی قبروں کے پاس پہنچے ان کی قبروں کو کھولا اُن کے اجسام تر و تازہ تھے اور زندہ لوگوں کے مانند ان کے اعضا سمٹتے اور پھیلتے تھے ان میں سے ایک کے پیر پر بیلچہ لگ گیا اُسی وقت خون جاری ہو گیا۔ جیسے جیسے ان کی قبروں کو لوگ کھودتے تھے مشک کی خوشبو مٹی سے پھیلتی جاتی تھی۔ عبداللہ انصاریؓ اور عمر بن الجموعؓ ایک قبر میں اور سعد بن ربیعؓ اور خارجہ بن زید ایک قبر میں تھے۔ عبداللہ انصاریؓ اور عمروؓ کو قبر سے نکالا کیونکہ اُن پر دُھوپ پڑتی تھی۔ اور خارجہ اور سعد کو

اُن کی قبر سے نہیں نکالا۔ جب معاویہ یہ امرِ قبیح عمل میں لایا اور کوئی مانع نہ ہُوا تو ابو سعید خُدری نے کہا اب اس کے بعد کسی بُرائی سے لوگ انکار نہ کریں گے۔

۳۳ تینتیسواں باب

غزوۂ حمراء الاسد کے بیان میں

شیخ طبرسی نے ابان بن عثمان سے اور علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں اور نعمانی نے اپنی تفسیر میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب کفارِ قریش واپس ہوئے تو اپنی ناکام واپسی پر پشیمان ہوئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ واپس چلو اور مدینہ کو غارت کرو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے جو ان کے حال سے مجھے مطلع کرے۔ کسی نے جواب نہ دیا تو امیر المومنین علیہ السّلام نے باوجود اُن زخموں کے جو آپؑ کے جسمِ اطہر میں تھے عرض کی میں جاتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا جاؤ اور دیکھو اگر وُہ گھوڑوں پر سوار ہوں اور اُونٹوں کو خالی کھینچتے ہوں تو سمجھنا کہ مدینہ کا ارادہ رکھتے ہیں اور اگر ایسا ہو تو بخدا میں اُن کے لئے بددُعا کروں گا کہ بہت جلد اُن پر عذاب نازل ہو جائے گا۔ اور اگر وُہ اُونٹوں پر سوار ہوں اور گھوڑے خالی ہوں تو وُہ مکہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ غرض جناب امیرؑ اُن کے تعاقب میں گئے اور دیکھ کر خبر لائے کہ وُہ اُونٹوں پر سوار ہیں اور گھوڑے خالی کھینچتے جا رہے ہیں۔ تو حضرتؐ مدینہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب مدینہ پہنچے تو جبریلؑ نے آ کر کہا یا رسُولؐ اللہ خدا آپ کو حکم دیتا ہے کہ ان کا تعاقب کیجئے اور آپ کے ساتھ وہی لوگ ہوں جو زخمی ہوں۔ یہ حکم ملتے ہی آنحضرتؐ نے منادی کرائی کہ اے گروہِ مہاجرین و انصار تم میں جو لوگ زخمی ہیں وُہ میرے ساتھ آئیں اور وُہ لوگ جن کو کوئی زخم نہیں لگا ہے وُہ مدینہ میں رہیں۔ اُدھر زخمی صحابہ اپنی مرہم پٹی میں مشغول تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ (پ۵ سورۃ النساء آیت ۱۰۴) ترجمہ۔ کافروں کی تلاش اور اُن کے ساتھ جنگ میں سُستی مت کرو اور کمزوری مت ظاہر کرو اگرچہ تم زخم کھائے ہوئے اور تھکے ہوئے ہو۔ تم کو زخم آئے ہیں اور غم میں مبتلا ہو تو کفارِ قریش بھی زخمی اور غم سے بھرے ہوئے ہیں جیسا کہ تم مبتلائے رنج و غم ہو۔ لیکن تم کو خدا سے ثواب کی اُمید ہے اور انکو کوئی اُمید نہیں۔ خدا کا یہ فرمان سُنکر صحابہ باوجود تکلیف اور زخم کے مشرکین کے تعاقب میں مدینہ سے نکلے امیر المومنینؑ نے عَلم بلند کیا اور اُن کے آگے آگے چلے۔ جب آنحضرتؐ صحابہ کے ساتھ حمراء الاسد تک پہنچے جو مدینہ سے آٹھ میل دُور تھا قریش روحا میں ٹھہرے تھے۔ عکرمہ پسر ابوجہل لعین، حارث بن ہشام، عمرو بن عاص

اور خالد بن ولید کی رائے تھی کہ مدینہ پر حملہ کردیں کیونکہ ان کے سر برآوردہ لوگوں کو ہم قتل کر چکے ہیں اور سب سے زیادہ بہادر حمزہؓ کو ہلاک کر چکے ہیں۔ اب چل کر ان کے مال و متاع کو لوٹ لیں اور ان کی عورتوں اور لڑکیوں کو اپنی آغوش میں لیں۔ اسی اثناء میں ایک شخص اُن کی طرف سے گزرا جو مدینہ سے مکہ جا رہا تھا۔ اُن لوگوں نے اُس سے آنحضرتؐ کا حال دریافت کیا اُس نے کہا محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اُن کے اصحاب، کو میں نے حمراء الاسد میں چھوڑا ہے جو تمہارے تعاقب میں آرہے ہیں اور نہایت سختی اور تیزی سے چل رہے ہیں اور عنقریب علیؑ بن ابی طالب مقدمہ لشکر کے ساتھ پہنچنے والے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا یہ واپس ہونا نامردی اور بغاوت ہے اور جو گروہ کہ بغاوت کرتا ہے رستگاری اور نجات نہیں پاتا۔ اب جبکہ ہم کو فتح حاصل ہوئی ہے اگر ہم واپس چلے جائیں گے تو مغلوب ہو جائیں گے۔ پھر نعیم بن مسعود اشجعی اُن کی طرف سے گزرا۔ ابوسفیان نے پوچھا تم کہاں جاتے ہو؟ کہا اپنے اہل وعیال کے لئے غلہ وغیرہ خریدنے مدینہ جا رہا ہوں۔ ابوسفیان نے کہا اگر حمراء الاسد کے راستہ سے جاؤ اور محمدؐ اور اُن کے اصحاب سے ملاقات ہو تو اُن کو بتا دینا کہ قبائل عرب کے سردار اور اُن کے ہمراہی ہماری مدد کے لئے جمع ہو گئے ہیں۔ اور اُن کو خوب ڈرا دینا تاکہ وُہ مدینہ واپس چلے جائیں۔ میں تم کو دس اُونٹ خرما اور منقہ دیتا ہوں۔ نعیم نے منظور کر لیا اور دوسرے روز حمراء الاسد پہنچا۔ آنحضرتؐ کے اصحاب سے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا قریش کے تعاقب میں۔ اُس نے کہا واپس جاؤ کیونکہ قریش کے ہم سوگند تمام قبیلے جو جنگِ اُحد میں نہیں آئے تھے اُن کے ساتھ آکر جمع ہو گئے ہیں اور عنقریب اُن کا مقدمہ جیش آیا چاہتا ہے۔ تم لوگوں کو اُن سے مقابلہ کی تاب وطاقت نہیں ہے۔ مسلمانوں نے کہا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ہم ان کی پروا نہیں کرتے۔ پھر جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا اے رسولؐ اللہ اب آپ واپس جائیے کیونکہ خدا نے کفار قریش کے دلوں میں آپ کا رُعب اور خوف ڈال دیا ہے اور وُہ مکہ واپس چلے گئے تو آنحضرتؐ جمعہ کو مدینہ واپس آئے اور خدا نے یہ آیتیں نازل کیں اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ (پ۴ سورۂ آل عمران آیت ۱۷۲) جن لوگوں نے خدا اور رسولؐ کے حکم کو قبول کیا بعد اس کے کہ ان کو جنگ میں زخم آئے تھے اور اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے پرہیزگاری اختیار کی اجرِ عظیم ہے۔ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (پ۴ سورۂ مذکور آیت ۱۷۳) وُہ لوگ یعنی نعیم بن مسعود جن سے لوگوں نے یعنی ابوسفیان نے کہا کہ تمہارے ساتھ جنگ کے لئے لشکر جمع ہُوا ہے تو اُن سے ڈرو تو یہ بات ان کے ایمان کی زیادتی کا سبب ہوئی اور وُہ بولے کہ ہمارے لئے خدا کافی ہے اور وُہ ہمارا کیا اچھا مددگار ہے۔ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ (پ۴ آیت ۱۷۴ سورۂ مذکور) تو وُہ لوگ خدا کی نعمت اور اُس کے فضل کے ساتھ واپس ہوئے اور اُن کو کوئی تکلیف اور اذیت نہیں پہنچی انہوں نے خدا کی

خوشنودی پیشِ نظر رکھی اور خدا بڑا فضل والا ہے۔ احادیث معتبرہ میں وارد ہُوا ہے کہ جو شخص کسی دشمن سے کہے حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ تو اُس کو دشمن سے کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ جب اُن لوگوں نے یہ بات کہی تو خدا کی نعمت اور اُس کے فضل کے ساتھ امن وامان سے واپس ہو گئے۔

شیخ طبرسی نے ابان بن عثمان سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ جنگ حمراء الاسد کو گئے، ایک فاسقہ عورت جس کو عصما کہتے تھے جو بنی حطمہ سے تھی اور وُہ اوس وخزرج کی مجلسوں میں جایا کرتی تھی ان جلسوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مذمت میں اشعار پڑھا کرتی تھی اور لوگوں کو آنحضرتؐ سے جنگ کی ترغیب دیا کرتی تھی۔ اُس وقت بنی حطمہ میں ایک شخص عمیر بن عدی کے سوا کوئی مسلمان نہیں ہوا تھا۔ جب حضرتؐ واپس مدینہ چلے گئے تو عمیر نے دوسرے روز صبح کو اُس عورت کو قتل کر دیا اور حضرتؐ کی خدمت میں واپس چلے آئے۔ اور عرض کی میں نے عصما کو قتل کر دیا اس لئے کہ آپ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی۔ حضرتؐ نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ یہ وُہ مرد ہے جو غائبانہ خدا اور رسُولؐ کی نصرت کیا کرتا ہے اُس عورت کا خون پامال ہے کسی کو اُس کا دعوٰے نہ ہوگا۔ عمیر کہتے ہیں کہ جب میں نے واپس جا کر دیکھا تو اُس کے لڑکے اُس کو دفن کر رہے تھے اور کسی نے مجھ سے اُس کے قتل پر کوئی بات نہیں کہی۔

ابن ابی الحدید اور ابن اثیر نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ حمراء الاسد سے واپس ہوئے راستے میں معاویہ بن مغیرہ، ابن ابی العاص اور ابو عزہ جمحی کو گرفتار کیا جو لشکر کفار سے جاسوسی کے لئے آئے تھے حضرتؐ کے حکم سے ابو عزہ کی گردن ماردی گئی جیسا کہ گذر چکا۔ معاویہ مذکور نے جناب حمزہؓ کی ناک اور بعض اعضائے جسم کاٹے تھے وُہ راستہ بھول گیا تھا۔ جناب عثمان کے گھر صبح کو پناہ لینے پہنچا۔ انہوں نے دیکھا تو کہا تُو نے تو مجھے بھی اور اپنے تئیں بھی ہلاک کیا اُس نے کہا تم میرے خاندان میں میرے سب سے قریب کے رشتہ دار ہو اس لئے آیا ہوں کہ تم میرے واسطے امان طلب کرو۔ جناب عثمان نے اس کو اپنے گھر میں چھپا دیا اور حضرتؐ کے پاس آئے تاکہ معلوم کریں کہ اُس کے بارے میں کیا تذکرہ ہو رہا ہے۔ جب وہاں پہنچے تو حضرتؐ کو کہتے ہوئے سُنا کہ معاویہ مدینہ میں ہے اُس کو تلاش کرو۔ ایک صحابی نے کہا وُہ تو عثمان کے گھر میں ہے۔ لوگ اُن کے گھر پہنچے، اُم کلثوم ربیبۂ سرورِ کائنات نے بتا دیا کہ وُہ فلاں مقام پر چھپا ہُوا ہے۔ لوگوں نے اُس کو باہر نکالا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر کیا۔ جب عثمان نے دیکھا کہ اُس کو لوگ پکڑ لائے تو حضرتؐ سے عرض کی خدا کی قسم میں اسی لئے حاضر ہُوا ہوں کہ حضرتؐ سے اُس کے واسطے امان طلب کروں۔ یا حضرتؐ اُسے مجھ کو بخش دیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اچھا میں نے اُسے تم کو بخش تو دیا مگر تین دن کے بعد وُہ مدینہ یا اُس کے قرب وجوار میں کہیں نہ دکھائی دے۔ اگر کوئی اس کو دیکھے تو قتل کر دے۔ عثمان نے جلد جلد اُس کیلئے سفر کا انتظام کیا اور ایک اُونٹ خرید کر اُس کو دیا اور روانہ کر دیا اور آنحضرتؐ غزوۂ حمراء الاسد کی طرف

متوجہ ہوئے۔ اور معاویہ تین روز تک مدینہ میں مقیم رہا تاکہ حضرتؐ کے حالات سے مشرکین کو آگاہ کرے چوتھے روز حضرتؐ نے فرمایا کون ہے جو معاویہ کو تلاش کرکے میرے پاس حاضر کرے۔ یہ سُنکر زید بن حارثہ اور عمار یاسر نے اس کو تلاش کرنا شروع کیا۔ چونکہ وُہ راستہ بُھول گیا تھا اور ابھی مدینہ کے قریب ہی تھا، اس لئے زید نے اس کو ایک تلوار ماری۔ عمار نے کہا میرا بھی حق ہے اور ایک تیر اُس کو مارا اور اُس کو قتل کر دیا اور اُس کی اطلاع آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی [1]

سیدابن طاؤس نے روایت کی ہے کہ جب امیرالمؤمنینؑ جنگ اُحد سے واپس ہوئے آپؑ کے جسم اقدس پر اسّی زخم آئے تھے جس میں بتیاں بھری جاتی تھیں۔ آنحضرتؐ آپ کی عیادت کو آئے جناب امیرؑ ایک کھال پر لیٹے ہوئے تھے۔ حضرتؐ نے اُن کو دیکھا تو رونے لگے اور فرمایا جو شخص راہِ خدا میں ایسی تکلیف اُٹھاتا ہے خدا پر لازم ہے کہ اُس کو بے انتہا ثواب کرامت فرمائے۔ یہ سُنکر جناب امیرؑ بھی روئے اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ میں نے آپؐ کی طرف سے منہ نہیں موڑا اور نہ بھاگا لیکن غم یہ ہے کہ کاش شہادت حاصل ہوتی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا انشاء اللہ تم کو شہادت بھی نصیب ہوگی۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ ابوسفیان نے میرے پاس پیغام بھیجا ہے اور دھمکی دی ہے اور کہلایا ہے کہ ہمارا اور تمہارا مقابلہ حمراء الاسد میں ہوگا جناب امیرؑ نے عرض کی یارسُولؐ اللہ میرے باپ ماں آپؐ پر فدا ہوں میں حاضر ہوں اور سب سے پہلے اس جنگ کے لیئے تیار ہوں اگرچہ (تکلیف وناتوانی کے سبب) لوگ میرا ہاتھ پکڑ کے لے چلیں۔ اُس وقت خداوند عالم نے امیرالمومنینؑ کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ (پ۴ سورۂ آل عمران آیت ۱۴۶) یعنی (مسلمانو) ایسے بہت سے پیغمبرؑ گزرے ہیں جنکے ساتھ بہتیرے اللہ والوں نے جہاد کیا اور انپر خدا کی راہ میں جو مصیبت پڑی تو نہ اُنہوں نے ہمت ہاری اور نہ بزدلی دکھائی اور نہ (دشمن کے سامنے) گڑگڑائے۔ اور خدا تو ثابت قدم رہنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔"

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں یہی سبب تھا کہ عثمان نے کلثوم ربیبۂ پیغمبرؐ کو شہید کر دیا کیونکہ اُنہوں نے معاویہ کا پتہ لوگوں کو بتا دیا تھا چنانچہ آیندہ مفصل ذکر آئے گا۔ ۱۲

چونتیسواں باب ۳۴

اُن غزوات اور واقعات کا بیان جو جنگِ اُحد اور جنگِ احزاب کے درمیان واقع ہوئے اور اس میں چند فصلیں ہیں

فصل اوّل } غزوۂ رجیع کا بیان:- شیخ طبرسی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ عضل اور دلیش کے قبیلہ کے ایک گروہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یارسُولؐ اللہ کچھ لوگوں کو ہمارے ساتھ بھیجئے جو ہم کو قرآن و معالم دین کی تعلیم دیں۔ آنحضرتؐ نے مرثد بن ابی مرثد غنوی خالد بن بکیر، عاصم بن ثابت، حبیب بن عدی، زید بن ثنہ اور عبداللہ بن طارق کو ان کے ساتھ بھیجا اور مرثد کو ان کا سردار بنایا۔ جب وُہ لوگ رجیع میں پہنچے جو قبیلہ ہذیل کا ایک چشمہ تھا۔ ان کا ایک گروہ جنکو بنی لحیان کہتے تھے آیا اور تمام مسلمانوں کو شہید کر گیا۔ چونکہ سلاقہ دختر سعد کے دو لڑکوں کو عاصم نے جنگ اُحد میں قتل کیا تھا اس لیئے اُس ملعونہ نے نذر کیا تھا کہ عاصم کے کاسۂ سر میں شراب پیئے گی۔ جب عاصم کو اُن لوگوں نے شہید کر دیا تو چاہا کہ اُن کے سر کو اُس ملعونہ کے ہاتھ بیچ دیں تو بحکم خدا بے شمار بھڑیں اُن کے سر کے گرد جمع ہوگئیں اور جو شخص اُن کے سر کے قریب آتا اُس کو ڈنک ماریں اس لیئے وُہ لوگ اُن کا سر جُدا نہ کر سکے۔ لوگوں نے کہا چھوڑ دو رات کے وقت جب بھڑیں دُور ہو جائیں گی تو سر کاٹ لینگے جب رات آئی تو بحکم خدا ایک سیل آئی اور عاصم کو بہا لے گئی کہ اُن کا لوگوں کو پتہ بھی نہ چلا۔ بیان کرتے ہیں کہ عاصم نے قسم کھائی تھی کہ اُن کا جسم ہرگز کسی کافر کے جسم سے مس نہ ہونے پائے گا لہذا خدا نے مرنے کے بعد بھی اُن کے بدن کو کسی کافر سے مس نہ ہونے دیا۔ بعض معتبر روایت میں ہے کہ ان لوگوں نے حبیب اور زید کو قید کر لیا اور اُن کے ہمراہیوں کو قتل کر دیا اور اُن کو مکہ لے جا کر قریش کے کافروں کے ہاتھ فروخت کر دیا روایت ہے کہ حبیب کو حارث کی ایک لڑکی کے سپرد کر دیا تھا۔ وُہ کہتی ہے کہ میں نے حبیب سے بہتر کسی مرد کو نہیں دیکھا تھا۔ ایک دن میرا ایک لڑکا جو گھٹنوں چلنے لگا تھا اُن کی گود میں بیٹھا تھا اور حبیب چاقو ہاتھ میں لیئے ہوئے تھے۔ میں ڈری۔ حبیب نے کہا تم کو یہ خوف ہے کہ میں اس بچہ کو مار ڈالوں گا۔ خدا کی قسم ہرگز نہیں مکر و فریب ہمارا طریقہ نہیں ہے۔ دوسرے روز میں نے دیکھا کہ لوگوں نے ان کو زنجیر میں اس طرح کس دیا تھا کہ وُہ حرکت نہیں کر سکتے تھے۔ اور اُن کے ہاتھ میں انگور کا ایک خوشہ تھا حالانکہ وُہ انگور کی فصل نہ تھی۔ میں نے پوچھا یہ کہاں سے تم کو ملا؟ وُہ بولے میرے خدا نے بھیجا ہے۔ غرض اُن کو حرم سے باہر لائے تاکہ قتل کریں۔ انہوں نے کہا مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ نماز کے بعد انہوں نے دُعا کے لیئے ہاتھ اُٹھائے اور قریش پر نفرین کی اور چند شعر خدا کی خوشنودی اور راہِ خدا میں رضا و رغبت کے ساتھ قتل ہونے کے

اظہار میں پڑھے۔ لوگوں نے ان کو زندہ دار پر کھینچ دیا۔ اُس وقت وُہ بولے خداوندا کوئی میرے قریب نہیں جس سے کہوں کہ میرا اسلام تیرے رسُولؐ کو پہنچائے خداوندا تُو ان کو میرا اسلام پہنچا دینا۔ غرض ابوعقبہ ابن حارث نے ان کو شہید کر دیا۔ جناب رسُولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حال معلوم ہوُا تو آپؐ نے زبیر اور مقداد کو بھیجا کہ اُن کو دار سے اُتار لائیں۔ جب وُہ لوگ مکہ پہنچے دیکھا چالیس مشرکین ان کے گرد خوب شراب پی کر سوئے ہوئے ہیں۔ اُن لوگوں نے اُن کو دار پر سے اُتارا۔ اُن کا جسم خشک نہ ہوُا تھا۔ وُہ اپنے زخم پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ جب اُنہوں نے ہاتھ ہٹایا تو زخم سے خُون جاری ہوگیا جس کا رنگ تو خون کا تھا اور اُس کی بُو مشک کی تھی۔ کفار قریش کو معلوم ہوُا تو وُہ ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ ان لوگوں نے ان کی لاش زمین پر رکھ دی تاکہ مشرکین سے جنگ کریں۔ زمین نے ان کی لاش اپنے اندر چھپالی اور زبیر و مقداد واپس آئے۔

فصل دوسری } غزوہ معونہ کا تذکرہ:۔ شیخ طبرسی، ابن شہر آشوب وغیرہم نے روایت کی ہے کہ ابو براء عامر بن مالک جو بنی عامر بن صعصعہ کا بزرگ تھا آنحضرتؐ کی خدمت میں کچھ ہدیئے لے کر مدینہ آیا حضرتؐ نے قبول نہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ میں مشرکین کے ہدیئے قبول نہیں کرتا۔ تو مسلمان ہو جا تو تیرے ہدیئے قبول کروں گا۔ وُہ مسلمان تو نہیں ہوُا لیکن قطعی انکار بھی نہ کیا؛ اور کہا اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ امر جس کی آپ دعوت دیتے ہیں نیک ہے۔ اگر اہل نجد کی طرف اپنے کسی صحابی کو بھیجیئے جو اُن کو اسلام کی دعوت دے تو مجھے اُمید ہے کہ وُہ قبول کریں گے۔ ابو براء نے کہا کہ وُہ لوگ میری امان میں ہونگے اور کسی کی مجال نہیں کہ ان کو کوئی ایذا پہنچا سکے۔ آنحضرتؐ نے ستّر اشخاص اور بروایتے چالیس افراد، ایک روایت کے مطابق کچھ کم جو سب سے بہتر لوگ تھے منذر بن عمر کے ہمراہ کیا۔ وُہ لوگ ہجرت کے چوتھے سال ماہِ صفر میں جبکہ جنگ اُحد کو چار مہینے ہوئے تھے روانہ ہوئے اور چاہِ معونہ پر پہنچے۔ حرام بن ملحان حضرتؐ کا خط لے کر عامر بن طفیل کے پاس گئے۔ عامر نے حضرتؐ کا خط نہ لیا تو حرام نے بآوازِ بلند کہا اے اہل چاہِ معونہ میں رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھیجا ہوُا تمہارے پاس آیا ہوں میں خدا کی وحدانیت اور محمد مصطفےٰ سید الانبیا کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں لہذا خدا اور رسُولؐ پر ایمان لاؤ۔ جب یہ ندا دے چکے تو ایک ملعون اپنے خیمہ سے نکلا اور حرام کے پہلو پر نیزہ مارا جو دُوسری طرف سے نکل آیا۔ حرام نے کہا اللہ اکبر پروردگارِ کعبہ کی قسم میں سعادتِ ابدی پر فائز ہوُا۔ پھر عامر بن طفیل نے اپنے قبیلہ کے لوگوں کو آواز دی کہ مسلمانوں کو قتل کر دو۔ ان لوگوں نے منظور نہ کیا اور کہا ہم ابو براء کے امان کو نہ توڑیں گے۔ پھر بنی سلیم کے چند لوگوں عصیہ، رعل اور ذکوان کو اپنی مدد کے لیئے بلایا۔ اُن لوگوں نے مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ مسلمانوں نے تلواریں نکال کر ان سے جنگ کی اور تمام مسلمان مارے گئے۔ کعب بن زید نہایت زخمی ہو گئے تھے اور کشتوں کے درمیان پڑے ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے ان کو مُردہ سمجھ کر چھوڑ دیا اس لیئے وُہ بچ گئے، وُہ جنگِ خندق میں شہید ہوئے۔ اور عمرو بن امیہ ضمری اور ایک انصاری مسلمانوں کے تمام اُونٹ صحرا میں چرانے لے گئے تھے اس واقعہ کی ان کو اطلاع نہ تھی۔ جب وُہ لوگ واپس آئے تو مسلمانوں کو خاک و خون میں

آلودہ زمین پر پڑا دیکھا۔ انصاری نے عمرو سے کہا کیا ارادہ ہے؟ اُس نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جاتا ہوں۔ انصاری نے کہا جس مقام پر منذر بن عمرو شہید ہوئے وہاں سے میں نہیں جاؤں گا اور تلوار کھینچ کر جہاد کیا آخر شہید ہوگیا۔ اور عمرو کو کفار نے قید کر لیا۔ جب اس کو معلوم ہوُا کہ وُہ قبیلۂ مضر سے ہے اس کو قتل نہیں کیا۔ اور کہا میری ماں کے ذمہ ایک غلام آزاد کرنا تھا لہذا اس کے عوض اس کو آزاد کرتا ہوں۔ غرض عمرو آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور تمام واقعہ بیان کیا۔ آنحضرتؐ سُنکر بہت روئے اور غمگین ہوئے اور فرمایا کہ یہ سب ابو براء نے کیا۔ مجھے اُسی کا خوف تھا۔ حسّان بن ثابت اور کعب بن مالک نے ابو براء اور اُس کی عہد شکنی کی مذمّت میں اشعار کہے۔ جب یہ خبر ابو براء کو معلوم ہوئی تو لوگ کہتے ہیں کہ وُہ غصّہ کے سبب ہلاک ہوگیا۔ اور ربیعہ پسر ابو براء نے اپنے باپ کی عہد شکنی کی تلافی میں عامر کو نیزہ مارا وُہ گھوڑے سے گھوم پڑا اور نہ مرا۔ حضرتؐ نے اُس پر لعنت کی اور اُس سے طاعون کا وعدہ کیا اُسی میں وُہ جہنم واصل ہوُا جیسا کہ معجزات کے ابواب میں گزر چکا۔ بعض روایتوں کے مطابق یہ آیت وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا الخ (پ۴ آیت ۱۶۹ سورۃ آلعمران) (خدا کی راہ میں جو لوگ مارے گئے ان کو مُردہ مت سمجھو وُہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار سے روزی پاتے ہیں) شہدائے چاہِ معونہ کے حق میں نازل ہوئی۔ ایک روایت ہے کہ دُوسری یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ جو قرآن میں داخل نہیں کی گئی۔ بَلِّغُوْا عَنَّا قَوْمَنَا بِاَنَّا لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِيْنَا عَنْهُ یعنی ہماری قوم کو ہماری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم نے اپنے پروردگار سے ملاقات کی اس حال میں کہ وُہ ہم سے راضی ہوا اور ہم اُس سے راضی ہیں"۔

فصل تیسری } غزوۂ بنی نضیر کا بیان:۔ شیخ طبرسی اور علی بن ابراہیم اور ابن شہر آشوب وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو بنو نضیر نے جو مدینہ کے سب سے بہتر لوگ تھے آنحضرتؐ سے اس بات پر صلح کر لی کہ مسلمانوں سے نہ جنگ کریں گے نہ کسی کی اس معاملہ میں مدد کریں گے۔ حضرتؐ نے اس شرط پر امان دے دی لہٰذا جب جنگ بدر واقع ہوئی اور آنحضرتؐ مشرکین پر غالب ہوئے تو ان لوگوں نے کہا کہ خدا کی قسم یہ وہی پیغمبر ہیں جن کی پیشگوئی ہم نے توریت میں دیکھی ہے جس کا دین کبھی زائل نہ ہوگا۔ جب اُحد کی جنگ ہوئی اور مسلمان میدان سے بھاگے تو وُہ شک و شبہہ میں گرفتار ہوگئے اور اپنے عہد کو توڑ ڈالا۔ اور کعب بن اشرف چالیس یہودیوں کے ساتھ مکہ میں آیا اور اُن لوگوں نے ان کی مدد و اعانت پر قسم کھائی اور آنحضرتؐ کے دفع پر اتفاق کیا اور ان کے ہم سوگند ہوگئے۔ ابو سفیان چالیس قریش کو لے کر اور کعب اپنے چالیس یہودیوں کے ساتھ کعبہ کے سامنے حاضر ہوئے اور ایک دُوسرے سے عہد و پیمان کیا۔ پھر کعب اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مدینہ واپس آیا۔ اُدھر جبرئیلؑ نازل ہوئے۔ اور آنحضرتؐ کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور آنحضرتؐ کو خدا کی جانب سے حکم دیا کہ کعب بن اشرف کو قتل کر دیں۔ حضرتؐ نے محمد بن مسلمہ کو بھیجا انہوں نے اس کو قتل کر دیا جیسا کہ اس سے قبل ذکر کیا گیا۔

سب سے پہلی نزاع جو بنی نضیر نے علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق آنحضرتؐ سے کی یہ تھی کہ مدینہ میں یہودیوں کے دو گروہ اولادِ جناب ہارونؑ میں سے تھے۔ بنی نظیر اور بنی قریظہ۔ بنی قریظہ سات سو افراد تھے اور بنی نظیر ایک ہزار اور یہ مال و دولت میں بنی قریظہ سے زیادہ تھے۔ اور بنی نظیر عبداللہ بن ابی کے ہم سوگند تھے۔ جب ان دونوں قبیلوں میں سے کوئی قتل کر دیا جاتا۔ اگر وُہ بنی نظیر میں ہوتا تو وُہ کہتے کہ ہم راضی نہیں ہو سکتے کہ ہمارے ایک آدمی کے عوض میں تمہارا ایک آدمی قتل کیا جائے۔ اس معاملہ میں اُن کی نزاع بہت بڑھ گئی۔ آخر آنحضرتؐ کی خدمت میں بالاتفاق نامہ لکھا کہ اگر بنی نظیر کا کوئی شخص بنو قریظہ کے کسی آدمی کو مار ڈالتا ہے تو وُہ لوگ اس کو بُرے حال سے گدھے پر سوار کر کے اُس کا مُنہ کالا کر دیتے ہیں اور آدھا خونبہا لیتے ہیں۔ اور بنی قریظہ کا کوئی شخص بنی نضیر کے کسی آدمی کو مار ڈالتا ہے تو وُہ پُوری دیت لیتے ہیں اور اُس کے عوض اُس کو قتل بھی کر دیتے ہیں۔ جب آنحضرتؐ مدینہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے اور اوس و خزرج مسلمان ہوئے یہودی کمزور ہو گئے اُسی اثناء میں قریظہ کے ایک شخص نے بنی نظیر کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ انہوں نے بنی قریظہ کے پاس پیغام بھیجا کہ خونبہا اور قاتل کو ہمارے سپرد کرو تاکہ ہم اس کو قتل کریں۔ قریظہ والوں نے کہا یہ توریت کا حکم نہیں ہے تم جبراً ایسا چاہتے ہو۔ ہم تو اس امر پر راضی نہیں ہو سکتے۔ یا دیت لے لو یا قاتل کو قتل کر دو۔ اگر اس فیصلہ کو قبول نہیں کرتے ہو تو ہم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ثالث قرار دیتے ہیں۔ بنی نظیر عبداللہ بن ابی کے پاس گئے اور کہا جاؤ محمدؐ سے اس معاملہ میں گفتگو کرو کہ ہمارے اور اُن کے درمیان جو عہد ہوا ہے اسکو نہ توڑیں۔ عبداللہ نے کہا تم کسی اور کو میرے ساتھ ان کے پاس بھیجو تاکہ وُہ میری اور ان کی باتیں سُنے۔ اگر تمہاری خواہش کے مطابق وُہ فیصلہ کریں منظور کر لینا ورنہ مت راضی ہونا۔ غرض کسیکو اُس کے ساتھ آنحضرتؐ کے پاس بھیجا۔ عبداللہ نے حضرتؐ سے کہا کہ یہ دونوں فریق قریظہ اور بنی نظیر نے آپس میں ایسا عہد و پیمان مضبوط کر رکھا ہے اور اب بنی قریظہ عہد کو توڑ رہے ہیں اور آپؐ کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ آپؐ ان کے خط اور عہد کو مت ضائع کریں کیونکہ بنی نضیر قوت و شوکت میں زیادہ ہیں میں ڈرتا ہوں کہ کہیں فتنہ نہ برپا ہو جس کا پھر تدارک نہ ہو سکے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کی اس تہدید آمیز گفتگو سے آزردہ ہوئے تو جبریلؑ یہ آیتیں لے کر نازل ہوئے:- يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ (پ ۶ سورۃ مائدہ آیت ۴۱) اے بلند مرتبہ رسولؐ تم کو ان لوگوں کی باتیں رنجیدہ نہ کریں جو کفر کی طرف دوڑ گئے ہیں جو زبان سے کہتے تو ہیں کہ ہم ایمان لائے لیکن اُن کے دل ایمان سے بے بہرہ ہیں یعنی عبداللہ بن ابی جو منافق تھا۔ "وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ (پ ۶ آیت ۴۱ سورۃ مائدہ) اور یہودیوں میں کچھ لوگ تمہاری باتیں سُننا چاہتے ہیں تاکہ تم کو ابن ابی کے سامنے اور اُن لوگوں کے سامنے جھٹلائیں جو تمہارے پاس بنی نضیر کی جانب سے ابن ابی کے ساتھ نہیں آئے ہیں۔ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَٰذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا (پ ۶ آیت ۴۱ سورۃ مائدہ) وُہ لوگ ان کلمات کو ان کے مقام سے بدل دیتے ہیں جہاں خدا نے ان کو قرار دیا ہے اور کہتے ہیں کہ اگر وُہ تم کو دیں جو کچھ تم چاہتے ہو تب تو مان لو اگر وُہ نہ دیں تو مت مانو۔ یہ اشارہ ہے ابن ابی کی باتوں کی طرف جو اُس نے بنی نضیر سے کہا تھا آخر آیت تک جو خداوند عالم نے اس واقعہ میں ظاہر کیا ہے اور آنحضرتؐ نے بنی نضیر کی خواہش کو جو حکمِ توریت کے خلاف تھی رد کر دیا اور بنی قریظہ کے بارے میں فیصلہ کیا۔

بنی نضیر کی امان شکنی کا دُوسرا سبب یہ ہُوا کہ جب عمرو بن عمید چاہِ معونہ سے واپس ہوئے راستہ میں بنی عامر کے دو کافروں سے جو آنحضرتؐ کی امان میں تھے ملاقات ہوئی۔ عمرو کو آنحضرتؐ کی امان دہی کی اطلاع نہ تھی۔ وُہ دونوں سو گئے تو عمرو نے دونوں کو قتل کر دیا۔ مدینہ میں پہنچے تو آنحضرتؐ کو ان کے قتل کی اطلاع دی۔ حضرتؐ نے فرمایا تم نے بُرا کیا دو شخصوں کو جو ہماری امان میں تھے قتل کیا۔ پھر حضرتؐ نے چاہا کہ اُن کا خونبہا دے دیں اس غرض سے قلاع بنی قریظہ کی طرف صحابہ کی ایک جماعت کے ہمراہ گئے تاکہ اُن سے قرض لے کر دیت ادا کر دیں اور علی ابن ابراہیم، شیخ طبرسی اور بعض مفسروں کی روایت کے مطابق کعب بن الاشرف کے پاس گئے ابھی کعب مارا نہیں گیا تھا۔ اُس نے حضرتؐ کو دیکھا تو بہت خوش ہُوا اور بڑی تعظیم و تکریم کی اور کھانا لانے کے بہانے اُٹھا اور دل میں یہ ارادہ تھا کہ آنحضرتؐ کے قتل کی تدبیر کرے۔ اور دوسری روایت کے مطابق آنحضرتؐ حی بن اخطب اور بنی نضیر کے چند رئیسوں کے پاس گئے اور اُن سے قرض طلب کیا۔ انہوں نے بظاہر منظور کر لیا اور حضرتؐ کو ایک دیوار کے سایہ میں بٹھایا اور خود باہر نکلے۔ حی بن اخطب نے کہا کہ کوئی کوٹھے پر جا کر حضرتؐ پر ایک بڑا پتھر پھینک دو تاکہ وُہ ہلاک ہو جائیں (معاذ اللہ)۔ عمرو بن جحاش نے کہا میں یہ کام کرتا ہوں۔ سلام بن مشکم نے کہا نہیں ایسا مت کرو خدا اُنؐ کو تمہارے ارادہ سے آگاہ کر دے گا۔ اسی اثناء میں جبریلؑ نازل ہوئے اور آنحضرتؐ کو اُن کے قصد سے مطلع کیا۔ حضرتؐ اُن کے گھر سے نکل کر مدینہ واپس چلے آئے۔ عبداللہ بن صوریا نے اُن سے کہا یقیناً خدا نے تمہارے ارادہ سے اُن کو آگاہ کر دیا اور اب سب سے پہلے جو شخص تمہارے پاس آئے گا وُہ تمہارے لیئے اس شہر سے نکل جانے کا حکم آنحضرتؐ کی طرف سے لے کر آئے گا۔ لہٰذا میری دو باتوں میں سے ایک بات مان لو۔ اوّل یہ کہ سب مسلمان ہو جاؤ تاکہ تمہارے گھر، مال و اسباب محفوظ ہو جائیں یا جس وقت وُہ چلے جانے کا حکم دیں تو بے تامل یہاں سے چلے جاؤ۔ لیکن میری پہلی بات تمہارے لیئے زیادہ بہتر ہے۔ اُنہوں نے کہا ہم مسلمان ہونا تو ہرگز قبول نہیں کرتے۔ غرض آنحضرتؐ نے محمد بن مسلمہ کو یہ پیغام دے کر بنی نضیر کے پاس بھیجا کہ خدا نے مجھ کو تمہارے ارادہ سے جو میرے متعلق تم نے کیا آگاہ کر دیا لہٰذا اب یا تو ہمارے شہر سے نکل جاؤ یا جنگ کے لیئے تیار رہو۔ میں تین روز کی تم کو مہلت دیتا ہوں۔ انہوں نے پہلے تو کہہ دیا کہ ہم یہاں سے نکل جائیں گے۔ اس کے بعد عبداللہ بن ابی نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ ہرگز مدینہ سے مت جاؤ بلکہ اُن سے جنگ کرو۔ میں اپنے عزیزوں اور اپنی قوم کے ساتھ تمہاری مدد کروں گا اور بنی قریظہ اور اُن کے جانشین بنی غطفان تمہاری اعانت کریں گے اگر تم مدینہ سے نکلے جاتے ہو تو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں گے اور اگر جنگ کرو گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ

شریک ہو کر جنگ کریں گے۔ یہ سُنکر اُن لوگوں نے اپنی جگہ رہنے کا ارادہ کیا اور جنگ کے لیئے تیار ہوئے اور اپنے قلعے تعمیر کیئے اور حضرتؐ کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم تو باہر نہیں جائیں گے آپ جو چاہیں کریں۔ یہ سُنکر حضرتؐ اُٹھے اور فرمایا اللہ اکبر۔ آپؐ کے اصحاب نے بھی اللہ اکبر کہا۔ حضرتؐ نے امیرالمؤمنینؑ سے فرمایا کہ عَلم سنبھالو اور بنی نضیر کے قلعوں کی طرف جاؤ۔ امیرالمومنینؑ اُس طرف روانہ ہوئے اور حضرتؐ اُن کے پیچھے چلے اور اُن کفار کا جا کر محاصرہ کر لیا۔ لیکن عبداللہ بن ابی اور بنو قریظہ نے اُن کا ساتھ نہ دیا۔ حضرتؐ نے پندرہ یا اکیس روز تک محاصرہ کیا۔ شیخ مفید اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ بنو نضیر کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا کہ میرا خیمہ بنی حطمہ کے قبیلہ سے بہت دُور نصب کیا جائے۔ چنانچہ حکم کی تعمیل کی گئی۔ رات کے وقت بنی نضیر کے ایک شخص نے ایک تیر آنحضرتؐ کے خیمہ پر مارا، تو حضرتؐ کے حکم سے خیمہ دامنِ کوہ میں برپا کیا گیا اور مہاجرین و انصار آپؐ کے خیمہ کے گرد جمع ہو گئے۔ رات کے وقت حیدرِ کرار وہاں سے کہیں پوشیدہ طور سے چلے گئے۔ لوگوں نے کہا یا رسولؐ اللہ علیؑ نہیں دکھائی دیتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کسی ایسے کام میں مشغول ہوں گے جس میں تمہارے امور کی بہتری ہو گی۔ تھوڑی ہی دیر میں امیرالمومنینؑ اُس مردِ یہودی کا سر لیئے ہوئے حاضر ہوئے جس نے حضرتؐ کے خیمہ پر تیر مارا تھا۔ اُس کو غزورا کہتے تھے حضرتؐ نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں سر ڈال دیا۔ حضرتؐ نے پُوچھا اس کو کس طرح مارا؟ عرض کی میں نے سمجھ لیا تھا کہ یہ مردِ خبیث بہت جری و شجاع ہے کہ اس نے ایسی حرکت کی اور میں سمجھتا تھا کہ یہ رات کے وقت ضرور نکلے گا اور کوئی ایسی ہی حرکت پھر کرے گا۔ لہذا میں گیا اور اُس کی تاک میں بیٹھا۔ جب رات اندھیری ہو گئی تو وُہ نو آدمیوں کے ساتھ قلعہ سے نکلا۔ سب تلواریں ہاتھ میں لیئے ہوئے تھے۔ مَیں نے اُس پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا اُس کے ہمراہی بھاگ گئے اُن کا پتہ نہ چلا۔ اب پھر جاتا ہوں اور اُن کو بھی قتل کرتا ہوں۔ حضرتؐ نے ان کے ساتھ دس اصحاب کو روانہ کیا ان میں ابو دجانہؓ اور سہل بن حنیفؓ بھی تھے یہ لوگ ان کے پاس پہنچے اور وُہ قبل اس کے کہ قلعہ میں داخل ہوں ان لوگوں نے اُن سب کو قتل کر دیا، اور اُن کے سر حضرتؐ کی خدمت میں لائے۔ حضرتؐ نے حکم دیا تو اُن سروں کو بنی حطمہ کے کسی کنوئیں میں ڈال دیا اس سبب سے بنی نضیر کے قلعے فتح ہو گئے۔ انہی لوگوں نے روایت کی ہے کہ کعب بن الاشرف بھی اُسی رات کو مارا گیا۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ ان کے مکانات تباہ و منہدم کرنے پر متوجہ ہوئے۔ ان لوگوں نے یہ دیکھا تو اپنے ہاتھوں سے اچھے اور بہتر مکانات گرا دیئے۔ حضرتؐ نے حکم دیا کہ ان کے درختہائے خرما بھی کاٹ ڈالے جائیں جو ان کی قطع اُمید و طمع کا باعث ہو۔ یہودیوں نے کہا اے محمدؐ خدا نے آپ کو خرابی و بربادی کے لیئے نہیں مبعوث فرمایا ہے آپ درختوں کو کیوں کاٹتے ہیں اگر وُہ آپ کے ہیں تو آپ کو مبارک، اگر وُہ ہمارے ہیں تو ہمارے واسطے چھوڑ دیجیئے۔ غرض اُن کی حالت بہت خراب ہوئی تو اُنہوں نے درخواست کی کہ ہمارے مال ہم کو دے دیجیئے تاکہ ہم آپ کے شہر سے نکل جائیں حضرتؐ نے فرمایا تمہارے تمام اموال نہیں دُوں گا جس قدر تمہارے اُونٹوں پر بار ہو سکیں اُسیقدر تم لے جا سکتے ہو۔ یہودیوں نے منظور نہ کیا۔ پھر چند روز کے بعد عاجز ہو کر خواہش کی کہ اچھا جو آپ کہتے ہیں ہم اُسی پر

راضی ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا چونکہ تم پہلے راضی نہیں ہوئے اب اس شرط پر امان دیتا ہوں کہ تم سب بغیر کچھ لیئے چلے جاؤ۔ اگر کسی نے کوئی چیز لی تو اس کو قتل کر دوں گا۔ آخر وُہ اسی شرط پر راضی ہوئے اور صرف اپنی جان سلامت لے کر چلے گئے۔ اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے تین اشخاص پر ایک اُونٹ اور ایک مشک دی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ حضرتؐ نے صرف اُن کے اسلحے لے لیئے اور فرمایا کہ جس قدر سامان اونٹوں پر بار ہو سکے لے جاؤ۔ بیان کرتے ہیں کہ وُہ لوگ چھ سَو اُونٹوں پر اپنے سامان لے گئے۔ اُن کے ہتھیاروں میں پچاس زرہیں، پچاس خود اور تین سو چالیس تلواریں حضورؐ کو ملیں۔ چونکہ اُن کے تمام مال بغیر جنگ کے حاصل ہوئے تھے اس لیئے وُہ سب حضرتؐ کی ملک قرار پائے۔ لیکن حضرتؐ نے تمام سامان و اسباب تو مہاجرین کو تقسیم کر دیا اور ان کے مکانات کھیت اور چشمے امیرالمومنینؑ کو دے دیئے۔ جنابِ امیرؑ نے ان سب کو اولادِ جنابِ فاطمہؑ کے نام وقف کر دیا۔ بنی نضیر کے کچھ لوگ تو فدک اور وادی القریٰ کی طرف گئے اور کچھ لوگ شام کے اطراف میں جا بسے۔ اور ایک روایت کے مطابق اُن میں سے کچھ لوگ خیبر میں جا کر آباد ہو گئے۔ خدا نے سُورۂ حشر میں یہ آیتیں اُن کے ذکر میں نازل فرمائیں:۔ هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَخْرُجُوا وَظَنُّوا أَنَّهُمْ مَانِعَتُهُمْ حُصُونُهُمْ مِنَ اللَّهِ (پ۲۸ سورۃ حشر آیت ۲تا۵) وُہ خدا وُہ ہے جس نے اہلِ کتاب میں سے جو کافر ہو گئے تھے ان کو ان کے مکانوں اور منزلوں سے پہلے ہی ہلّے میں نکال باہر کیا یعنی بنی نضیر کو اور اے مومنین تم کو یہ گمان بھی نہ تھا کہ وُہ نکل جائیں گے اور وُہ لوگ بھی یہ سمجھتے تھے کہ اُن کے قلعے اُن کو عذابِ خدا سے بچا لیں گے۔ فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ۝ اُن پر خدا کا عذاب آیا اُس جگہ سے جہاں سے ان کو اُمید نہ تھی اور خدا نے ان کے دلوں میں خوف و ہراس پیدا کر دیا جبکہ وُہ اپنے ہاتھوں سے اپنے مکانات خراب و برباد کر رہے تھے اور مومنین بھی۔ لہٰذا اے آنکھ والو اور سمجھنے والو عبرت حاصل کرو۔ وَلَوْلَا أَنْ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝ (پ۲۸ آیت ۳ سورۃ حشر) اور اگر خدا نے ان کے لیئے یہی لکھ دیا تھا کہ وُہ گھروں سے نکالے جائیں اور آوارہ و سرگرداں ہوں تو یقیناً وُہ دُنیا میں اُن پر قتل اور اسیری کا عذاب کرتا اور آخرت کا عذاب تو اُن کے لیئے تیار ہی ہے۔ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَمَنْ يُشَاقِّ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ یہ عذاب اُن پر اس لیئے ہے کہ انہوں نے خدا و رسولؐ کی دشمنی اور مخالفت کی اور جو شخص خدا سے دشمنی کرتا ہے تو خدا بڑا سخت عذاب کرنے والا ہے۔ مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ ۝ (پ۲۸ آیت ۵ سورۃ حشر) اے رسولؐ تم نے درختہائے خرما جو کاٹ ڈالے یا جو کچھ باقی رکھا وُہ سب خدا کے حکم سے تھا تاکہ فاسقان یہود کو ذلیل و رسوا کرے۔ علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ یہ عتاب آمیز جواب یہودیوں کی اُن باتوں کا تھا جو اُنہوں نے درختوں کے کاٹنے پر مسلمانوں سے کی تھیں۔ پھر خدا نے عبداللہ بن ابی اور

...لَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ
...عَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا
...لَكٰذِبُوْنَ ۝ رپ۲۸ آیت۱۱ سورۂ حشر
...ں سے کہتے ہیں کہ اگر تم لوگ اپنے
...و محبت تمہارے ساتھ نکل چلیں
...لڑیں گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ
...یتا ہے کہ یہ لوگ اپنے اس دعوے
...ِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ وَلَئِنْ
...رُوْنَ ۝ اگر یہودی مدینہ سے نکال دیئے جائیں تو
...اور اگر یہودیوں سے جنگ ہوگی تو وہ ان کی مدد نہ کریں گے۔ اور اگر
...ن سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے اور یہودیوں کو مدد سے محروم کر دیں گے۔"
...ا رَهْبَةً فِىْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝[۱۳]
...لُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِىْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ
شَدِيْدٌ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝ ایمان والو
تمہارا خوف ان کے دلوں میں خدا سے بھی زیادہ ہے اس لیئے کہ یہ لوگ خدا کی عظمت و جلالت سے بیخبر
ہیں یہ سب مل کر بھی تم سے مقابل ہو کر نہیں لڑ سکتے مگر ہر طرف سے محفوظ آبادی یا کسی مضبوط دیوار دل
کی آڑ میں رہ کر۔ ان کی دھاک آپس میں ایک دوسرے پر تو بہت سخت ہے لیکن خدا نے ان کو تم سے خوفزدہ
کر دیا ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ یہ سب کے سب منافقین و یہودی آپس میں متحد و متفق ہیں حالانکہ اُن کے قلوب
ایک دوسرے سے پھٹے ہوتے ہیں اس لیئے کہ یہ لوگ عقل سے بے بہرہ ہیں۔" كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ "یہ لوگ اُن لوگوں سے رجحالت
میں قریب ہیں جو اُن سے پہلے گذر چکے جنہوں نے اپنی بداعمالیوں کا مزہ چکھا اور اُن کے واسطے دردناک
عذاب ہے۔" علی بن ابراہیم نے کہا ہے کہ ان لوگوں سے مراد بنی قینقاع ہیں جو بہت جلد خدا و رسولؐ کے غضب
میں گرفتار ہوئے تھے۔ خدا نے انہی سے عبداللہ بن ابی اور بنی نضیر کی مثال دی ہے۔ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ
اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝
رپ۲۸ سورۂ حشر آیت ۱۶ ۱) منافقوں کی مثال شیطان کی سی ہے کہ اُس نے انسان سے کہا کہ کافر ہو جا جب
وُہ کافر ہو گیا تو بولا میں تو تم سے بیزار ہوں میں تو خدا سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔"
علی بن ابراہیم نے اس قصہ کے آخر میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم واپس آئے اور چاہا کہ مال غنیمت صحابہ کے درمیان تقسیم کریں ہر چند وُہ تمام مال آنحضرتؐ
ہی کا تھا۔ چونکہ آنحضرتؐ نے جبکہ مدینہ میں ہجرت کر کے آئے مقرر کر دیا تھا کہ انصار مہاجرین کو اپنے

مکانوں میں رکھیں اور ان کے اخراجات برداشت کریں اس لیئے اب انصار کو اختیار دیا کہ دو باتوں میں جو چاہیں
اپنے لیئے پسند کریں۔ حضرتؐ نے اُن سے فرمایا کہ اگر تم کو منظور ہو تو یہ مال غنیمت مہاجرین کو تقسیم کر دوں
اور ان کو تمہارے مکانوں سے علیحدہ کر دوں تاکہ وُہ خود اپنے بار واخراجات کے متحمل ہوں۔ اور اگر تم کو یہ
منظور نہ ہو کہ مال سب انصار و مہاجرین پر تقسیم کیا جائے تو پھر مہاجرین اُسی طرح تمہارے مکانوں میں
تمہارے ساتھ رہیں گے اور اُن کے اخراجات کے متکفل بدستور سابق تم کو رہنا پڑے گا۔ انصار نے کہا آپؐ
مہاجرین کو تقسیم کر دیں۔ حضرتؐ نے انصار کو اُس مال میں سے کچھ نہ دیا۔ سب مہاجرین پر تقسیم کر دیا۔ اور
ان کو انصار کے مکانوں سے علیحدہ کر دیا۔ مگر سہل بن حنیفؓ اور ابودجانہؓ نے اپنی پریشانی کا اظہار کیا، تو
آپؐ نے ان کو بھی کچھ دے دیا۔ اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ انصار نے کہا کہ ہم مال غنیمت بھی
مہاجرین کے لیئے مخصوص کرتے ہیں پھر بھی ہمارے مکانات اور سامان اُن کے لیئے حاضر ہیں۔ اُس وقت
خدا نے ان کی مدح میں فرمایا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ رپ۲۸ آیت۹
سورۂ حشر) یعنی وُہ مہاجروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وُہ خود اُن چیزوں کی حاجت رکھتے ہیں
جو ایثار کرتے ہیں۔"

چوتھی فصل

غزوۂ ذات الرقاع اور غزوۂ عسفان کا تذکرہ:۔ شیخ طبرسی نے قول حق تعالے
وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ رپ۵ آیت۱۰۲ سورۃ النساء۔) کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ
یہ آیت نماز خوف کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ آنحضرتؐ عسفان میں اور مشرکین صجنان میں تھے اُسوقت
حضرتؐ نے نماز خوف پڑھی اور بیان کرتے ہیں کہ خالد بن ولید کا ظاہری اسلام بھی اسی سبب سے ہوا۔
اور ابوحمزۂ ثمالی کی تفسیر سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ جنگ بنی محارب و بنی انمار کے لیئے گئے،
خداوند عالم نے ان کو ہزیمت دی وُہ اپنے مال واولاد کو بچا لے گئے۔ حضرتؐ نے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں
قیام فرمایا۔ چونکہ کوئی دشمن نظر نہ آیا لہذا لشکر نے اپنے ہتھیار کھول دیئے اور آنحضرتؐ قضائے حاجت
کے لیئے بغیر کسی ہتھیار کے باہر دُور چلے گئے۔ آپؐ کے اور آپؐ کے اصحاب کے درمیان ایک وادی حائل
تھی۔ اسی اثناء میں قبل اس کے کہ حضرتؐ فارغ ہوں ایک سیلاب آیا اور وادی پانی سے بھر گئی اور
بارش بھی ہونے لگی۔ جب آنحضرتؐ فارغ ہوئے تو ایک کانٹے دار درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ عورث
بن حارث محاربی اور اُس کی قوم نے پہاڑ پر سے آنحضرتؐ کو دیکھا کہ اکیلے بیٹھے ہیں۔ اس کے ساتھیوں
نے کہا کہ اس وقت محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے اصحاب سے الگ ہیں اب اُن کو قتل کر دے اُس نے
کہا اب بھی اگر میں اُن کو قتل نہ کروں تو خدا مجھے برباد کر دے۔ وُہ اپنی تلوار لے کر پہاڑ سے اُترا حضرتؐ
نے اُس وقت اُس کو دیکھا جبکہ وہ ننگی تلوار لیئے سر پر آپہنچا۔ اُس نے کہا اے محمدؐ اس وقت تم کو مجھ سے
کون بچائے گا حضرتؐ نے فرمایا میرا خدا۔ یہ سُنتے ہی وُہ مُنہ کے بل گر پڑا اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ حضرتؐ
نے اس کی تلوار اُٹھالی اور فرمایا اب تُو بتا تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ اُس نے عاجزی سے کہا
کوئی نہیں۔ تو حضرتؐ نے فرمایا خدا کی وحدانیت اور میری پیغمبری کا اقرار کرتا ہے اُس نے کہا نہیں لیکن

عہد کرتا ہوں کہ آپؐ سے کبھی جنگ نہ کروں گا اور نہ آپؐ کے دُشمن کی مدد کروں گا۔ حضرتؐ نے اُس کی تلوار اُس کو واپس دے دی تو وُہ بولا آپؐ مجھ سے بہت بہتر ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا میں تجھ سے کرم کرنے کا زیادہ سزاوار ہوں۔ جب غورث اپنے اصحاب کے پاس واپس گیا تو اُن لوگوں نے پوچھا کیوں تُو نے اُن کو تلوار نہ ماری جبکہ اُن کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اُس نے کہا جب مَیں نے تلوار کا وار کرنا چاہا کسی نے میری پیٹھ پر مارا کہ مَیں گر گیا۔ مجھے نہیں معلوم وُہ کون تھا۔ آخر جلد ہی سیلاب دُور ہو گیا۔ اور آنحضرتؐ اپنے لشکر میں آ گئے۔ کلینی نے بہ حضرت صادقؑ سے روایت کیا ہے کہ یہ واقعہ جنگ ذات الرقاع میں پیش آیا۔

اور اعلام الوریٰ میں روایت کی ہے کہ حضرتؐ غزوۂ بنی نضیر کے بعد غزوۂ بنی لحیان کی جانب متوجہ ہوئے اُسی غزوہ میں عسفان میں بحکمِ خدا نمازِ خوف پڑھی اُس کے بعد جنگِ ذات الرقاع کے لئے تشریف لے گئے اور تمام مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرتؐ شہدائے معونہ کے قصاص کے لئے بنی لحیان کی طرف گئے تھے اور جب وُہ لوگ بھاگ گئے تو آپؐ عسفان کی طرف اہل مکہ کو ڈرانے دھمکانے کے لئے متوجہ ہوئے اور واپس آ گئے اور بیان کرتے ہیں کہ حضرتؐ قبیلۂ غطفان کی شاخیں بنی محارب و بنی ثعلبہ سے جنگ کے لئے نکلے تھے وہی جنگ ذات الرقاع تھی۔ جنگ نہیں ہوئی اور مسلمان اُن کی ایک عورت کو قید کر لائے جس کا شوہر موجود نہ تھا جب وُہ آیا تو آنحضرتؐ کے لشکر کے پیچھے آیا۔ جب آنحضرتؐ نے قیام فرمایا تو ارشاد کیا کہ آج رات ہماری نگہبانی کی جائے۔ تو ایک مہاجر اور ایک انصاری تعینات ہو گئے اور درّہ کے دہانے پر ٹہلنے لگے۔ مہاجر انصاری سے یہ کہہ کر سو گیا کہ تم ابتدائی شب میں پاسبانی کرو آخر شب میں مَیں پاسبانی کروں گا۔ انصاری نماز میں مشغول ہو گیا۔ جب اُس عورت کا شوہر آیا اُس نے دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہے۔ اُس نے ایک تیر اُس کو مارا جو اُس انصاری کے جسم میں پیوست ہو گیا۔ انصاری نے تیر کھینچ لیا لیکن نماز نہیں توڑی اُس شخص نے دُوسرا تیر مارا انصاری نے وُہ بھی کھینچ کر پھینک دیا مگر نماز قطع نہیں کی۔ اسی طرح تیسرا تیر بھی کھینچ کر پھینکا اور رکوع و سجُود سے فارغ ہو کر نماز تمام کی اور اپنے ساتھی کو بیدار کیا اور اُس کو آگاہ کیا کہ دشمن آ گیا ہے۔ جب اُس عورت کے شوہر نے دیکھا کہ وُہ لوگ مطلع ہو گئے تو بھاگ گیا۔ مہاجر نے انصاری کا حال دیکھا تو کہا کہ تم نے پہلے ہی تیر پر مجھ کو کیوں نہ جگایا۔ اُس نے کہا میں سورۃ پڑھ رہا تھا اور اُس کو قطع کرنا پسند نہ کیا۔ جب پے در پے تیر آنے لگے تو نماز پوری کی اور تم کو جگایا۔ اور خدا کی قسم اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ آنحضرتؐ کی مخالفت ہو جائے گی اور پاسبانی میں کمی ہو گی تو میری جان چلی جاتی قبل اس کے کہ سُورۃ قطع کرتا۔

پانچویں فصل } بدرِ صغریٰ کا ذکر اور اُس کے بعد غزوۂ خندق تک کے تمام حالات:۔ شیخ طبرسیؒ وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جب ابوسفیان نے مسلمانوں کو دھمکی دی کہ سال آیندہ بدر کے موقع پر پھر ہمارا تمہارا مقابلہ ہو گا' اور حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کے جواب میں کہہ دو انشاء اللہ تعالیٰ۔ اہل عرب ماہِ ذیقعدہ میں بدر میں بازار قائم کیا کرتے تھے اور وہاں جمع ہو کر خرید و فروخت کرتے تھے۔ جب اُس وعدہ کا وقت آیا حضرتؐ نے صحابہ سے کہا کہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ان لوگوں نے کاہلی برتی اور ناگواری ظاہر کی۔ اُدھر ابوسفیان بھی اپنی دھمکی دینے پر پشیمان ہوا اور سہیل بن عمرو کو مدینہ بھیجا کہ مسلمانوں کو قریش کے لشکر کی

زیادتی اور اسلحے اور ارادہ سے ڈرائے شائد اُن پر خوف طاری ہو جائے۔ اُس وقت خداوندِ عالم نے یہ آیت نازل فرمائی۔ فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَسَى اللّٰہُ اَنْ یَّکُفَّ بَاْسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَاللّٰہُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْکِیْلًا (پ۵ سورۃ النساء آیت ۸۴) یعنی راہِ خدا میں جنگ کرو اے رسُولؐ سوائے تمہاری اپنی ذات کے تم پر کسی کی ذمہ داری نہیں۔ مومنین کو ترغیب و تحریص جنگ پر کرو تاکہ خدا کافروں کے ظلم و ضرر کو تم سے روک دے اور خدا کا خوف و رعب سخت اور اُس کا عذاب بہت شدید ہے۔" جب یہ آیت نازل ہوئی حضرتؐ جنگ کے لئے نکلنے پر تیار ہوئے اور فرمایا خدا کی قسم مَیں جاؤں گا خواہ میں تنہا ہوں اور میرے ساتھ کوئی نہ ہو۔ عبداللہ بن رواحہ کو مدینہ میں چھوڑا اور امیر المومنینؑ کو عَلم دیا اور بدر کی طرف سَتر سواروں کے ساتھ متوجہ ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ پندرہ سو افراد تھے اور دس گھوڑے اور تجارت کا بہت سامان ساتھ لے لیا اور ماہِ ذیقعدہ کی شبِ اوّل ۴ھ کو بدر پر وارد ہوئے اور وہاں آٹھ روز تک مقیم رہے اور اپنے سامانِ تجارت میں سے ایک ایک دو دو درہم کا مال بیچتے رہے جس سے کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب بیٹھ گیا۔ ابوسفیان لعین دو ہزار سواروں کے ساتھ مکہ سے باہر نکلا۔ پچاس گھوڑے ساتھ تھے۔ وُہ مرالظہران تک پہنچا تھا کہ اپنے آنے پر پشیمان ہوا اور کہا یہ خشک سالی کا زمانہ ہے چارہ اور گھاس کم ہے دُوسرے سال چلیں گے جبکہ دانہ و گھاس چوپایوں کے لئے کافی ہو گی۔ یہ سُنکر صفوان بن اُمیہ نے ابُوسفیان کو ملامت کی کہ مَیں کہتا تھا کہ اُن سے جنگ کا وعدہ مت کر اب اگر ہماری طرف سے وعدہ خلافی ہو گی تو ان کی جرأت کا باعث ہو گی۔ آخر وُہ لوگ واپس چلے گئے اور جنگ خندق کی تیاری میں مشغول ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ آیت حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (آیت ۱۷۳ پ۴ سورۃ آلعمران) جو غزوۂ حمراء الاسد کے بیان میں ذکر ہوئی اسی غزوہ میں نازل ہوئی۔

۴ھ کے واقعات میں سے ایک واقعہ بنی ابیرق کا ہے۔ چنانچہ علی بن ابراہیم اور شیخ طبرسیؒ وغیرہم نے روایت کی ہے کہ بنی ابیرق کے خاندان سے تین بھائی بشر، بشیر اور مبشر منافق تھے جو آنحضرتؐ کی اور مسلمانوں کی ہجو کیا کرتے تھے اور کفار کے ذریعہ سے ان کو مشہور کیا کرتے تھے اور قتادہؓ بن نعمان کے چچا کے مکان میں جو مجاہدانِ بدر سے تھے نقب لگا کر اُن کا غلہ وغیرہ جو اُنہوں نے اپنے اہل و عیال کے لئے جمع کر رکھا تھا اور ان کی زرہ اور تلوار چُرا لے گئے۔ قتادہؓ نے آنحضرتؐ سے اس کی شکایت کی بنو ابیرق نے سُنا تو کہا یہ لبید بن جہل کا کام ہے۔ لبید نے سُنا تو تلوار کھینچ کر بنی ابیرق کے مکان پر پہنچا اور کہا تم نے مجھ پر چوری کا الزام لگایا ہے حالانکہ تم ہی نے چوری کی ہے اور آنحضرتؐ کی ہجو کرتے رہتے ہو اور قریش کی طرف منسُوب کرتے ہو۔ واللہ تلوار سے تمہارا کام تمام کر دُوں گا۔ ان لوگوں نے لبید کو نرمی کے ساتھ منت و سماجت کر کے واپس کر دیا اور اُسید بن عروہ کے پاس گئے جو اُن کے قبیلہ سے تھا اور نہایت گویا اور زبان دراز تھا اُس کو آنحضرتؐ کی خدمت میں اس معاملہ میں گفتگو کے لئے بھیجا اُس نے حضرتؐ سے کہا یا رسولؐ اللہ قتادہ نے ہمارے خاندان کے لوگوں پر جو صاحب حسب و نسب

عہد کرتا ہوں کہ آپؐ سے کبھی جنگ نہ کروں گا اور نہ آپؐ کے دُشمن کی مدد کروں گا۔ حضرتؐ نے اُس کی تلوار اُس کو واپس دے دی تو وُہ بولا آپؐ مجھ سے بہت بہتر ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا میں تجھ سے کرم کرنے کا زیادہ سزاوار ہوں۔ جب عورث اپنے اصحاب کے پاس واپس گیا تو اُن لوگوں نے پُوچھا کیوں تُو نے اُن کو تلوار نہ ماری جبکہ اُن کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اُس نے کہا جب مَیں نے تلوار کا وار کرنا چاہا کسی نے میری پیٹھ پر مارا کہ مَیں گر گیا۔ مجھے نہیں معلوم وُہ کون تھا۔ آخر جلد ہی سیلاب دُور ہو گیا۔ اور آنحضرتؐ اپنے لشکر میں آگئے۔ کلینی نے یہ حضرت صادقؑ سے روایت کیا ہے کہ یہ واقعہ جنگ ذات الرقاع میں پیش آیا۔ اور اعلام الورٰی میں روایت کی ہے کہ حضرتؐ غزوۂ بنی نضیر کے بعد غزوۂ بنی لحیان کی جانب متوجہ ہوئے اُسی غزوہ میں عسفان میں بحکم خدا نمازِ خوف پڑھی اُس کے بعد جنگ ذات الرقاع کے لیئے تشریف لے گئے اور تمام مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرتؐ شہدائے معونہ کے قصاص کے لیئے بنی لحیان کی طرف گئے تھے اور جب وُہ لوگ بھاگ گئے تو آپؐ عسفان کی طرف اہل مکہ کو ڈرانے دھمکانے کے لیئے متوجہ ہوئے اور واپس آگئے اور بیان کرتے ہیں کہ حضرتؐ قبیلۂ غطفان کی شاخیں بنی محارب و بنی ثعلبہ سے جنگ کے لیئے نکلے تھے وہی جنگ ذات الرقاع تھی۔ جنگ نہیں ہوئی اور مسلمان اُن کی ایک عورت کو قید کر لائے جس کا شوہر موجود نہ تھا جب وُہ آیا تو آنحضرتؐ کے لشکر کے پیچھے آیا۔ جب آنحضرتؐ نے قیام فرمایا تو ارشاد کیا کہ آج رات ہماری نگہبانی کی جائے۔ تو ایک مہاجر اور ایک انصار تعینات ہو گئے اور درّہ کے دہانے پر ٹہلنے لگے مہاجر انصاری سے یہ کہہ کر سو گیا کہ تم ابتدائی شب میں پاسبانی کرو آخر شب میں مَیں پاسبانی کروں گا۔ انصاری نماز میں مشغول ہو گیا۔ جب اُس عورت کا شوہر آیا اُس نے دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہے۔ اُس نے ایک تیر اُس کو مارا جو اُس انصار کے جسم میں پیوست ہو گیا۔ انصاری نے تیر کھینچ لیا لیکن نماز نہیں توڑی اُس شخص نے دوسرا تیر مارا انصاری نے وُہ بھی کھینچ کر پھینک دیا مگر نماز قطع نہیں کی۔ اسیطرح تیسرا تیر بھی کھینچ کر پھینکا اور رکوع و سجود سے خارغ ہو کر نماز تمام کی اور اپنے ساتھی کو بیدار کیا اور اُس کو آگاہ کیا کہ دشمن آگیا ہے۔ جب اُس عورت کے شوہر نے دیکھا کہ وُہ لوگ مطلع ہو گئے تو بھاگ گیا۔ مہاجر نے انصاری کا حال دیکھا کہا کہ تم نے پہلے ہی تیر پر مجھ کو کیوں نہ جگایا۔ اُس نے کہا میں سورۃ پڑھ رہا تھا اور اُس کو قطع کرنا پسند نہ تھا۔ جب پیاپے تیر آنے لگے تو نماز پوری کی اور تم کو جگایا۔ اور خدا کی قسم اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ آنحضرتؐ کی مخالفت ہو جائے گی اور پاسبانی میں کمی ہو گی تو میری جان چلی جاتی قبل اس کے کہ سُورۃ قطع کرتا۔

پانچویں فصل

بدرِ صغریٰ کا ذکر اور اُس کے بعد غزوۂ خندق تک کے تمام حالات: شیخ طبرسیؒ نے روایت کی ہے کہ جب ابوسفیان نے مسلمانوں کو دھمکی دی کہ سال آیندہ بدر کے موقع پر پھر تمہارا مقابلہ ہوگا"۔ اور حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کے جواب میں کہہ دو انشاء اللہ تعالیٰ"۔ اہل عرب ماہِ ذیقعدہ میں بدر میں بازار قائم کیا کرتے تھے اور وہاں جمع ہو کر خرید و فروخت کرتے تھے۔ جب اُس وعدہ کا وقت آیا حضرتؐ نے صحابہ سے کہا کہ جنگ کے لیئے تیار ہو جاؤ۔ ان لوگوں نے کاہلی برتی اور ناگواری ظاہر کی۔ ابوسفیان بھی اپنی دھمکی دینے پر پشیمان ہوا اور سہل بن عمرو کو مدینہ بھیجا کہ مسلمانوں کو قریش کے لشکر کی

زیادتی اور اسلحے اور ارادہ سے ڈرائے شائد انپر خوف طاری ہو جائے۔ اُس وقت خداوندِ عالم نے یہ آیت نازل فرمائی۔ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿۸۴﴾ سورۃ النسا آیۃ ۸۴) یعنی راہِ خدا میں جنگ کرو اے رسُولؐ سوائے تمہاری اپنی ذات کے تم پر کسی کی ذمّہ داری نہیں۔ مومنین کو ترغیب و تحریص جنگ پر کرو تا کہ خدا کافروں کے ظلم و ضرر کو تم سے روک دے اور خدا کا خوف و رعب سخت اور اُس کا عذاب بہت شدید ہے"۔ جب یہ آیت نازل ہوئی حضرتؐ جنگ کے لیئے نکلنے پر تیار ہوئے اور فرمایا خدا کی قسم مَیں جاؤں گا خواہ میں تنہا ہوں اور میرے ساتھ کوئی نہ ہو۔ عبداللہ بن رواحہ کو مدینہ میں چھوڑا اور امیرالمومنینؑ کو علم دیا اور بدر کی طرف ستّر سواروں کے ساتھ متوجہ ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ پندرہ سو افراد تھے اور دس گھوڑے اور تجارت کا بہت سامال ساتھ لے لیا اور ماہِ ذیقعدہ کی شب اوّل سنہ ۴ھ کو بدر پر وارد ہوئے اور وہاں آٹھ روز تک مقیم رہے اور اپنے سامانِ تجارت میں سے ایک ایک دو دو درہم کا مال بیچتے رہے جس سے کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب بیٹھ گیا۔ ابوسفیان لعین دو ہزار سواروں کے ساتھ مکہ سے باہر نکلا۔ پچاس گھوڑے ساتھ تھے۔ وُہ مرالظہران تک پہنچا تھا کہ اپنے آنے پر پشیمان ہوا اور کہا یہ خشک سالی کا زمانہ ہے چارہ اور گھاس کم ہے دُوسرے سال چلیں گے جبکہ دانہ و گھاس چوپایوں کے لیئے کافی ہو گی۔ یہ سُنکر صفوان بن اُمیہ نے ابُوسفیان کو ملامت کی کہ مَیں کہتا تھا کہ اُن سے جنگ کا وعدہ مت کر اب اگر ہماری طرف سے وعدہ خلافی ہو گی تو ان کی جرأت کا باعث ہو گی۔ آخر وُہ لوگ واپس چلے گئے اور جنگ خندق کی تیاری میں مشغول ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ آیت حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (آیۃ ۱۷۳ پ ۴ سورۃ آلعمران) جو غزوۂ حمراء الاسد کے بیان میں ذکر ہوئی اسی غزوہ میں نازل ہوئی۔

سنہ ۴ھ کے واقعات میں سے ایک واقعہ بنی ابیرق کا ہے۔ چنانچہ علی بن ابراہیم اور شیخ طبرسیؒ وغیرہم نے روایت کی ہے کہ بنی ابیرق کے خاندان سے تین بھائی بشر، بشیر اور مبشر منافق تھے جو آنحضرتؐ کی اور مسلمانوں کی ہجو کیا کرتے تھے اور کفار کے ذریعہ سے ان کو مشہور کیا کرتے تھے اور قتادہ بن نعمان کے چچا کے مکان میں جو مجاہدانِ بدر سے تھے نقب لگا کر اُن کا غلّہ وغیرہ جو اُنہوں نے اپنے اہل و عیال کے لیئے جمع کر رکھا تھا اور ان کی زرہ اور تلوار چُرا لے گئے۔ قتادہؓ نے آنحضرتؐ سے اس کی شکایت کی بنو ابیرق نے سُنا تو کہا یہ لبید بن جہل کا کام ہے۔ لبید نے سُنا تو تلوار کھینچ کر بنی ابیرق کے مکان پر پہنچا اور کہا تم نے مجھ پر چوری کا الزام لگایا ہے حالانکہ تم ہی نے چوری کی ہے اور آنحضرتؐ کی ہجو کہتے رہتے ہو اور قریش کی طرف منسوب کرتے ہو۔ واللہ تلوار سے تمہارا کام تمام کر دُوں گا۔ ان لوگوں نے لبید کو نرمی کے ساتھ منت و سماجت کر کے واپس کر دیا اور اُسید بن عروہ کے پاس گئے جو اُن کے قبیلہ سے تھا اور نہایت گویا اور زبان دراز تھا اُس کو آنحضرتؐ کی خدمت میں اس معاملہ میں گفتگو کے لیئے بھیجا اُس نے حضرتؐ سے کہا یا رسولؐ اللہ قتادہ نے ہمارے خاندان کے لوگوں پر جو صاحب حسب و نسب

اور شرف و عزت والے ہیں چوری کی تہمت لگائی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس واقعہ سے بہت رنجیدہ ہوئے۔ اور قتادہ حضرت کے پاس آئے تو آپؐ نے اُن سے اظہارِ ناراضی فرمایا۔ قتادہ محزون ومغموم اپنے چچا کے پاس آئے اور کہا کیا اچھا ہوتا اگر میں مرگیا ہوتا اور اس معاملہ میں آنحضرتؐ سے گفتگو نہ کرتا۔ اور حضرتؐ کا عتاب مجھ پر نہ آتا۔ اُن کے چچا نے کہا میں خدا سے اس معاملہ میں مدد چاہتا ہوں۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ۙ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ۝ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ۝ (پ۵ آیت ۱۰۵ تا ۱۰۸ سورۃ النسآء) یقیناً ہم نے تمہارے پاس حق کے ساتھ ایسا قرآن بھیجا ہے تاکہ لوگوں کے درمیان تم فیصلہ کرو جس کا خدا نے تم کو وحی کے ذریعہ علم عطا فرمایا ہے اور خیانت کرنے والوں کی حمایت میں گفتگو کرنے والے مت بنو اور خدا سے مغفرت طلب کرو بیشک خدا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ اور پہلے ہی (بغیر تحقیق) خیانت کرنے والوں کی طرفداری مت کرنے لگو کیونکہ خدا بڑے خائن اور گنہگار کو دوست نہیں رکھتا جو انسانوں سے تو اپنی بداعمالیاں چھپاتے ہیں لیکن خدا سے نہیں چھپاتے حالانکہ خدا اُن کے ساتھ ہے جبکہ وُہ رات کے وقت ایسے مکر وفریب کی سازش کرتے ہیں جنکو وُہ پسند نہیں کرتا۔ اور جو کچھ وُہ کرتے ہیں خدا اُس سے آگاہ ہے۔" اس کے بعد اور آیتیں بھی اُن کے عتاب اور تہدید میں نازل فرمائیں۔

پھر علی بن ابراہیم امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ بشیر کے نزدیکی رشتہ داروں کے ایک گروہ نے مشورہ کیا کہ آؤ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر بشیر کے بارے میں گفتگو کریں اور کہیں کہ وُہ اس الزام سے بری ہے۔ جب وُہ لوگ آئے تو آنحضرتؐ نے یہ آیتیں اُن کو سُنائیں تو وُہ لوگ بشیر کے پاس واپس گئے اور اُس سے کہا کہ اپنے قبیح افعال سے توبہ کر اور خدا سے طلب مغفرت کر۔ اُس نے کہا خدا کی قسم لبید نے چرایا ہے میں اس سے بری ہوں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں:۔ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا (پ۵ آیت ۱۱۲ سورۃ النسآء) جو شخص چھوٹا یا بڑا گناہ کرے اور کسی بے گناہ کے سر اُس کو تھوپ دے تو اُس نے اپنے اُوپر گناہ سخت اور بہتان عظیم لاد لیا۔" امامؑ نے فرمایا کہ بشیر کے رشتہ داروں کے حق میں جو اس کی طرف سے حضرتؐ کی خدمت میں عذر خواہی کے لئے آئے تھے خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۭ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ (پ۵ آیت ۱۱۳ سورۃ النسآء) اے رسولؐ اگر خدا کا فضل اور اُس کی رحمت تمہارے ساتھ نہ ہوتی تو بیشک اُن میں سے ایک گروہ نے تم کو تو گمراہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور وُہ گمراہ نہیں کر سکتے مگر اپنے نفسوں کو

اور تم کو قطعی ضرر نہیں پہنچا سکتے اور خدا نے تم کو قرآن وحکمت عطا کی ہے اور وُہ سب کچھ سکھا دیا ہے جو تم نہیں جانتے تھے اور تم پر تو خدا کا بڑا فضل وکرم ہے۔" جب یہ آیتیں ابیرق کے بارے میں نازل ہوئیں تو وُہ لوگ رُسوا ہوگئے اور بشیر بھاگ کر مکہ چلا گیا اور اپنے کفر کا اظہار کیا اور مرتد ہوگیا۔ وہاں بھی وُہ ایک جگہ چوری کرنے گیا تو اُس پر دیوار گر پڑی اور وُہ واصل جہنم ہوا۔ تو خدا نے اُس کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی: وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝ (پ۵ سورۃ النسا آیت ۱۱۵) جو شخص رسولؐ سے عداوت یا اُن کی مخالفت کرے اُس کے بعد جبکہ اُس پر راہِ حق وہدایت واضح ہو جائے اور مومنین کے طریقہ کے سوا دُوسرے طریقہ کی پیروی کرے تو ہم اُس کو اُسیطرف پھیر دیتے ہیں جس طریقہ کو اُس نے اپنے لیئے پسند کیا ہے اور ہم اُس کو پھر جہنم میں جھونک دیتے ہیں اور وُہ بُری بازگشت ہے۔

اُس سال کا ایک واقعہ یہودیوں پر سنگساری کا حکم جاری کرنے کا ہے۔ شیخ طبرسی نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ خیبر کے یہودیوں کی ایک عورت نے جو بہت شریف ونجیب سمجھی جاتی تھی اُنہی کے ایک رئیس سے زنا کی۔ اُس عورت کا شوہر تھا اور اُس مرد کی بھی زوجہ موجود تھی۔ یہودیوں نے گوارا نہ کیا کہ وہ سنگسار کیئے جائیں کیونکہ وُہ ان میں رئیس وسربرآوردہ تھے۔ یہودیوں نے مدینہ کے یہودیوں کو خط لکھا کہ اس مسئلہ کا جواب محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے حاصل کریں اس طمع کے ساتھ کہ شائد حضرتؐ اُن کی سنگساری کا حکم نہ دیں۔ لہٰذا کعب بن اشرف، کعب بن اسید، شعبہ بن عمرو، مالک بن الصیف اور کنانہ بن ابوالحقیق اور یہودیوں کے تمام رؤسا آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ آپ مردِ محصن^{عہ} وزنِ محصنہ^{عہ} کی زنا کا حکم بیان فرمائیے حضرتؐ نے پُوچھا میرے فیصلہ پر تم لوگ راضی ہوگے؟ اُنہوں نے کہا ضرور راضی ہوں گے۔ اُس وقت جبرئیلؑ حکم سنگساری لے کر آئے اور حضرتؐ نے اُن سے بیان فرمایا لیکن اُنہوں نے اس کو منظور کرنے سے انکار کیا۔ جبرئیلؑ نے حضرتؐ سے کہا عبداللہ بن صوریا کو اُن کے درمیان ثالث مقرر فرمائیے۔ آنحضرتؐ نے اُن سے فرمایا تم لوگ اُس یک چشم سادہ اور سُرخ وسفید جوان کو جو فدک میں رہتا ہے جانتے ہو جسکو ابن صوریا کہتے ہیں؟ اُنہوں نے کہا ہاں جانتے ہیں۔ حضرتؐ نے پُوچھا تم لوگ اس کو کیسا سمجھتے ہو؟ اُنہوں نے کہا دُنیا پر یہودیوں میں اُس سے زیادہ عقلمند اور صاحب علم نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اُس کو بُلاؤ۔ غرض عبداللہ بن صوریا حاضر ہوا۔ حضرتؐ نے اُس سے فرمایا کہ تجھ کو قسم دیتا ہوں اُس خدا کی جس نے جناب موسٰیؑ پر توریت نازل فرمائی اور تمہارے واسطے دریا کو شگافتہ کیا اور تم کو ڈوبنے سے نجات دی اور فرعون کو غرق کیا اور تم پر ابر کا سایا کیا اور تمہارے لیئے من وسلوٰی بھیجا، بتا ڈ سنگسار کا حکم توریت میں ہے یا نہیں اُس نے کہا ہاں ہے اُسی خدا کی قسم جس کا آپؐ نے ذکر فرمایا یہ حکم توریت میں موجود ہے۔ اور اگر مجھ کو یہ خوف نہ ہوتا کہ اگر میں جھُوٹ بولوں گا اور حکم توریت کو تبدیل کر دوں گا تو خداوندِ توریت مجھ کو جلا دے گا تو یقیناً محمدؐ

عہ، عہ آزاد شادی شدہ مرد وعورتیں ۱۲۔

اور شرف و عزت والے ہیں چوری کی تہمت لگائی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس واقعہ سے بہت رنجیدہ ہوئے۔ اور قتادہ حضرت کے پاس آئے تو آپؐ نے اُن سے اظہارِ ناراضی فرمایا۔ قتادہ محزون و مغموم اپنے چچا کے پاس آئے اور کہا کیا اچھا ہوتا اگر میں مرگیا ہوتا اور اس معاملہ میں آنحضرتؐ سے گفتگو نہ کرتا۔ اور حضرتؐ کا عتاب مجھ پر نہ آتا۔ اُن کے چچا نے کہا میں خدا سے اس معاملہ میں مدد چاہتا ہوں۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ۙ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۚ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ۙ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ۝ (پ۵ آیت ۱۰۵ تا ۱۰۸ سورۃ النسآء) یقیناً ہم نے تمہارے پاس حق کے ساتھ ایسا قرآن بھیجا ہے تاکہ لوگوں کے درمیان تم فیصلہ کرو جس کا خدا نے تم کو وحی کے ذریعہ علم عطا فرمایا ہے اور خیانت کرنے والوں کی حمایت میں گفتگو کرنے والے مت بنو اور خدا سے مغفرت طلب کرو بیشک خدا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ اور پہلے ہی (بغیر تحقیق) خیانت کرنے والوں کی طرفداری مت کرنے لگو کیونکہ خدا بڑے خائن اور گنہگار کو دوست نہیں رکھتا جو انسانوں سے تو اپنی بداعمالیاں چھپاتے ہیں لیکن خدا سے نہیں چھپاتے حالانکہ خدا اُن کے ساتھ ہے جبکہ وُہ رات کے وقت ایسے مکر و فریب کی سازش کرتے ہیں جنکو وُہ پسند نہیں کرتا۔ اور جو کچھ وُہ کرتے ہیں خدا اُس سے آگاہ ہے"۔ اس کے بعد اور آیتیں بھی اُن کے عتاب اور تہدید میں نازل فرمائیں۔

پھر علی بن ابراہیم امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ بشیر کے نزدیکی رشتہ داروں کے ایک گروہ نے مشورہ کیا کہ آؤ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر بشیر کے بارے میں گفتگو کریں اور کہیں کہ وُہ اس الزام سے بری ہے۔ جب وُہ لوگ آئے تو آنحضرتؐ نے [illegible] اُن کو سُنائیں تو وُہ لوگ بشیر کے پاس واپس گئے اور اُس سے کہا کہ اپنے قبیح افعال سے توبہ کر [illegible] سے طلبِ مغفرت کر۔ اُس نے کہا خدا کی قسم لُبید نے چرایا ہے میں اس سے بری ہوں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں:۔ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا (پ۵ آیت ۱۱۲ سورۃ النسآء) جو شخص چھوٹا یا بڑا گناہ کرے اور کسی بے [illegible] کے سر اُس کو تھوپ دے تو اُس نے اپنے اُوپر گناہ سخت اور بہتان عظیم لاد لیا"۔ امامؑ نے فرمایا کہ بشیر کے رشتہ داروں کے حق میں جو اس کی طرف سے حضرتؐ کی خدمت میں عذر خواہی کے لئے آئے تھے خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ (پ۵ آیت ۱۱۳ سورۃ النسآء) اے رسولؐ اگر خدا کا فضل اور اُس کی رحمت تمہارے ساتھ نہ ہوتی تو بیشک اُن میں سے ایک گروہ نے تم کو تو گمراہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور وُہ گمراہ نہیں کر سکتے مگر اپنے نفسوں کو

اور تم کو قطعی ضرر نہیں پہنچا سکتے اور خدا نے تم کو قرآن و حکمت عطا کی ہے اور وُہ سب کچھ سکھا دیا ہے جو تم نہیں جانتے تھے اور تم پر تو خدا کا بڑا فضل و کرم ہے"۔ جب یہ آیتیں ابیرق کے بارے میں نازل ہوئیں تو وُہ لوگ رُسوا ہوگئے اور بشیر بھاگ کر مکہ چلا گیا اور اپنے کفر کا اظہار کیا اور مرتد ہوگیا۔ وہاں بھی وُہ ایک جگہ چوری کرنے گیا تو اُس پر دیوار گر پڑی اور وُہ واصلِ جہنم ہوُا۔ تو خدا نے اُس کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی:۔ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ (پ۵ سورۃ النسآ آیت ۱۱۵) جو شخص رسولؐ سے عداوت یا اُن کی مخالفت کرے اُس کے بعد جبکہ اُس پر راہِ حق و ہدایت واضح ہو جائے اور مومنین کے طریقہ کے سوا دُوسرے طریقہ کی پیروی کرے تو ہم اُس کو اُسی طرف پھیر دیتے ہیں جس طریقہ کو اُس نے اپنے لئے پسند کیا ہے اور ہم اُس کو پھر جہنم میں جھونک دیتے ہیں اور وُہ بُری بازگشت ہے۔

اُس سال کا ایک واقعہ یہودیوں پر سنگساری کا حکم جاری کرنے کا ہے۔ شیخ طبرسی نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ خیبر کے یہودیوں کی ایک عورت نے جو بہت شریف و نجیب سمجھی جاتی تھی اُنہی کے ایک رئیس سے زنا کی۔ اُس عورت کا شوہر تھا اور اُس مرد کی بھی زوجہ موجود تھی۔ یہودیوں نے گوارا نہ کیا کہ وہ سنگسار کیئے جائیں کیونکہ وُہ ان میں رئیس و سربرآوردہ تھے۔ یہودیوں نے مدینہ کے یہودیوں کو خط لکھا کہ اس مسئلہ کا جواب محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے حاصل کریں اس طرح کے ساتھ کہ شائد حضرتؐ اُن کی سنگساری کا حکم نہ دیں۔ لہٰذا کعب بن اشرف، کعب بن اسید، شعبہ بن عمرو، مالک بن الصیف اور کنانہ بن ابو الحقیق اور یہودیوں کے تمام رؤسا آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ آپ مردِ محصنؔ و زنِ محصنہؔ کی زنا کا حکم بیان فرمائیے حضرتؐ نے پُوچھا میرے فیصلہ پر تم لوگ راضی ہوگے؟ اُنھوں نے کہا ضرور راضی ہوں گے۔ اُس وقت جبریلؑ حکم سنگساری لے کر آئے اور حضرتؐ نے اُن سے بیان فرمایا، لیکن اُنہوں نے اس کو منظور کرنے سے انکار کیا۔ جبریلؑ نے حضرتؐ سے کہا عبداللہ بن صوریا کو اُن کے درمیان ثالث مقرر فرمائیے۔ آنحضرتؐ نے اُن سے فرمایا تم لوگ اُس یک چشم سادہ اور سُرخ و سفید جوان کو جو فدک میں رہتا ہے جانتے ہو جسکو ابن صوریا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں جانتے ہیں۔ حضرتؐ نے پوچھا تم لوگ اس کو کیسا سمجھتے ہو انہوں نے کہا دُنیا میں یہودیوں میں اُس سے زیادہ عقلمند اور صاحبِ علم نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اُس کو بُلاؤ۔ غرض عبداللہ بن صوریا حاضر ہوُا۔ حضرتؐ نے اُس سے فرمایا کہ تجھ کو قسم دیتا ہوں اُس خدا کی جس نے جناب موسٰیؑ پر توریت نازل فرمائی اور تمہارے واسطے دریا کو شگافتہ کیا اور تم کو ڈوبنے سے نجات دی اور فرعون کو غرق کیا اور تم پر ابر کا سایہ کیا اور تمہارے لیئے من و سلویٰ بھیجا، بتاؤ سنگسار کا حکم توریت میں ہے یا نہیں اُس نے کہا ہاں ہے اُسی خدا کی قسم جس کا آپؐ نے ذکر فرمایا یہ حکم توریت میں موجود ہے۔ اور اگر مجھ کو یہ خوف نہ ہوتا کہ اگر میں جھُوٹ بولوں گا اور حکمِ توریت کو تبدیل کر دوں گا تو خداوندِ توریت مجھ کو جلا دے گا تو یقیناً اے محمدؐ

ا۔ ۲۔ آزاد شادی شدہ مرد و عورتیں ۱۲۔

رے لیئے میں اس حکم کا اقرار نہ کرتا۔ آپ بتائیے کہ آپ کی کتاب ں کا کیا حکم ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا جبکہ
عادل گواہ یہ گواہی دیں کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے اس طرح دیکھا ہے جس طرح سلائی سُرمہ دان میں
ا ہے اور اُن میں سے دونوں محصن ہوں تو اُن کا سنگسار کرنا واجب ہے۔ ابن صوریا نے کہا خدا نے
یت میں بھی ایسا ہی حکم نازل فرمایا ہے۔ حضرتؐ نے پوچھا بتاؤ اس حکم میں تم نے تغیر کیوں یا ہے؟
وریا نے کہا جب ہمارے امیر اور رئیس لوگ زنا کرتے ہیں تو ہم اُن کو سنگسار نہیں کرتے اور جب کمزور
یب لوگ کرتے ہیں تو ہم ان کو سنگسار کر دیتے ہیں۔ اسی سبب سے ہمارے بڑے اور امیر لوگوں میں زنا زیادہ
ا ہے یہانتک کہ ہمارے بادشاہ کے چچازاد بھائی نے زنا کی اور ہم نے اس کو سنگسار نہیں کیا۔ اور
یک دوسرے غریب سے زنا سرزد ہوئی تو بادشاہ نے اُس کو سنگسار کرنا چاہا تو اُس کے عزیزوں نے کہا
لک اپنے چچازاد بھائی کو سنگسار نہ کرو گے ہم اس کو بھی سنگسار نہ کرنے دیں گے۔ اُس وقت علماء نے
ہ کیا کہ ہم کو حکم زنا دوسرا مقرر کرنا چاہیئے جو شریف و وضیع کے لیئے ہو۔ اُس وقت سے یہ طے پایا کہ جب
، میں سے کوئی زنا کرے تو ہم اس کو چالیس تازیانے مارتے ہیں اور اُس کا مُنہ کالا کرکے اُلٹی طرف سے
ھے پر سوار کرکے گلی کوچوں میں پھراتے ہیں اور اب تک یہی حکم ہمارے یہاں جاری ہے۔ اُس وقت
وں نے کہا تُو نے اس قدر اقرار کر لیا اور ہم نے جو کچھ تیرے حق میں بیان کیا تھا درحقیقت جھوٹ کہا
، لیئے کہ نہیں چاہتے تھے کہ تیری غیبت کریں۔ ابن صوریا نے کہا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے
م دی اس وجہ سے مَیں جھوٹ نہ بیان کر سکا۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے ان دونوں کو مسجد میں سنگسار کیا گیا
تؐ نے فرمایا کہ مَیں پہلا شخص ہوں جو خدا کے حکم کو زندہ کرتا ہے اگرچہ لوگ اس کو پوشیدہ کرنا چاہتے
ں وقت یہ آیت نازل ہوئی یَا اَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا
نْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ (پ سورۃ مائدہ آیت ۱۵) اے اہل توریت
مارا رسولؐ تمہاری طرف آیا ہے جو تمہاری بہت سی باتیں جو کتاب خدا کی تم چھپاتے ہو تم سے بیان
، اور بہت سی معاف کر دیتا ہے اور ظاہر نہیں کرتا۔ یہ سُنتے ہی ابن صوریا اُچھل پڑا اور حضرتؐ کے
اتھ رکھ کر بولا میں خدا سے اور آپ سے چاہتا ہوں اس سے کہ اُن بہت سی باتوں کو جن کے
ں خدا نے فرمایا ہے کہ ہمارا رسولؐ معاف کر دیتا ہے آپؐ ظاہر نہ فرمائیے اور ہم کو رُسوا نہ کیجیئے۔ پھر
پ کا خواب کیسا ہے حضرتؐ نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا۔ پھر اُس نے پوچھا
کیجیئے کہ کیوں لڑکا کبھی باپ کے ہم شبیہ ہو کبھی ماں کا۔ فرمایا کہ جس کا جوہرِ انسانی زیادہ ہو جاتا
سی سے زیادہ مشابہ ہوتا ہے۔ اُس نے کہا سچ ہے۔ پھر پُوچھا کہ بچّہ کا کون سا عضو مرد کی آب منی سے
ور کون سا عضو عورت کے آبِ منی سے بنتا ہے؟ یہ سُنتے ہی حضرتؐ پر غشی طاری ہو گئی جب افاقہ
، کا چہرۂ اقدس سُرخ تھا اور پیشانی انور سے پسینہ کے قطرے ٹپک رہے تھے اور یہ وہ حالت ہے
حی کے وقت حضرتؐ پر طاری ہوتی تھی۔ پھر حضرتؐ نے ابن صوریا سے فرمایا کہ ہڈی، پٹھے اور رگیں
ی سے بنتے ہیں اور گوشت، خون، ناخن اور بال عورت کی منی سے تیار ہوتے ہیں۔ اُس نے کہا سچ ہے

یہی پیغمبروں کا کلام اور کردار ہے، اور مسلمان ہو گیا۔ جب اُن سب لوگوں نے واپس جانا چاہا بنی قریظہ نے
بنی نضیر کو پکڑ لیا اور کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ ہمارے بھائی بنو نضیر ہیں ان کے اور ہمارے
آباؤ اجداد ایک ہیں اور ان کا اور ہمارا دین بھی ایک ہے۔ لیکن یہ لوگ ہم پر ظلم کرتے ہیں جب ہم میں کوئی
ان کے کسی آدمی کو قتل کر دیتا ہے تو اُس کے عوض یہ قاتل کو بھی قتل کر دیتے ہیں اور ایک سو چالیس وسق خرما
بھی لیتے ہیں۔ اگر وہ مقتول عورت ہوتی ہے تب بھی یہ ہمارے مرد کو اُس کے عوض قتل کرتے ہیں اور اگر وہ
مقتول مرد ہوتا ہے تو یہ ہمارے دو مردوں کو اُس کے عوض قتل کرتے ہیں۔ اگر وہ مقتول غلام ہوتا ہے تو
یہ ہمارے آزاد شخص کو قتل کرتے ہیں اور ہمارے زخموں کو اپنے زخموں کے نصف کے برابر شمار کرتے ہیں
اُس وقت خدا نے آیت رجم و قصاص نازل فرمائی۔

سنہ ۴ھ میں شراب کے حرام ہونے کا حکم نازل ہوا۔ اسی سال حضرتؐ نے ام سلمہ سے تزویج فرمائی جو
آپؐ کی بیویوں میں سب سے زیادہ پاک نفس تھیں۔ اسی سال زینبؓ دختر خزیمہ کا انتقال ہوا جو آنحضرتؐ
کی زوجہ تھیں اور عبداللہ بن عثمان کا انتقال ہوا جو رقیہ کے بطن سے تھے۔ اسی سال فاطمہؓ بنت اسد مادر
جناب امیر علیہ السلام رحمت رب العالمین سے واصل ہوئیں۔ آپ کی تجہیز و تکفین اور نماز وغیرہ کے تمام حالات
اور آپ کے فضائل انشاء اللہ اس کے بعد بیان کیئے جائیں گے۔ اور مروی ہے کہ اسی سال تیسری ماہ شعبان
کو حضرت سید الشہداء جناب امام حسین علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔

پینتیسواں باب ۳۵

جنگِ خندق کا بیان جس کو جنگِ احزاب بھی کہتے ہیں

علی بن ابراہیم اور شیخ مفید اور شیخ طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ غزوۂ احزاب ماہ رمضان
سنہ ۵ھ میں واقع ہوا اور اُس کا سبب یہ تھا کہ جب آنحضرتؐ نے بنو نضیر کو مدینہ سے نکالا۔ وہ فرزندانِ
ہارونؑ میں سے یہودیوں کی ایک جماعت تھی۔ اُن میں سے بہت سے خیبر میں جا کر آباد ہو گئے۔ ان کا
رئیس حیی بن اخطب مکہ جا کر ابوسفیان اور سرداران قریش سے ملا اور کہا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے
ہمارے اور تمہارے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا ہے اور ان کی دشمنی ہمارے اور تمہارے ساتھ
بہت سخت ہو گئی ہے۔ انہوں نے ہم کو ہمارے گھروں سے نکال باہر کر دیا۔ ہمارے مال و متاع کھیت
وغیرہ چھین لیئے ہمارے چچا کی اولادوں بنی قینقاع کو بھی جلا وطن کر دیا۔ لہٰذا کوشش کرو دوڑ دھوپ
کرکے اپنے حلیفوں اور ان کے علاوہ قبائلِ عرب کو جمع کرو تو ہم اُن پر حملہ کریں۔ مدینہ میں بھی ہمارے

تمہارے لیئے میں اس حکم کا اقرار نہ کرتا۔ آپ بتائیے کہ آپ کی کتاب میں اس کا کیا حکم ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا جبکہ چار عادل گواہ یہ گواہی دیں کہ اُنہوں نے اپنی آنکھوں سے اس طرح دیکھا ہے جس طرح سلائی سُرمہ دان میں ہوتی ہے اور اُن میں سے دونوں محصن ہوں تو اُن کا سنگسار کرنا واجب ہے۔ ابن صوریا نے کہا خدا نے تورایت میں بھی ایسا ہی حکم نازل فرمایا ہے۔ حضرتؐ نے پُوچھا بتاؤ اس حکم میں تم نے تغیر کیوں کر دیا ہے؟ ابن صوریا نے کہا جب ہمارے امیر اور رئیس لوگ زنا کرتے ہیں تو ہم اُن کو سنگسار نہیں کرتے اور جب کمزور اور غریب لوگ کرتے ہیں تو ہم ان کو سنگسار کر دیتے ہیں۔ اسی سبب سے ہمارے بڑے اور امیر لوگوں میں زنا زیادہ ہو گئی ہے یہانتک کہ ہمارے بادشاہ کے چچازاد بھائی نے زنا کی اور ہم نے اس کو سنگسار نہیں کیا۔ اور جب ایک دوسرے غریب سے زنا سرزد ہوئی تو بادشاہ نے اُس کو سنگسار کرنا چاہا تو اُس کے عزیزوں نے کہا جب تک اپنے چچازاد بھائی کو سنگسار نہ کرو گے ہم اس کو بھی سنگسار نہ کرنے دیں گے۔ اُس وقت علماء نے مشورہ کیا کہ ہم کو حکم زنا دوسرا مقرر کرنا چاہیئے جو شریف و وضیع کے لیئے ہو۔ اُس وقت سے یہ طے پایا کہ جب امیروں میں سے کوئی زنا کرے تو ہم اس کو چالیس تازیانے مارتے ہیں اور اُس کا مُنہ کالا کر کے اُلٹی طرف سے گدھے پر سوار کر کے گلی کُوچوں میں پھراتے ہیں اور اب تک یہی حکم ہمارے یہاں جاری ہے۔ اُس وقت یہودیوں نے کہا تُو نے اس قدر اقرار کر لیا اور ہم نے جو کچھ تیرے حق میں بیان کیا تھا در حقیقت جھُوٹ کہا تھا اس لیئے کہ نہیں چاہتے تھے کہ تیری غیبت کریں۔ ابن صوریا نے کہا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے قسم دی اس وجہ سے مَیں جھُوٹ نہ بیان کر سکا۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے ان دونوں کو مسجد میں سنگسار کیا گیا اور حضرتؐ نے فرمایا کہ مَیں پہلا شخص ہوں جو خدا کے حکم کو زندہ کرتا ہے اگرچہ لوگ اس کو پوشیدہ کرنا چاہتے ہیں۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی یَا اَھْلَ الْکِتَابِ قَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ کَثِیْرًا مِّمَّا کُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْکِتَابِ وَ یَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ (پ سورۃ مائدہ آیت ۱۵) اے اہل توریت بیشک ہمارا رسولؐ تمہاری طرف آیا ہے جو تمہاری بہت سی باتیں جو کتاب خدا کی تم چھپاتے ہو تم سے بیان کرتا ہے اور بہت سی معاف کر دیتا ہے اور ظاہر نہیں کرتا۔ یہ سُنتے ہی ابن صوریا اُچھل پڑا اور حضرتؐ کے زانو پر ہاتھ رکھ کر بولا میں خدا سے اور آپ سے پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ اُن بہت سی باتوں کو جن کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے کہ ہمارا رسُولؐ معاف کر دیتا ہے آپؐ ظاہر نہ فرمائیے اور ہم کو رُسوا نہ کیجئے۔ پھر پُوچھا کہ آپ کا خواب کیسا ہے حضرتؐ نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا۔ پھر اُس نے پُوچھا مجھے آگاہ کیجئے کہ کیوں لڑکا کبھی باپ کے ہم شبیہ ہوتا ہے کبھی ماں کا۔ فرمایا کہ جس کا جوہرِ انسانی زیادہ ہو جاتا ہے لڑکا اُسی سے زیادہ مشابہ ہوتا ہے۔ اُس نے کہا سچ ہے۔ پھر پُوچھا کہ بچہ کا کون سا عضو مرد کی آب منی سے بنتا ہے اور کون سا عضو عورت کے آب منی سے بنتا ہے؟ یہ سُنتے ہی حضرتؐ پر غشی طاری ہو گئی۔ جب افاقہ ہوا تو آپ کا چہرۂ اقدس سُرخ تھا اور پیشانی انور سے پسینہ کے قطرے ٹپک رہے تھے اور یہ وُہ حالت تھی جو نزولِ وحی کے وقت حضرتؐ پر طاری ہوتی تھی۔ پھر حضرتؐ نے ابن صوریا سے فرمایا کہ ہڈی، پٹھے اور رگیں تو مرد کی منی سے بنتے ہیں اور گوشت، خون، ناخن اور بال عورت کی منی سے تیار ہوتے ہیں۔ اُس نے کہا سچ ہے

یہی پیغمبروں کا کلام اور کردار ہے' اور مسلمان ہو گیا۔ جب اُن سب لوگوں نے واپس جانا چاہا بنی قریظہ نے بنی نضیر کو پکڑ لیا اور کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ ہمارے بھائی بنو نضیر ہیں ان کے اور ہمارے آباؤ اجداد ایک ہیں اور ان کا اور ہمارا دین بھی ایک ہے۔ لیکن یہ لوگ ہم پر ظلم کرتے ہیں جب ہم میں کوئی ان کے کسی آدمی کو قتل کر دیتا ہے تو اُس کے عوض یہ قاتل کو بھی قتل کر دیتے ہیں اور ایک سو چالیس وسق خرما بھی لیتے ہیں۔ اگر وُہ مقتول عورت ہوتی ہے تب بھی یہ ہمارے مرد کو اُس کے عوض قتل کرتے ہیں اور اگر وُہ مقتول مرد ہوتا ہے تو یہ ہمارے دو مردوں کو اُس کے عوض قتل کرتے ہیں۔ اگر وُہ مقتول غلام ہوتا ہے تو یہ ہمارے آزاد شخص کو قتل کرتے ہیں اور ہمارے زخموں کو اپنے زخموں کے نصف کے برابر شمار کرتے ہیں۔ اُس وقت خدا نے آیتِ رجم و قصاص نازل فرمائی۔

سنہ ۴ھ میں شراب کے حرام ہونے کا حکم نازل ہوا۔ اسی سال حضرتؐ نے ام سلمہ سے تزویج فرمائی آپؐ کی بیویوں میں سب سے زیادہ پاک نفس تھیں۔ اسی سال زینبؓ دختر خزیمہ کا انتقال ہوا جو آنحضرتؐ کی زوجہ تھیں اور عبداللہ بن عثمان کا انتقال ہوا جو رقیہ کے بطن سے تھے۔ اسی سال فاطمہؓ بنت اسد مادر جناب امیر علیہ السلام رحمت رب العالمین سے واصل ہوئیں۔ آپ کی تجہیز و تکفین اور نماز وغیرہ کے تمام حالات اور آپ کے فضائل انشاء اللہ اس کے بعد بیان کیئے جائیں گے۔ اور مروی ہے کہ اسی سال تیسری ماہ شعبان کو حضرت سید الشہداء جناب امام حسین علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔

---

۳۵ پینتیسواں باب

جنگِ خندق کا بیان جس کو جنگِ احزاب بھی کہتے ہیں

علی بن ابراہیم اور شیخ مفید اور شیخ طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ غزوۂ احزاب ماہ رمضان سنہ ۵ھ میں واقع ہوا اور اُس کا سبب یہ تھا کہ جب آنحضرتؐ نے بنو نضیر کو مدینہ سے نکالا۔ وُہ فرزند ہارونؑ میں سے یہودیوں کی ایک جماعت تھی۔ اُن میں سے بہت سے خیبر میں جا کر آباد ہو گئے۔ ا[ن کا] رئیس حیی بن اخطب مکہ جا کر ابوسفیان اور سرداران قریش سے ملا اور کہا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہمارے اور تمہارے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا ہے اور ان کی دشمنی ہمارے اور تمہارے ساتھ بہت سخت ہو گئی ہے۔ انہوں نے ہم کو ہمارے گھروں سے نکال باہر کر دیا۔ ہمارے مال و متاع کھیت وغیرہ چھین لیئے ہمارے چچا کی اولادوں بنی قینقاع کو بھی جلاوطن کر دیا۔ لہٰذا کوشش کرو دوڑ دھوپ کر کے اپنے حلیفوں اور ان کے علاوہ قبائلِ عرب کو جمع کرو تو ہم اُن پر حملہ کریں۔ مدینہ میں بھی ہما[رے]

سات سو افراد بنو قریظہ میں سے ہیں اور سب کے سب شجاع لڑنے والے ہیں۔ ان کے اور محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے درمیان عہد و پیمان اگرچہ ہو چکا ہے تاہم میں اُن کو پیمان شکنی پر راضی کر لوں گا تاکہ وُہ محمدؐ کے دفع کرنے میں ہماری مدد کریں۔ تم مدینہ کی ایک طرف سے حملہ کرو۔ وُہ لوگ دُوسری طرف سے محمدؐ اور اُن کے اصحاب کو درمیان میں لے کر ختم کر دیں۔ بنو قریظہ کی آبادی سے مدینہ کا فاصلہ دو میل کا تھا۔ ان کی بستی کو بیر عبد المطلب کہتے تھے۔ ابن اخطب اسیطرح قبائل عرب کے پاس کفار مکہ کے ساتھ جا جا کر کوشش کرتا رہا یہانتک کہ دو ہزار افراد قریش و کنانہ و اقرع بن حابس اپنی قوم کے ساتھ اور عباس بن مرداس بنی سلیم کے ساتھ اور شیخ مفید اور طبرسی کی روایت کے مطابق سلام بن ابی الحقیق، حیّ بن اخطب، کنانہ بن ربیع، ہودہ ابن قیس اور ابو عمارہ والبی بنی نضیر کی جماعت کے ساتھ اور بنی والبہ مکہ میں جمع ہوئے اور ابو سفیان سے گفتگو کی ابتدا کی کیونکہ جناب رسُولِ خدا سے اس کی عداوت اور جنگ میں آنحضرتؐ کے ساتھ پیش قدمی سب سے زیادہ جانتے تھے اس لیئے اس سے مدد کے طالب ہوئے۔ ابوسفیان نے کہا میں تمہارے ساتھ متفق ہوں۔ چلو اور تمام قریش کو آمادہ کرو۔ غرض وُہ سب کے سب رؤسائے قریش کے پاس پہنچے اور کہا کہ ہم سب تم لوگوں کے تابع ہیں اور تم سے اس امر پر اتفاق کرتے ہیں کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکیں۔ قریش نے ان سے کہا تم سابق اہل کتاب ہو اور محمدؐ کے دین اور ہمارے دین کو جانتے ہو۔ بتاؤ ہمارا دین بہتر ہے یا اُن کا؟ اور حق کے سزاوار ہم ہیں یا وُہ ہیں۔ یہودیوں نے کہا نہیں ان کے دین سے تمہارا دین بہتر ہے۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی:۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا (آیت ۵۲ سورۃ النساء پ۵) اے رسُولؐ کیا تم ان لوگوں کو نہیں دیکھتے ہو جنکو کتاب کا کچھ علم حاصل ہے مسلمانوں سے عداوت کے سبب قریش کے بتوں پر ایمان لاتے ہیں جو جبت و طاغوت ہیں اور کافروں کے حق میں کہتے ہیں کہ وُہ اُن لوگوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں جو محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لائے ہیں اور اُن کا طریقہ اور راستہ ان لوگوں سے زیادہ سیدھا اور درست ہے۔ یہی لوگ ہیں جنپر خدا نے لعنت کی ہے۔ اور جس پر خدا نے لعنت کی تم اُس کا کوئی مددگار نہ پاؤ گے۔ غرض قریش بہت خوش ہو گئے کہ یہودیوں نے ان کے دین کے حق ہونے کی تصدیق کر دی اور ابو سفیان نے کہا اب خدا نے تم کو دشمن پر قابو دے دیا ہے۔ یہ یہودی آئے ہیں اور تم سے متفق ہو گئے ہیں اس پر کہ یا تو مار ڈالے جائیں گے یا محمدؐ اور ان کے اصحاب کو فنا کر دیں گے۔ پھر تو قریش نے یہودیوں سے اتفاق کیا۔ پھر یہودی وہاں سے قبیلۂ غطفان کے پاس گئے اور کہا قریش ہم سے متفق ہو گئے ہیں تو انہوں نے بھی اپنی رضامندی ظاہر کی۔ غرض قریش ابوسفیان کی سرکردگی میں نکلے اور بنی غطفان عیینہ بن حصن فزاری کے ساتھ، حارث بن عوف بنی مرہ کے ساتھ، مشعر بن جبلہ اپنے تابعین قبیلۂ اشجع کے ساتھ اکٹھے ہوئے۔ پھر اپنے حلیفوں کے پاس جو بنی اسد سے تھے خطوط لکھے تو طلحہ اپنے تابعین کو بنی اسد سے لے کر آیا۔ قریش نے بنی سلیم کو لکھا تو ابو الاعور سلمی اپنے پیروؤں کو لے کر آیا۔ جب یہ خبر آنحضرتؐ کو ملی تو آپؐ نے اپنے اصحاب کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ وُہ سات سو

افراد تھے۔ جناب سلمانؓ نے کہا یا رسُولَ اللہ مختصر جماعت کثیر لشکر کے مقابلہ پر جنگ کے لیئے نہیں ٹھہر سکتی۔ حضرتؐ نے فرمایا پھر ہم کو کیا کرنا چاہیئے۔ سلمانؓ نے کہا ہم اپنے شہر کے گرد خندق کھودتے ہیں جو ہمارے اور ان کے درمیان حائل ہو اور وُہ ہر طرف سے ہم پر حملہ نہ کر سکیں اور جنگ صرف ایک طرف سے ہو۔ ہم بلاد عجم میں جب لشکر گراں ہم پر حملہ آور ہوتا تھا تو ایسا ہی کرتے تھے کہ جنگ ایک مقام معین سے ہو۔ اُس وقت حضرت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا سلمانؓ کی رائے بہتر ہے اُسی پر عمل کرنا چاہیئے۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے اُحد کے اطراف سے راتج تک زمین کی پیمائش کی گئی اور ہر بیس یا چالیس قدم تک زمین مہاجرین و انصار میں کھودنے کے لیئے تقسیم کی گئی۔ کدال اور بیلچے لائے گئے اور حضرتؐ نے ابتدا مہاجرین کی طرف سے خود فرمائی۔ کدال لے کر کھودنے لگے۔ جناب امیرؑ مٹی پھینکتے تھے یہانتک کہ حضرتؐ پسینہ میں غرق ہو گئے اور تھک گئے۔ اور فرمایا دنیاوی زندگی کچھ نہیں حقیقت میں آخرت کی زندگی ہے۔ خداوندا مہاجرین و انصار کو بخش دے۔ جب مسلمانوں نے حضرتؐ کو زمین کھودتے دیکھا تو خود بھی نہایت محنت و کوشش سے زمین کھودنے اور مٹی ہٹانے میں مشغول ہو گئے۔ دُوسرے روز صبح ہی سے خندق پر آ گئے اور آنحضرتؐ مسجد فتح میں تشریف فرما تھے۔ صحابہ خندق کھودنے لگے ناگاہ ایک پتھر ظاہر ہوا جس پر کدال کام نہیں کرتا تھا آخر جابر بن عبد اللہ انصاری کو حضرتؐ کی خدمت میں بھیجا۔ جابر کہتے ہیں کہ جب میں مسجد میں پہنچا تو دیکھا کہ حضرتؐ پیٹھ کے بل لیٹے ہیں اور چادر سر اقدس کے نیچے ہے اور بھوک کے سبب شکم پر پتھر باندھے ہوئے ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسُولَ اللہ زمین میں ایک پتھر ظاہر ہوا ہے جس پر کدال کام نہیں کرتا۔ حضرتؐ یہ سُنکر اُٹھے اور بہت جلد وہاں پہنچے۔ پانی منگا کر وضو کیا اور ایک چلو دہن اقدس میں لے کر غرارہ کیا اور اُس پتھر پر کلی کی پھر کدال لے کر اس پتھر پر ایک ضربت لگائی جس سے ایک بجلی سی چمکی۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ اس کی روشنی میں ہم نے قصرہائے شام دیکھے۔ دُوسری ضربت پر پھر روشنی ہوئی جس میں قصرہائے مدائن نظر آئے۔ تیسری بار ضربت لگائی تو یمن کے قصور دکھائی دیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ مقامات جن پر بجلی چمکی ہے تم فتح کرو گے۔ یہ سُنکر مسلمان خوش و مسرور ہوئے منافقوں نے آپس میں کہا قیصر و کسرےٰ کے ملکوں کا وعدہ کرتے ہیں اور خوف و ہیبت کے سبب خود خندق کھود رہے ہیں۔ اُس وقت خدا نے آیت قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ الخ (آیت ۲۶ سورۃ آل عمران پ۳) منافقین کی تکذیب و تادیب میں نازل فرمائی۔ ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ جب پہلی مرتبہ کدال حضرتؐ نے مارا اور پتھر کچھ ٹوٹا تو حضرتؐ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا خدا نے شام کی کنجیاں مجھ کو عطا فرمائیں۔ اور خدا کی قسم وہاں کے قصرہائے سُرخ میں دیکھ رہا ہوں۔ پھر دُوسرا کدال مارا تو دُوسرا تہائی حصہ پتھر ٹوٹا۔ حضرتؐ نے فرمایا اللہ اکبر خدا نے ملک فارس کی کنجیاں مجھ کو عطا فرمائیں اور بخدا میں اس وقت مدائن کا قصر سفید دیکھ رہا ہوں۔ جب تیسرا کدال مارا تو پُورا پتھر ٹوٹ گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اللہ اکبر خدا نے یمن کی کنجیاں مجھے دیں اور خدا کی قسم میں صنعا کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔ کلینی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کدال امیر المومنینؑ یا جناب سلمانؓ کے ہاتھ سے لے کر ایک ضربت ماری جس سے پتھر تین ٹکڑے ہو گیا تو فرمایا کہ اسی ضربت سے قیصر و کسرےٰ کے خزانے مجھ پر کھل گئے۔ یہ سُنکر اول نے دوم سے کہا ہم خوف و خطر

سبب قضائے حاجت کو تو جا نہیں سکتے اور یہ بادشاہ عجم و بادشاہ روم کے مُلکوں کا ہم سے وعدہ کرتے ہیں اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق کے لئے خط کھینچا چار چار ہاتھ ہر ایک شخص کو کھودنے کا حکم فرمایا۔ اُس وقت مہاجرین و انصار میں جناب سلمانؓ کے متعلق بحث ہونے لگی۔ چونکہ وُہ ایک قوی آدمی تھے مہاجرین کہتے تھے ہم میں سے ہیں اور انصار کہتے تھے کہ وُہ ہم میں سے ہیں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں سلمانؓ ہم اہل بیت میں سے ہیں۔ غرض علی بن ابراہیم اس کے آگے بیان کرتے ہیں کہ جابرؓ کہتے ہیں کہ وُہ پتھر آنحضرتؐ کے اعجاز سے مثل ریت کے چُور چُور ہو گیا اور مجھے محسوس ہوا کہ آنحضرتؐ بھوکے ہیں۔ مَیں نے عرض کی یا حضرت کیا ممکن ہے کہ آپ میرے یہاں ناشتہ کر لیں۔ حضرتؐ نے پوچھا تمہارے پاس کیا ہے۔ مَیں نے عرض کی ایک بکری کا بچہ اور ایک صاع جَو۔ فرمایا اچھا جاؤ جو کچھ تمہارے پاس ہے اُس کو تیار کرو۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ مَیں گھر گیا اور اپنی زوجہ سے ماجرا بیان کیا اُس نے جَو کو پیسا اور مَیں نے بزغالہ کا گوشت ذبح کر کے بنایا۔ جب روٹیاں اور سالن تیار ہو گیا تو حضرتؐ کی خدمت میں جا کر عرض کیا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں یا رسُولؐ اللہ کھانا تیار ہے تشریف لے چلیئے اور اپنے ہمراہ جس کو چاہیں لے لیں۔ آنحضرتؐ یہ سُنکر خندق کے کنارے کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا اے گروہِ مہاجرین و انصار جابرؓ نے تم لوگوں کی دعوت کی ہے قبول کرو۔ اُس وقت سات سو اشخاص خندق میں موجود تھے۔ یہ سُنکر سب کے سب باہر نکل آئے اور میرے گھر کو روانہ ہوئے۔ آنحضرتؐ سے راستہ میں جو مہاجر یا انصار مل جاتا حضرتؐ اُس سے فرماتے کہ چلو جابرؓ نے دعوت کی ہے قبول کرو۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ مَیں سب سے پہلے گھر پہنچا اور اپنی زوجہ سے صُورتِ حال بیان کی اور کہا حضرتؐ تو مع تمام مہاجرین و انصار کے آ رہے ہیں کہ کسی کو ان کی دعوت کی طاقت نہیں ہے۔ زوجہ نے پُوچھا کہ تم نے حضرتؐ کو بتا دیا تھا کہ کھانے کا کیا سامان ہے؟ جابرؓ نے کہا ہاں بتا دیا ہے تو زوجہ نے کہا پھر کیا فکر ہے آنحضرتؐ خود بہتر سمجھتے ہیں۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ حضرتؐ اسی اثنا میں داخلِ خانہ ہوئے اور دیگ میں دیکھا اور فرمایا کہ کفگیر سے سالن نکال کر لاؤ اور تھوڑا سا تہہ میں رہنے دو۔ پھر تنور کے پاس آئے اور روٹیاں دیکھیں۔ فرمایا روٹیاں نکالو اور کچھ تنور میں رہنے دو۔ پھر پیالہ طلب کیا اور اپنے دستِ مبارک سے اُس میں روٹیاں توڑ توڑ کر رکھیں اور کفگیر سے شوربا اُس میں ڈالا اور فرمایا کہ دس اشخاص آئیں اور کھائیں دس آدمی کھا کر سیر ہو گئے۔ پھر حضرتؐ نے بزغالہ کا ایک دست منگایا اور اُن دس اشخاص کو کھلایا۔ پھر دُوسرے دس اشخاص کو بُلایا وُہ بھی کھا کر سیر ہوئے لیکن پیالے میں اُن کے کھانے سے کوئی کمی نہیں ہوئی بجز اس کے کہ اُن کی اُنگلیوں کا نشان پڑ گیا۔ پھر حضرتؐ نے دوسرا دستِ بزغالہ طلب فرمایا میں نے لا کر دیا وُہ بھی ان کو کھلا دیا۔ پھر دُوسرے دس افراد آئے ان کو بھی کھلایا اور حضرتؐ نے پھر ایک دست طلب فرمایا میں لے آیا وُہ بھی کھلایا گیا۔ آخر مَیں نے حضرتؐ سے عرض کی یا رسُولؐ اللہ بکریوں کے کتنے دست ہوتے ہیں فرمایا دو۔ مَیں نے عرض کی اُسی خدا کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے مَیں تین دست لا چکا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر تم نہ بولتے تو البتہ تمام اشخاص دست ہی کھاتے۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ اسیطرح دس دس آدمی آتے اور کھاتے رہے یہانتک کہ تمام لوگ کھا کر سیر ہو گئے اور اس قدر کھانا بچ رہا کہ ہم لوگ کئی روز تک کھاتے رہے

غرض علی بن ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ عمار یاسر خندق کھودنے میں مشغول تھے کہ جناب عثمان اُدھر سے گزرے غبار بلند تھا حضرت عثمان آستین اپنے ناک پر رکھ کر وہاں سے ہٹ گئے۔ عمار نے ان کی کراہت و کنارہ کشی مشاہدہ کی تو ایک رجز پڑھا جس کا یہ مضمون تھا کہ وُہ جس نے مسجد تعمیر کی اور اُس میں رکوع و سجود کے ساتھ بسر کی اور وُہ جو غبار کے پاس سے گزرا اور وہاں سے کراہت کے ساتھ ہٹ گیا اور نفرت ظاہر کی دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ عثمان نے یہ سُنا تو پلٹ پڑے اور عمار کو گالی دی اور کہا اے سیاہ عورت کے بیٹے تُو یہ میرے حق میں کہتا ہے۔ پھر آنحضرتؐ کے پاس پہنچے اور کہا ہم اسلام میں اس لیئے داخل نہیں ہوئے ہیں کہ لوگوں کی گالیاں سُنیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر اسلام نہیں چاہتے ہو تو مَیں تمہارے کافر ہو جانے کی پروا نہیں کرتا جہاں جا ہو چلے جاؤ۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ (پ۲۶ سورۃ الحجرات آیۃ۱۸) یعنی اے رسُولؐ تم پر لوگ اپنے اسلام کا احسان جتاتے ہیں اُن سے کہہ دو کہ مجھ پر احسان نہ جتاؤ بلکہ خدا نے تم پر احسان کیا ہے کہ ایمان کی طرف تمہاری ہدایت کی۔ اگر تم سچے ہو کہ ایمان لائے ہو تو بیشک خدا آسمان و زمین کی پنہاں چیزوں کو جانتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وُہ سب جانتا ہے۔" ان آیات کے نازل ہونے کا سبب جیسا کہ علی بن ابراہیم نے آیت کی تفسیر میں روایت کی ہے ظاہر ہے کہ مرادِ الٰہی یہ ہے کہ تمہارا اسلام کا دعوٰے جھوٹ ہے تم ایمان ہی نہیں لائے ہو۔

کلینی اور علی بن ابراہیم نے بسندِ صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ابتدائے اسلام میں یہ حکم تھا کہ جو شخص ماہِ مبارک رمضان میں رات کو سو جائے تو اُس پر پھر بیدار ہونے کے بعد کھانا پینا حرام ہو جاتا تھا۔ چونکہ آنحضرتؐ نے ماہِ رمضان میں خندق کھودنے کا حکم دیا تھا؛ عبداللہؓ بن جبیر جو جنگِ اُحد میں شہید ہو چکے تھے ان کے بھائی خوات بن جبیر خندق میں کام کرتے تھے۔ بوڑھے اور کمزور آدمی تھے؛ رات اپنے گھر گئے اور زوجہ سے کہا کہ کچھ کھانا ہو تو لاؤ تاکہ افطار کر دں۔ انکی زوجہ نے کہا کھانا تیار تو نہیں ہے لیکن سو نامت میں ابھی بہت جلد تیار کر کے لاتی ہوں۔ وُہ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور بے اختیار نیند آ گئی۔ زوجہ نے کھانا لا کر رکھا تو پکارا۔ وُہ بولے مَیں تو سو گیا تھا؛ اس لیئے کھانا نہ کھایا۔ صبح کو پھر آئے اور خندق کھودنے میں مشغول ہو گئے اسی اثنا میں انپر غشی طاری ہو گئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف سے گزرے اور ان کا یہ حال دیکھ کر سبب دریافت فرمایا۔ خوات نے رات کا واقعہ بیان کیا۔ اُس وقت خدا نے لُطف و کرم فرمایا اور مسلمانوں پر احسان کر کے یہ حکم نازل فرمایا؛ كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۝ (پ۲ سورۃ البقرہ آیۃ۱۸۷) یعنی کھاؤ پیو یہانتک کہ صبح کا سپیدارات کی سیاہی الگ نمایاں ہو جائے۔" الغرض علی بن ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرتؐ قریش کا لشکر آنے سے تین روز پہلے خندق کنی سے فارغ ہو گئے اور خندق میں آٹھ دروازے مقرر کیئے اور ہر دروازے پر ایک مہاجر اور ایک انصار کو ایک ایک جماعت کے ساتھ مقرر فرمایا کہ اس کی حفاظت کریں۔ قبائلِ قریش و کنانہ و سلیم و ہلال حیی بن اخطب

کے ساتھ آئے اور قریش مکّہ اپنے گروہ کو لے کر پہنچے جو دس ہزار افراد تھے۔ وُہ سب جرف رغانیہ میں ٹھہرے اور غطفان اور اُن کے ساتھی نجد والے اُحد کی طرف مقیم ہوئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم تین ہزار مسلمانوں کے ساتھ مدینہ سے باہر آئے۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ مشرکین کا لشکر اٹھارہ ہزار تھا، اکثر لوگوں نے دس ہزار بیان کیا ہے۔ جب قریش وادی عقیق میں پہنچے رات کے درمیانی حصّہ میں حیی بن اخطب بنی قریظہ کے پاس آیا۔ وُہ اپنے قلعہ میں تھے اور آنحضرتؐ سے جو عہد و پیمان کر چکے تھے اس کے سبب امان میں تھے۔ اُس نے قلعہ کے دروازہ کو کھٹکھٹایا۔ کعب ابن اسید نے اس کی آواز سُنی تو اپنے قلعہ والوں سے کہا یہ تمہارا بھائی ہے اپنے قبیلہ والوں کو بلاد مصیبت میں مبتلا کر کے آیا ہے کہ ہم کو بھی اُسی مصیبت میں گرفتار کر دے اور محمّد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے جو ہم نے عہد کیا ہے اُسے تڑوا دے۔ حالانکہ محمّدؐ نے ہمارے ساتھ بھلائی کی ہے اور اپنے عہد میں مستحکم رہے ہیں اور ہمارے ساتھ ہمسائگی کے حق کی برابر رعایت کرتے چلے آئے ہیں۔ ہمارے لئے مناسب نہیں ہے کہ ہم اُن سے خیانت کریں۔ پھر بالاخانے سے نیچے آیا، اور پُوچھا تم کون ہو؟ اُس نے کہا میں حیی بن اخطب ہوں تمہارے واسطے زمانہ کی عزّت لایا ہوں۔ کعب نے کہا بلکہ یُوں کہو کہ ہمارے واسطے ابدی ذلت و خواری لائے ہو۔ اُس نے کہا اے کعب یہ قریش اپنے پیشواؤں بزرگوں اور کنانہ کے ہم سوگندوں کے ساتھ آئے ہیں اور عقیق میں ٹھہرے ہیں۔ اور قبیلہ فزارہ والے اپنے سرداروں اور بزرگوں کے ساتھ آکر رغابہ میں مقیم ہیں اور قبیلۂ سلیم اور دُوسرے لوگ قلعہ بنی ذبیان میں ٹھہرے ہیں۔ محمّد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اُن کے اصحاب ہرگز اس گروہِ کثیر سے بچ نہیں سکتے۔ تم بھی دروازہ کھولو اور محمّدؐ سے جو عہد کیا ہے اُس کو توڑ ڈالو۔ کعب نے کہا ہرگز دروازہ نہ کھولوں گا تم پلٹ جاؤ۔ ابن اخطب نے کہا کوئی امر دروازہ کھولنے سے تم کو مانع نہیں سوائے اُس آہو بچہ کے جس کو تم نے تنور میں رکھ چھوڑا ہے۔ تم ڈرتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ اُس میں شریک ہوں۔ دروازہ کھولو اور مت ڈرو کہ میں اُس میں شریک ہوں گا۔ کعب نے کہا خدا تجھ پر لعنت کرے تو ایسی کم ظرفی پر آمادہ ہو گیا ہے جس کا جواب نہیں دینا چاہتا۔ آخر اُس نے حکم دیا تو دروازہ کھول دیا گیا۔ وُہ قلعہ میں داخل ہوُا۔ بیٹھا اور کہا وائے ہو تجھ پر اے کعب اپنے عہد کو توڑ دے جو محمّدؐ سے کیا ہے اور میری رائے کو مت رد کر محمّدؐ اس گروہ سے ہرگز جان نہیں بچا سکتے۔ اگر اس موقع سے تُونے فائدہ نہ اُٹھایا تو آیندہ پھر ایسا موقع نہ آئے گا۔ پھر جو لوگ قلعہ میں رؤسائے یہود سے تھے جیسے غزال بن شمول، یاسر بن قیس، رفاعہ ابن زید اور زبیر بن ناطا جمع ہوئے۔ کعب نے اُن سے کہا تم لوگ کیا کہتے ہو۔ سب نے کہا آپ ہمارے بزرگ ہیں اور مخدوم عہد و پیمان جو کچھ کیا ہے آپ نے کیا ہے۔ اگر عہد کو توڑیئے گا تو ہم بھی توڑیں گے۔ اگر قلعہ میں رہیئے گا ہم بھی رہیں گے۔ اور اگر باہر جنگ کے لئے نکلیئے گا ہم بھی نکلیں گے۔ لیکن زبیر بن ناطا جو ایک بوڑھا اور تجربہ والا شخص تھا اُس نے کہا میں نے توریت میں جس کو خدا نے بھیجا ہے پڑھا ہے کہ آخر زمانہ میں خدا ایک پیغمبرؑ کو مبعوث کرے گا جو مکہ سے خروج کرے گا اور اُس کا محل ہجرت یہ بحیرہ ہوگا یعنی مدینہ۔ وُہ برہنہ دراز گوش پر سوار ہوگا۔ پرانے لباس پہنے گا، سُوکھی روٹی اور خرما پر زندگی بسر کرے گا۔ نہایت خوش مزاج ہوگا، کافروں کو بہت قتل کرے گا۔

اُس کی دونوں آنکھوں میں سُرخی ہوگی اور اُس کے دونوں شانوں کے درمیان مُہر نبوت ہوگی۔ اپنی تلوار کاندھے پر رکھے گا اور کسی کی جو اُس کے مقابل ہوگا پرواہ نہ کرے گا۔ اُس کی حکومت روئے زمین کے آخر تک ہوگی۔ اگر یہ وہی پیغمبرؐ ہے تو اس گروہ کی کثرت کی پرواہ نہ کرے گا۔ اگر پہاڑ بھی اُس سے سرکشی اور دشمنی پر آمادہ ہو جائیں تو وُہ اُن پر بھی غالب ہوگا۔ ابن اخطب ملعون نے کہا یہ وُہ پیغمبر نہیں ہے وُہ تو بنی اسرائیل سے ہوگا اور یہ بنی اسمٰعیلؑ سے ہیں۔ اور بنی اسرائیل کبھی فرزندان اسمٰعیلؑ کے تابع نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ خدا نے ان کو تمام بنی نوع انسان پر فضیلت بخشی ہے اور پیغمبری اور بادشاہی اُنہی لوگوں میں قرار دی ہے اور مُوسٰےؑ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم کسی پر ایمان نہ لائیں جب تک وُہ ایسی قربانی پیش نہ کرے جس کو آگ نہ جلائے اور محمّدؐ کے پاس ایسی کوئی علامت نہیں ہے۔ انہوں نے لوگوں کو جمع کر لیا ہے اور جادُو کے ذریعہ سے فریب دے رکھا ہے اور جادو ہی کے ذریعہ سے تمام لوگوں پر غالب آنا چاہتا ہے۔ غرضکہ ایسی بیہودہ اور باطل گفتگو سے ان لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا اور سب کو اپنا موافق بنا لیا اور کہا وُہ عہد نامہ نکالو جو تمہارے اور محمّدؐ کے درمیان لکھا گیا ہے۔ وُہ نکالا گیا تو اُس نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کہا اب تو جو ہونا تھا ہو گیا اور اب سوائے جنگ کے اور کوئی صُورت تمہارے لئے نہیں ہے۔ لہٰذا جنگ پر آمادہ ہو جاؤ۔ جب یہ خبر آنحضرتؐ کو پہنچی آپؐ بہت محزون ہوئے اور صحابہ بھی بہت خوفزدہ ہوئے۔ پھر آنحضرتؐ سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر کو جو قبیلۂ اوس سے تھے اور وُہ بھی قریظہ کے ہم سوگند تھے فرمایا کہ بنی قریظہ کے پاس جا کر معلوم کریں کہ ہمارے متعلق ان کا کیا خیال و ارادہ ہے اگر انہوں نے عہد شکنی کر لی ہے تو اس کی خبر کسی کو نہ ہونے دیں اور صرف مجھ سے آکر بیان کریں اور کہیں عضل والقارہ۔ اور یہ راز کا کلمہ تھا جو آنحضرتؐ اور ان کے درمیان طے تھا کہ صرف حضرتؐ سمجھیں اور کوئی نہ سمجھ سکے۔ اور عضل اور قارہ قریش کے دُو قبیلے تھے جو بظاہر مسلمان تھے اور مکر و فریب کے ساتھ مرتد ہو گئے تھے، تو جو لوگ مکر و فریب کرتے تھے ان کی مثال انہی مرتدین سے دی جاتی تھی۔ جب سعد اور اسید بنی قریظہ کے قلعہ کے دروازہ پر پہنچے کعب نے بالائے قلعہ سے اُن سے سخت کلامی کی اور اُن کو گالیاں دیں اور آنحضرتؐ کی شان میں بھی گستاخی کی۔ سعد نے کہا تُو اس لومڑی کے مانند ہے جو اپنے سُوراخ میں بھاگ گئی ہو۔ بہت جلد قریش تجھ سے برگشتہ ہو جائیں گے اور آنحضرتؐ تیرا محاصرہ کریں گے اور تجھ کو ذلت و خواری کے ساتھ قلعہ سے باہر نکالیں گے اور تیری گردن مار دیں گے۔ یہ کہہ کر واپس چلے گئے اور آنحضرتؐ سے کہا عضل والقارہ۔ حضرتؐ نے مصلحتہً فرمایا کہ اُن پر خدا کی لعنت ہو میں نے ان کے لئے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ اور یہ اس غرض سے فرمایا کہ قریش کے اکثر جاسوس آنحضرتؐ کے لشکر میں برابر موجود رہا کرتے تھے۔ لہٰذا اگر وہ سُنیں تو شک میں مبتلا ہو جائیں کہ وُہ لوگ (بنی قریظہ) حقیقت میں آنحضرتؐ کے موافق ہیں اور بظاہر قریش سے مل گئے ہیں تاکہ ان کو فریب دیں۔ اُدھر ابن اخطب ملعون ابوسفیان اور قریش کے پاس واپس گیا۔ اور اُن کو اطلاع دی کہ بنی قریظہ نے اپنا پیمان جو حضرتؐ سے کیا تھا توڑ ڈالا۔ قریش یہ سُنکر خوش ہوئے۔ رات کے وقت نعیم بن مسعود اشجعی آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا وُہ تین روز پہلے مُسلمان ہوُا تھا۔ قریش اس سے بے خبر تھے۔ اُس نے آنحضرتؐ سے عرض کی

...خدا پر ایمان لایا ہوں اور آپ کی تصدیق کی ہے۔ مگر قریش سے اپنا ایمان چھپائے ہو... ...ما۔ اگر آپؐ
...شاد فرمائیں تو میں آپؐ کی خدمت میں رہ کر جان و دل سے آپ کی مدد کروں اور اگر اجازت دیں تو جا کر
...ن اور بنی قریظہ کے درمیان جدائی ڈال دوں اور اُن کے باہمی اتفاق کو درہم و برہم کر دوں تا کہ بنی قریظہ
...سے باہر نہ نکلیں۔ حضرتؐ نے فرمایا جاؤ اور ان میں اختلاف پیدا کر دو۔ یہی میرے نزدیک بہتر ہے۔
...نے عرض کی یا رسولؐ اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ آپؐ کے حق میں جو موقع و مصلحت کے مطابق ہو کہہ سکوں
...ہاں اجازت ہے جو چاہو کہہ دینا۔ تو وُہ پہلے ابوسفیان کے پاس گیا، اُس کو اس کے اسلام لانے کی
...تھی۔ اُس نے کہا اے ابوسفیان تم اپنے ساتھ میری محبت و خیر خواہی کو خوب جانتے ہو اور یہ کہ کس قدر
...خواہش ہے کہ خدا تم کو دشمن پر فتح عطا فرمائے۔ میں نے سُنا ہے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے
...یوں سے اس پر اتفاق کیا ہے کہ جب وُہ تمہارے لشکر میں داخل ہوں اور تم ان کے ساتھ مل کر جنگ
...ذل ہو تو وُہ تمہی پر تلواریں مارنے لگیں تا کہ محمدؐ کو غلبہ حاصل ہو اور اُن سے یہ وعدہ کیا ہے کہ جب
...کریں گے تو محمدؐ بنی نضیر اور بنی قینقاع کے مکانات اور کھیت وغیرہ جو اُن سے چھین لیے ہیں ان کو واپس
...ہا گے۔ میں تمہارے لیئے یہی بہتر سمجھتا ہوں کہ اُن کو اپنے لشکر میں اُس وقت تک شامل نہ ہونے دو
...وُہ اپنے سرداروں کا ایک گروہ تمہارے ہاتھ رہن نہ کر دیں اور تم ان کو مکہ بھیجدو تا کہ اُن کے مکر و
...غداری سے محفوظ رہو۔ ابوسفیان نے یہ سُنکر کہا خدا تجھ کو توفیق اور جزائے نیک عطا فرمائے کہ
...نے نصیحت کی اور عافیت کی طرف رہنمائی کی۔ پھر وہاں سے وُہ جلد واپس آیا اور بنی قریظہ کے پاس گیا
...ن کے مسلمان ہونے سے بے خبر تھے۔ اور کہا اے کعب اپنے ساتھ تم میری دوستی و محبت کو
...۔ ابوسفیان نے یہ طے کیا ہے کہ ان یہودیوں کو قلعہ سے باہر نکال کر محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم)
...پر کھڑا کر دوں گا۔ اگر ان کو فتح ہوئی تو وُہ فتح ہمارے نام پر ہوگی اور اگر محمدؐ کو غلبہ ہوا تو یہی ہمارے
...گے ہوں گے یہی مارے جائیں گے اور ہم بھاگ جائیں گے۔ اور تم ان کے لشکر میں شامل نہ ہونا
...کے شرفا میں سے دس اشخاص کو رہن نہ کر لینا تا کہ وُہ قلعہ میں رہیں تا کہ اگر محمدؐ پر فتح حاصل نہ ہو
...نہ پائیں جب تک اُس عہد ... کو جو محمدؐ اور تمہارے درمیان ہوا تھا از سر نو مکمل نہ کرا دیں
...یش بھاگ گئے اور محمدؐ پر فتح حاصل نہ کر سکے تو ضرور محمدؐ تم سب کو قتل کر دیں گے۔ کعب نے کہا
...ساتھ نیکی اور بھلائی کی۔ ہم تو قلعہ سے باہر نہ نکلیں گے جب تک اُن کے دس رؤسا کو گرو نہ کرلیں
...طبرسی کی روایت کے مطابق ابوسفیان سے کہا کہ میں نے سُنا ہے کہ بنو قریظہ اپنی عہد شکنی
...اور محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ... پیام بھیجا ہے کہ ہم اشراف قریش میں دس آدمیوں
...لے کر آپ... پاس بھیجے دیتے ہیں کہ آپ ان کو قتل کر دیں اور ہم جنگ میں آپ کی موافقت
...ائد آپ ہم سے راضی ہو جائیں۔ اور قرب الاسناد میں امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ
...نینؑ فرماتے تھے کہ میں جو کچھ آنحضرتؐ سے روایت کرتا ہوں وُہ یقیناً بالکل صحیح ہے۔ اور اگر
...نیچے گر پڑوں یا کوئی طائر مجھے اُچک لے جائے تو مجھے پسند اور گوارا ہے اس سے کہ آنحضرتؐ

پر بہتان کروں۔ اور اگر جنگ کے درمیان کچھ کہوں تو ممکن ہے کہ مصلحتہً خلاف واقع کہوں کیونکہ جنگ کا دارومدار مکر و فریب پر ہے۔ بیشک جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اطلاع ہوئی کہ بنو قریظہ نے ابوسفیان سے یہ طے کیا ہے کہ جسوقت تم محمدؐ سے مقابلہ کرو گے ہم تمہاری مدد کریں گے تو حضورؐ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا بنو قریظہ نے ہم سے کہا ہے کہ جب ہم ابوسفیان سے جنگ میں مشغول ہوں گے تو وُہ ہماری مدد کریں گے۔ جب یہ خبر ابوسفیان کو پہنچی تو اُس نے کہا یہودی ہم سے مکر و فریب کر رہے ہیں۔ اور ان کے بھاگنے کا ایک سبب یہ بھی تھا۔

شیخ مفید اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ لشکر قریش خندق کے قریب آ کر ٹھہرا اور بیس روز سے زیادہ مقیم رہا سوائے تیر اور پتھر پھینکنے کے جنگ نہ ہوئی۔ جب آنحضرتؐ نے مسلمانوں کے دلوں کا ضعف اور منافقوں کے نفاق کا اظہار مشاہدہ فرمایا عتبہ بن حصن اور حارث بن عوف کے پاس جو سرداران غطفان تھے، صلح کی خواہش کی کہ مدینہ کے میووں کا تیسرا حصہ ان کو دیا جائے گا اگر وُہ واپس چلے جائیں۔ اور اس بارے میں سعد بن عبادۂ انصاری سے مشورہ کیا۔ سعد نے کہا یا رسولؐ اللہ اگر یہ صلح خدا کی جانب سے ہے تو ہم کو اس کے قبول کرنے میں کوئی چارہ نہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اس بارے میں وحی نازل ہوئی ہے۔ لیکن چونکہ تمام عرب ہر طرف سے تیر عداوت کمان میں رکھے ہوئے تمہارے سر پر جمع ہو گئے ہیں چاہتا ہوں کہ اُن کا رُعب تمہارے دلوں سے زائل کر دوں تا کہ تم میں ہمت و قوت پیدا ہو۔ سعد بن معاذ نے عرض کی جس وقت ہم مشرک و کافر تھے اور خدا کو نہیں پہچانتے تھے ان لوگوں نے ہمارے اموال کی طمع نہ کی اب جبکہ خدا نے ہم کو اسلام سے سرفراز فرمایا ہے اور آپؐ کے ذریعہ سے عزت و شرف بخشا ہے ہم اپنے مال ان کو دے دیں گے۔ خدا کی قسم سوائے تلوار کے ان کو کچھ نہ دیں گے یہانتک کہ خدا ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ تمہارے استقلال کو دیکھوں اور سمجھوں۔ تو اسی بات پر ثابت قدم رہو بیشک خدا تعالےٰ اپنے پیغمبرؐ کو یوں ہی نہ چھوڑ دے گا ضرور مدد کرے گا اور میرے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے گا جیسا کہ اُس نے وعدہ کیا ہے۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت اہتمام و استقلال کے ساتھ کھڑے ہوئے اور اُن کو دشمنوں سے جنگ پر آمادہ کیا اور خدا کی جانب سے نصرت و مدد کا وعدہ فرمایا۔ اُدھر کچھ اشقیائے قریش قتال کے لیئے میدان میں آئے جن میں عمرو بن عبد ود، عکرمہ ابن ابی جہل، ہبیرہ بن ابی وہب، ضرار بن الخطاب اور مرداس فہری تھے۔ انہوں نے اپنے اسلحے سجے اور عربی گھوڑوں پر سوار ہو کر بنی کنانہ کی طرف آئے اور ان کو جنگ کے لیئے آمادہ کیا اور کہا کہ میدان میں چلو تا کہ آج معلوم ہو کہ مرد کون ہے۔ جب خندق کے کنارے پر پہنچے تو بولے یہ وُہ مکر ہے جس کو اہل عرب نہیں جانتے بلکہ یہ تدبیر اُس فارس والے کی ہے جو ان کے ساتھ ہے۔ پھر اُس کے گرد گھومتے رہے یہانتک کہ خندق میں ایک تنگ مقام نظر آیا وہیں سے گھوڑے کو کُودایا اور عمرو بن عبد وُد جو شجاعت میں عرب میں مشہور تھا اور لوگ اس کو ہزار سواروں کے برابر سمجھتے تھے اور اُس کو شہسوار یلیل کہتے تھے۔ اس لیئے کہ اُس مقام سے جس کو یلیل کہتے ہیں شام کی طرف قافلہ جا رہا تھا جس میں عمرو بن عبد ود بھی تھا۔ جب قافلہ مقام یلیل پر پہنچا ایک ہزار ڈاکوؤں نے قافلہ پر حملہ کیا ...

میں خدا پر ایمان لایا ہوں اور آپ کی تصدیق کی ہے۔ مگر قریش سے اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا۔ اگر آپؐ
ارشاد فرمائیں تو میں آپؐ کی خدمت میں رہ کر جان و دل سے آپ کی مدد کروں اور اگر اجازت دیں تو جاکر
قریش اور بنی قریظہ کے درمیان جدائی ڈال دوں اور اُن کے باہمی اتفاق کو درہم و برہم کر دوں تاکہ بنی قریظہ
قلعہ سے باہر نہ نکلیں۔ حضرتؐ نے فرمایا جاؤ اور ان میں اختلاف پیدا کر دو۔ یہی میرے نزدیک بہتر ہے۔
اُس نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ آپؐ کے حق میں جو موقع و مصلحت کے مطابق ہو کہہ سکوں
فرمایا ہاں اجازت ہے جو چاہو کہہ دینا۔ تو وُہ پہلے ابوسفیان کے پاس گیا۔ اُس کو اس کے اسلام لانے کی
خبر نہ تھی۔ اُس نے کہا اے ابوسفیان تم اپنے ساتھ میری محبت و خیر خواہی کو خوب جانتے ہو اور یہ کہ کس قدر
میری خواہش ہے کہ خدا تم کو دشمن پر فتح عطا فرمائے۔ میں نے سُنا ہے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے
یہودیوں سے اس پر اتفاق کیا ہے کہ جب وُہ تمہارے لشکر میں داخل ہوں اور تم ان کے ساتھ مل کر جنگ
میں مشغول ہو تو وُہ تمہی پر تلواریں مارنے لگیں تاکہ محمدؐ کو غلبہ حاصل ہو اور اُن سے یہ وعدہ کیا ہے کہ جب
وُہ ایسا کریں گے تو محمدؐ بنی نضیر اور بنی قینقاع کے مکانات اور کھیت وغیرہ جو اُن سے چھین لیے ہیں ان کو واپس
دے دیں گے۔ میں تمہارے لیئے یہی بہتر سمجھتا ہوں کہ اُن کو اپنے لشکر میں اُس وقت تک شامل نہ ہونے دو
جب تک وُہ اپنے سرداروں کا ایک گروہ تمہارے ہاتھ رہن نہ کر دیں اور تم ان کو مکّہ بھیجدو تاکہ اُن کے مکر و
فریب اور غداری سے محفوظ رہو۔ ابوسفیان نے یہ سُنکر کہا خدا تجھ کو توفیق اور جزائے نیک عطا فرمائے کہ
مجھ کو تُو نے نصیحت کی اور عافیت کی طرف رہنمائی کی۔ پھر وہاں سے وُہ جلد واپس آیا اور بنی قریظہ کے پاس گیا
وُہ بھی اُس کے مسلمان ہونے سے بے خبر تھے؛ اور کہا اے کعب اپنے ساتھ تم میری دوستی و محبت کو
جانتے ہو۔ ابوسفیان نے یہ طے کیا ہے کہ ان یہودیوں کو قلعہ سے باہر نکال کر محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم)
کے مقابلہ پر کھڑا کر دوں گا۔ اگر ان کو فتح ہوئی تو وُہ فتح ہمارے نام پر ہوگی اور اگر محمدؐ کو غلبہ ہوا تو یہی ہمارے
لشکر کے آگے ہوں گے یہی مارے جائیں گے اور ہم بھاگ جائیں گے۔ اور تم ان کے لشکر میں شامل نہ ہونا
جبتک اُن کے شرفا میں سے دس اشخاص کو رہن نہ کر لینا تاکہ وُہ قلعہ میں رہیں تاکہ اگر محمدؐ پر فتح حاصل نہ ہو
تو وُہ جانے نہ پائیں جب تک اُس عہد و پیمان کو جو محمدؐ اور تمہارے درمیان ہوا تھا از سر نو مکمل نہ کرا دیں
کیونکہ اگر قریش بھاگ گئے اور محمدؐ پر فتح حاصل نہ کر سکے تو ضرور محمدؐ تم سب کو قتل کر دیں گے۔ کعب نے کہا
تم نے میرے ساتھ نیکی اور بھلائی کی۔ ہم تو قلعہ سے باہر نہ نکلیں گے جب تک اُن کے دس رؤسا کو گرو نہ کرلیں
گے۔ اور شیخ طبرسی کی روایت کے مطابق ابوسفیان سے کہا کہ میں نے سُنا ہے کہ بنو قریظہ اپنی عہد شکنی
سے نادم ہیں اور محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس پیغام بھیجا ہے کہ ہم اشراف قریش میں دس آدمیوں
کو رہن میں لے کر آپ کے پاس بھیجے دیتے ہیں کہ آپ ان کو قتل کر دیں اور ہم جنگ میں آپ کی موافقت
کریں گے شائد آپ ہم سے راضی ہو جائیں۔ اور قرب الاسناد میں امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ
جناب امیر المومنینؑ فرماتے تھے کہ میں جو کچھ آنحضرتؐ سے روایت کرتا ہوں وُہ یقیناً بالکل صحیح ہے۔ اور اگر
آسمان سے نیچے گر پڑوں یا کوئی طائر مجھے اُچک لے جائے تو مجھے پسند اور گوارا ہے اس سے کہ آنحضرتؐ

پر بہتان کروں۔ اور اگر جنگ کے درمیان کچھ کہوں تو ممکن ہے کہ مصلحتہً خلاف واقع کہوں کیونکہ جنگ کا
دار و مدار مکر و فریب پر ہے۔ بیشک جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اطلاع ہوئی کہ بنو قریظہ نے
ابوسفیان سے یہ طے کیا ہے کہ جسوقت تم محمدؐ سے مقابلہ کرو گے ہم تمہاری مدد کریں گے تو حضورؐ نے خطبہ
پڑھا اور فرمایا بنو قریظہ نے ہم سے کہا ہے کہ جب ہم ابوسفیان سے جنگ میں مشغول ہوں گے تو وُہ ہماری
کریں گے۔ جب یہ خبر ابوسفیان کو پہنچی تو اُس نے کہا یہودی ہم سے مکر و فریب کر رہے ہیں۔ اور ان کے
بھاگنے کا ایک سبب یہ بھی تھا۔

شیخ مفید اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ لشکر قریش خندق کے قریب آکر ٹھہرا اور بیس رو
سے زیادہ مقیم رہا سوائے تیر اور پتھر پھینکنے کے جنگ نہ ہوئی۔ جب آنحضرتؐ نے مسلمانوں کے دلوں کا ضعف ا
منافقوں کے نفاق کا اظہار مشاہدہ فرمایا عتبہ بن حصن اور حارث بن عوف کے پاس جو سرداران غطفان تھے
صلح کی خواہش کی کہ مدینہ کے میووں کا تیسرا حصّہ ان کو دیا جائے گا اگر وُہ واپس چلے جائیں۔ اور اس بارے
میں سعد بن عبادۂ انصاری سے مشورہ کیا۔ سعد نے کہا یا رسُولؐ اللہ اگر یہ صلح خدا کی جانب سے ہے تو ہم
اس کے قبول کرنے میں کوئی چارہ نہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اس بارے میں وحی نازل ہوئی ہے۔ لیکن چونکہ تم
عرب ہر طرف سے تیر عداوت کمان میں رکھے ہوئے تمہارے سر پر جمع ہو گئے ہیں چاہتا ہوں کہ اُن کا رُعب
تمہارے دلوں سے زائل کر دوں تاکہ تم میں ہمت و قوت پیدا ہو۔ سعد بن معاذ نے عرض کی جس وقت ہم مشر
کافر تھے اور خدا کو نہیں پہچانتے تھے ان لوگوں نے ہمارے اموال کی طمع نہ کی اب جبکہ خدا نے ہم کو اسلام
سرفراز فرمایا ہے اور آپؐ کے ذریعہ سے عزت و شرف بخشتا ہے ہم اپنے مال ان کو دے دیں گے۔ خدا کی
سوائے تلوار کے ان کو کچھ نہ دیں گے یہانتک کہ خدا ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ حضرتؐ نے
میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ تمہارے استقلال کو دیکھوں اور سمجھوں۔ تو اسی بات پر ثابت قدم رہو بیشک خدا
اپنے پیغمبرؐ کو یوں ہی نہ چھوڑ دے گا ضرور مدد کرے گا اور میرے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے گا جیسا
اُس نے وعدہ کیا ہے۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت اہتمام و استقلال کے ساتھ کھڑے ہو
اور اُن کو دشمنوں سے جنگ پر آمادہ کیا اور خدا کی جانب سے نصرت و مدد کا وعدہ فرمایا۔ اُدھر کچھ اشقیائے قر
قتال کے لیئے میدان میں آئے جن میں عمرو بن عبد ود، عکرمہ ابن ابی جہل، ہبیرہ بن ابی وہب، ضرار بن الخطا
اور مرداس فہری تھے۔ انہوں نے اپنے اسلحے سجے اور عربی گھوڑوں پر سوار ہو کر بنی کنانہ کی طرف آئے
ان کو جنگ کے لیئے آمادہ کیا اور کہا کہ میدان میں چلو تاکہ آج معلوم ہو کہ مرد کون ہے۔ جب خندق کے
پر پہنچے تو بولے یہ وُہ مکر ہے جس کو اہل عرب نہیں جانتے بلکہ یہ تدبیر اُس فارس والے کی ہے۔ جوان کے
ہے۔ پھر اُس کے گرد گھومتے رہے یہانتک کہ خندق میں ایک تنگ مقام نظر آیا وہیں سے گھوڑے کو کودا
عمرو بن عبد وُد جو شجاعت میں عرب میں مشہور تھا اور لوگ اس کو ہزار سواروں کے برابر سمجھتے تھے اور اُس
شہسوار یلیل کہتے تھے۔ اس لیئے کہ اُس مقام سے جس کو یلیل کہتے ہیں شام کی طرف قافلہ جا رہا تھا
میں عمرو بن عبد ود بھی تھا۔ جب قافلہ مقام یلیل پر پہنچا ایک ہزار ڈاکوؤں نے قافلہ پر حملہ کیا۔ قافلہ کے

لوگ بھاگ گئے لیکن عمرو بن عبدوُد نے تلوار کھینچ لی اور بجائے سپر اُونٹ کا بچہ ہاتھ میں لے لیا اور اُن ڈاکوؤں کے مقابلہ پر ڈٹ گیا اور سب کو مار کر بھگا دیا اور قافلہ کو صحیح و سلامت نکال لے گیا اس سبب سے اُسکو فارس یلیل کہتے تھے۔ غرض وُہ میدانِ جنگ میں گھوڑا اُچھالتا ہوُا آیا اور رجز پڑھنے لگا اور اپنا مقابل طلب کیا۔ جب مسلمانوں نے اُس کو دیکھا آنحضرتؐ کے پیچھے بھاگ کر کھڑے ہو گئے اور حضرتؐ کو اپنے آگے کر لیا۔ اُس وقت دوم نے عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا کہ اس شیطان عمرو بن عبدود کو دیکھتے ہو کوئی اُس کے ہاتھ جان سلامت نہ لے جائے گا۔ چلو محمدؐ کو اُسے دے دیں تاکہ قتل کر دے اور ہم اپنی قوم سے مل جائیں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا (پ ۲۱ سورۃ الاحزاب آیت ۱۹) یعنی خدا تم میں ان لوگوں کو جو رسولؐ کی نصرت سے روکنے والے ہیں اور اُن لوگوں کو جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ آؤ اور جنگ مت کرو اور نہ وُہ خود میدان میں نکلتے ہیں سوائے چند لوگوں کے جن کا کوئی اثر نہیں کیونکہ وُہ بھی تم سے جان چراتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ تم کو فتح ہو یا راہِ خدا میں اپنے مال نہیں صرف کرتے تو جب اُن پر دشمن کا خوف غالب ہو جاتا ہے تو تم اُن کو دیکھو گے کہ اُن کی آنکھیں اس طرح پھرتی ہیں جیسے کسی پر جان کنی کے وقت غش طاری ہوتا ہے۔ پھر جب اُن کا خوف دُور ہو جاتا ہے تو اپنی تیز زبانوں سے تم کو اذیت پہنچاتے ہیں حالانکہ غنیمت کے بڑے حریص ہیں۔ یہ لوگ ایمان نہیں لائے ہیں اس لیئے خدا نے ان کے اعمال کو باطل کر دیا ہے اور یہ خدا پر آسان ہے۔ یا خدا کو ان کے نفاق کی پروا نہیں۔ غرض عمرو بن عبدود نے اپنے نیزہ کو زمین پر گاڑا اور ٹہلنے لگا۔ اور ایک رجز پڑھا جس کا مضمون یہ تھا کہ چلاتے چلاتے میری آواز بیٹھ گئی کہ تم میں سے کوئی میرے مقابلہ پر آئے اور مَیں کھڑا ہوں جس وقت کہ بہادرانِ جنگ خوف کھاتے ہیں۔ ایسے ہیبتناک موقع سے جو ٹلتا نہیں تو مَیں ہمیشہ جنگ میں آگے بڑھنے والا ہوتا ہوں۔ بیشک شجاعت اور بخشش جوانمرد کی بہترین خصلتیں ہیں۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ نے مسلمانوں کی طرف رُخ کر کے فرمایا کون ہے تم میں جو اس کے مقابلہ پر جائے اور اس سگ کو دفع کرے۔ کسی نے جواب نہ دیا تو امیر المومنینؑ آگے بڑھے اور عرض کی میں جاتا ہوں اور اس کو دفع کرتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ یہ عمرو بن عبدوُد ہے۔ جناب امیرؑ نے عرض کی میں علیؑ بن ابی طالب ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اچھا میرے پاس آؤ پھر حضرتؐ نے اپنے دست مبارک سے ان کے سر پر عمامہ باندھا اور ذوالفقار ہاتھ میں دی اور فرمایا جاؤ اور اس تلوار سے جنگ کرو اور دعا کی کہ پالنے والے اس کی سامنے سے، پیچھے سے، داہنے سے بائیں سے، سر کے اُوپر اور پیروں کے نیچے سے حفاظت فرما۔ حضرت اسد اللہ الغالبؑ شیر ژیاں کے مانند نہایت سرعت کے ساتھ میدان میں آئے اور رجز پڑھا جس کا مضمون یہ تھا: جلدی مت کر کیونکہ تیرے مقابلہ پر وُہ آگیا جو تیرے ساتھ جنگ میں عاجز نہیں ہے۔ جو بھلائی کا مالک ہے راہِ حق کا دیکھنے والا

ہے۔ سچا اور ہر نجات پانے والے کا نجات دینے والا ہے اور بیشک اُمید وار ہوں کہ بہت جلد تیرے لیئے لوگوں کی وُہ توجہ قائم کر دوں گا جو جنازوں پر کی جاتی ہے اُس پھاڑنے والی ضرب سے جس کی شہرت لڑائیوں کے بعد بھی باقی رہتی ہے۔ عمرو نے کہا تم کون ہو کہ میرے مقابلہ پر آنے کی جرأت کی حضرتؑ نے فرمایا میں علیؑ بن ابی طالبؑ رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کا بیٹا اور داماد ہوں۔ اُس نے کہا خدا کی قسم تمہارے باپ ہمارے دوست اور محبّ تھے۔ مَیں نہیں چاہتا کہ تم کو اپنے نیزہ پر اُٹھالوں اور آسمان و زمین کے درمیان معلق کر دوں کہ زندہ رہو گے نہ مُردہ۔ حضرتؑ نے فرمایا میرے چچا زاد بھائی رسُولؐ نے خبر دی ہے کہ اگر تو مجھے قتل کرے گا تو مَیں بہشت میں جاؤں گا اور تو جہنم میں جائے گا۔ اور اگر میں تجھ کو قتل کر دوں گا تو مَیں جنت میں جاؤں گا اور تو دوزخ میں جائے گا۔ عمرو نے طنز کے طور پر کہا کہ ہر طرح دونوں تیرے ہی حصہ میں آئے گی یہ تیری بدقسمتی ہے جس پر تو آمادہ ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا بس بکواس کو چھوڑ میں نے سُنا ہے کہ ایک مرتبہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر تو نے عہد کیا ہے کہ جو شخص جنگ میں تین شرطیں میرے سامنے پیش کرے گا میں ایک شرط اس کی ضرور قبول کر لوں گا۔ لہذا مَیں تین باتیں پیش کرتا ہوں اُن میں ایک منظور کر۔ اُس نے کہا بیان کرو فرمایا پہلی بات تو یہ ہے کہ تو خدا کی وحدانیت اور آنحضرتؐ کی رسالت کی گواہی دے اور مسلمان ہو جا۔ اُس نے کہا یہ تو میرے بس کی بات نہیں۔ سمجھ لو کہ میں نے سُنا ہی نہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ واپس جا اور اس لشکر کو رسُولؐ کے مقابلہ سے پھیر لے جا۔ اگر آنحضرتؐ سچے ہیں اور ان کا دین قائم ہو جائے تو تم سب کی عزت کا سبب ہو گا اور تم ان کو خوب پہچانتے ہو۔ اور اگر وُہ معاذ اللہ جھوٹے ہیں اور پیغمبر نہ ہوئے تو عرب کے بھیڑیئے اور چور اُن کے شر سے تم کو بچالیں گے۔ اُس بدبخت نے کہا یہ بھی نہیں منظور ہے کیونکہ قریش کی عورتیں اپنے گھروں میں بیٹھ کر طعنہ دیں گی اور لوگ اس کو اپنے اشعار میں نظم کریں گے کہ مَیں جنگ سے ڈر گیا اور واپس چلا گیا اور اُن لوگوں کی مدد نہ کی جنہوں نے مجھے اپنا رئیس و سردار بنایا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا اچھا تیسری شرط یہ ہے کہ مَیں پیدل ہوں اور تو گھوڑے پر ہے۔ تو بھی نیچے آتا کہ ہم دونوں پیادہ جنگ کریں۔ یہ سُنتے ہی وُہ اپنے گھوڑے سے کُود پڑا اور گھوڑے کو پے کر دیا اور کہا یہ وُہ شرط ہے کہ اہل عرب میں سے کسی کے متعلق مجھے گمان بھی نہ تھا کہ ایسی جرأت کرے گا اور مجھ سے ایسی خواہش کرے گا۔ پھر اُس نے جنگ شروع کر دی اور شیرِ خدا کے سر پر ایک وار کیا حضرتؑ نے سپر بر رو کا اُس ملعون کی تلوار نے سپر کے دو ٹکڑے کر کے سرِ اقدس پر اثر کیا۔ چونکہ دھوکا دینا جنگ میں جائز ہے جناب امیرؑ نے اُس سے فرمایا تو اپنے تئیں فارس عرب جانتا ہے یہ تیرے لیئے کافی نہ تھا کہ میں اس کم سنی میں تجھ سے مقابل ہوں اور تو اپنا ایک مددگار بھی اپنے ہمراہ لایا ہے۔ اُس نے یہ سُنتے ہی مُڑ کر دیکھا تو حضرتؑ نے اُس کے پیروں پر وار کر کے دونوں پیر قطع کر دیئے اور وُہ زمین پر گر پڑا۔ اور غبار اس قدر بلند ہوُا کہ دونوں چھپ گئے اور لوگوں کو معلوم نہ ہو سکا کہ ان میں سے کس نے کس کو قتل کیا۔ اُدھر منافقوں نے کہا علیؑ مارے گئے۔ جب غبار زائل ہوُا تو لوگوں نے دیکھا کہ امیر المومنین علیہ السّلام اُس کے سینہ پر سوار ہیں اُس کی داڑھی پکڑے ہوئے اُس کا سر کاٹ رہے ہیں سر لے کر امیر المومنینؑ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؑ کے سرِ اقدس سے بھی اُس ملعون کی ضربت

کے سبب خون جاری تھا۔ اور آپؑ کی تلوار سے بھی خون ٹپک رہا تھا۔ آپؑ فرما رہے تھے میں فرزند عبدالمطلب ہوں۔ موت جوانمرد کے لیئے بھاگنے سے بہتر ہے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا یا علیؑ تم نے اس کو دھوکا دیا عرض کی ہاں یا رسولؐ اللہ جنگ کا دارومدار مکر ہی پر ہے۔ پھر حضرتؐ نے ہبیرہ کی طرف زبیر کو بھیجا۔ زبیر نے اس کو ایک تلوار ماری اور ہلاک کر دیا۔ اور حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ جاؤ ضرار سے جنگ کرو۔ ضرار جب اُن کے سامنے آیا، عمر نے ایک تیر نکالا کہ اس کو ماریں ضرار نے کہا ابن خطاب یہ کہاں کا قاعدہ ہے کہ مقابلہ پر تیر چلاتا ہے۔ اگر تو مرد ہے تو تلوار کھینچ کر نزدیک آتا کہ ہم دونوں جنگ کریں۔ اگر تیر چلائے گا تو میں ایک دشمن کو بھی مکہ میں نہیں چھوڑوں گا کہ نہ قتل کروں۔ یہ سُنکر آپ پیٹھ پھیر کر بھاگے۔ ضرار نے نیزہ سنبھالا اور اُن کے پیچھے دوڑا اور قریب پہنچ کر اُس کی نوک اُن کی پُشت میں ذرا سی چبھا دی اور کہا یاد رکھنا کہ میں نے تم کو پکڑ لیا لیکن قتل نہیں کیا۔ اور میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک ہو سکے گا قریش کو قتل نہ کروں گا۔ اسی لیئے ہمیشہ جناب عمرؓ اس کے شکریہ میں اس کی رعایت کیا کرتے تھے اور جب خلیفہ ہوئے تو اس کو والی اور حاکم بنا دیا تھا[1]

ابن بابویہ نے خصال میں امیرؑ المومنین کی سند سے روایت کی ہے کہ اُن حضرتؑ نے اپنے مصائب کے تذکرہ میں فرمایا کہ قریش قبائل عرب کو لے کر جمع ہو گئے اور آپس میں مضبوط عہد و پیمان کیا کہ جب تک جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تمام فرزندانِ عبدالمطلب کے ساتھ قتل نہ کر دیں واپس نہ آئیں گے۔ یہ عہد کر کے نہایت غیظ و غضب میں کثرت کے ساتھ اسلحے اور گھوڑے وغیرہ لیئے ہوئے آئے اور مدینہ کے گرد ٹھہرے۔ اُن کو اپنی کثرت پر نہایت بھروسہ و اعتماد تھا۔ ان کے آنے سے پہلے حضرت جبرئیلؑ نے ان کے ارادہ سے آنحضرتؐ کو آگاہ کر دیا تھا۔ آنحضرتؐ اور مہاجرین و انصار نے اپنے گرد خندق کھود دی۔ اُدھر قریش نے آکر خندق کے گرد پڑاؤ ڈال دیا اور ہم کو محصور کر لیا۔ وُہ اپنی طاقت و قوت کو بہت زیادہ اور ہم کو نہایت کمزور پاتے تھے اور مسلمانوں کو ڈراتے دھمکاتے تھے۔ جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو خدا کی جانب دعوت دیتے اور اپنے قرابت و رحم کی قسم دیتے تھے یہ اور اُن کی سرکشی اور بغاوت کا سبب ہوُا۔ اُنہوں نے نہ اسلام قبول کیا اور نہ بغیر جنگ کئے واپس ہونا منظور کیا۔ اُس وقت اُن کا سب سے بڑا شہسوار اور شجاع عمرو بن عبدود تھا جو مست اُونٹ کی طرح ڈکارتا اور اپنا مقابل طلب کر رہا تھا۔ کبھی رجز کے اشعار پڑھتا کبھی نیزہ ہلاتا، کبھی تلوار چمکاتا۔ لشکر اسلام میں سے کسی کی جرأت اُسکے

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ کسی دوسری روایت میں جناب امیرؑ کا عمرو بن عبدوُد سے مکر کرنا اور اس کو فریب دینا وارد نہیں ہوُا اور اکثر مؤرخین عامہ نے بھی نقل نہیں کیا ہے۔ چونکہ علی بن ابراہیم نے ذکر کیا تھا میں نے بھی لکھ دیا۔ اور اکثر مؤرخین کا بیان ہے کہ جناب امیرؑ نے ہبیرہ کو بھی قتل کیا اور بعض کہتے ہیں حضرتؑ کے عمرو بن عبدود کو قتل کرنے کے بعد ہبیرہ اور ضرار پر حملہ کیا وُہ دونوں بھاگ گئے۔ چونکہ عمرو کے قتل کی روایتوں میں کچھ اختلاف ہے لہذا مناسب ہے کہ دوسری بعض روایتیں بھی ذکر کر دی جائیں (اس کے بعد کی روایت ملاحظہ ہو جو ابن بابویہ کی سند سے درج کی جاتی ہے) ۱۲

مقابلہ کی نہ ہوتی تھی اور کسی کے دل میں اُس سے جنگ کی ہمت نہ تھی اور نہ اصحاب میں سے کسی ایک کو حمیت آئی اور نہ دین کی بصیرت اُن کو اُس کے مقابلہ کی داعی ہوئی۔ آخر آنحضرتؐ نے اُس سے جنگ کے لیئے مجھ کو بھیجا۔ میرے سر پر اپنے دست مبارک سے عمامہ باندھا اور ذوالفقار کی جانب اشارہ کر کے فرمایا کہ اس تلوار کو میرے ہاتھ میں دیا۔ جب مَیں نے میدان میں قدم رکھا عورتوں نے نالہ و فریاد کی آواز بلند کی کیونکہ عمرو بن عبدود سے میرے متعلق ان کو خوف ہوُا آخر خدا نے اُس کو میرے ہاتھ سے قتل کرا دیا۔ حالانکہ عرب کسی شہسوار اور بہادر کو اُس کے برابر نہیں سمجھتے تھے۔ پھر اپنے سرِ اقدس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اُس نے مجھے یہاں تلوار کی ضربت لگائی آخر میں نے اُس پر وار کیا اور اُسی ضربت سے اور اُن تمام ضربتوں سے جو میں نے اُس جنگ میں لگائیں کفار قریش بھاگے۔ یہ فرما کر اصحاب کی جانب رُخ کیا اور فرمایا کیا ایسا نہیں ہے؟ سب نے کہا دُرست ہے اور اے امیرؑ المومنین صحیح ہے۔

شیخ مفید، شیخ طبرسی، ابن شہر آشوب اور ابن ابی الحدید اور تمام مؤرخین عامہ و خاصہ نے روایت کی ہے کہ جب عمرو بن عبدود لعنۃ اللہ علیہ معرکۂ جنگ میں جست کرتا ہوُا اپنا مقابل طلب کر رہا تھا حضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا تم میں کون ہے جو اس کے مقابلہ کے لیئے جائے؟ کسی نے جواب نہ دیا جناب امیرؑ اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا نبیؐ اللہ میں جاتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ عمرو بن عبدود ہے بیٹھ جاؤ شائد کوئی دُوسرا تیار ہو۔ پھر عمرو ڈکارتا اور غرور و تکبر سے چلاتا ہوُا بولا کیا تم میں کوئی نہیں ہے جو میرے مقابلہ کے لیئے آئے۔ وُہ تمہاری بہشت کہاں ہے جس کے بارے میں تم کہتے تھے کہ تم میں سے جو قتل ہوتا ہے اُس میں داخل ہوتا ہے۔ یہ سُنکر پھر جناب امیرؑ اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ میں جاتا ہوں حضرتؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ آخر تیسری مرتبہ اُن کو اجازت ملی۔ جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زرہ اُنکو پہنائی اور اپنے سحاب عمامہ کو ان کے سر پر باندھا اور اپنی تلوار ذوالفقار اُن کے ہاتھ میں دی اور کہا جاؤ۔ اور بارگاہِ احدیت میں دعا کی "خداوندا اس کی مدد کر"۔ اور ابن ابی الحدید کی روایت کے مطابق جب شیرِ خدا معرکۂ ہیجا کی طرف متوجہ ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کُل ایمان کُل شرک کے مقابلہ پر جا رہا ہے۔ جب امیرؑ المومنین اُس کے مقابلہ پر کھڑے ہوئے اُس نے آپؑ کو پہچان لیا اور کہا واپس جاؤ اور کسی دوسرے کو بھیجو میں نہیں چاہتا کہ تمہارے ایسے کریم شخص کو قتل کر دوں۔ اور میرے اور تمہارے باپ کے درمیان دوستی تھی مجھے نہیں منظور ہے کہ اپنے دوست کے لڑکے کو قتل کروں۔ حضرتؑ نے فرمایا، لیکن میں تو چاہتا ہوں کہ تجھ کو قتل کروں جبتک تُو کفر پر باقی ہے۔ ابن ابی الحدید کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث جب اپنے اُستاد سے بیان کی اُنہوں نے فرمایا کہ اُس ملعون نے جھوٹ کہا۔ جب اُس نے جناب امیرؑ کو دیکھا اور اُس کو آپؑ کی بدر و اُحد کی ضربتیں یاد آئیں تو ڈرا اور چاہا کہ اس بہانہ سے آپؑ کی تلوار سے بچ جائے۔ لیکن آپؑ کی اس گفتگو سے اس ملعون کو غصہ آگیا اور گھوڑے سے کُود پڑا اور اُن حضرتؑ پر تلوار چلائی جس سے سپر کٹ کر سرِ اقدس مجروح ہو گیا۔ حضرتؑ نے فوراً اُس کی گردن پر وار کیا جس سے اُس کا سر کٹ کر دُور جا پڑا۔ آپؑ نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ لوگوں نے آپؑ کی صدائے تکبیر سے سمجھا کہ آپؑ نے اُس کو

قتل کر دیا۔ جب اُس کا سر لے کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا اے علیؑ خوش ہو کہ اگر آج کے تمہارے اس عمل کو میری تمام اُمت کے اعمال سے وزن کیا جائے تو سب کے اعمال سے تمہارا یہ عمل گران ہوگا۔ کیونکہ کوئی گھر مشرکین میں سے ایسا نہیں ہے جس میں اُس کے قتل سے ضعف نہ پیدا ہوا ہو اور مسلمانوں کے مکانوں میں سے کوئی مکان ایسا نہیں کہ اُس کے قتل سے قوت و عزت نہ پیدا ہوئی ہو۔ اور روایت معتبرہ میں مذکور ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ روزِ خندق علیؑ کی ضربت قیامت تک کے جن و انس کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور ابو بکر بن عیاش سے روایت ہے کہ علیؑ نے ایک ایسی ضربت لگائی جس سے زیادہ قوی اور غالب تر ضربت نہیں ہو سکتی۔ اور وہ ضربت عمرو کے سر پر کی تھی۔ اور ایسی ضربت کھائی جس سے نحس ترین ضربت نہیں ہو سکتی اور وہ ضربتِ ابنِ ملجم علیہ اللعن تھی۔ اور روایت ہے کہ لوگوں نے پوچھا اے علیؑ آپ نے عمرو کی زرہ کیوں نہ اُتار لی کیونکہ عرب میں اُس سے بہتر زرہ نہیں ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا میں نے گوارا نہ کیا کہ اس کو برہنہ کروں اور جب عمرو کی بہن نے دیکھا کہ وہ برہنہ نہیں کیا گیا اور اُس کی زرہ نہیں اُتاری گئی ہے تو اُس نے کہا اُس کو کسی کفو کریم نے قتل کیا ہے۔ جب اُس نے سُنا کہ امیرؑ المومنین نے اُس کو قتل کیا ہے تو خوش ہو گئی اور بولی کہ اگر علیؑ کے سوا کسی اور نے قتل کیا ہوتا تو اس پر ابد تک روتی۔

جابرؓ سے روایت ہے کہ جب عمرو زمین پر قتل ہو کر گرا اُس کے ساتھی بھاگ کر خندق کے پار چلے گئے اور نوفل بن عبد اللہ خندق میں گر پڑا۔ مسلمانوں نے اُس کو پتھر مارنا شروع کیا اُس نے کہا مجھے اس ذلت کے ساتھ مت مارو کوئی آئے اور میرا مقابلہ کرے یہ سُنکر جناب امیرؑ خندق میں اُتر گئے اور ایک ہی ضرب میں اُس کو واصل جہنم کر دیا اور ہبیرہ کو زین کے قربوس پر ایک ضرب لگائی جس سے اُس کی زرہ گر گئی اور اور وہ بھاگا تو جابر نے کہا داؤدؑ کا جالوت کو قتل کرنے کے واقعہ سے عمرو کا قتل کیا جانا کس قدر مشابہ ہے شیخ طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جب نوفل قتل ہوا مشرکین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا کہ نوفل کی لاش دس ہزار درہم میں، ہم کو دے دیجئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہم مُردوں کی قیمت نہیں کھاتے اُس مردار کو لے جاؤ۔

مخالفین نے ربیعۂ سعدی سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حُذیفہ بن الیمان سے کہا کہ جب ہم علیؑ کے فضائل بیان کرتے ہیں اہلِ بصرہ کہتے ہیں کہ تم علیؑ کے حق میں غلو کرتے ہو۔ کیا آپ اُن کے بارے میں کوئی حدیث روایت کرتے ہیں؟ حذیفہ نے کہا اے ربیعہ علیؑ کے متعلق یہ کیا سوال کرتے ہو؟ اُسی خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جس روز سے خدا نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے اُس روز سے اصحابِ رسولؐ کے قیامت تک کے تمام اعمال ترازو کے ایک پلڑے میں رکھیں اور علیؑ کے اعمال ایک پلڑے میں رکھیں پھر بھی علیؑ کے اعمال اُن کے کل اعمال سے وزنی ثابت ہونگے ربیعہ نے کہا اس حدیث کا تحمل نہیں کیا جا سکتا۔ حذیفہ نے کہا اے احمق کیوں نہیں کیا جا سکتا۔ کہاں تھے ابوبکرؔ عمرؔ حذیفہ اور تمام اصحاب محمدؐ اُس روز جبکہ عمرو بن عبدوُد مبارز طلب کر رہا تھا۔ اُس سے مقابلہ کے لیئے کوئی تیار نہ ہوا، سوائے علیؑ کے سب نے انکار کیا۔ علیؑ اُس کے مقابلہ کے لیئے گئے اور خدا نے

اُن کے ہاتھ سے اُس کو قتل کرایا۔ اُسی خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں حُذیفہ کی جان ہے اُس کے قتل کا اجر اُمتِ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قیامت تک کے اعمال سے بہت زیادہ عظیم و بلند ہے۔ اور عامہ نے بطریق متعددہ بیان کیا ہے کہ یہ آیت ابن مسعود اس طرح پڑھتے تھے:۔ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ بِعَلِيٍّ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا (پ۲۱ آیۂ ۲۵ سورۃ الاحزاب) یعنی خدا نے علیؑ کے سبب سے مومنین کی جنگ میں کفایت کی اور اللہ قوی اور غالب ہے۔

ابن ابی الحدید نے روایت کی ہے کہ جناب عمرؔ ضرار کے مقابلہ پر گئے اور پھر بھاگے تو ضرار نے نیزہ کی انی ذرا سی ان کی پیٹھ میں چُبھا دی اور کہا یہ احسان ہے تم کو چاہیئے کہ اس کا شکر بجا لاؤ اور ہمیشہ یاد رکھو اے خطاب کے بیٹے کیونکہ میں نے قسم کھائی ہے کہ جب قریش پر غالب آجاؤں گا تو اُن کو قتل نہ کروں گا۔ ابن ابی الحدید نے کہا ہے کہ اُحد میں بھی اُن کے ساتھ ضرار نے ایسا ہی کیا تھا۔ ان دونوں واقعات کو واقدی نے بھی کتاب مغازی میں لکھا ہے۔

قطب الدین راوندی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب امیرؑ المومنین نے عمرو بن عبدود کو قتل کیا تو اپنی تلوار امام حسنؑ کو دے کر فرمایا کہ اس کو اپنی والدہ کو دے دو کہ دھو دیں۔ جب خود بیت الشرف میں تشریف لائے اور چاہا کہ تلوار کو نیام میں رکھیں خون کا ایک نقطہ اُس میں باقی دیکھا تو کہا شائد فاطمہؑ نے اس کو دھویا نہیں۔ کہا گیا دھویا تو ہے۔ تو فرمایا پھر یہ خون کا نقطہ کیوں ہے۔ جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ذوالفقار ہی سے پوچھو وہ خود بتائے گی۔ جناب امیر المؤمنینؑ نے ذوالفقار کو حرکت دی اور فرمایا شائد فاطمہ طاہرہ نے اس نحس و ناپاک خون کو تجھ سے نہیں دھویا۔ ذوالفقار بقدرتِ خداوند جبّار گویا ہوئی کہ ہاں معصومۂ عالم نے دھویا ہے لیکن چونکہ آپ نے مجھ سے کسی کو قتل نہیں کیا کہ عمرو بن عبدود سے زیادہ اسکو فرشتے دشمن رکھتے ہوں لہٰذا خداوند عالم نے مجھے حکم دیا کہ اُس کے اس نقطۂ خون کو میں پیوں کیونکہ یہ میرا حصہ ہے۔ تو جب کبھی آپ مجھ کو نیام سے نکالیں گے اور فرشتوں کی نظرہ اس قطرہ پر پڑے گی تو وہ آپ پر صلوٰۃ بھیجیں گے[1]

جاننا چاہیئے کہ مؤرخین عامہ کے ایک گروہ نے بیان کیا ہے کہ جب عمرو مارا گیا اور اُس کے قتل کی خبر ابوسفیان کو پہنچی بے تامل کوچ کر کے مکہ کی طرف چلا گیا۔ اور علی بن ابراہیم، شیخ طبرسی اور قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ اُس کے قتل کے بعد پندرہ روز یا زیادہ دنوں تک مشرکین ٹھہرے تھے اور مسلمانوں کا محاصرہ کیئے ہوئے تھے اور سردی اور کمیٔ آزوقہ کے سبب مسلمانوں کی حالت نہایت خستہ ہو گئی تھی۔ اُن دنوں میں آنحضرتؐ سے طعام میں برکت جیسے معجزات ظاہر ہوئے جو ابواب معجزات میں بیان کیئے جا چکے۔ ابن بابویہ نے معتبر سند کے ساتھ امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنینؑ نے فرمایا کہ ہم آنحضرتؐ کے ساتھ

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ بعید نہیں ہے کہ حضرت امام حسنؑ نے رُتبۂ امامت کے اعتبار سے دُو سال یا تین سال کی عمر میں تلوار نکالی اور اس کو پیغام پہنچایا ۱۲ [2] موجودہ قرآن میں اس آیت میں لفظ علی موجود نہیں ہے ۱۲

خندق کھودنے میں مشغول تھے کہ جناب فاطمہ زہرؑا ایک ٹکڑا روٹی کا آنحضرتؐ کے واسطے لائیں حضرتؐ نے فرمایا کہ اے فاطمہؑ یہ کہاں سے لائیں؟ عرض کی میں نے حسنؑ اور حسینؑ کے لیئے پکایا تھا اُسی میں سے ایک ٹکڑا آپ کے واسطے بھی لائی ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ پہلی غذا ہے جو تین روز کے بعد تمہارے پدر کو میسّر ہوئی ہے۔ تین روز سے آنحضرتؐ نے کچھ نہیں کھایا تھا۔ قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ جب خندق کھودنے کے زمانہ میں مسلمانوں پر بھوک کا غلبہ ہوا تو آنحضرتؐ نے ایک مٹھی خرما طلب کیا اور ایک کپڑا بچھادیا اُس پر وُہ خرمے رکھ دیئے۔ پھر حضرتؐ نے منادی کرادی کہ آؤ اور ناشتہ کر لو۔ یہ سُنکر تمام اہل مدینہ جمع ہو گئے اور اُس میں سے خرما کھا کھا کر سیر ہو گئے۔ پھر خرمے اُس کپڑے سے گر پڑتے تھے۔ پھر علی بن ابراہیم اور دُوسرے لوگوں نے روایت کی ہے کہ جب قریش کے قیام کی مدّت طویل ہوئی تو ابوسفیان نے حیی بن اخطب سے کہا کہ اے یہودی تیری تیری قوم کہاں ہے؟ حیی بن اخطب بنی قریظہ کے پاس آیا اور کہا تم پردلئے ہو قلعہ سے باہر نکلو اب بھی جبکہ محمدؐ سے عہد و پیمان توڑ چکے ہو قلعہ میں بیٹھے ہو نہ محمدؐ کے ساتھ رہے نہ قریش کے ساتھ ہوئے۔ کعب نے کہا ہم قلعہ سے نہیں نکلیں گے جب تک قریش اپنے دس رؤسا کو ہمارے پاس رہن نہ کردیں جنکو ہم قلعہ میں رکھیں گے تاکہ اگر محمدؐ پر ان کو فتح نہ حاصل ہو تو اُس وقت تک یہاں سے حرکت نہ کریں جب تک ہمارے عہد و پیمان کو اسیطرح مضبوط نہ کر دیں جس طرح پہلے تھا کیونکہ ہم مطمئن نہیں ہیں کہ قریش چلے جائیں اور ہم اپنے گھروں میں بند رہیں اور پھر ہم سے محمدؐ جنگ کریں ہمارے مردوں کو قتل کریں ہماری عورتوں اور بچّوں کو قید کریں۔ اور اگر ہم قلعہ سے نکل کر تمہارا ساتھ نہ دیں تو ممکن ہے محمدؐ ہم پر رحم کریں اور ہمارے عہد کو از سرِ نو مان لیں۔ ابن اخطب نے کہا تُو نے نہایت بیہودہ اور باطل گفتگو کی قریش کبھی اس پر راضی نہیں ہو سکتے اور نہ محمدؐ ہی تجھ سے عہد کریں گے۔ اور تم اب نہ محمدؐ کے ساتھی رہے نہ قریش کے۔ کعب نے کہا یہ تیری رائے کی نحوست ہے تُو قریش کے ساتھ اُٹھتا اور بھاگتا ہے اور ہم کو ہمارے شہر میں چھوڑے جاتا ہے کہ محمدؐ جو چاہیں ہمارے ساتھ کریں۔ ابن اخطب نے کہا خدا اور موسیٰؑ کا عہد اپنے اُوپر لازم قرار دیتا ہوں کہ اگر قریش نے محمدؐ پر فتح نہ پائی تو میں تیرے ساتھ قلعہ میں رہوں گا اور جو کچھ تم لوگوں پر گزرے گی مجھ پر بھی گزرے گی۔ کعب نے کہا میرا قول تو وُہی ہے جو میں نے کہا۔ اگر قریش ہمارے ہاتھ اپنے آدمیوں کو رہن کر دیں تو ہم اُن کے ساتھ ہیں ورنہ قلعہ سے باہر نہیں نکلیں گے۔ آخر ابن اخطب واپس آیا اور قریش کو اس کا پیغام پہنچایا۔ جب ابوسفیان نے یہ بات سُنی تو بولا کہ واللہ یہ پہلا فریب ہے۔ نعیم بن مسعود نے سچ کہا تھا مجھے ان بندروں اور سوروں کی ضرورت نہیں ہے۔ غرض جب مسلمانوں پر محاصرہ کی شدّت ہوئی اور سردی کی زیادتی اور بھوک کے سبب وُہ یہودیوں سے بہت خائف ہوئے اور منافقین طعن و طنز کے ساتھ نامناسب باتیں کرنے اور مسلمانوں کو ڈرانے لگے جیسا کہ حق تعالٰے نے فرمایا ہے اور آنحضرتؐ کے اصحاب میں سوائے چند سب کے سب منافق ہو گئے اور حضرتؐ نے یہ خبر پہلے ہی دے دی تھی کہ عرب کے گروہ اتفاق کر کے آئیں گے اور یہود ہمارے ساتھ فریب کریں گے اُس وقت ہم پر نہایت سختی اور دُشواری ہو گی اور انجام کار ہم اُن پر غالب آئیں گے جب قریش آئے اور یہودیوں نے اپنا عہد توڑا تو منافقوں نے کہا کہ خدا اور رسُولؐ نے ہم سے مکر و فریب کا وعدہ نہیں کیا تھا۔ انمیں سے

اکثر منافقوں کے مکانات مدینہ کے اطراف میں تھے۔ انہوں نے کہا یا رسُولؐ اللہ ہم کو اپنے اپنے گھروں میں جانے کی اجازت دیجئے کیونکہ ہمارے مکانات مدینہ کے کناروں پر ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ دشمنوں کی کوئی جماعت لوٹ نہ لے۔ ان میں سے ایک گروہ نے کہا آؤ ہم بھاگ چلیں اور قریوں میں دیہاتیوں کے پاس پناہ لیں کیونکہ محمّد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے تمام وعدے باطل ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے صحابہ کی ایک جماعت مقرر فرمائی کہ رات کو مدینہ کی پاسبانی کیا کریں اور حضرت امیرؑ المومنین تمام شب لشکر کے گرد پھرتے اور سب کی حفاظت کرتے تھے۔ اگر قریش میں سے کوئی شخص دکھائی دیتا تو اُس سے مقابلہ کرتے۔ آپ خندق کو پار کر کے قریش کے پاس پہنچ جاتے تھے۔ وُہ لوگ آپ کو دیکھتے تھے مگر آپ کچھ پروا نہ کرتے۔ اور اکثر تمام رات تنہا کھڑے ہوئے نماز میں مشغول رہتے اور جب صبح ہوتی تو اپنے مقام پر آجاتے تھے۔ اُس مقام پر امیر المومنینؑ کی مسجد مشہور و معروف ہے۔ جو شخص وہاں جاتا ہے اُس کو معلوم ہوتا ہے کہ حضرتؑ اُس جگہ نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور وُہ مسجد ایک تیر کی مسافت کے برابر مسجد فتح سے دُور عقیق کی جانب ہے۔ غرضکہ جب آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کی پریشانی محاصرہ کے طول ہونے کے سبب مشاہدہ فرمائی مسجد فتح کی طرف پہاڑ پر چلے گئے جس پر آج مسجد فتح واقع ہے اور بارگاہِ عزّت و جلال میں دستِ مناجات بلند کر کے گریۂ و زاری کے ساتھ عرض کی یَا صَرِیْخَ الْمَکْرُوْبِیْنَ وَیَا مُجِیْبَ الْمُضْطَرِّیْنَ وَیَا کَاشِفَ الْکَرْبِ الْعَظِیْمِ اَنْتَ مَوْلَایَ وَوَلِیُّ اٰبَائِیَ الْاَوَّلِیْنَ اِکْشِفْ عَنَّا غَمَّنَا وَهَمَّنَا وَكَرْبَنَا وَاكْشِفْ عَنَّا كَرْبَ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ بِقُوَّتِكَ وَحَوْلِكَ وَقُدْرَتِكَ۔ (یعنی اے مصیبت زدوں کے فریاد رس اور اے غمگین کی دُعائیں قبول کرنے والے اور اے شدّت تکلیف کو رفع کرنے والے تو میرا اور میرے آباؤ اجداد کا مولا ہے ہم سے ہمارے رنج و غم و اذیت کو دُور کر دے اور اپنی طاقت و قوت و قدرت سے اس قوم کی تکلیف اور شدّت کو رفع فرما دے) اُسیوقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا یا رسُولؐ اللہ خدا نے آپؐ کی مناجات سُنی اور آپ کی دُعا قبول فرمائی اور ہوا اور آندھی کو فرشتوں کے ساتھ حکم دیا ہے کہ قریش اور اُن کے لشکر کو بھگا دیں۔ تو ہوا اور آندھی نے مشرکین کے خیموں کو اُکھاڑ ڈالا۔ آخر وُہ سب بھاگنے پر آمادہ ہوئے۔ جبرئیلؑ نے آنحضرتؐ کو اس کی اطلاع دی۔ آپ نے حذیفہ کو آواز دی۔ وُہ حضرتؐ کے پاس سوئے ہوئے تھے اس لیئے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرتؐ نے دوبارہ آن آواز دی کوئی جواب نہ ملا۔ تیسری مرتبہ حذیفہ بولے لَبَّیْکَ یا رسُولؐ اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا میں تم کو پکار رہا ہوں اور تم جواب نہیں دیتے۔ عرض کی میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں سردی اور بھوک کی شدّت سے میں نہ بول سکا۔ حضرتؐ نے فرمایا جاؤ اور قریش کا حال دریافت کرو اور میرے پاس واپس آنے سے پہلے کوئی اور کام نہ کرنا۔ بیشک مجھے خدا کی جانب سے خبر آئی ہے کہ خدا نے اُن پر ہوا کو مسلط فرمایا ہے اور وُہ بھاگنے میں مشغول ہیں۔ حذیفہ نے کہا میں سردی سے کانپ رہا ہوں خندق کو کیونکر عبور کروں۔ آخر میں روانہ ہوا اور حضرتؐ کے اعجاز سے جب خندق سے گزرا تو ایسا گرم ہوا کہ گویا حمام میں ہوں۔ جب قریش کے لشکر میں داخل ہوا تو ایک بڑا خیمہ نظر آیا۔ میں اُس کی طرف چلا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ لوگوں نے آگ روشن کر رکھی ہے جو کبھی بجھ جاتی ہے کبھی جلتی ہے۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو وُہ ابوسفیان ملعون کا خیمہ تھا۔

وُہ لعین آگ کے پاس بیٹھا تھا اور سردی سے کانپ رہا تھا اور کہہ رہا تھا اے گروہ قریش اگر محمدؐ کے خیال کے مطابق ہم اہلِ آسمان سے جنگ کر رہے ہیں تو یقیناً ہم اہلِ آسمان سے جنگ کی طاقت نہیں رکھتے اگر اہل زمین سے مقابلہ ہو تو کر سکتے ہیں۔ پھر بولا کہ اپنے اپنے ساتھیوں کے حالات معلوم کرو اس طرح کہ محمدؐ کا کوئی جاسوس ہمارے درمیان نہ ہو۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ میں عمرو بن عاص اور معاویہ کے بیچ میں تھا۔ مَیں نے داہنی طرف سبقت کر کے پُوچھا کہ تم کون ہو اُس نے کہا مَیں عمرو عاص ہوں۔ پھر بائیں طرف مُڑ کر پُوچھا تم کون ہو اُس نے کہا مَیں معاویہ ہوں۔ اور میں نے اس وجہ سے سبقت کی کہ کوئی مجھ سے نہ پُوچھے کہ تم کون ہو۔ پھر ابوسفیان اپنے اُونٹ پر سوار ہوُا، اُونٹ کا پَیر بندھا ہوُا تھا۔ اگر حضرتؐ نے یہ تاکید نہ کر دی ہوتی کہ میرے پاس واپس آنے سے پہلے کوئی کام نہ کرنا تو مَیں اُس ملعون کو قتل کر دیتا۔ پھر ابوسفیان سے خالد بن ولید نے کہا کہ مناسب ہے کہ میں تمہارے کمزوروں کی حفاظت کے لیئے موجود رہوں۔ اُس نے کہا تیار ہو جاؤ اور سامان بار کرو۔ غرض سب نے سامان اونٹوں پر بار کیا اور بھاگ گئے۔ جب صبح ہوئی تو حضرتؐ نے مسلمانوں سے کہا ابھی اپنے مقام سے حرکت نہ کرنا مگر لوگوں نے نہ مانا اور طلوع آفتاب تک سب مدینہ چلے گئے۔ بہت تھوڑے اصحاب حضرتؐ کے ساتھ رہ گئے۔ اور کلینی نے بسندِ حسن روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ احزاب میں ایک ٹیلے پر کھڑے تھے جس پر مسجد فتح واقع ہے۔ رات بہت اندھیری اور شدید سردی کا عالم تھا حضرتؐ نے فرمایا کہ کون ہے جو قریش کی خبر لائے اُس پر بہشت واجب ہو گی۔ کوئی شخص نہ اُٹھا۔ حضرت صادق علیہ السّلام نے اپنے ہاتھوں کو ہلا کر فرمایا کہ بہشت سے بہتر لوگ اور کیا چاہتے تھے۔ آخر حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ کون ہے جو اس جگہ سو رہا ہے۔ حذیفہ نے کہا میں ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اس پوری رات میں تم میری آواز سُنتے رہے اور جواب نہ دیا۔ میرے پاس آؤ۔ حذیفہ اُٹھے اور معذرت کی کہ حضورؐ پر میں فدا ہوں سردی اور تکان کے سبب جواب نہ دے سکا۔ حضرتؐ نے فرمایا جاؤ اور قریش کی باتیں سُنو اور اُن کے حالات سے مجھے آگاہ کرو۔ جب حذیفہ روانہ ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُعا کی اَللّٰھُمَّ احْفَظْہُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ وَعَنْ یَمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ حَتّٰی تَرُدَّہٗ (خداوندا اس کی حفاظت فرما آگے، پیچھے، داہنے اور بائیں سے یہانتک کہ اس کو میرے پاس واپس پہنچا دے) حضرتؐ نے حذیفہ کو تاکید کر دی کہ جبتک میرے پاس واپس نہ آئیں کوئی دوسرا کام نہ کریں۔ غرض حذیفہ اپنی تلوار سپر اور تیر و کمان لے کر روانہ ہوئے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ جب میں روانہ ہوُا تو مطلق سردی اور بھوک کا اثر مجھ میں نہ تھا یہانتک کہ خندق کو پار کر لیا اور مسلمان اور مشرکین اُسی مقام پر جمع تھے۔ اُدھر حضرتؐ دُعا کر رہے تھے کہ اے فریاد کرنے والوں کے فریادرس اور اے مصیبت زدوں کی دُعاؤں کے قبول کرنے والے میرے رنج و غم کو دُور کر دے بیشک تُو میرا اور میرے اصحاب کا حال دیکھ رہا ہے۔ اُسی اثنا میں جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا یا رسُولؐ اللہ خدا نے آپکی دُعا قبول فرمائی اور دشمنوں کے دھڑکے سے آپ کو بچا لیا۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ دوزانو بیٹھ گئے اور اپنا عمامہ کھولا اور آنکھوں سے آنسو جاری کیئے اور کہا میں تیرا شکر کرتا ہوں جیسا کہ تُو نے مجھ پر اور میرے اصحاب پر رحم فرمایا ہے۔ پھر حضرتؐ نے بیان فرمایا کہ خدا نے اُنپر آسمانِ اوّل سے ایک ہوا بھیجی جس میں کنکر تھے، اور

آسمان چہارم سے ایک ہوا بھیجی جس میں بڑے پتھر تھے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ جب میں خندق کے پار آیا قریش کے لشکر میں آگ روشن دیکھی اور دیکھا پہلے لشکر پر آندھی کا طوفان آیا جس میں سنگریزے تھے۔ تمام آگ اُڑ گئی اور خیمے اُکھڑ گئے اور اُن کے نیزوں کو زمین پر گرا دیئے۔ اُن سب نے سنگریزوں سے بچنے کے لیئے سپر سے چہروں کو ڈھانک لیا اور ہم اُن کے سروں پر پتھروں کے ٹکرانے کی آواز سُنتے تھے۔ حذیفہ وُہ مشرکوں کے درمیان بیٹھ گئے ناگاہ مشرکوں کے بیچ میں شیطان ایک سردار کی صورت میں کھڑا ہوُا اور بولا اے لوگو تم اس ساحر کذاب (معاذ اللہ) کے قریب آ کر ٹھہرے ہو یہ سال ٹھہرنے کا نہیں ہے۔ چوپائے سب ہلاک ہو گئے۔ وُہ تمہارے ہاتھ سے بچ کر نکل نہیں سکتا اس سال نہ سہی آیندہ سال۔ لہٰذا ہر شخص اپنے پاس کے آدمی کا نام پُوچھ لے۔ یہ سُنتے ہی حذیفہ نے جلدی کر کے پہلے ہی اپنے داہنے بائیں شخصوں سے ان کے نام پُوچھے۔ ایک نے کہا میں معاویہ ہوں اور دُوسرے نے کہا میں سہیل بن عمرو ہوں۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ اسی اثناء میں خدا کا ایک بڑا لشکر آیا اور اُن پر بڑے بڑے پتھر برسانے لگا۔ ابوسفیان کُود کر سوار ہو گیا اور قریش کو چلایا کہ جلدی سامان لادو۔ طلحہ نے اُس سے کہا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھ پر ایک بلائے سخت مسلط کر دی وُہ کود کر اپنے اُونٹ پر سوار ہو گیا اور قبیلہ اشجع کے درمیان ندا کی کہ جلد بار کرو۔ عیینہ بن حصن، حارث بن عوف مزنی اور اقرع بن حابس وغیرہ ہر ایک نے اپنے اپنے قبیلہ والوں کو بھاگنے کا حکم دیا اور اُن کا حال قیامت کے حال کے مانند ہو گیا۔ یہ دیکھ کر حذیفہ واپس آئے اور آنحضرتؐ کی خدمت میں تمام حالات بیان کیئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کے سلسلہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ مشرکین کے بھاگنے کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اب وُہ ہم سے جنگ کی غرض سے کبھی نہ آئیں گے بلکہ ہم ان سے جنگ کے واسطے جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوُا۔

علی بن ابراہیم وغیرہ نے روایت کی ہے کہ غزوہ خندق میں حیان بن قیس بن عرقہ نے ایک تیر سعد بن معاذ کی جانب پھینکا وہ اُن کے ہاتھ میں پیوست ہو گیا اور رگ اکحل کو قطع کر دیا۔ اور بولا یہ تیر لے میں ابن عرقہ ہوں۔ سعد نے کہا خدا تیرے چہرے کو آگ میں جلائے۔ اُس رگ سے بہت خون نکل گیا اور سعد بہت کمزور ہو گئے۔ تو اُس رگ کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر دُعا کی کہ اے معبود اگر قریش کی اس جنگ میں ابھی جان باقی ہے تو مجھے بھی باقی رکھ تاکہ اُن سے جنگ کروں کیونکہ میں کسی سے لڑنا زیادہ پسند نہیں کرتا بہ نسبت اُس گروہ کے ساتھ لڑنے کے جو خدا اور رسُولؐ سے لڑتے ہیں۔ اگر قریش کی لڑائیاں آنحضرتؐ سے ختم ہو گئی ہیں تو اس زخم کو میری شہادت کا سبب قرار دے اور مجھ کو موت دے دے تاکہ میری آنکھیں بنی قریظہ کے قتل ہونے سے روشن ہو جائیں۔ بس خون بند ہو گیا اور اُن کے ہاتھ پر ورم آ گیا۔ حضرتؐ نے اُن کے لیئے ایک خیمہ نصب کرا دیا اور خود ان کی پرستاری اور اُن کے حالات کی نگرانی میں مشغول ہوئے۔ اُس وقت خداوند عالم نے یہ آیتیں بھیجیں۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَآءَتْکُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا وَکَانَ اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ۝ (پ ۲۱ سورۃ احزاب آیہ ۹ تا ۱۲) اے ایمان والو اپنے اوپر خدا کی نعمتوں کو یاد کرو جب تمہارے سامنے دشمنوں کے لشکر آئے

تو ہم نے اُنپر ایک ہوا بھیجی اور ایسے لشکر بھیجے جنکو تم نہیں دیکھتے تھے یعنی فرشتوں کا لشکر اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اُس کو خوب جانتا ہے۔ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝ جس وقت کہ وادی کے اُوپر اور اُس کے نیچے سے تمہاری طرف فوجیں آئیں اور تمہاری آنکھیں اپنے حلقوں میں خوف کے سبب خیرہ ہوگئیں اور تمہارے کلیجے مُنہ کو آگئے تھے اور تم خدا کی طرف بدگمانیاں کرنے لگے هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اس وقت مومنین امتحان میں ڈالے گئے اور وُہ خوب جھنجھوڑے گئے جبکہ منافقوں نے اور ان لوگوں نے کہا جنکے دل میں کفر و شرک کا مرض تھا کہ خدا و رسولؐ کا وعدہ صرف فریب و دھوکا ہے۔ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ۝ اُس وقت کو یاد کرو جبکہ منافقوں کے ایک گروہ نے کہا اے اہل مدینہ لشکر میں ٹھہرنے کا یہ وقت نہیں ہے واپس چلو اور اُن میں سے ایک گروہ پیغمبرؐ سے واپس جانے کی اجازت مانگنے لگا کہ مدینہ میں ہمارے مکانات خالی ہیں اور وُہ کچھ مضبوط و مستحکم نہیں ہیں یا وُہ مکانات شہر کے کناروں پر ہیں اور دُشمنوں سے قریب ہیں حالانکہ وُہ خالی اور غیر محفوظ نہ تھے اُن کا ارادہ صرف جنگ سے بھاگنے کا تھا۔

علی بن ابراہیم کی روایت ہے کہ وُہ کہتے تھے کہ ہمارے مکانات مدینہ کے کناروں پر ہیں اور ہم یہودیوں سے ڈرتے ہیں وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ۝ اگر مشرکوں کا لشکر مدینہ کے چاروں طرف سے منافقوں پر ایکبارگی حملہ کر بیٹھے اور وُہ اُن سے کافر ہوجانے کو کہیں تو یہ منافقین ظاہر بظاہر کافر ہوجائیں گے اور کافر ہونے کے بعد زیادہ دنوں محفوظ نہ رہیں گے بلکہ بہت جلد عذاب الٰہی میں گرفتار ہوجائیں گے۔" اس کے بعد خداوند عالم نے منافقوں کے تغیر اور ڈانٹ پھٹکار میں بہت سی آیتیں نازل فرمائیں جن میں سے بعض اس سے قبل مذکور ہوچکیں۔ اُس کے بعد فرمایا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝ (سورۂ احزاب) مومنین میں سے ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے عہد کو جو خدا سے کیا تھا پورا کردیا یعنی جنگ میں ثابت قدم رہے اور ہر حال میں خدا کی رضا پیش نظر رکھی ان میں سے بعض نے اپنے عہد کو وفا کیا اور شہید ہوگئے اور بعض ان میں سے انتظار کر رہے ہیں اور اپنے عہد میں مطلق تغیر نہیں ہونے دیا۔" بسندہائے معتبر حضرت امام جعفر صادق اور امام محمد باقر علیہم السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت جناب حمزہؓ اور امیر المومنینؑ کی شان میں نازل ہوئی اور یہ کہ خدا کا عہد پورا ہوگیا یعنی ان کی اجل آگئی اور وُہ شہید ہوگئے۔ اس سے مراد جناب حمزہؓ و جعفرؓ ہیں اور جو انتظار کر رہے ہیں وُہ امیر المومنینؑ ہیں۔ پھر علی بن ابراہیم نے کہا کہ خدا نے اس آیت کو اس طرح نازل فرمایا ہے کہ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ بِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۝

(آیت ۲۵ سورۂ احزاب پ ۲۱) یعنی خدا نے کافروں کو ان کے غیظ و غضب کے ساتھ مدینہ سے دُور کردیا نہ اُن کو مدد ملی اور نہ غنیمت ہی حاصل ہوئی۔ اور خدا نے مومنین کی علیؑ کے ذریعہ سے مدد کی کہ انہوں نے عمرو بن عبدوُد وغیرہ کو قتل کیا اور خدا صاحب قوت اور سب پر غالب ہے۔" واضح ہو کہ خندق کا کھودنا حدیثوں سے ماہ رمضان میں ظاہر ہوتا ہے اور مشہور یہ ہے کہ جنگ ماہِ شوال میں ہوئی۔ مسلمانوں کے گروہ کافروں کا محاصرہ بعض کہتے ہیں کہ بیسؔ روز تک قائم رہا اور بعض چوبیسؔ اور ستائیسؔ روز کہتے ہیں واللہ اعلم۔

چھتیسواں باب ۳۶

ذکرِ غزوۂ بنی قریظہ، شہادتِ سعد بن معاذ اور ابولبابہ کی توبہ کا قبول ہ

علی بن ابراہیم شیخ طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ احزاب سے فرصت کرکے مدینہ واپس آگئے۔ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے پانی لاکر رکھا کہ حضرتؐ اُس سے غسل فرمائیں ا غبارِ سفر دُور ہو۔ حضرتؐ غسل کرنا چاہتے ہی تھے اور ابھی علم نصرت شیم کو لپیٹا نہیں تھا کہ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور طبرسی کی روایت کے مطابق ابھی ناقہ پر سوار تھے۔ سفید عمامہ باندھے ہوئے تھے جس کے گوشے کاندھے پر لٹکے تھے جو بہشت کے استبرق کا گوہر و یاقوت سے مکلل تھا جس پر غبار نمایاں ہورہا تھا۔ غرض حضرتؐ نے عمامہ سے غبار کو صاف کیا۔ جبرئیلؑ نے کہا خدا آپؐ پر رحمت نازل کرے آپؐ نے اسلحے کھول دیئے لیکن ابھی اہل آسمان (فرشتوں) نے نہیں کھولے ہیں۔ ہم فرشتے کفار قریش کے تعاقب میں تھے اور اُنپر سختی کرتے اور بھگاتے رہے ہیں یہانتک کہ اُن کو روحا میں پہنچادیا اور علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق حمراء الاسد تک پہنچادیا۔ جناب جبرئیلؑ عرض کرتے ہیں کہ یا رسولؐ اللہ خلاق ارض و سما آپؐ کو حکم دیتا ہے کہ آپؐ نمازِ عصر یہاں نہیں بلکہ بنی قریظہ کی بستی میں پڑھیئے۔ اور میں آپ سے پہلے جاتا ہوں اور اُن کے قلعہ کو ہلاتا ہوں۔ بروایت طبرسی اُن کو اس طرح کوٹتا ہوں جیسے تخم پتھر پر کوٹا جاتا ہے یہ سُنتے ہی آنحضرتؐ روانہ ہوئے۔ حارثہ ابن نعمان سے ملاقات ہوئی آپؐ نے حالات دریافت کیئے۔ اُنہوں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں دحیہ کلبی یہاں لوگوں کو ندا دے رہے ہیں کہ کوئی یہاں نمازِ عصر نہ پڑھے بلکہ بنی قریظہ کی آبادی میں چل کر ادا کرے۔ حضرتؐ نے فرمایا دحیہ نہیں بلکہ جبرئیلؑ ہیں۔ پھر جناب امیرؑ کو بلوایا اور فرمایا کہ لوگوں میں ندا کریں کہ کوئی نمازِ عصر یہاں نہ پڑھے بلکہ بنی قریظہ کے پاس چل کر پڑھے۔ جناب امیرؑ نے لوگوں سے پکار کر کہا اور سب مدینہ سے باہر چل کھڑے ہوئے۔ جناب امیرؑ نے بڑا عَلَم اُٹھا لیا اور آنحضرتؐ کے آگے چلے۔ حضرتؐ بنی قریظہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ قرب الاسناد میں امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ اُس آنحضرتؐ نے امیر المومنینؑ کو سیاہ علم دے کر لوائے سفید کے ساتھ بھیجا جس کو عقاب کہتے تھے۔

اور فرات ابن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ احزاب سے مراجعت فرمائی جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا ابھی ہتھیار نہ کھولیئے کیونکہ میں فرشتوں کے ساتھ کفار قریش کا حمراء الاسد تک تعاقب کر رہا تھا۔ اب خدا کا آپ کو یہ حکم ہے کہ بنی قریظہ سے جنگ کے لیئے چلیئے اور مَیں فرشتوں کے ساتھ جاتا ہوں تاکہ ان کے قلعہ کو ہلا دوں جب تک آپ میرے پاس پہنچیں۔ تو حضرتؐ نے امیرالمومنینؑ کو عَلم دیا اور جبریلؑ کے پیچھے روانہ کیا اور خود تھوڑی دیر توقف فرمانے کے بعد جا کر اُن سے ملحق ہو گئے راستہ میں جو شخص آپؐ سے ملتا اُس سے پُوچھتے کہ اس سوار کو تم نے دیکھا تھا وُہ کہتا تھا کہ ہاں دحیۂ کلبی گئے ہیں کیونکہ جبریلؑ اُس روز اُنہی کی شکل میں ظاہر ہوئے تھے اور اپنے گھوڑے پر ارغوانی کپڑا ڈالے ہوئے تھے جب آنحضرتؐ کا لشکر قلعۂ بنی قریظہ کے پاس پہنچا ان کے منادی نے ندا دی کہ ابو لبابہ بن عبدالمنذر کہاں ہو جناب رسولؐ خدا نے لبابہ سے فرمایا کہ تم کو بنی قریظہ بلاتے ہیں۔ ابو لبابہ اُن کے پاس گئے تو وُہ سب رونے لگے اور کہا کہ ہم اس لشکر سے جو تمہارے پیچھے آرہا ہے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے۔ ابو لبابہ کا قصہ اس کے بعد مذکور ہوگا۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ قریش کے پسپا ہونے اور شکست کھانے کے بعد حیی ابن اخطب بنی قریظہ کے قلعہ میں داخل ہؤا۔ اور جب امیرالمومنینؑ نے عَلم اُٹھایا اور قلعہ کے نیچے نصب کیا کعب بن اسید نے قلعہ سے دیکھا وُہ مسلمانوں کو گالیاں دے رہا تھا اور آنحضرتؐ کی شان میں گستاخی کر رہا تھا۔ آنحضرتؐ اُس کا کوئی جواب نہیں دے رہے تھے۔ بروایت شیخ مفید جب حضرتؐ کو ان لوگوں نے دیکھا ان کو یاد آیا کہ عمرو بن عبدود کے قتل کرنے والا آگیا تو ان کے دلوں میں بے پناہ رعب پیدا ہوگیا یہانتک کہ آنحضرتؐ قریب آئے ایک دراز گوش پر سوار تھے۔ امیرالمومنینؑ آپؐ کے استقبال کو بڑھے۔ اور عرض کی یا رسولؐ اللہ میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں، قلعہ کے نزدیک مت جائیے۔ حضرتؐ نے یہ سمجھا کہ شائد وُہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ کوئی کلمۂ توہین ان لوگوں کا حضرتؐ نہ سُن لیں۔ حضرتؐ نے فرمایا جب وُہ مجھ کو دیکھیں گے تو خدا اُن کو اور ذلیل کر دے گا اور جو کچھ کہہ رہے ہیں پھر نہ کہیں گے۔ اور جس طرح خدا نے تم کو عمرو بن عبدود کے قتل پر قدرت عطا کی ان کے قتل پر بھی قوت بخشے گا۔ اور تم کو خدا کی جانب سے مدد و نصرت کی خوشخبری ہو۔ حق تعالےٰ نے مجھ کو رعب و ہیبت کے ساتھ نصرت عطا فرمائی ہے کہ میرا خوف ایک مہینے کی راہ کی دُوری سے لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو جاتا ہے۔ غرض جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمنوں کے قلعہ کے نزدیک پہنچے فرمایا اے بندروں اور سوروں کے بھائیو، اے شیطان کی عبادت کرنے والو مجھے گالیاں دیتے ہو ہم جس گروہ کے قریب انتقام کے لیئے پہنچتے ہیں وُہ دن اُن کے لیئے نہایت بد ہوتا ہے۔ یہ سُنکر کعب نے قلعہ کے اُوپر سے دیکھا اور کہا اے ابو القاسم خدا کی قسم آپ تو کبھی جاہلوں کی طرح گالیاں دینے والے نہ تھے۔ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ نے اُس کی یہ بات سُنی بے انتہا شرم و حیا کے سبب سے عصا آپ کے ہاتھ سے اور ردا دوشِ مبارک سے گر گئی اور چند قدم پیچھے ہٹے۔ قلعہ کے گرد خرما کے درخت بہت تھے کہ لشکر کے قیام کی جگہ نہ تھی۔ حضرتؐ نے اپنے دست مبارک سے درختوں کو اشارہ کیا اور وُہ جنگل میں منتشر ہو گئے اور قلعہ کے پاس میدان کشادہ ظاہر ہو گیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر نے پڑاؤ ڈالا اور تین روز تک ان کا محاصرہ کیا۔ اس عرصہ میں

ایک شخص بھی اُن میں سے باہر نہ آیا نہ اس محاصرہ کا اُنپر کوئی اثر ظاہر ہؤا۔ تین روز کے بعد غزال ابن شم[illegible] باہر نکلا اور عرض کی یا محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے ساتھ بھی وہی طریقہ اختیار کیجیئے جو بنی نضیر کے[illegible] آپ عمل میں لائے ہیں یعنی ہم کو امان دیجئے تاکہ ہماری جانیں محفوظ رہیں اور ہمارے تمام مال و اسـ[illegible] آپ لے لیں۔ ہم آپ کے شہر سے نکل جائیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا جب تک تم میرے حکم [illegible] قلعہ سے باہر نہ نکلو گے تاکہ مَیں جو کچھ چاہوں کروں۔ یہ سنکر وُہ واپس چلا گیا۔ پھر چند روز تک اور وُہ لوگ [illegible] میں محصور رہے یہانتک کہ ان کی عورتیں اور لڑکے بچے تنگی رسد سے بیتاب ہوئے اور رونے چلانے لگے وُہ لوگ حضرتؐ کے حکم سے قلعہ سے باہر نکلے۔ شیخ طبرسی کی روایت کے مطابق محاصرہ پچیس روز تک قائم [illegible] حضرتؐ نے حکم دیا تو ان کے مردوں کے ہاتھ باندھ دیئے گئے جو سات سو افراد تھے، اور عورتوں کو الگ کر[illegible] یہ دیکھ کر قبیلۂ اوس کے اشخاص حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسولؐ اللہ یہ لوگ ہمارے ہم سو[illegible] اور دوست تھے اور ہمیشہ خزرج کے ساتھ لڑائیوں میں ہماری مدد کرتے رہے۔ آپؐ نے عبداللہ بن ا[illegible] خاطر سے سات سو زرہ پوشوں اور تین سو بے زرہ لوگوں کو ایک روز میں معاف کر دیا ہم ابن ابی سے کم [illegible] اسیطرح جب بہت زیادہ سفارش کی تو حضرتؐ نے فرمایا اچھا اس پر راضی ہو کہ میں تمہارے قبیلے کے ایک شخ[illegible] کو ثالث مقرر کروں اور وہ جو فیصلہ کرے اُس کو منظور کرو گے؟ عرض کی ہاں۔ وُہ کون ہے؟ حضرتؐ نے فرما[illegible] سعد بن معاذ ہیں۔ وُہ بولے ہم راضی ہیں۔ پھر ان کو ڈولی میں لٹا کر لائے اور اوس کے قبیلے کے لوگ ان کے گ[illegible] جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ اے ابو عمرو اپنے ہم سوگند دوں، مددگاروں اور دوستوں پر احسان کرو ان لوگوں [illegible] بہت سی لڑائیوں میں ہماری مدد کی ہے۔ جب بہت کچھ کہا تو اُس سعادتمند نے جواب دیا کہ وقت اور موقع [illegible] ہے کہ راہ خدا میں سعد کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروانہ کرے۔ یہ سُنتے ہی قبیلہ اوس کے لوگوں [illegible] افسوس کے ساتھ شور مچایا کہ وَاقَوْمَاہُ خدا کی قسم بنی قریظہ گئے۔ عورتیں اور بچے بھی سعد کے نزدیک گریہ و زا[illegible] اور نالہ و فریاد میں مشغول ہوئے۔ آخر جب وُہ سب خاموش ہوئے تو سعد نے اُن سے کہا اے گروہ یہود کیا تم [illegible] فیصلہ پر راضی ہو۔ اُنہوں نے کہا ہاں خدا کی قسم ہم راضی ہیں، اور تم سے احسان و نیکی اور حسن رعایت کی ا[illegible] رکھتے ہیں۔ پھر سعدؓ نے دوبارہ پوچھا کہ مَیں جو کچھ فیصلہ کروں اُس کو منظور کر لو گے؟ وُہ بولے ہاں۔ یہ سُنکر وُہ نہا[illegible] ادب و احترام کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی میرے باپ ماں آپ [illegible] فدا ہوں آپ کیا فرماتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے سعد جو کچھ تم اُن کے بارے میں فیصلہ کرو گے مجھے منظور [illegible] سعد نے کہا یا رسولؐ اللہ میرا فیصلہ یہ ہے کہ اُن کے مردوں کو قتل کر دیجیئے اور ان کے بچوں اور عورتوں کو قیـ[illegible] کر لیجیئے۔ اور ان کے بھیڑ بکریوں اور چوپایوں کو مہاجرین و انصار میں تقسیم کر دیجیئے۔ اور بروایت طبرسی [illegible] کہا کہ ان کے مکانات اور کھیت مہاجروں کے لیئے مخصوص فرما دیجیئے۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ اُٹھ کھڑے ہوئے اور [illegible] کہ اے سعد تم نے وُہ فیصلہ کیا ہے جو خدا نے آسمان ہفتم پر کیا تھا۔ اس کے بعد سعد کا وُہ زخم پھٹ گیا او[illegible] ان کی آرزو اور استدعا کے مطابق جو انہوں نے حق تعالےٰ سے کی تھی ان کی رُوح مقدس ارواح انبیاء [illegible] اوصیاء و شہداء سے جا کر مل گئی۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے اُن قیدیوں کو مدینہ میں لا کر قید کر دیا اور بقیع میں گڑ[illegible]

اور فرات ابن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ احزاب سے
مراجعت فرمائی جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا ابھی ہتھیار نہ کھولیئے کیونکہ میں فرشتوں کے ساتھ کفار قریش
کا حمراء الاسد تک تعاقب کر رہا تھا۔ اب خدا کا آپ کو یہ حکم ہے کہ بنی قریظہ سے جنگ کے لیئے چلیئے اور میں
رشتوں کے ساتھ جاتا ہوں تاکہ ان کے قلعہ کو ہلا دوں جب تک آپ میرے پاس پہنچیں۔ تو حضرتؐ نے
میرالمومنینؑ کو علم دیا اور جبرئیلؑ کے پیچھے روانہ کیا اور خود تھوڑی دیر توقف فرمانے کے بعد جا کر اُن سے ملحق ہوگئے
استہ میں جو شخص آپؐ سے ملتا اُس سے پُوچھتے کہ اس سوار کو تم نے دیکھا تھا وہ کہتا تھا کہ ہاں دحیہ کلبی گئے
ں کیونکہ جبرئیلؑ اُس روز اُنہی کی شکل میں ظاہر ہوئے تھے اور اپنے گھوڑے پر ارغوانی کپڑا ڈالے ہوئے تھے
ب آنحضرتؐ کا لشکر قلعۂ بنی قریظہ کے پاس پہنچا ان کے منادی نے ندا دی کہ ابو لبابہ بن عبد المنذر کہاں ہو
ناب رسولؐ خدا نے لبابہ سے فرمایا کہ تم کو بنی قریظہ بلاتے ہیں۔ ابو لبابہ اُن کے پاس گئے تو وہ سب رونے
لگے اور کہا کہ ہم اس لشکر سے جو تمہارے پیچھے آرہا ہے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے۔ ابو لبابہ کا قصہ اس کے
مذکور ہوگا۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ قریش کے پسپا ہونے اور شکست کھانے کے بعد حیی بن اخطب
قریظہ کے قلعہ میں داخل ہوا۔ اور جب امیرالمومنینؑ نے علم اُٹھایا اور قلعہ کے نیچے نصب کیا۔ کعب بن اسید
قلعہ سے دیکھا وہ مسلمانوں کو گالیاں دے رہا تھا اور آنحضرتؐ کی شان میں گستاخی کر رہا تھا۔ آنحضرتؐ اُس کا
ئی جواب نہیں دے رہے تھے۔ بروایت شیخ مفید جب حضرتؐ کو ان لوگوں نے دیکھا ان کو یاد آیا کہ عمرو بن عبد ود
تل کرنے والا آگیا تو ان کے دلوں میں بے پناہ رعب پیدا ہوگیا یہانتک کہ آنحضرتؐ قریب آئے ایک دراز گوش پر
تھے۔ امیرالمومنینؑ آپؐ کے استقبال کو بڑھے۔ اور عرض کی یا رسولؐ اللہ میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں،
کے نزدیک مت جائیے۔ حضرتؐ نے یہ سمجھا کہ شائد وہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ کوئی کلمۂ توہین ان لوگوں کا
تؐ نہ سن لیں۔ حضرتؐ نے فرمایا جب وہ مجھ کو دیکھیں گے تو خدا اُن کو اور ذلیل کر دے گا اور جو کچھ کہہ رہے ہے
ہر نہ کہیں گے۔ اور جس طرح خدا نے تم کو عمرو بن عبد ود کے قتل پر قدرت عطا کی ان کے قتل پر بھی قوت
گا۔ اور تم کو خدا کی جانب سے مدد و نصرت کی خوشخبری ہو۔ حق تعالٰے نے مجھ کو رعب و ہیبت کے ساتھ
عطا فرمائی ہے کہ میرا خوف ایک مہینے کی راہ کی دُوری سے لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو جاتا ہے۔ غرض جب
رت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمنوں کے قلعہ کے نزدیک پہنچے فرمایا اے بندروں اور سوروں کے بھائیو،
یطان کی عبادت کرنے والو مجھے گالیاں دیتے ہو ہم جس گروہ کے قریب انتقام کے لیئے پہنچتے ہیں وہ دن
یئے نہایت بد ہوتا ہے۔ یہ سُنکر کعب نے قلعہ کے اُوپر سے دیکھا اور کہا اے ابو القاسم خدا کی قسم
بھی جاہلوں کی طرح گالیاں دینے والے نہ تھے۔ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ نے اُس کی
سُنی بے انتہا شرم و حیا کے سبب سے عصا آپ کے ہاتھ سے اور ردا دوش مبارک سے گر گئی اور
م پیچھے ہٹے۔ قلعہ کے گرد خرما کے درخت بہت تھے کہ لشکر کے قیام کی جگہ نہ تھی۔ حضرتؐ نے اپنے
بارک سے درختوں کو اشارہ کیا اور وہ جنگل میں منتشر ہوگئے اور قلعہ کے پاس میدان کشادہ ظاہر ہوگیا
رت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر نے پڑاؤ ڈالا اور تین روز تک ان کا محاصرہ کیا۔ اس عرصہ میں

ایک شخص بھی اُن میں سے باہر نہ آیا نہ اس محاصرہ کا اُنپر کوئی اثر ظاہر ہوا۔ تین روز کے بعد غزال ابن شمول باہر نکلا اور عرض کی یا محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے ساتھ بھی وہی طریقہ اختیار کیجئے جو بنی نضیر کیساتھ آپ عمل میں لائے ہیں یعنی ہم کو امان دیجئے تاکہ ہماری جانیں محفوظ رہیں اور ہمارے تمام مال و اسباب آپ لے لیں ہم آپ کے شہر سے نکل جائیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ نہیں ہوسکتا جب تک تم میرے حکم سے قلعہ سے باہر نہ نکلوگے تاکہ میں جو کچھ چاہوں کروں۔ یہ سنکر وہ واپس چلا گیا۔ پھر چند روز تک اور وہ لوگ قلعہ میں محصور رہے یہانتک کہ ان کی عورتیں اور لڑکے بچے تنگی رسد سے بیتاب ہوئے اور رونے چلانے لگے۔ آخر وہ لوگ حضرتؐ کے حکم سے قلعہ سے باہر نکلے۔ شیخ طبرسی کی روایت کے مطابق محاصرہ پچیس۲۵ روز تک قائم رہا۔ حضرتؐ نے حکم دیا تو ان کے مردوں کے ہاتھ باندھ دیئے گئے جو سات سو۷۰۰ افراد تھے، اور عورتوں کو الگ کر لیا گیا۔ یہ دیکھ کر قبیلۂ اوس کے اشخاص حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسولؐ اللہ یہ لوگ ہمارے ہم سوگند اور دوست تھے اور ہمیشہ خزرج کے ساتھ لڑائیوں میں ہماری مدد کرتے رہے۔ آپؐ نے عبد اللہ بن ابی کی خاطر سے سات سو۷۰۰ زرہ پوشوں اور تین سو۳۰۰ بے زرہ لوگوں کو ایک روز میں معاف کر دیا ہم ابن ابی سے کمتر نہیں ہیں اسیطرح جب بہت زیادہ سفارش کی تو حضرتؐ نے فرمایا اچھا اس پر راضی ہو کہ میں تمہارے قبیلہ کے ایک شخص کو ثالث مقرر کر دوں اور وہ جو فیصلہ کرے اُس کو منظور کر وگے؟ عرض کی ہاں۔ وہ کون ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا وہ سعد بن معاذ ہیں۔ وہ بولے ہم راضی ہیں۔ پھر ان کو ڈولی میں لٹا کر لائے اور اوس کے قبیلہ کے لوگ ان کے گرد جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ اے ابو عمرو اپنے ہم سوگندوں، مددگاروں اور دوستوں پر احسان کرو ان لوگوں نے بہت سی لڑائیوں میں ہماری مدد کی ہے۔ جب بہت کچھ کہا تو اُس سعادتمند نے جواب دیا کہ وقت اور موقع یہ ہے کہ راہ خدا میں سعد کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروانہ کرے۔ یہ سُنتے ہی قبیلہ اوس کے لوگوں نے افسوس کے ساتھ شور مچایا کہ وَاقَوْمَاہُ خدا کی قسم بنی قریظہ گئے۔ عورتیں اور بچے بھی سعد کے نزدیک گریہ و زاری اور نالہ و فریاد میں مشغول ہوئے۔ آخر جب وہ سب خاموش ہوئے تو سعد نے اُن سے کہا اے گروہ یہود کیا میرے فیصلہ پر راضی ہو اُنہوں نے کہا ہاں خدا کی قسم ہم راضی ہیں، اور تم سے احسان و نیکی اور حسن رعایت کی اُمید رکھتے ہیں۔ پھر سعدؓ نے دوبارہ پوچھا کہ میں جو کچھ فیصلہ کروں اُس کو منظور کر لوگے؟ وہ بولے ہاں۔ یہ سُنکر وہ نہایت ادب و احترام کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں آپ کیا فرماتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے سعد جو کچھ تم اُن کے بارے میں فیصلہ کروگے مجھے منظور ہے سعد نے کہا یا رسولؐ اللہ میرا فیصلہ یہ ہے کہ اُن کے مردوں کو قتل کر دیجیئے اور ان کے بچوں اور عورتوں کو قید کر لیجیئے۔ اور ان کے بھیڑ بکریوں اور چوپائیوں کو مہاجرین و انصار میں تقسیم کر دیجیئے۔ اور بروایت طبرسی یہ کہا کہ ان کے مکانات اور کھیت مہاجروں کے لیئے مخصوص فرما دیجیئے۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے سعد تم نے وہ فیصلہ کیا ہے جو خدا نے آسمان ہفتم پر کیا تھا۔ اس کے بعد سعد کا وہ زخم پھٹ گیا اور ان کی آرزو اور استدعا کے مطابق جو انہوں نے حق تعالٰے سے کی تھی ان کی رُوح مقدس ارواح انبیاء و اوصیاء و شہداء سے جا کر مل گئی۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے اُن قیدیوں کو مدینہ میں لاکر قید کر دیا اور بقیع میں گڑھے

کھودے گئے ایک ایک یہودی کو لاتے تھے اور گردن مار کر انہی گڑھوں میں ڈال دیتے تھے۔ حیی بن اخطب نے کعب بن اسید سے پوچھا کہ ان لوگوں کے ساتھ تمہارے خیال میں کیا کرتے ہیں اُس نے کہا تو نہیں جانتا کہ کیا کرتے ہیں۔ قتل کرتے ہیں۔ شائد تو نہیں سمجھتا ہے کہ ایک کے بعد دوسرے کو لے جاتے ہیں اور جو باہر جاتا ہے واپس نہیں آتا۔ لہٰذا صبر اور استقلال کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہو۔ آخر کعب بن اسید کی باری آئی۔ اُس کو باہر نکالا۔ ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے اور وُہ ایک خوبصورت شخص تھا۔ جب حضرتؐ کی نگاہ اُس پر پڑی حضرتؐ نے فرمایا کیا تجھ کو اُس عالم دانا ابن حراش کی وصیّت سے کچھ فائدہ نہ ہوا جو شام سے آیا تھا۔ اور بیان کیا تھا کہ میں نے شراب پینا اور لذتیں دُنیا کی ترک کر دیں اور تنگدستی اور صرف خرما پر بسر کرنا منظور کر لیا اس پیغمبرؐ کی خاطر جو مبعوث ہونے والا ہے جس کا محل خروج مکہ اور محل ہجرت مدینہ ہے اور وُہ سُوکھی روٹی اور خرمے کے چند دانوں پر اکتفا کرتا ہے۔ دراز گوش پر سوار ہوتا ہے۔ اُس کی دونوں آنکھوں میں سُرخی ہے۔ دونوں شانوں کے درمیان پُشت پر مُہر نبوّت ہے۔ وُہ کاندھے پر تلوار رکھتا ہے اور جس کے پاس پہنچتا ہے جہاد کرتا ہے۔ اُس کی سلطنت تمام رُوئے زمین تک پہنچے گی۔ کعب نے کہا ایسا ہی اُس نے بیان کیا تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا کہ یہودی کہیں گے کہ میں قتل ہونے سے ڈر گیا تو ضرور آپ پر ایمان لاتا اور آپ کی تصدیق کرتا۔ لیکن میں دینِ یہود پر زندہ ہوں اور اُسی پر مروں گا۔ غرض حضرتؐ کے حکم سے اُس کی گردن ماری گئی۔ پھر حیی بن اخطب لایا گیا۔ حضرتؐ نے اُس سے فرمایا اے فاسق خدا کی قدرت تُو نے اپنے بارے میں مشاہدہ کی۔ اُس نے کہا خدا کی قسم میں اپنے تئیں ملامت نہیں کرتا اور آپ کی عداوت نے مجھے پھرایا میں پھرتا رہا اور جو کچھ کوشش سمجھ میں آتی رہی کرتا رہا۔ لیکن جس کی خدا مدد نہ کرے وُہ ذلیل و رُسوا ہوتا ہے۔ پھر شیخ مفید کی روایت کے مطابق لوگوں کی طرف رُخ کر کے کہا ایّہا النّاس جو کچھ خدا مقدر کرتا ہے وہی ہوتا ہے۔ یہ وُہ زراعت ہے جس کو خدا نے بنی اسرائیل کے لیئے لکھ دیا ہے۔ جب اُس کو امیر المومنینؑ کے قریب لائے کہ آپؑ اس کی گردن ماریں تو اُس نے کہا ایک شریف ایک شریف کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا لوگوں کے نیک ان کے بروں کو قتل کرتے ہیں اور بُرے لوگ نیکوں کو مارتے ہیں تو ولئے ہو اُس پر اُس کے نیک لوگ اُس کو قتل کریں اور سعادت مند ہے وُہ جس کو رذیل اور کفار قتل کریں اُس نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ جب آپ مجھے قتل کر دیں تو میرا لباس نہ اُتاریں۔ حضرتؑ نے فرمایا تیرا لباس میرے نزدیک اُس سے زیادہ ذلیل و حقیر ہے کہ اس کی طرف توجہ کروں اُس نے کہا آپ نے مجھ کو لباس پہنائے رکھا خدا آپ کو بھی ایسا ہی رکھے اور اپنی گردن بڑھا دی۔ حضرتؑ نے اُس کو قتل کر دیا اور وُہ کُشتوں کے درمیان اپنے کپڑوں سمیت ڈال دیا گیا۔ شیخ مفید کی روایت کے مطابق تمام بنی قریظہ قتل کر دیئے گئے تھے لیکن بعض روایتوں کے مطابق حضرتؐ نے دس آدمیوں کو قتل کیا اور باقی یہودیوں کو تمام صحابہ پر تقسیم کر دیا۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ اُن تین دنوں کے درمیان جبکہ اول و آخر روز ہوا ٹھنڈی تھی ان یہودیوں کی گردنیں ماری گئیں اور حضرتؐ کی بجد تاکید تھی کہ ان تینوں دنوں ان کو عمدہ کھانا اور آب شیریں دیتے رہیں۔ فرماتے تھے کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ غرض وُہ سب قتل کیئے گئے۔ تو خدا نے اس مہم کے بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں وَاَنْزَلَ

بنی قریظہ کا قتل عام کعب بن اسید اور حیی بن اخطب کا قتل۔

الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتَابِ مِنْ صَیَاصِیْهِمْ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِیْقًا ۝ وَاَوْرَثَکُمْ اَرْضَهُمْ وَدِیَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا وَکَانَ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا ۝ (سورۃ الاحزاب پ ۲۱ آیت ۲۶، ۲۷) یعنی خدا نے اہل کتاب میں سے ان لوگوں کو ان کے قلعوں سے نیچے نکالا جنہوں نے قریش کے لشکر کی مدد کی تھی اور ان کے دلوں میں پیغمبرؐ کا اور پیغمبرؐ کے لشکر کا خوف ڈال دیا اور ان میں سے ایک گروہ کو تم کشاں کشاں اسیر کر کے لاتے ہو اور اپنی غلامی میں لیتے ہو اور خدا نے ان کی زمینیں تم کو میراث میں دے دیں اور ان کے مکانات اور مال بھی دے دیئے۔ اور وُہ زمین بھی دے دی جن پر ابھی تمہارا گزر نہیں ہوا اور تمہارے تصرف میں نہیں آئی ہے' یعنی خیبر اور ملک بادشاہان عجم و روم اور وُہ تمام ممالک جو بعد میں فتح ہوئے اور خدا ہر شے پر قادر ہے"۔

قرب الاسناد میں امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ بنی قریظہ میں بالغ و نابالغ کی شناخت کے لیئے فرمایا کہ ان کی پُشت کے بال دیکھیں جنکے بال سخت نکلے ہوں وُہ بالغ ہیں اور وُہ مار ڈالے جائیں اور جنکے بال نہ اُگے ہوں وُہ نابالغ قرار دے کر اطفال میں شمار و شامل کیئے جائیں اور ان کو غلام بنا لیا جائے۔ اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ قیدیوں کو سعد بن زید کے ساتھ نجد میں بھیجا ان کے عوض وُہ گھوڑے اور اسلحے مسلمانوں کے لیئے خرید کر لائے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی عورتوں میں سے مرہ دختر حنافہ کو حضرتؐ نے خود لے لیا اور بعض ریحانہ کو کہتے ہیں کہ لے لیا۔

ابن بابویہ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کو سعد بن معاذ کی وفات کی اطلاع ہوئی تو حضرتؐ صحابہ کو لے کر ان کے گھر آئے اور ان کو غسل دینے کا حکم فرمایا اور خود دروازہ کے دونوں بازوؤں کے درمیان کھڑے تھے یہانتک کہ ان کو غسل اور حنوط و کفن دیا گیا اور لوگوں نے جنازہ اُٹھایا اور حضرتؐ غمگساروں کی طرح ننگے پیر بغیر چادر کے جنازہ کے ساتھ چلے کبھی داہنے اور کبھی بائیں سے جنازہ کو کاندھا دیتے تھے یہانتک کہ ان کو قبر تک پہنچایا اور خود حضرتؐ قبر میں اُترے اور اپنے ہاتھوں سے اُن کو لحد میں رکھا۔ اُن کی قبر کو اینٹوں سے چُنا اور خالی جگہوں کو گیلی مٹی سے بھر دیا۔ اس سے فارغ ہو کر مٹی سے قبر کو پاٹا اور قبر کو دُرست کیا اور فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ اُن کا جسم ریزہ ریزہ ہو جائے گا لیکن خدا اُس بندہ کو دوست رکھتا ہے جو کوئی کام درست اور مستحکم کرتا ہے۔ یہ دیکھ کر سعدؓ کی ماں نے ایک طرف سے پکار کر کہا اے سعدؓ تم کو بہشت گوارا اور مبارک ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا اے مادرِ سعد خاموش رہو اور اپنے پروردگار کو تاکید مت کرو۔ بیشک سعد کو قبر میں فشار کیا گیا۔ پھر حضرتؐ وہاں سے واپس ہوئے تو لوگوں نے پوچھا یا حضرتؐ آپ نے سعد کے جنازہ کا وُہ احترام فرمایا جو کسی کے لیئے نہیں فرمایا تھا۔ اس کا کیا سبب ہے؟ فرمایا کہ بغیر چادر اور ننگے چلنے کا یہ سبب تھا کہ میں نے فرشتوں کو ان کے جنازہ کے ساتھ اسیطرح چلتے ہوئے دیکھا میں نے بھی ان کی تاسی کی اور کبھی ان کے جنازہ کو داہنے اور کبھی بائیں سے اُٹھانے کی یہ وجہ تھی کہ میرا ہاتھ جبرئیلؑ کے ہاتھ میں تھا۔ جس جگہ سے وُہ تابوت کو پکڑتے تھے میں بھی پکڑتا تھا۔ لوگوں نے کہا آپؐ نے اُنپر نماز پڑھی اور اپنے ہاتھوں سے ان کو دفن کیا۔ پھر بھی فرماتے ہیں

کہ اُن پر فشار ہوا۔ حضرتؑ نے فرمایا ہاں اس لیئے کہ وُہ اپنی زوجہ کے ساتھ کج خلق تھے اس سبب سے اُن پر فشار ہوا۔ دوسری حدیث میں روایت ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ سعدؓ کے مرنے سے عرش کانپ گیا۔ حضرت نے فرمایا وُہ تخت جس پر سعد کو لٹایا گیا تھا وُہ کانپ رہا تھا۔ اور کلینی اور ابن بابویہ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعدؓ کے جنازہ کی نماز پڑھی تو فرمایا ستر ہزار فرشتے اُن کی نماز میں حاضر تھے' اُنہی میں جبریلؑ بھی تھے۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کس عمل سے وُہ اس مرتبہ کے مستحق ہوئے کہ اے فرشتو تم لوگ ان کی نمازِ جنازہ پڑھ رہے ہو؟ جبریلؑ نے کہا وُہ ہمیشہ ہر حالت میں کھڑے' بیٹھے' سوار' پیادہ' چلتے' پھرتے سُورۂ قل ہو اللہ احد پڑھتے رہتے تھے۔ اور تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعدؓ کے معاملہ سے فارغ ہو کر فرمایا کہ اے بندگانِ خدا یہ بندۂ سعادتمند خدا کے نیک بندوں میں سے تھا جس نے خدا کی خوشنودی کو اپنے عزیزوں اور یہودی دامادوں کے غصہ اور ناراضی پر ترجیح دی اور معروف کا حکم دیا اور نہی سے منع کیا اور لوگوں پر غضب وغصہ کیا خدا کے رسُول محمدؐ اور حقتعالیٰ کے ولی علیؑ ابن ابی طالبؑ کے لیئے غرض جب سعد برحمتِ الٰہی واصل ہوئے اور آپ کا دل بنی قریظہ کی مہم سے مطمئن ہوا اور وُہ سب قتل کر دیئے گئے تو فرمایا کہ اے سعدؓ بیشک تم کافروں کے گلے میں اُس ہڈی کے مانند تھے کہ اگر زندہ رہتے تو گوسالہ اول کو مدینہ میں جو بیضۂ اسلام ہے خلافت کے ساتھ نصب نہ ہونے دیتے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی قریظہ کا محاصرہ فرمایا اور اُنھوں نے پیغمبرؐ سے کہا کہ ابو لبابہ کو ہمارے پاس بھیج دیجیئے تاکہ ہم ان سے مشورہ کریں۔ حضرتؐ نے ابو لبابہ سے کہا کہ اپنے جانشینوں اور دوستوں کے پاس جاؤ۔ وُہ جب وہاں پہنچے تو مرد دوڑ کر ان کے پاس آ گئے۔ عورتوں اور بچوں نے اُن کو گھیر لیا اور سب رونے لگے وُہ ان کے لیئے مغموم ہوئے۔ ان لوگوں نے کہا اے ابو لبابہ تمہارے نزدیک کیا مناسب ہے کیا ہم حضرتؐ کے حکم سے قلعہ سے باہر نکلیں وُہ بولے ہاں۔ اور اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا یعنی قتل کیئے جاؤ گے۔ پھر اپنی اس حرکت سے بہت پشیمان ہوئے کہ میں نے خدا اور رسُولؐ سے خیانت کی۔ اور قلعہ سے واپس آئے تو آنحضرتؐ کی خدمت میں نہیں حاضر ہوئے بلکہ مسجدِ رسُولؐ میں چلے گئے اور اپنی گردن میں ایک رسّی باندھ کر ایک ستون سے باندھ دیا جس کو اسطوانۂ توبہ کہتے ہیں اور عہد کیا کہ میں اس رسّی کو نہ کھولوں گا یہانتک کہ مر جاؤں یا خدا میری توبہ قبول فرمائے۔ حضرتؐ کو یہ معلوم ہوا تو فرمایا اگر وُہ میرے پاس آتے تو میں اُن کے لیئے خدا سے طلب آمرزش کرتا۔ اب جبکہ وُہ خود خدا کی بارگاہ میں جا پہنچے ہیں تو خدا اُن کا فیصلہ کرنے کا زیادہ سزاوار ہے۔ اُدھر ابو لبابہ دنوں کو روزہ سے رہتے اور رات کو ایک دانہ کے برابر غذا سے افطار کر لیتے۔ اُن کی بیٹی شام کو آتی اور قضائے حاجت کے لیئے ان کی رسّی کھول دیا کرتی تھی۔ جب حضرتؐ وہاں سے واپس آئے ایک رات ام سلمہؓ کے حجرہ میں تھے کہ خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور حضرتؐ کو اطلاع دی۔ آپؐ نے فرمایا اے ام سلمہؓ خدا نے ابو لبابہ کی توبہ قبول فرمالی۔ عرض کی یا رسُولؐ اللہ کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ اُن کو خوشخبری دوں۔ فرمایا ہاں۔ تو جناب ام سلمہؓ نے حجرہ سے مسجد کی جانب

سر نکال کر فرمایا کہ اے ابو لبابہ تم کو بشارت ہو کہ خدا نے تمہاری توبہ قبول فرمائی۔ ابو لبابہ نے کہا الحمد للہ یہ سُنکر مسلمان ان کی رسّی کھولنے کے لیئے دَوڑے۔ انہوں نے کہا نہیں خدا کی قسم کسی کو کھولنے نہ دوں بلکہ خود رسُولؐ اللہ میری گردن کو کھولیں۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ تشریف لائے اور فرمایا اے ابو لبابہ خدا نے تمہاری توبہ اس طرح قبول فرمائی گویا تم اس وقت اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو۔ ابو لبابہؓ نے کہا یا رسُولؐ اللہ کیا میں اپنا تمام مال صدقہ نہ کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ عرض کی دو تہائی؟ فرمایا نہیں۔ عرض کی آدھا مال تصدق کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ تو بولے اچھا ایک تہائی؟ تو حضرتؐ نے فرمایا ہاں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ٥ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ٥ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (پ ۱۱ آیات تا ۱۰۴ سورۂ توبہ) اور دُوسرے جن لوگوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اس لیئے کہ انہوں نے اچھے عمل کو بُرے عمل سے مخلوط کر دیا ممکن ہے خدا ان کی توبہ قبول کرلے بیشک خدا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ اے رسُولؐ ان کے مالوں سے صدقہ وصول کرو تاکہ ان کو گناہوں سے پاک کرو اور اُن کے لیئے دُعائے خیر کرو کیونکہ تمہاری دُعا ان کے لیئے سکون کا باعث ہے اور خدا سُننے والا دیکھنے والا ہے۔ کیا وُہ نہیں جانتے ہیں کہ خدا اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور اُن کا صدقہ لیتا ہے اور کیا نہیں جانتے کہ خدا بہت توبہ کا قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔"

سینتیسواں باب ۳۷

وُہ غزوات اور واقعات جو غزوۂ احزاب اور غزوۂ حُدیبیہ کے درمیان واقع ہوئے اور اس میں چند فصلیں ہیں

فصل اوّل غزوۂ مریسیع۔ جس کو غزوۂ بنی المصطلق بھی کہتے ہیں:-

شیخ طبرسی اور شیخ مفید وغیرہم نے روایت کی ہے کہ قبیلۂ بنی المصطلق کے لوگ ایک کنوئیں کے قریب رہتے تھے جس کو مریسیع کہتے تھے۔ اُن کا سردار حارث بن ضرار تھا۔ اُس نے اپنی قوم کے ساتھ دوسرے لوگوں کو بھی جمع کر لیا تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرے۔ جب آنحضرتؐ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اُس وقت حضرتؐ کے لشکر میں تیس گھوڑے تھے اور اس سفر میں منافقین

کہ اُنپر فشار ہوا۔ حضرتؑ نے فرمایا ہاں اس لیئے کہ وُہ اپنی زوجہ کے ساتھ کج خلق تھے اس سبب سے اُن پر فشار ہوا۔ دوسری حدیث میں روایت ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ سعدؓ کے مرنے سے عرش کانپ گیا۔ حضرت نے فرمایا وُہ تخت جس پر سعد کو لٹایا گیا تھا وُہ کانپ رہا تھا۔ اور کلینی اور ابن بابویہ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعدؓ کے جنازہ کی نماز پڑھی تو فرمایا ستر ہزار فرشتے اُن کی نماز میں حاضر تھے، انہی میں جبریلؑ بھی تھے۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کس عمل سے وُہ اس مرتبہ کے مستحق ہوئے کہ اے فرشتو تم لوگ ان کی نمازِ جنازہ پڑھ رہے ہو؟ جبریلؑ نے کہا وُہ ہمیشہ ہر حالت میں کھڑے، بیٹھے، سوار، پیادہ، چلتے، پھرتے سُورۂ قل ہو اللہ احد پڑھتے رہتے تھے۔ اور تفسیر امام حسن عسکری میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعدؓ کے معاملہ سے فارغ ہو کر فرمایا کہ اے بندگانِ خدا یہ بندۂ سعادتمند خدا کے نیک بندوں میں سے تھا جس نے خدا کی خوشنودی کو اپنے عزیزوں اور یہودی دامادوں کے غصہ اور ناراضی پر ترجیح دی اور معروف کا حکم دیا اور نہی سے منع کیا اور لوگوں پر غضب و غصہ کیا خدا کے رسُول محمدؐ اور حقتعالیٰ کے ولی علیؑ بن ابی طالبؑ کے لیئے غرض جب سعد برحمتِ الٰہی واصل ہوئے اور آپ کا دل بنی قریظہ کی مہم سے مطمئن ہوا اور وُہ سب قتل کر دیئے گئے تو فرمایا کہ اے سعدؓ بیشک تم کافروں کے گلے میں اُس ہڈی کے مانند تھے کہ اگر زندہ رہتے تو گوسالہ اول کو مدینہ میں جو بیضۂ اسلام ہے خلافت کے ساتھ نصب نہ ہونے دیتے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی قریظہ کا محاصرہ فرمایا اور اُنھوں نے پیغمبرؐ سے کہا کہ ابو لبابہ کو ہمارے پاس بھیج دیجیئے تاکہ ہم ان سے مشورہ کریں۔ حضرتؐ نے ابولبابہ سے کہا کہ اپنے جانشینوں اور دوستوں کے پاس جاؤ۔ وُہ جب وہاں پہنچے تو مرد دوڑ کر ان کے پاس آگئے۔ عورتوں اور بچوں نے اُن کو گھیر لیا اور سب رونے لگے وُہ ان کے لیئے مغموم ہوئے۔ ان لوگوں نے کہا اے ابولبابہ تمہارے نزدیک کیا مناسب ہے کیا ہم حضرتؐ کے حکم سے قلعہ سے باہر نکلیں وُہ بولے ہاں۔ اور اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا یعنی قتل کیئے جاؤ گے۔ پھر اپنی اس حرکت سے بہت پشیمان ہوئے کہ میں نے خدا و رسُولؐ سے خیانت کی۔ اور قلعہ سے واپس آئے تو آنحضرتؐ کی خدمت میں نہیں حاضر ہوئے بلکہ مسجدِ رسُولؐ میں چلے گئے اور اپنی گردن میں ایک رسّی باندھ کر ایک ستون سے باندھ دیا جس کو اسطوانۂ توبہ کہتے ہیں اور عہد کیا کہ میں اس رسّی کو نہ کھولوں گا یہانتک کہ مر جاؤں یا خدا میری توبہ قبول فرمائے۔ حضرتؐ کو یہ معلوم ہوا تو فرمایا اگر وُہ میرے پاس آتے تو میں اُن کے لیئے خدا سے طلب آمرزش کرتا۔ اب جبکہ وُہ خود خدا کی بارگاہ میں جا پہنچے ہیں تو خدا اُن کا فیصلہ کرنے کا زیادہ سزاوار ہے۔ اُدھر ابولبابہ دنوں کو روزہ سے رہتے اور رات کو ایک دانہ کے برابر غذا سے افطار کر لیتے۔ اُن کی بیٹی شام کو آتی اور قضائے حاجت کے لیئے ان کی رسّی کھول دیا کرتی تھی۔ جب حضرتؐ وہاں سے واپس آئے ایک رات ام سلمہؓ کے حجرہ میں تھے کہ خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور حضرتؐ کو اطلاع دی۔ آپؐ نے فرمایا اے ام سلمہؓ خدا نے ابولبابہ کی توبہ قبول فرمالی۔ عرض کی یا رسُول اللہ کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ اُن کو خوشخبری دوں۔ فرمایا ہاں۔ تو جناب ام سلمہؓ نے حجرہ سے مسجد کی جانب

سر نکال کر فرمایا کہ اے ابولبابہ تم کو بشارت ہو کہ خدا نے تمہاری توبہ قبول فرمائی۔ ابولبابہ نے کہا الحمدللہ۔ یہ سُنکر مسلمان ان کی رسّی کھولنے کے لیئے دوڑے۔ انہوں نے کہا نہیں خدا کی قسم کسی کو کھولنے نہ دوں گا بلکہ خود رسُول اللہ میری گردن کو کھولیں۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ تشریف لائے اور فرمایا اے ابولبابہ خدا نے تمہاری توبہ اس طرح قبول فرمائی گویا تم اس وقت اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو۔ ابولبابہؓ نے کہا یا رسُولؐ اللہ کیا میں اپنا تمام مال صدقہ نہ کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ عرض کی دو تہائی؟ فرمایا نہیں۔ عرض کی آدھا مال تصدق کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ تو بولے اچھا ایک تہائی؟ تو حضرتؐ نے فرمایا ہاں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَیِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّیْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَیْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ اَلَمْ یَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ (پ۱۱ آیت ۱۰۲ تا ۱۰۴ سورۃ توبہ) اور دُوسرے جن لوگوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اس لیئے کہ انہوں نے اپنے اچھے عمل کو بُرے عمل سے مخلوط کر دیا ممکن ہے خدا ان کی توبہ قبول کر لے بیشک خدا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ اے رسُولؐ ان کے مالوں سے صدقہ وصول کرو تاکہ ان کو گناہوں سے پاک کرو اور اُن کے لیئے دُعائے خیر کرو۔ کیونکہ تمہاری دُعا ان کے لیئے سکون کا باعث ہے اور خدا سُننے والا دیکھنے والا ہے۔ کیا وُہ نہیں جانتے ہیں کہ خدا اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور اُن کا صدقہ لیتا ہے اور کیا نہیں جانتے کہ خدا بہت توبہ کا قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔"

سینتیسواں باب [۳۷]

وُہ غزوات اور واقعات جو غزوۂ احزاب اور غزوۂ حُدیبیہ کے درمیان واقع ہوئے اور اس میں چند فصلیں ہیں

فصل اوّل

غزوۂ مریسیع۔ جس کو غزوۂ بنی المصطلق بھی کہتے ہیں:۔

شیخ طبرسی اور شیخ مفید وغیرہم نے روایت کی ہے کہ قبیلۂ بنی المصطلق کے لوگ ایک کنوئیں کے قریب رہتے تھے جس کو مریسیع کہتے تھے۔ اُن کا سردار حارث بن ضرار تھا۔ اُس نے اپنی قوم کے ساتھ دوسرے لوگوں کو بھی جمع کر لیا تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرے۔ جب آنحضرتؐ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اُس وقت حضرتؐ کے لشکر میں تیس ۳۰ گھوڑے تھے اور اس سفر میں منافقین

ایک گروہ مثل عبداللہ بن ابی وغیرہ کے حضرتؐ کے ساتھ تھا۔ حضرتؐ اپنے ساتھ جناب عائشہؓ کو بھی لے گئے تھے ۲/ شعبان ۵ھ کو روانہ ہوئے بعضوں نے ۶ھ بیان کیا ہے۔ جب ان لوگوں کو اس کی اطلاع ہوئی حارث کے ساتھ اکثر قبیلۂ عرب موجود تھے۔ وُہ سب ڈر کر بھاگ گئے اور حضرتؐ نے مریسیع میں ان سے مقابلہ کیا۔ کچھ دیر دونوں طرف سے تیر چلتے رہے۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے یکبارگی پورے لشکر نے اُن پر حملہ کیا اور ان کے دس آدمیوں کو قتل کر دیا اور اولاد عبدالمطلب میں سے بھی کچھ لوگ اُس روز شہید ہوئے۔ جناب امیرؑ نے مالک کو اور اُس کے لڑکے کو قتل کیا اس سبب سے مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور اُن کے قبیلہ کے دو سَو زن و فرزند گرفتار ہوئے۔ دو ہزار اُونٹ اور پانچ ہزار بھیڑیں غنیمت میں حاصل ہوئیں۔ حضرتؐ نے خمس نکال لینے کے بعد اُونٹ اور بھیڑوں کو مسلمانوں پر تقسیم کر دیا اور جویریہ دختر حارث ابن ابی ضرار کو امیرالمومنینؑ نے گرفتار کیا اور حضرتؐ کی خدمت میں لائے۔ حضرتؐ نے اُس کو اپنے لیئے مخصوص فرمالیا۔ اُس کا باپ مسلمان ہونے کے بعد اپنی قوم کو لے کر حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسولؐ اللہ میری بیٹی زن کریمہ ہے مناسب نہیں ہے کہ اُس کو قید کریں۔ حضورؐ نے فرمایا جاؤ اُسکو اختیار دے دو جو وُہ پسند کرے مَیں اُسی پر عمل کروں گا۔ اُس نے کہا یا رسولؐ اللہ آپ کا احسان ہے۔ پھر لڑکی کے پاس آیا اور کہا بیٹی اپنی قوم کو رسوا مت کر۔ اُس نے کہا میں نے خدا و رسولؐ کو اختیار کیا۔ یہ سُنکر اُس کے باپ نے اُس کو گالیاں دیں اور واپس چلا گیا۔ حضرتؐ نے اُس کو آزاد کرکے اُس سے نکاح کر لیا۔ جویریہ کہتی ہیں کہ جب حضرتؐ کا لشکر مریسیع میں ہم پر حملہ آور ہوا تو مَیں نے اپنے باپ کو کہتے ہوئے سُنا کہ ہمارے سروں پر وُہ لشکر آیا ہے جس سے مقابلہ کی ہم کو طاقت نہیں۔ اور مَیں نے دیکھا کہ اس قدر آدمی اور گھوڑے اور اسلحے ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ جب میں مسلمان ہو گئی اور آنحضرتؐ نے مجھ سے نکاح کیا تو مَیں واپس گئی اور دیکھا تو اس قدر مسلمانوں کی تعداد نہ تھی جس قدر میں نے دیکھی تھی۔ اُسوقت میں نے سمجھا کہ وُہ رُعب تھا جو خدا نے مشرکوں کے دلوں میں ڈال دیا تھا۔ وُہ کہتی ہیں کہ حضرتؐ کے آنے سے تین روز پہلے میں نے خواب دیکھا کہ گویا چاند مدینہ کی طرف سے حرکت کر رہا ہے اور میرے پاس پہنچ کر میرے دامن میں آگیا۔ میں نے اس خواب کو کسی سے بیان نہیں کیا۔ جب میں قید ہوئی تو اُس خواب کی وجہ سے مجھ کو اچھی اُمید تھی۔ آخر اُس کا یہ اثر ظاہر ہوا کہ ماہِ فلک نبوت میری آغوش میں آیا۔ غرض جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جویریہ سے نکاح کر لیا تو کہنے لگے کہ اس قبیلہ نے آنحضرتؐ کے ساتھ رشتۂ دامادی قائم کر لیا ہے لہذا اُن کی جس قدر عورتیں غنیمت میں ان کو ملی تھیں جو تقریباً سو کے تھیں سب کو آزاد کر دیا۔ یعنی کوئی عورت مثل جویریہ کے اپنی قوم کے لیئے مبارک نہ ہوئی۔ اور اُس جنگ میں مسلمانوں کا شعار یہ کلمہ تھا: یا منصور اَمِت

شیخ مفید اور طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ غزوۂ بنی المصطلق کے لیئے تشریف لیگئے تو ایک خوفناک وادی میں قیام فرمایا۔ جب رات آخر ہوئی جبریلؑ نازل ہوئے اور بیان کیا کہ اس وادی میں کافران جن کا ایک گروہ چھپا ہوا ہے اور آپ کے اصحاب کے ساتھ شر و فساد کا ارادہ رکھتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیرالمومنینؑ کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ اُس وادی میں جا کر خدا کے دشمن جنوں کو دفع کریں اُس قوت سے جو خدا نے

اُن کے ساتھ مخصوص فرمائی ہے، اور سَو افراد کو آپؐ کے ساتھ بھیجا اور فرمایا کہ علیؑ کے ساتھ رہو اور وُہ جو حکم دیں اُنکی اطاعت کرنا۔ غرض حضرت امیرالمومنینؑ روانہ ہوئے اور جب اُس وادی کے نزدیک پہنچے اُن سَو آدمیوں سے فرمایا کہ تم یہیں ٹھہرو میں جب تک نہ کہوں یہاں سے حرکت نہ کرنا، اور خود تنہا اُس وادی کی طرف چلے اور اُس کے کنارہ پر پہنچ کر خدا سے پناہ طلب کی اور اسمائے اعظمِ خدا زبان پر جاری کیئے۔ پھر اپنے ساتھیوں کو اشارہ سے بلایا اور ایک تیر کی مسافت پر اشارہ سے کھڑے ہونے کے لیئے فرمایا اور خود وادی میں داخل ہوئے۔ پھر تو ایک آندھی آئی جس سے قریب تھا کہ خوف کے سبب سے وُہ سب اشخاص مُنہ کے بل گر پڑیں۔ اُن کے قدم لرز رہے تھے۔ امیرالمومنینؑ نے نعرہ مارا کہ مَیں ہوں علیؑ بن ابی طالبؑ رسولِؐ خدا کا وصی اور اُنکا چچازاد بھائی۔ اگر چاہتے ہو تو مقابلہ کے لیئے کھڑے ہو تاکہ خدا کی قدرت کا مشاہدہ کرو۔ ساتھ ہی ایک سیاہ فام گروہ ظاہر ہوا زنگیوں کے مانند۔ جن کے ہاتھوں میں آگ کے شعلے تھے، اور تمام وادی اُن سے بھر گئی۔ حضرتؑ نے کوئی پرواہ نہ کی اور آیاتِ قرآنی تلاوت فرما رہے تھے اور اپنی تلوار داہنے اور بائیں چلا رہے تھے۔ آخر وُہ گروہ آہستہ آہستہ کالے دھوئیں کے مانند ہو کر زائل ہونے لگا۔ پھر حضرتؑ نے تکبیر کہی اور وادی سے اُوپر آئے اور اپنے ساتھیوں کے پاس کھڑے ہو گئے۔ ان لوگوں نے کہا یا علیؑ آپ نے کیا کیا۔ خوف کی وجہ سے نزدیک تھا کہ ہم ہلاک ہو گئے ہوتے۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا کے بزرگ ناموں کے ذریعہ میں نے اُن کو شکست دی اور وُہ سب بھاگ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پناہ لے گئے۔ اگر وُہ کھڑے رہتے تو سب کو ہلاک کر دیتا۔ جب وہاں سے واپس آئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یا علیؑ تمہاری شمشیر سے جو اجنہ بچ گئے تھے میرے پاس آئے اور تمہاری تلوار کے خوف سے مسلمان ہو گئے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ سورۃ منافقین غزوۂ بنی المصطلق میں نازل ہوا جو ۵ھ میں واقع ہوا تھا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ حضرت اُس غزوہ سے واپسی کے بعد ایک کنوئیں کے قریب آکر ٹھہرے تھے جس میں پانی کم تھا اور انس بن سیار جو انصار کے ہم سوگندوں میں سے تھے اور جہجاہ بن سعید غفاری جو جناب عمر کے اجیر تھے کنوئیں پر آئے دونوں نے اپنے اپنے ڈول کنوئیں میں ڈالے اتفاق سے دونوں کے ڈول ٹکرا گئے، اسی پر دونوں میں بات بڑھ گئی۔ جہجاہ نے ایک ہاتھ سیار کے مُنہ پر مار دیا کہ خون جاری ہو گیا۔ سیار نے خزرج کو آواز دی اور جہجاہ نے قریش کو پکارا۔ اور قریب تھا کہ فتنہ عظیم برپا ہو جائے۔ عبداللہ ابن ابی نے یہ شور سُنا تو پوچھا کیا معاملہ ہے۔ لوگوں نے روئیداد بیان کی تو وُہ ملعون بہت غضبناک ہوا اور کہا میں تو اس سفر میں آنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ اب تو ہم عرب میں سب سے زیادہ ذلیل ہو چکے ہیں زندہ رہنے کا گمان نہیں رکھتا ہوں کہ ایسی خبریں سنوں اور تدارک نہ کر سکوں۔ پھر اپنے ساتھیوں کی طرف رُخ کرکے بولا کہ یہ تمہارے اقبال و عروج کا پھل ہے تم نے اُن لوگوں کو اپنے گھروں میں جگہ دی اپنے مالوں سے اُن کی مدد کی اور اپنی جان سے اُن کی حفاظت کی اپنے سینوں کو ان کے لیئے سپر بنایا۔ تمہاری عورتیں ان کی حفاظت میں بیوہ ہوئیں اور تمہارے بچے یتیم ہوئے۔ اگر تم ان کو مدینہ سے نکال دیئے ہوئے تو وُہ دوسروں کے دست نگر ہوتے۔ اگر ہم مدینہ پہنچیں گے تو ہمارے عزت دار لوگ ہمارے ذلیل ترین لوگوں کو

ایک گروہ مثل عبداللہ بن ابی وغیرہ کے حضرتؐ کے ساتھ تھا۔ حضرتؐ اپنے ساتھ جناب عائشہ کو بھی لے گئے تھے ۲ شعبان ۵ھ کو روانہ ہوئے بعضوں نے ۶ھ بیان کیا ہے۔ جب ان لوگوں کو اس کی اطلاع ہوئی حارث کے ساتھ اکثر قبیلۂ عرب موجود تھے۔ وُہ سب ڈر کر بھاگ گئے اور حضرتؐ نے مریسیع میں ان سے مقابلہ کیا۔ کچھ دیر دونوں طرف سے تیر چلتے رہے۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے یکبارگی پورے لشکر نے اُن پر حملہ کیا اور ان کے دس آدمیوں کو قتل کر دیا اور اولادِ عبدالمطلب میں سے بھی کچھ لوگ اُس روز شہید ہوئے۔ جناب امیرؑ نے مالک کو اور اُس کے لڑکے کو قتل کیا اس سبب سے مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور اُن کے قبیلہ کے دو سَو زن و فرزند گرفتار ہوئے۔ دو ہزار اُونٹ اور پانچ ہزار بھیڑیں غنیمت میں حاصل ہوئیں۔ حضرتؐ نے خمس نکالنے کے بعد اُونٹ اور بھیڑوں کو مسلمانوں پر تقسیم کر دیا اور جویریہ دختر حارث ابن ابی ضرار کو امیرالمومنینؑ نے گرفتار کیا اور حضرتؐ کی خدمت میں لائے۔ حضرتؐ نے اُس کو اپنے لیئے مخصوص فرمالیا۔ اُس کا باپ مسلمان ہونے کے بعد اپنی قوم کو لے کر حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسُولؐ اللہ میری بیٹی زن کریمہ ہے مناسب نہیں ہے کہ اُس کو قید کریں۔ حضورؐ نے فرمایا جاؤ اسکو اختیار دے دو جو وُہ پسند کرے میں اُسی پر عمل کروں گا۔ اُس نے کہا یا رسُولؐ اللہ آپ کا احسان ہے۔ پھر لڑکی کے پاس آیا اور کہا بیٹی اپنی قوم کو رسوا مت کر۔ اُس نے کہا میں نے خدا اور رسولؐ کو اختیار کیا۔ یہ سُنکر اُس کے باپ نے اُس کو گالیاں دیں اور واپس چلا گیا۔ حضرتؐ نے اُس کو آزاد کرکے اُس سے نکاح کر لیا۔ جویریہ کہتی ہیں کہ جب حضرتؐ کا لشکر مریسیع میں ہم پر حملہ آور ہوا تو میں نے اپنے باپ کو کہتے ہوئے سُنا کہ ہمارے سروں پر وُہ لشکر آیا ہے جس سے مقابلہ کی ہم کو طاقت نہیں۔ اور میں نے دیکھا کہ اس قدر آدمی اور گھوڑے اور اسلحے ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا جب میں مسلمان ہو گئی اور آنحضرتؐ نے مجھ سے نکاح کیا تو میں واپس گئی اور دیکھا تو اس قدر مسلمانوں کی تعداد نہ تھی جس قدر میں نے دیکھی تھی۔ اُسوقت میں نے سمجھا کہ وُہ رُعب تھا جو خدا نے مشرکوں کے دلوں میں ڈال دیا تھا۔ وُہ کہتی ہیں کہ حضرتؐ کے آنے سے تین روز پہلے میں نے خواب دیکھا کہ گویا چاند مدینہ کی طرف سے حرکت کر رہا ہے اور میرے پاس پہنچ کر میرے دامن میں آ گیا۔ میں نے اس خواب کو کسی سے بیان نہیں کیا۔ جب میں قید ہوئی تو اُس خواب کی وجہ سے مجھ کو اچھی اُمید تھی۔ آخر اُس کا یہ اثر ظاہر ہوا کہ ماہِ فلکِ نبوت میری آغوش میں آیا۔ غرض جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جویریہ سے نکاح کر لیا تو کہنے لگے کہ اس قبیلہ نے آنحضرتؐ کے ساتھ رشتۂ دامادی قائم کر لیا ہے لہذا اُن کی جس قدر عورتیں غنیمت میں ان کو ملی تھیں جو تقریباً سو کے تھیں سب کو آزاد کر دیا۔ یعنی کوئی عورت مثل جویریہ کے اپنی قوم کے لیئے مبارک نہ ہوئی۔ اور اُس جنگ میں مسلمانوں کا شعار یہ کلمہ تھا: یا منصور اُمت

شیخ مفید اور طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ غزوۂ بنی المصطلق کے لیئے تشریف لیگئے تو ایک خوفناک وادی میں قیام فرمایا۔ جب رات آخر ہوئی جبریلؑ نازل ہوئے اور بیان کیا کہ اس وادی میں کافرانِ جن کا ایک گروہ چھپا ہوا ہے اور آپؐ کے اصحاب کے ساتھ شر و فساد کا ارادہ رکھتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیرالمومنینؑ کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ اُس وادی میں جا کر خدا کے دشمن جنّوں کو دفع کریں اُس قوت سے جو خدا نے

اُن کے ساتھ مخصوص فرمائی ہے، اور سَو افراد کو آپؐ کے ساتھ بھیجا اور فرمایا کہ علیؑ کے ساتھ رہو اور وُہ جو حکم دیں اُ اطاعت کرنا۔ غرض حضرت امیرالمومنینؑ روانہ ہوئے اور جب اُس وادی کے نزدیک پہنچے اُن سَو آدمیوں ۔ فرمایا کہ تم یہیں ٹھہرو میں جب تک نہ کہوں یہاں سے حرکت نہ کرنا؛ اور خود تنہا اُس وادی کی طرف چلے او اُس کے کنارہ پر پہنچ کر خدا سے پناہ طلب کی اور اسمائے اعظمِ خدا زبان پر جاری کیئے۔ پھر اپنے ساتھیوں اشارہ سے بلایا اور ایک تیر کی مسافت پر اشارہ سے کھڑے ہونے کے لیئے فرمایا اور خود وادی میں داخ ہوئے۔ پھر تو ایک آندھی آئی جس سے قریب تھا کہ خوف کے سبب سے وُہ سب اشخاص مُنہ کے بل گر پڑ اُن کے قدم لرز رہے تھے۔ امیرالمومنینؑ نے نعرہ مارا کہ میں ہوں علیؑ بن ابی طالبؑ رسُولِ خدا کا وصی اور اُ چچازاد بھائی۔ اگر چاہتے ہو تو مقابلہ کے لیئے کھڑے ہو تاکہ خدا کی قدرت کا مشاہدہ کرو۔ ساتھ ہی ایک سیا گروہ ظاہر ہوا زنگیوں کے مانند۔ جن کے ہاتھوں میں آگ کے شعلے تھے، اور تمام وادی اُن سے بھر گئی۔ حضر نے کوئی پرواہ نہ کی اور آیاتِ قرآنی تلاوت فرما رہے تھے اور اپنی تلوار داہنے اور بائیں چلا رہے تھے۔ آخ وُہ گروہ آہستہ آہستہ کالے دھوئیں کے مانند ہو کر زائل ہونے لگا۔ پھر حضرتؑ نے تکبیر کہی اور وادی اُوپر آئے اور اپنے ساتھیوں کے پاس کھڑے ہو گئے۔ ان لوگوں نے کہا یا علیؑ آپ نے کیا کیا خوف وجہ سے نزدیک تھا کہ ہم ہلاک ہو گئے ہوتے۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا کے بزرگ ناموں کے ذریعہ میں نے اُ شکست دی اور وُہ سب بھاگ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پناہ لے گئے۔ اگر وُہ کھڑے ر تو سب کو ہلاک کر دیتا۔ جب وہاں سے واپس آئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یا علیؑ تمہاری شمشیر سے جو ج بچ گئے تھے میرے پاس آئے اور تمہاری تلوار کے خوف سے مسلمان ہو گئے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ سورۃ منافقین غزوۂ بنی المصطلق میں نازل ہوا جو ۵ھ میں واقع ہوا تھا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ حضرت اُس غزوہ سے واپسی کے بعد ایک کنوئیں کے قریب آکر ٹھہرے جس میں پانی کم تھا اور انس بن سیار جو انصار کے ہم سوگندوں میں سے تھے اور جہجاہ بن سعید غفاری ج جناب عمر کے اجیر تھے کنوئیں پر آئے دونوں نے اپنے اپنے ڈول کنوئیں میں ڈالے اتفاق سے دونوں کے ڈول ٹکرا گئے، اسی پر دونوں میں بات بڑھ گئی۔ جہجاہ نے ایک ہاتھ سیار کے مُنہ پر مارا کہ خون جاری ہو گیا۔ سیار نے خزرج کو آواز دی اور جہجاہ نے قریش کو پکارا۔ اور قریب تھا کہ فتنۂ عظیم برپا ہو جائے عبداللہ ابن ابی نے یہ شور سُنا تو پوچھا کیا معاملہ ہے۔ لوگوں نے روئیداد بیان کی تو وُہ ملعون بہت غضب ہوا اور کہا میں تو اس سفر میں آنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ اب تو ہم عرب میں سب سے زیادہ ذلیل ہو چکے ہیں زندہ رہنے کا گمان نہیں رکھتا ہوں کہ ایسی خبریں سنوں اور تدارک نہ کر سکوں۔ پھر اپنے ساتھیوں کی طرف رُخ کرکے بولا کہ یہ تمہارے اقبال و عروج کا پھل ہے تم نے اُن لوگوں کو اپنے گھروں میں جگہ دی اپنے مال سے اُن کی مدد کی اور اپنی جان سے اُن کی حفاظت کی اپنے سینوں کو ان کے لیئے سپر بنایا۔ تمہاری عورتیں ان کی حفاظت میں بیوہ ہوئیں اور تمہارے بچے یتیم ہوئے۔ اگر تم ان کو مدینہ سے نکال دیئے ہوئے تو وُ دوسروں کے دست نگر ہوتے۔ اگر ہم مدینہ پہنچیں گے تو ہمارے عزت دار لوگ ہمارے ذلیل ترین لوگوں ک

ایک گروہ مثل عبداللہ بن ابی وغیرہ کے حضرتؐ کے ساتھ تھا۔ حضرتؐ اپنے ساتھ جناب عائشہ کو بھی لے گئے تھے ۲ر شعبان ۵ھ کو روانہ ہوئے بعضوں نے ۶ھ بیان کیا ہے۔ جب ان لوگوں کو اس کی اطلاع ہوئی حارث کے ساتھ اکثر قبیلۂ عرب موجود تھے۔ وُہ سب ڈر کر بھاگ گئے اور حضرتؐ نے مریسیع میں ان سے مقابلہ کیا۔ کچھ دیر دونوں طرف سے تیر چلتے رہے۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے یکبارگی پورے لشکر نے اُن پر حملہ کیا اور ان کے دس آدمیوں کو قتل کر دیا اور اولادِ عبدالمطلب میں سے بھی کچھ لوگ اُس روز شہید ہوئے۔ جناب امیرؑ نے مالک کو اور اُس کے لڑکے کو قتل کیا اس سبب سے مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور اُن کے قبیلہ کے دو سَو زن و فرزند گرفتار ہوئے۔ دو ہزار اُونٹ اور پانچ ہزار بھیڑیں غنیمت میں حاصل ہوئیں۔ حضرتؐ نے خمس نکالنے کے بعد اُونٹ اور بھیڑوں کو مسلمانوں پر تقسیم کر دیا اور جویریہ دختر حارث ابن ابی ضرار کو امیرالمومنینؑ نے گرفتار کیا اور حضرتؐ کی خدمت میں لائے۔ حضرتؐ نے اُس کو اپنے لیئے مخصوص فرمالیا۔ اُس کا باپ مسلمان ہونے کے بعد اپنی قوم کو لے کر حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسُولؐ اللہ میری بیٹی زن کریمہ ہے مناسب نہیں ہے کہ اُس کو قید کریں۔ حضورؐ نے فرمایا جاؤ اُسکو اختیار دے دو جو وُہ پسند کرے میں اُسی پر عمل کروں گا۔ اُس نے کہا یا رسُولؐ اللہ آپ کا احسان ہے۔ پھر لڑکی کے پاس آیا اور کہا بیٹی اپنی قوم کو رسوا مت کر۔ اُس نے کہا میں نے خدا و رسولؐ کو اختیار کیا۔ یہ سُنکر اُس کے باپ نے اُس کو گالیاں دیں اور واپس چلا گیا۔ حضرتؐ نے اُس کو آزاد کر کے اُس سے نکاح کر لیا۔ جویریہ کہتی ہیں کہ جب حضرتؐ کا لشکر مریسیع میں ہم پر حملہ آور ہوا تو میں نے اپنے باپ کو کہتے ہوئے سُنا کہ ہمارے سروں پر وُہ لشکر آیا ہے جس سے مقابلہ کی ہم کو طاقت نہیں۔ اور میں نے دیکھا کہ اس قدر آدمی اور گھوڑے اور اسلحے ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا جب میں مسلمان ہو گئی اور آنحضرتؐ نے مجھ سے نکاح کیا تو میں واپس گئی اور دیکھا تو اس قدر مسلمانوں کی تعداد نہ تھی جس قدر میں نے دیکھی تھی۔ اُسوقت میں نے سمجھا کہ وُہ رُعب تھا جو خدا نے مشرکوں کے دلوں میں ڈال دیا تھا۔ وُہ کہتی ہیں کہ حضرتؐ کے آنے سے تین روز پہلے میں نے خواب دیکھا کہ گویا چاند مدینہ کی طرف سے حرکت کر رہا ہے اور میرے پاس پہنچ کر میرے دامن میں آ گیا۔ میں نے اس خواب کو کسی سے بیان نہیں کیا۔ جب میں قید ہوئی تو اُس خواب کی وجہ سے مجھ کو اچھی اُمید تھی۔ آخر اُس کا یہ اثر ظاہر ہُوا کہ ماہِ فلک نبوّت میری آغوش میں آیا۔ غرض جب لوگوں کو معلوم ہُوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جویریہ سے نکاح کر لیا تو کہنے لگے کہ اس قبیلہ نے آنحضرتؐ کے ساتھ رشتۂ دامادی قائم کر لیا ہے لہٰذا اُن کی جس قدر عورتیں غنیمت میں ان کو ملی تھیں جو تقریباً سو کے تھیں سب کو آزاد کر دیا۔ یعنی کوئی عورت مثل جویریہ کے اپنی قوم کے لیئے مبارک نہ ہوئی۔ اور اُس جنگ میں مسلمانوں کا شعار یہ کلمہ تھا: یا منصور اَمِت

شیخ مفید اور طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ غزوۂ بنی المصطلق کے لیئے تشریف لیگئے تو ایک خوفناک وادی میں قیام فرمایا۔ جب رات آخر ہوئی جبریلؑ نازل ہوئے اور بیان کیا کہ اس وادی میں کافران جن کا ایک گروہ چھپا ہُوا ہے اور آپ کے اصحاب کے ساتھ شر و فساد کا ارادہ رکھتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے امیرالمومنینؑ کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ اُس وادی میں جا کر خدا کے دشمن جنّوں کو دفع کریں اُس قوت سے جو خدا نے

اُن کے ساتھ مخصوص فرمائی ہے، اور سَو افراد کو آپؑ کے ساتھ بھیجا اور فرمایا کہ علیؑ کے ساتھ رہو اور وُہ جو حکم دیں اُ اطاعت کرنا۔ غرض حضرت امیرالمومنینؑ روانہ ہوئے اور جب اُس وادی کے نزدیک پہنچے اُن سَو آدمیوں۔ فرمایا کہ تم یہیں ٹھہرو میں جب تک نہ کہوں یہاں سے حرکت نہ کرنا، اور خود تنہا اُس وادی کی طرف چلے او اُس کے کنارہ پر پہنچ کر خدا سے پناہ طلب کی اور اسمائے اعظم خدا زبان پر جاری کیئے۔ پھر اپنے ساتھیوں اشارہ سے بلایا اور ایک تیر کی مسافت پر اشارہ سے کھڑے ہونے کے لیئے فرمایا اور خود وادی میں داخا ہوئے۔ پھر تو ایک آندھی آئی جس سے قریب تھا کہ خوف کے سبب سے وُہ سب اشخاص مُنہ کے بل گر پڑیں اُن کے قدم لرز رہے تھے۔ امیرالمومنینؑ نے نعرہ مارا کہ میں ہوں علیؑ بن ابی طالبؑ رسُولِ خدا کا وصی اور اُ چچازاد بھائی۔ اگر چاہتے ہو تو مقابلہ کے لیئے کھڑے ہو تاکہ خدا کی قدرت کا مشاہدہ کرو۔ ساتھ ہی ایک سیا گروہ ظاہر ہُوا زنگیوں کے مانند۔ جن کے ہاتھوں میں آگ کے شعلے تھے، اور تمام وادی اُن سے بھر گئی حضر نے کوئی پرواہ نہ کی اور آیاتِ قرآنی تلاوت فرما رہے تھے اور اپنی تلوار داہنے اور بائیں چلا رہے تھے۔ آخر وُہ گروہ آہستہ آہستہ کالے دھوئیں کے مانند ہو کر زائل ہونے لگا۔ پھر حضرتؑ نے تکبیر کہی اور وادی اُوپر آئے اور اپنے ساتھیوں کے پاس کھڑے ہو گئے۔ ان لوگوں نے کہا یا علیؑ آپ نے کیا کیا خوف وجہ سے نزدیک تھا کہ ہم ہلاک ہو گئے ہوتے۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا کے بزرگ ناموں کے ذریعہ میں نے اُ شکست دی اور وُہ سب بھاگ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس پناہ لے گئے۔ اگر وُہ کھڑے ر توسب کو ہلاک کر دیتا۔ جب وہاں سے واپس آئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یا علیؑ تمہاری شمشیر سے جو بچ گئے تھے میرے پاس آئے اور تمہاری تلوار کے خوف سے مسلمان ہو گئے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ سورۂ منافقین غزوۂ بنی المصطلق میں نازل ہُوا جو ۵ھ میں واقع ہُوا تھا۔ اس کا سبب یہ ہُوا کہ حضرت اُس غزوہ سے واپسی کے بعد ایک کنوئیں کے قریب آکر ٹھہرے جس میں پانی کم تھا اور انس بن سیار جو انصار کے ہم سوگندوں میں سے تھے اور جہجاہ بن سعید غفاری جناب عمر کے اجیر تھے کنوئیں پر آئے دونوں نے اپنے اپنے ڈول کنوئیں میں ڈالے اتفاق سے دونوں کے ڈول ٹکرا گئے، اسی پر دونوں میں بات بڑھ گئی۔ جہجاہ نے ایک ہاتھ سیار کے مُنہ پر مار دیا کہ خون جاری ہو گیا۔ سیار نے خزرج کو آواز دی اور جہجاہ نے قریش کو پکارا۔ اور قریب تھا کہ فتنۂ عظیم برپا ہو جائے عبداللہ ابن ابی نے یہ شور سُنا تو پوچھا کیا معاملہ ہے۔ لوگوں نے روئیداد بیان کی تو وُہ ملعون بہت غصّہ ہُوا اور کہا میں تو اس سفر میں آنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ اب تو ہم عرب میں سب سے زیادہ ذلیل ہو چکے ہیں زندہ رہنے کا گمان نہیں رکھتا ہوں کہ ایسی خبریں سنوں اور تدارک نہ کر سکوں۔ پھر اپنے ساتھیوں کی طرف رُخ کر کے بولا کہ یہ تمہارے اقبال و عروج کا پھل ہے تم نے اُن لوگوں کو اپنے گھروں میں جگہ دی اپنے مالو سے اُن کی مدد کی اور اپنی جان سے اُن کی حفاظت کی اپنے سینوں کو ان کے لیئے سپر بنایا۔ تمہاری عورتیں ان کی حفاظت میں بیوہ ہوئیں اور تمہارے بچے یتیم ہوئے۔ اگر تم ان کو مدینہ سے نکال دیئے ہوئے تو دوسروں کے دست نگر ہوتے۔ اگر ہم مدینہ پہنچیں گے تو ہمارے عزت دار لوگ ہمارے ذلیل ترین لوگو

نکال دیں گے۔ زید بن ارقم اُس وقت جوانی کے قریب پہنچ رہے تھے وہاں موجود تھے۔ اُس وقت گرمی کی نہایت شدت تھی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے اور مہاجرین و انصار آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر تھے۔ زید نے آکر ابن ابی کی باتیں بیان کیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے فرزند شائد تم نے غلط سُنا ہو گا۔ وُہ بولے نہیں واللہ میں نے غلط نہیں سُنا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا شائد تم کو اُس پر غصہ رہا ہو گا اور یہ باتیں غصہ میں کہہ رہے ہو۔ عرض کی واللہ ایسا بھی نہیں ہے۔ فرمایا شائد اُس نے تم کو بیوقوف بنانا چاہا ہو اس لیئے ایسا کہتے ہو۔ عرض کی بخدا ایسا بھی نہیں ہے۔ آخر آنحضرتؐ نے اپنے غلام سقران سے فرمایا کہ اُونٹ پر حودج باندھے۔ پھر حضرتؐ سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ صحابہ نے سُنا کہ حضرتؐ سوار ہو گئے ہیں تو کہا یہ وقت تو حضرتؐ کی روانگی کا نہیں تھا۔ لیکن وُہ لوگ بھی سوار ہو کر حضرتؐ کے پیچھے روانہ ہوئے۔ سعد بن عبادہؓ حضرتؐ کے قریب پہنچے اور عرض کی اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ حضرتؐ نے فرمایا وَعَلَيْكَ السَّلَامُ۔ سعد نے کہا کبھی حضورؐ نے ایسے وقت میں سفر نہیں کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا شائد تم نے اپنے سردار کا کلام نہیں سُنا جو اُس نے کہا ہے۔ عرض کی حضورؐ کے سوا ہمارا کوئی آقا اور سردار نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا ابن ابی نے کہا ہے کہ جب مدینہ پہنچے گا تو عزّت والے ذلیل لوگوں کو نکال دیں گے۔ سعد نے کہا سب سے زیادہ عزّت والے آپ اور آپ کے اصحاب ہیں اور سب سے زیادہ ذلیل وُہ اور اُس کے ساتھی ہیں۔ آنحضرتؐ اُس تمام دن چلتے رہے اور کسی کو جرأت نہ تھی کہ حضرتؐ سے گفتگو کر سکے۔ خزرج کے قبیلہ والوں نے جب آنحضرتؐ کا بے پناہ غصہ مشاہدہ کیا تو ابن ابی سے بازپرس کی اور اس کو بہت ملامت کی۔ اُس ملعون منافق نے قسمیں کھائیں کہ میں نے یہ سب بالکل نہیں کہا۔ تو لوگوں نے کہا چل کر آنحضرتؐ سے بیان کر تاکہ ہم حضرتؐ سے عذر خواہ ہوں۔ اُس بدبخت نے مُنہ پھیر لیا اور منظور نہ کیا۔ رات ہوئی تب بھی حضرتؐ برابر راستہ طے کرتے رہے اور سوائے نماز کے وقفہ کے قیام نہ فرمایا۔ دوسرے روز ایک مقام پر منزل کی۔ صحابہ تمام رات جاگنے اور سفر کی تکان کے سبب سب کے سب سو گئے۔ اُس وقت عبداللہ ابن ابی حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور قسم کھائی کہ میں نے یہ باتیں نہیں کہی تھیں۔ زید نے غلط بیان کی ہیں۔ اور دوبارہ کلمہ شہادتین پڑھا۔ حضرتؐ نے بظاہر اُس کا عذر قبول کر لیا اور قبیلۂ خزرج نے زید کو ملامت کرنا شروع کی اور کہا تم نے عبداللہ پر بہتان لگایا جو ہمارا رئیس و بزرگ ہے۔ جب حضرتؐ وہاں سے روانہ ہوئے زید حضرتؐ کی خدمت میں ساتھ تھے اور کہتے تھے خداوندا تُو جانتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی پر جھوٹ نہیں باندھا ہے۔ غرض تھوڑی راہ طے کی تھی کہ حضرتؐ پر وحی کے آثار نمودار ہوئے اور اس قدر گرانی ہوئی کہ نزدیک تھا کہ اُونٹ کا شکم زمین سے لگ جائے۔ جب وُہ حالت زائل ہوئی حضرتؐ کی پیشانی سے قطرے ٹپک رہے تھے۔ حضرتؐ نے پیار سے زید کا کان پکڑ کر اُٹھایا اور فرمایا اے فرزند تمہاری بات سچ ہے جو کچھ تم نے سُنا تھا صحیح یاد رکھا تھا۔ خداوند عالم نے تمہاری بات کی تصدیق میں آیتیں نازل فرمائی ہیں۔ پھر جب حضرتؐ نے قیام فرمایا تو صحابہ کو جمع کیا اور سُورۂ منافقون اُن کے سامنے پڑھی جس میں اُس منافق کے اقوال شامل تھے اور اُس کی باتوں کا جواب دیا گیا ہے اور تمام منافقوں کی تکذیب اور تنبیہ شامل ہے۔ آخر

عبداللہ بن ابی منافق کی بیہودہ گوئی اور سورۂ منافقون کا نزول

خدا نے عبداللہ بن ابی کو رُسوا کیا۔

بسند معتبر ابان ابن عثمان نے روایت کی ہے کہ ایک رات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرے روز دن چڑھے تک سفر میں راہ طے فرماتے رہے اُس کے بعد منزل کی اور تمام ہمراہی تکان کے سبب سو گئے حضرتؐ کی یہ غرض تھی کہ لوگ چلتے رہیں لیکن بولیں نہیں اور آپس میں بحث و تکرار نہ کریں تاکہ فتنہ و فساد رفع ہو جائے۔ اسی اثناء میں عبیداللہ پسر عبداللہ بن ابی حاضر خدمت ہؤا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ اگر آپ کا میرے باپ کے قتل کا ارادہ ہو تو مجھے حکم دیجیئے میں اُس کا سر آپ کی خدمت میں لاتا ہوں کیونکہ قبیلۂ اوس و خزرج جانتے ہیں کہ کوئی لڑکا اپنے باپ کے لیئے مجھ سے زیادہ نیکوکار نہیں ہو سکتا جیسا میں اپنے باپ کے لیئے نیک ہوں۔ میں ڈرتا ہوں کہ اگر آپ کسی دُوسرے کو اُس کے قتل کا حکم دیں اور وُہ قتل کرے تو کہیں میں اپنے باپ کے قاتل کو نہ دیکھ سکوں اور بیتاب ہو کر ایک مومن کو ایک کافر کے عوض قتل کر دُوں۔ حضرتؐ نے فرمایا نہیں میں اس کو قتل نہ کروں گا۔ اور تُو اس کے ساتھ اچھے برتاؤ کرتا رہ۔ جب تک وہ ہمارے ساتھ ہے اور اُس کی عداوت نمایاں نہ ہو جائے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب وُہ ملاعین رسوا ہوئے ان کے عزیزوں نے اُن کے پاس آکر کہا وائے ہو تم پر تم رُسوا و ذلیل ہو گئے چلو خدا کے رسُولؐ کے پاس تاکہ وُہ تمہارے لیئے استغفار کریں۔ تو اُن لوگوں نے مُنہ پھیر لیا اور انکار کیا۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ (سورۂ منافقون آیت ۵ پ۲۸) "اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ آؤ رسُولؐ اللہ تمہارے لیئے مغفرت کی دُعا کریں تو وُہ لوگ اپنے سر پھیر لیتے ہیں۔ تم ان کو دیکھو گے کہ غرور میں بھرے ہوئے مُنہ پھیر لیتے ہیں"۔ شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ اس سفر میں آنحضرتؐ ایک چشمہ کے قریب بقیع کے نزدیک ٹھہرے جس کو بقعا کہتے تھے۔ اثنائے قیام میں ایک آندھی آئی جس سے لوگوں کو بہت اذیت پہنچی۔ اُس رات حضرتؐ کا ناقہ گم ہو گیا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا اس آندھی کا سبب یہ تھا کہ ایک سخت نفاق رکھنے والا مدینہ میں مر گیا ہے۔ لوگوں نے پُوچھا وُہ کون؟ فرمایا رفاعہ۔ یہ سُنکر ایک مردِ منافق نے کہا جو حضرتؐ کے ساتھ تھا کہ غیب کے جاننے کا دعوٰے کیونکر کرتے ہیں حالانکہ نہیں جانتے کہ ناقہ کہاں ہے۔ اُسی وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور آنحضرتؐ کو اس منافق کی گفتگو سے آگاہ کیا اور ناقہ کا پتہ بتایا۔ تو حضرتؐ نے صحابہ کو جمع کر کے فرمایا کہ میں کب دعوٰے کرتا ہوں کہ غیب جانتا ہوں لیکن خدا مجھ پر وحی بھیجتا ہے۔ اس وقت خدا نے مجھ کو بذریعہ وحی آگاہ فرمایا ہے کہ فلاں منافق نے ایسی بات کہی ہے اور ناقہ فلاں مقام پر ہے اور اُس کی مہار ایک درخت سے اُلجھ گئی ہے۔ جب لوگ اُس مقام پر گئے تو ناقہ کو اُسی حال میں پایا جیسا حضرتؐ نے بیان فرمایا تھا۔ یہ دیکھ کر وُہ منافق دل سے مسلمان ہو گیا۔ اور جب مدینہ میں پہنچے تو رفاعہ بن زید کا جنازہ لوگوں نے دیکھا جو بنی قینقاع کے یہودیوں کا بڑا سرغنہ تھا۔ جس وقت وُہ مرا تھا حضرتؐ نے اُسی وقت لوگوں کو بتا دیا تھا۔ جب حضرتؐ مدینہ میں داخل ہوئے اور عبداللہ بن ابی نے بھی داخل ہونا چاہا تو اس کے لڑکے

نے کہا خدا کی قسم مَیں تم کو مدینہ میں آنے نہ دوں گا جب تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اجازت نہ دیں گے۔ اور تم کو آج معلوم ہوگا کہ زیادہ عزت والا کون ہے اور ذلیل ترین کون ہے۔ آخر ابن ابی نے کسی کو آنحضرتؐ کے پاس بھیجا اور اپنے لڑکے کی شکایت کی۔ حضرتؐ نے اُس کے لڑکے کو پیغام بھیجا کہ اپنے باپ کو چھوڑ دے کہ وُہ مدینہ میں آ جائے۔ لڑکے نے سُنکر کہا چونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے اور حکم اُنہی کا حکم ہے پھر چھوڑ دیا۔ آخر وُہ ملعون چند روز کے بعد بیمار ہوُا اور جہنم واصل ہوُا۔

کلینی نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب عبداللہ ابن ابی مر گیا آنحضرتؐ اُس کے لڑکے کی خاطر سے اُس کے جنازہ پر تشریف لے گئے تو جناب عمر نے اعتراض کیا کہ اس منافق کے جنازہ پر کیوں آئے حالانکہ خدا نے آپ کو منع فرمایا ہے کہ کسی منافق کی قبر پر کھڑے ہوں۔ حضرتؐ نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو دوبارہ اعتراض کیا تو حضرتؐ نے فرمایا تجھ پر وائے ہو تو کیا جانے کہ مَیں نماز میں اُس کے لئے کیا کہتا ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ خداوندا اس کے شکم کو آگ سے بھر دے اور اُس کی قبر کو بھی اور اُس کو آتش جہنم میں پہنچا دے۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ عمر نے ان کو اس قدر مضطرب کر دیا کہ حضرتؐ جو بات ظاہر نہیں کرنا چاہتے تھے ظاہر فرما دیا۔

دُوسری فصل

حضرت عائشہ کے بارے میں لوگوں کا کلمات فحش کہنا۔

شیخ طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی جنگ میں تشریف لے جاتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے۔ جس بیوی کے نام قرعہ نکلتا، آپ اُنہی کو ہمراہ لے جاتے۔ غزوۂ بنی المصطلق میں حضرت عائشہؓ کے نام قرعہ نکلا۔ آپؐ ان کو اپنے ساتھ لے گئے۔ ایک منزل میں روانگی کے وقت وُہ قضائے حاجت کے لیئے گئی تھیں جب واپس آئیں تو اپنے گلے کا ہار جو جزع یمانی کا تھا گلے میں نہ پایا وُہ ٹوٹ کر کہیں گر گیا تھا اس لیئے اس کو ڈھونڈنے واپس چلی گئیں۔ جب واپس آئیں تو لشکر کوچ کر چکا تھا اُن کا ہودج بھی یہ سمجھ کر کہ وُہ اُس میں ہیں اُونٹ پر بار کر دیا گیا تھا غرض وہاں کوئی نہ تھا۔ وُہ وہیں ٹھہر گئیں اس خیال سے کہ کوئی ان کی تلاش میں آتا ہوگا۔ اور وہیں سو گئیں جب بیدار ہوئیں تو صفوان بن معطل اسلمی جو قافلہ کے پیچھے رہا کرتا تھا پہنچا۔ اُس نے جناب عائشہ کو دیکھ کر پہچان لیا۔ اپنے اونٹ کو بٹھایا اور ایک طرف ہٹ گیا تو حضرت عائشہ اُس پر سوار ہو گئیں۔ اُس نے مہار پکڑ لی اور لشکر میں ان کو پہنچا دیا جبکہ آنحضرتؐ نے قیلولہ کے لیئے آرام فرمایا تھا۔ منافقوں کو معلوم ہوُا تو عبداللہ بن ابی سلول اور منافقوں کے ایک گروہ نے بدگمانیاں اور نامناسب باتیں پھیلانا شروع کیں۔ جب حضرت عائشہ مدینہ پہنچیں تو بیمار ہو گئیں اور آنحضرتؐ کو بھی اپنی طرف سے بے لطف پایا۔ جب ان کی بیماری رفع ہو گئی تو حضرتؐ سے اجازت لے کر اپنے والدین سے ملاقات کی غرض سے گئیں اور اپنی والدہ سے منافقوں کی باتیں اپنے بارے میں سُنیں۔ اور آنحضرتؐ کی اپنی جانب سے بے توجہی کا سبب سمجھیں تو اپنے مکان پر واپس آ گئیں اور تمام رات روتی رہیں۔ حضرتؐ نے اسامہ بن زید اور امیرؑ المؤمنین کو بلایا اور اُن سے عائشہ سے علیحدگی کے بارے میں مشورہ کیا اور جو کچھ لوگ ان کے بارے میں مشہور کر رہے تھے بیان کیا۔ اسامہ

چونکہ یہ سمجھتے تھے کہ حضرتؐ کو ان کے حسن وجمال اور کمسنی کے سبب اُن سے محبت ہے اس لیئے کہا کہ وُہ آپ کی زوجہ ہیں اور اُن کی بدی معلوم نہیں ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ خدا نے آپ کو پابند نہیں کیا ہے، بہت سی عورتیں ہیں اگر آپ کو اُن سے کراہت ہے تو علیحدہ کر دیجیئے اور کسی دوسری عورت سے نکاح کر لیجئے۔ اور اگر مناسب ہو تو اُن کا حال اُن کی کنیز سے معلوم کیجیئے۔ حضرت نے ان کی کنیز کو بلایا اُس نے ان کی برأت کی گواہی دی۔ اسی اثناء میں خدا نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل فرمائی اور آنحضرتؐ پر اس منقصت کے دفعیہ اور عائشہؓ کے بارے میں جو لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے ان کی برأت میں آیتیں نازل فرمائیں تاکہ آیندہ آنحضرتؐ کی بیویوں کے بارے میں مسلمان ایسی نسبت نہ دیں اور نہ ثبوت شرعی کے بغیر کسی کو زنا سے متہم کریں۔ اور تفسیر نعمانی میں حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ یہ آیتیں عبداللہ بن ابی سلول، حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ کے حق میں کہ انہوں نے عائشہؓ کی طرف جو نسبت دے رکھی تھی، نازل ہوئی ہیں۔ اور علی بن ابراہیم نے ان آیتوں کی تفسیر میں کہا ہے کہ عامہ کہتے ہیں کہ یہ آیتیں جناب عائشہؓ کے حق میں اور اُس نسبت کے بارے میں جو غزوۂ بنی المصطلق میں لوگوں نے اُن سے قائم کر دی تھیں نازل ہوئیں اور شیعہ کہتے ہیں کہ یہ آیتیں حضرت عائشہؓ کی تکذیب و مذمت اور توبہ کرنے کی تاکید میں نازل ہوئیں اس سبب سے کہ انہوں نے ماریہ قبطیہ مادرِ ابراہیمؑ کو متہم کیا تھا جیساکہ اس کے بعد مذکور ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

تیسری فصل

بعد کے تمام حالات۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ بدر صغریٰ کے غزوہ میں تشریف لے جا رہے تھے اشجاع اور بنی ضمرہ کے محلوں سے عبور کر رہے تھے۔ حضرتؐ نے پہلے بنی ضمرہ سے صلح کر لی تھی۔ صحابہ نے کہا یا رسولؐ اللہ بنی ضمرہ ہمارے قریب رہتے ہیں ہم کو خوف ہے کہ وُہ مدینہ پر حملہ نہ کریں یا قریش کی جنگ میں ہمارے خلاف مدد نہ کریں لہذا پہلے انہی سے جنگ کر لینا چاہیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا نہیں ایسا نہیں ہے وُہ لوگ تمام عرب سے زیادہ اپنے باپ ماں کے ساتھ نیکی کرتے ہیں اور صلۂ رحم کرتے ہیں اور سب سے زیادہ اپنے عہد کو وفا کرتے ہیں اور اشجع جو بنی کنانہ سے تھے ان کی آبادی بنی ضمرہ کی آبادی سے قریب تھی جو اُن کے ہم سوگند تھے۔ اشجع کے کھیت و چراگاہیں خشک ہو گئی تھیں اور بنی ضمرہ کے یہاں پانی اور گھاس اور چارہ کافی تھا۔ اس سبب سے اشجع نے بنی ضمرہ کی طرف قیام کی غرض سے رُخ کیا۔ آنحضرتؐ کو یہ خبر پہنچی کہ بنی ضمرہ کے پاس وُہ لوگ جا رہے ہیں تو حضرت جنگ کے لیئے آمادہ ہوئے اُسوقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝ (آیت ۹ سورۃ النساء پ ۵) یعنی اگر کفار

اپنے گھروں کو چھوڑنے اور ایمان لانے سے روگردانی کریں تو ان کو پکڑ کر قتل کر ڈالو جہاں بھی پاؤ اور اُن سے دوستی و محبت مت کرو سوائے ان لوگوں کے جو اُس گروہ سے اپنے تعلقاتِ دوستی قائم کریں جن سے تمہارے درمیان عہد و پیمان ہو چکے ہیں یا وُہ تمہارے پاس آئیں اُس حال میں کہ اُن کے دلوں میں تم سے جنگ کا ارادہ نہ ہو یا اپنی قوم سے جنگ کریں اور اگر خدا چاہتا تو بیشک ان کو تم پر مسلط کر دیتا اور وُہ یقیناً تم سے جنگ کرتے تو اگر وُہ تم سے کنارہ کریں اور لڑائی نہ کریں اور تمہارے سامنے اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کریں اور سلامتی چاہیں تو خدا نے تم کو ان پر زیادتی کی راہ نہیں کھولی ہے۔" علی بن ابراہیم نے کہا ہے کہ اشجع کے محلے بیضا، حل اور مستباہ تھے اور وُہ آنحضرتؐ سے قریب تھے اور نزدیک ہونے کے سبب ڈرتے تھے کہ ایسا نہو کہ حضرتؐ اُن پر لشکر بھیج دیں اور وُہ اُن سے جنگ کریں اور آنحضرتؐ کو بھی اُن سے خطرہ تھا کہ ایسا نہ ہو کہ مدینہ کے اطراف میں لُوٹ مار کریں اس لیئے اُن پر چڑھائی کرنے کا خیال تھا۔ اسی اثناء میں خبر ملی کہ اشجع جو سات سَو افراد تھے اپنے رئیس مسعود بن رحیلہ کے ساتھ آئے ہیں اور درہ سلع میں مقیم ہیں۔ یہ واقعہ ربیع الآخر ۶ھ کا ہے۔ حضرتؐ نے اُسید بن حضیر کو طلب کیا اور فرمایا ان کے پاس چند اشخاص کو لے کر جاؤ اور معلوم کرو کہ وُہ کس واسطے آئے ہیں۔ اُسید تین اشخاص کے ساتھ اُن کے پاس گئے اور دریافت کیا کہ کس واسطے آئے ہیں مسعود بن رحیلہ نے کھڑے ہو کر اُسید اور اُن کے اصحاب کو سلام کیا اور کہا کہ ہم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صلح کرنے آئے ہیں اور اُن سے امان چاہتے ہیں۔ یہ سُنکر اُسید آنحضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے اور اُن کی گفتگو بیان کی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وُہ خوفزدہ ہو گئے ہیں کہ میں اُن سے جنگ کے لیئے آیا ہوں اور اسی سبب سے وُہ آئے ہیں کہ میرے اور اُن کے درمیان صلح ہو جائے۔ پھر دس خروار خرما حضرتؐ نے اُن کے لیئے بھیجا اور فرمایا کہ ہدیہ بھیجنا اپنی حاجت بیان کرنے سے پہلے بہتر ہے۔ پھر خود بھی اُن کے پاس گئے اور پُوچھا کہ اے گروہِ اشجع کس کام کے لیئے آئے ہو۔ انہوں نے عرض کی ہمارے مکانات آپ سے نزدیک ہیں اور ہماری قوم میں کوئی گروہ ایسا نہیں ہے جس کی تعداد ہم سے کم ہو۔ اس لیئے آپ سے جنگ کرتے سے ڈرتے ہیں اور اپنی قوم کی جنگ سے بھی ڈرتے ہیں۔ چونکہ ہم تعداد میں کم ہیں اسی لیئے آئے ہیں کہ ہم آپ سے صلح کریں۔ حضرتؐ نے اُن کی التجا قبول فرمائی اور اُن سے صلح کر لی۔ وُہ لوگ دوسرے روز اپنی آبادی میں پلٹ گئے تو خدا نے مذکورہ آیتیں ان کے بارے میں نازل فرمائیں۔ اور روایت ہے کہ ہجرت کے پانچویں سال حضرتؐ نے زینب بنت جحش سے جو زید کی زوجہ تھیں نکاح کیا (چونکہ زید نے طلاق دے دیا تھا) اور کہا جاتا ہے کہ اسی سال حج واجب ہوا۔

شیخ طبرسی نے بیان کیا ہے کہ ہجرت کے چھٹے سال ماہِ ربیع الاوّل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عکاشہ بن محصن کو چالیس سواروں کے ساتھ غمرہ کو بھیجا وُہ لوگ صبح کے وقت کفار مکہ کے پاس پہنچے ان کو دیکھ کر وُہ بھاگ گئے اُن کے دو سَو اُونٹ پکڑ کر عکاشہ آنحضرتؐ کی خدمت میں مدینہ لائے۔ اسی سال عبیدہ ابن جراح کو ایک قصبہ کی طرف بھیجا کہ ان کو غارت کر دیں۔ وُہ لوگ بھاگ گئے۔ ان میں سے ایک شخص گرفتار ہوا اور وُہ مسلمان ہو گیا۔ اسی سال زید بن حارثہ کو ایک لشکر کے ساتھ حموم کی طرف بھیجا جو بنی سلیم کے شہروں میں

ایک شہر تھا۔ وُہ وہاں سے بہت سی مویشیاں اور قیدی لائے۔ اسی سال ماہِ جمادی الثانی میں زید کو عیص روانہ کیا اور اسی سال ان کو پندرہ اشخاص کے ساتھ ثعلبہ سے جنگ کو بھیجا، وُہ سب بھاگ گئے، چالیس اُونٹ غنیمت میں ملے۔ اسی سال جناب امیرؑ کو عبداللہ ابن سعد کی سرکوبی کو فدک روانہ کیا۔ چونکہ آنحضرتؐ کو خبر ملی تھی کہ وُہ لوگ خیبر کے یہودیوں کی مدد کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اسی سال عبدالرحمٰن بن عوف کو ماہِ شعبان میں دومۃ الجندل روانہ کیا اور فرمایا کہ اگر وُہ لوگ اطاعت قبول کریں تو ان کے بادشاہ کی لڑکی سے تزویج کر لینا۔ وُہ لوگ مسلمان ہو گئے اور عبدالرحمٰن نے تماضر دختر اصبغ سے نکاح کیا جو وہاں کا بادشاہ تھا۔ اسی سال غزوۂ عرنیاں واقع ہوا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ قبیلۂ عرنیہ کے آٹھ اشخاص حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے اور عرض کی کہ مدینہ کی ہوا ہمارے موافق نہیں اس لیئے ہم لوگ بیمار ہو گئے۔ حضرتؐ نے ان کو اپنے اُونٹوں کی چراگاہ پر صحرا میں بھیجدیا کہ وہاں اُونٹوں کے دُودھ پئیں تاکہ اُن کے مزاج کی اصلاح ہو۔ جب وہاں وُہ لوگ تندرست و توانا ہو گئے تو ایک روز حضرتؐ کے چرواہے کا ہاتھ پیر کاٹ ڈالا اور اُس کی آنکھوں اور زبان میں کانٹے چبھوئے آخر وُہ مر گیا اور اُونٹ اپنے ساتھ بھگا لے گئے۔ جب آنحضرتؐ کو اس کی اطلاع پہنچی آپ نے جابر فہری کو بیس سواروں کے ساتھ بھیجا وُہ اُن سب کو گرفتار کر لائے۔ حضرتؐ نے حکم دیا کہ ان کے ہاتھ اور پیر کاٹ ڈالے جائیں اور ان کو دار پر کھینچا جائے۔ اور سوائے ایک اُونٹ کے جس کو ان لوگوں نے مار ڈالا تھا تمام اُونٹ واپس لے لیئے گئے۔ جابر سے منقول ہے کہ حضرتؐ نے دُعا کی تھی کہ خداوندا اُن کا راستہ گم کر دے۔ آنحضرتؐ کی دُعا قبول ہوئی اور وُہ راستہ بھول گئے اس لیئے گرفتار ہو گئے۔ اسی سال حضرتؐ کے لشکر نے ابی العاص کا مالِ تجارت لُوٹ لیا جو شام کو تجارت کی غرض سے جا رہا تھا۔ وُہ تو بھاگ گیا۔ اُس کا تمام مال حضرتؐ کی خدمت میں لایا گیا جو حضرتؐ نے تقسیم کر دیا۔ ابوالعاص نے اپنی زوجہ زینب کی پناہ لی۔ حضرتؐ نے لشکر کو بُلایا اور فرمایا کہ تم لوگوں کو معلوم ہے کہ ابوالعاص بہر حال میرا داماد ہے۔ اگر مناسب سمجھو تو اس کا مال واپس دے دو۔ لوگوں نے واپس دے دیا۔ وُہ مکہ گیا اور لوگوں کا مال واپس دے کر کہا کہ خدا کی قسم مجھے مسلمان ہونے سے کسی امر نے نہیں روکا سوائے اس کے کہ تم کہوگے کہ میں اس لیئے مسلمان ہو گیا کہ تمہارے مال تم کو واپس نہ کروں۔ پھر کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ بیان کرتے ہیں کہ اسی سال آنحضرتؐ نے نمازِ استسقاء پڑھی اور پانی برسا اور اس خشک سالی میں حضرتؐ کا یہ معجزہ ظاہر ہوا جیسا کہ معجزات کے ابواب میں ذکر ہو چکا۔ بعض نے کہا ہے کہ اسی سال عبداللہ بن عتیک سلام بن ابی الحقیق کو قتل کیا جیسا کہ بیان کیا جا چکا۔ ابن شہر آشوب نے بیان کیا ہے کہ حضرتؐ نے اسی سال محمد بن مسلمہ کو ایک جماعت کے ساتھ ہوازن کے ایک گروہ کی طرف بھیجا۔ وُہ لوگ ان کی تاک میں بیٹھے تھے۔ محمد بن مسلمہ بے خبران کے سر پر پہنچے ان سب نے ان کے تمام آدمیوں کو قتل کر دیا۔ ابن مسلمہ بھاگ کر واپس آئے۔ اور بیان کیا ہے کہ اسی سال حضرتؐ جنگ غابہ کو روانہ ہوئے۔

اڑتیسواں باب ۳۸

غزوۂ حُدَیبیہ اور بیعتِ رضوان کا بیان

زیادہ مشہور یہ ہے کہ غزوۂ حدیبیہ ۶ھ میں اور بعض کہتے ہیں ۵ھ میں واقع ہوا۔ علی بن ابراہیم نے بسند حسن بلکہ بسند صحیح حضرت صادقؑ سے قول خدا اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا (پ۲۶ آیت ۱ سُورۂ فتح) کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ اس سورہ کے نازل ہونے کا سبب اور فتح عظیم یہ ہے کہ خداوندِ عالم نے آنحضرتؐ کو خواب میں حکم دیا کہ مسلمانوں کے ساتھ مسجد الحرام میں داخل ہوں اور طواف کریں اور سر مونڈوائیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے اصحاب سے اپنا خواب بیان کیا اور ان کو چلنے کا حکم دیا جب وُہ لوگ روانہ ہو کر ذوالحلیفہ تک پہنچے اور اُونٹوں کو ہنکایا۔ حضرتؐ نے تریسٹھ اونٹ ساتھ لیئے اور اپنے احرام کے نزدیک ان کو اشعار کیا یعنی اُن کے کوہان کے ایک طرف شگاف کر کے خون آلود کر دیا تاکہ معلوم ہو کہ یہ ہدی ہیں۔ اور سب لوگوں نے مسجد شجرہ سے عمرہ کا احرام باندھا اور تلبیہ کہتے ہوئے روانہ ہوئے۔ اور جو شخص ہدی لایا تھا اپنے ساتھ لے کر چلا۔ بعض برہنہ بعض پر جُھل ڈالے ہوئے۔ جب قریش کو اس کی اطلاع ہوئی تو پوشیدہ طور سے خالد بن ولید کو دوسو سواروں کے ساتھ آنحضرتؐ کو روکنے کے لیئے بھیجا۔ کہ وُہ حضرتؐ کے لیئے کمین گاہ میں رہے اور جہاں موقع ملے حضرتؐ کے لشکر پر حملہ کرے۔ وُہ پہاڑوں پر حضرتؐ کے لشکر کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ راستہ میں نمازِ ظہر کا وقت آیا تو بلالؓ نے اذان دی اور آنحضرتؐ نماز میں مشغول ہوئے اور لوگوں کے ساتھ نماز ادا کی۔ خالد نے سوچا کہ اثنائے نماز میں اُن پر حملہ کروں کیونکہ وُہ اپنی نماز نہیں قطع نہیں کرتے۔ لیکن دوسری نماز میں جب وُہ مشغول ہوں گے جس کو اپنی آنکھوں سے زیادہ محبوب رکھتے ہیں تب اُن پر حملہ کروں گا۔ اُسیوقت جبریلؑ نازل ہوئے اور نمازِ خوف کا یہ حکم لائے:۔ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ الخ (آیت ۱۰۲ سورۃ النساء پ۵) (ترجمہ) اے رسولؐ جب تم مسلمانوں کے درمیان ہو تو تم ان کو نماز پڑھاؤ۔ تو حضرتؐ نے بموجب حکم نماز ادا کی اور مشرکین حملہ نہ کر سکے غرض دُوسرے روز حضرتؐ نے حُدَیبیہ میں قیام فرمایا وُہ حرم سے متصل ہے۔ اور حضرتؐ اثنائے راہ میں گاؤں والوں کو جہاد کی دعوت دیتے اور وُہ انکار کرتے رہے۔ اور کہتے تھے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کے اصحاب حرم میں داخل ہونا چاہتے ہیں حالانکہ قریش نے ان کے شہر میں جا کر اُن سے جنگ کی اور اُن کو قتل کیا۔ اب محمدؐ اور ان کے ہمراہی اس سفر سے مدینہ واپس نہ جا سکیں گے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب حُدَیبیہ میں قیام پذیر ہوئے تو قریش مکہ سے چلے اور لات و عُزّیٰ کی قسم کھا کر چلے کہ محمدؐ اور اُن کے اصحاب کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے جب تک اُن کی جانیں ہیں۔ آنحضرتؐ نے اُن کے پاس کہلایا کہ مَیں جنگ کی غرض سے نہیں آیا ہوں بلکہ صرف عمرہ کرنا چاہتا ہوں اور اپنی قربانیاں (اُونٹ) ذبح کرنا چاہتا ہوں اور اُن کے گوشت

تمہارے واسطے چھوڑ دوں گا اور واپس چلا جاؤں گا۔ ان لوگوں نے عروہ بن مسعود کو جو ایک عقلمند اور سمجھدار شخص تھا آنحضرتؐ کے پاس بھیجا۔ اُس نے آنحضرتؐ کا حرم میں داخل ہونا نہایت دشوار و ناممکن ظاہر کیا اور کہا یا محمدؐ آپ کی قوم کے تمام مرد عورتیں، بچے اور چھوٹے بڑے مکہ سے باہر خیمے لگائے ہوئے پڑے ہیں اور یہ قسم کھائی ہے کہ جب تک وُہ زندہ ہیں آپ کو حرم میں نہ داخل ہونے دیں گے۔ کیا آپ اپنی قوم کو تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا مَیں اُن سے جنگ کرنے نہیں آیا ہوں بلکہ طواف اور سعی کرنا چاہتا ہوں اور اپنے اونٹوں کو ذبح کروں گا اور اُن کے گوشت تم کو دے دوں گا اور واپس چلا جاؤں گا۔ عروہ نے کہا خدا کی قسم آج کے دن کے مانند کوئی دن مَیں نے نہیں دیکھا کہ ایسے ارادہ سے جو آپ کا ہے کسی کو روکا گیا ہو۔ پھر وُہ قریش کے پاس گیا اور حضرتؐ کا پیغام پہنچایا۔ ان لوگوں نے کہا بخدا اگر محمدؐ مکہ میں داخل ہو گئے اور عرب کو معلوم ہوگا تو ہم ذلیل ہو جائیں گے اور عرب ہم پر دلیر ہو جائیں گے۔ پھر ان لوگوں نے حفص ابن احنف اور سہیل بن عمرو کو بھیجا حضرتؐ نے ان کو دیکھا تو فرمایا افسوس ہے قریش پر جنگ نے ان کو کسی کام کا نہ رکھا اور کمزور کر دیا۔ مجھ کو اہلِ عرب کے درمیان کیوں نہیں چھوڑ دیتے کہ اگر مَیں سچا ہوں تو مَیں غالب ہوں گا اور) عزت و شرفِ پیغمبری کے ساتھ ان (قریش) کی بادشاہی عرب پر ہوگی اور اگر مَیں جھوٹا ہوں (معاذ اللہ) تو عرب کے بھیڑیئے اور ڈاکو قریش سے میرے شر کو دُور کر دیں گے۔ قریش میں سے جو شخص بھی مجھ سے ایسی بات چاہے جس میں خدا کی ناراضی نہ ہو تو بیشک مَیں قبول کر لوں گا۔ غرض جب وُہ دونوں حضرتؐ کے پاس پہنچے تو کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اس سال تو آپ واپس جائیں تاکہ ہم دیکھیں کہ آپ کا معاملہ کس حد تک پہنچا کیونکہ عرب کو معلوم ہو چکا ہے کہ آپ مکہ کی طرف متوجہ ہیں اگر جبراً داخل ہوں گے تو وُہ ہم کو ذلیل سمجھیں گے اور ہم پر جری ہو جائیں گے۔ آیندہ سال اسی مہینے میں تین روز کے لیئے خانہ کعبہ کو ہم آپ کے لیئے خالی کر دیں گے تاکہ آپ اپنی قربانیاں پیش کریں اور واپس جائیں حضرتؐ نے اُن کی یہ خواہش منظور فرمائی۔ وُہ بولے کہ یہ شرط بھی ہے کہ ہم میں کا جو شخص آپ کے پاس چلا جائے آپ اُسے واپس کر دیں اور آپ میں سے جو شخص ہم سے آکر مل جائے تو اس کو ہم واپس نہ دیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا مردوں میں سے جو بھی ہمارے پاس سے تمہارے پاس چلا جائے میں اُس سے بیزار ہوں مجھ کو اُس کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مکہ میں مسلمان آزاد رہیں، اظہارِ اسلام میں کوئی ان کو اذیت نہ پہنچائے اور اُن کو کفر پر مجبور نہ کیا جائے اور اسلامی احکام بجا لانے میں اُن کو روکا نہ جائے۔ یہ شرط ان دونوں نے منظور کر لی۔ حالانکہ حضرتؐ کے اکثر اصحاب اس صلح پر راضی نہ تھے اور سب سے زیادہ حضرت عمر خلاف تھے۔ وُہ حضرتؐ کی خدمت میں آئے اور کہا یا رسولؐ اللہ کیا ایسا نہیں ہے کہ ہم حق پر ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر ہیں۔ فرمایا ہاں ایسا ہی ہے۔ تو وُہ بولے پھر ہم دین میں ایسی ذلت کیوں گوارا کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے مجھ سے فتح و نصرت کا وعدہ کیا ہے اور وُہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ تو جناب عمر نے کہا اگر چالیس اشخاص میرے موافق ہو جائیں تو محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی مخالفت کروں گا۔ سہیل اور حفص واپس گئے اور قریش کو خوشخبری سُنائی۔ ادھر جناب عمر نے رسولؐ اللہ سے بحث شروع کی کہ یا رسولؐ اللہ کیا آپ نے نہیں کہا تھا کہ ہم مسجد الحرام میں داخل ہوں گے اور سر مونڈوائیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ

اسی سال ایسا ہوگا۔ میں نے تو کہا تھا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ مکہ کو فتح کروں گا طواف و سعی کرونگا اور سر مونڈواؤں گا۔ جب اور منافقین نے اس صلح کے بارے میں بہت چہ میگوئیاں کیں تو حضرتؐ نے فرمایا اگر صلح تم کو منظور نہیں ہے تو اُن سے جنگ کرو۔ تو وہ لوگ قریش کے پاس گئے۔ وہ لوگ جنگ کے لیئے تیار تھے اُنپر حملہ کر دیا۔ اصحاب ذلت کے ساتھ بھاگ آئے اور حضرتؐ کے سامنے سے گزرے تو حضرتؐ مسکرائے اور جناب امیر علیہ السّلام سے فرمایا اے علیؑ تلوار کھینچو اور قریش کا استقبال کرو۔ جب شیرِ خدا تلوار نکال کر قریش کی طرف بڑھے۔ قریش واپس چلے گئے اور کہا اے علیؑ کیا محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے عہد و پیمان پر جو ہم سے کیا ہے پشیمان ہو رہے ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا نہیں آنحضرتؐ اپنے عہد پر باقی ہیں۔ آخر آنحضرتؐ کے اصحاب شرمندہ ہو کر حضرتؐ کی خدمت میں آئے اور معذرت کرنے لگے۔ حضرتؐ نے فرمایا شاید تم سمجھتے ہو کہ میں تم لوگوں کو نہیں پہچانتا۔ تم ہی لوگ تو میرے وہ اصحاب ہو جو بدر کے روز ڈر گئے اور اضطراب ظاہر کرنے لگے۔ آخر خدا نے فرشتوں سے تمہاری مدد کی۔ آیا تم ہی میرے وہ اصحاب نہیں ہو جو روزِ اُحد بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گئے۔ میں ہر چند تم کو پکارتا رہا تم نے پلٹ کر نہ دیکھا۔ اسیطرح بہت سے موقعوں پر اُن کی سستی بیان فرمائی۔ وہ لوگ معذرت چاہتے اور ندامت ظاہر کر رہے تھے اور کہا کہ خدا و رسولؐ مصلحت کو بہتر جانتے ہیں۔ جو مناسب سمجھئے کیجیئے[1]

بقیہ روایت علی بن ابراہیم یہ ہے کہ اُس کے بعد حفص اور سہیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے اور کہا کہ قریش نے وہ شرطیں جو آپ نے پیش کی تھیں منظور کر لیں کہ مسلمان مکہ میں رہتے ہوئے اپنے اسلام کا اظہار کریں اُن کو اپنے دین سے پھرنے پر کوئی مجبور نہ کرے گا۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنینؑ کو صلحنامہ لکھنے کے لیئے بُلایا آپ نے لکھنا شروع کیا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سہیل بن عمرو نے کہا ہم رحمٰن کو نہیں جانتے جس طرح آپ کے آباؤ اجداد لکھا کرتے تھے بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ آپ بھی لکھیئے۔ جناب رسولِ خدا نے فرمایا اسیطرح لکھدو کیونکہ یہ بھی خدا کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اس کے بعد امیر المومنینؑ نے لکھا یہ فیصلہ اور صلح ہے جس پر خدا کے رسول محمدؐ اور قریش کے بزرگوں نے اتفاق کیا ہے۔ سہیل نے کہا اگر ہم یہ جانتے کہ آپ رسولِ خدا ہیں تو آپ سے جنگ نہ کرتے۔ اس طرح لکھو کہ یہ فیصلہ ہے جس پر محمد بن عبد اللہ نے اتفاق کیا ہے۔ اے محمدؐ کیا آپ کی بےعزتی ہے کہ اپنا نسب ظاہر کریں اور اس طرح لکھیں۔ حضرتؐ نے فرمایا میں خدا کا رسولؐ ہوں اگرچہ تم اقرار نہ کرو۔ پھر فرمایا اے علیؑ اس کو مٹا دو اور محمدؐ بن عبد اللہ لکھدو جیسا کہ وہ کہتا ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا میں آپ کا اسم مبارک پیغمبری سے ہرگز محو نہ کروں گا تو آنحضرتؐ نے اپنے دستِ مبارک سے مٹا دیا۔ پھر حضرت علیؑ نے لکھا کہ یہ صلحنامہ ہے جس پر محمدؐ بن عبد اللہ اور اشراف قریش اور سہیل بن عمرو نے صلح کی کہ دس سال تک اُن کے درمیان آپس میں جنگ نہ ہوگی، ایک دوسرے کی دستگیری کریں گے اور

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ حضرتؐ نے یہ عتاب آمیز گفتگو جناب عمر سے کی جبکہ انہوں نے حضرتؐ کے وعدہ کی تکذیب کی۔ اور ابن ابی الحدید نے حضرتؐ کی اس یاددہانی سے استدلال کیا ہے کہ حضرت عمر روزِ اُحد بھاگے ہوں گے جس کا ذکر آنحضرتؐ نے اپنے عتاب میں فرمایا ہے۔ ۱۲

آپس میں ایک دُوسرے کے ساتھ لُوٹ مار اور خیانت نہ کریں گے، اور اپنے دیرینہ کینہ کو سربمہر صندوق میں رکھ دیں گے اور پھر نہ کھولیں گے، اور یہ شرط بھی ہے کہ جو شخص چاہے محمدؐ کے عہد و پیمان اور امان میں آ جائے اور جو چاہے قریش کے عہد و پیمان و امان میں رہے، اور یہ کہ اگر کوئی شخص بغیر اپنے ولی کی اجازت کے محمدؐ کے پاس آ جائے گا تو وہ اُس کو واپس کر دیں گے اور آنحضرتؐ کے ہمراہیوں میں سے کوئی قریش کے پاس چلا جائے تو وہ اُس کو واپس نہ کریں گے، اور یہ کہ اسلام مکہ میں ظاہر بظاہر رہے گا کسی کو اُس کے دین پر مجبور نہ کریں گے اور نہ کسیکو کسی دین کے بارے میں ایذا دیں گے اور ملامت کریں گے۔ اور یہ کہ محمدؐ اس سال واپس جائیں آئندہ سال آئیں، اور تین روز مکہ میں رہیں گے۔ اپنے ساتھ ہتھیار نہ لائیں سوائے ان حربوں کے جن کی مسافروں کو ضرورت ہوتی ہے اور تلواریں نیام میں رکھیں گے۔ علیؑ بن ابی طالب نے اس صلحنامے کو لکھا، اور اس پر مہاجرین و انصار گواہ ہوئے۔ جب حضرتؑ صلحنامے کی تحریر سے فارغ ہوئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم نے انکار کیا اس سے کہ میرے نام سے لفظ رسول خارج کرو اُسی خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ایک دن تم کو بھی ان کی اولاد سے ایسا ہی معاملہ درپیش ہوگا ایسی حالت میں کہ تم محزون و مجبور و مظلوم ہوگے۔ آخر روزِ صفین جب دو حَکَم پر لوگ راضی ہوئے تو حضرت علیؑ نے لکھا کہ یہ صلحنامہ ہے امیر المومنینؑ علیؑ بن ابی طالبؑ اور معاویہ بن ابی سفیان کے درمیان۔ تو عمرو بن عاص نے کہا اگر ہم آپ کو امیر المومنین جانتے تو آپ سے جنگ کیوں کرتے لہذا لکھیئے کہ یہ صلحنامہ ہے جس پر علیؑ بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان نے صلح کی۔ امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا کہ خدا اور اُس کے رسولؐ نے سچ کہا تھا۔ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو اس واقعہ کی خبر دی تھی۔ اُس کے بعد جس طرح عمرو عاص نے کہا آپ نے لکھا۔ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ جب صلحنامہ آنحضرتؐ اور قریش کے درمیان لکھا جا چکا قبیلۂ خزاعہ کے لوگ اُٹھے اور کہا کہ ہم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد و امان میں ہیں اور بنو بکر نے اُٹھ کر ظاہر کیا کہ ہم قریش کے عہد و امان میں ہیں۔ دو صلحنامے لکھے گئے ایک حضرتؐ نے رکھ لیا اور دُوسرا سہیل بن عمرو کو دے دیا۔ سہیل صلحنامہ کو لے کر حفص کے ساتھ قریش کے پاس واپس گیا۔ آنحضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ اونٹوں کو نحر کریں اور اپنے سروں کو مونڈوائیں۔ صحابہ نے انکار کیا اور کہا کیونکر سر مونڈوائیں اور نحر کریں حالانکہ ابھی ہم نے خانہ کعبہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کی ہے۔ حضرتؐ اُن کے انکار سے غمگین ہوئے اور اس واقعہ کا تذکرہ ام سلمہؓ سے کیا۔ وہ بولیں یا رسولؐ اللہ آپ اپنے اُونٹوں کو نحر کریں اور اپنا سر مونڈوائیں جب آپ ایسا کریں گے تو وہ لوگ بھی کریں گے۔ حضرتؐ نے جناب ام سلمہؓ کی رائے بہتر سمجھی اور اُونٹوں کو نحر کیا اور سر مونڈوایا پھر صحابہ نے بھی ایسا کیا لیکن شک و شبہ اور کراہت کے ساتھ۔ تو حضرتؐ نے فرمایا خدا سر مونڈوانے والوں پر رحمت نازل فرمائے اُن لوگوں نے جو اپنے ساتھ ہدیے نہیں لائے تھے آنحضرتؐ سے عرض کی یا رسولؐ اللہ مقصّروں کے بارے میں بھی ارشاد ہو تو حضرتؐ نے اُن سے فرمایا کہ جو شخص اپنے گمان پر اُونٹ نہیں لایا ہے اُس کو چاہیئے کہ سر اور ریش کے بال ترشوالے یا ناخن کٹوا لے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا رحمت نازل کرے اُن پر جو ہدیئے نہیں لائے ہیں اور سر مونڈوالتے ہیں۔ پھر صحابہ نے کہا یا رسولؐ اللہ مقصّروں کے لیئے بھی دعا کیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا رحمت کرے

اُنہیں جو سر منڈواتے ہیں اور تقصیر (کمی) کرتے ہیں پھر حضرتؐ نے اونٹوں پر سامان بار کیا اور مدینہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب تنعیم تک پہنچے وہاں ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا۔ وہ لوگ جنہوں نے قریش سے صلح کی مخالفت کی تھی حاضرِ خدمت ہوئے اور معذرت کرنے لگے اور پشیمانی و ندامت کا اظہار کیا اور التجا کی کہ خدا سے مغفرت کی دُعا فرمائیں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝ (پ ۲۶ آیت ۱ تا ۳ سورۃ فتح) بیشک ہم نے اے رسولؐ تم کو کھلی ہوئی فتح عطا کی یعنی صلح حدیبیہ یا فتح مکہ تاکہ خدا تمہارے گناہ کو جو گزر چکے یعنی تمہاری اُمت کے گناہ یا کافروں کا تم کو گناہگار سمجھنا معاف کر دیا تاکہ تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دے اور ہر امر میں تم کو صحیح راستہ پر قائم رکھے اور تمہاری مدد کرے جو مدد کرنے کا حق ہے اللہ غلبہ دینے والا ہے۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ (پ ۲۶ آیت ۴ سورۃ فتح) وہ خدا وہ ہے جس نے مومنین کے دلوں کو آرام و تسکین دی تاکہ وہ اپنے ایمان میں ایمان کے ساتھ اضافہ کریں اور خدا ہی کے لئے زمین و آسمان کا لشکر ہے اور خدا غالب حکمت والا ہے۔ علی ابراہیم کہتے ہیں کہ یہ وہ جماعت ہے جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشرکین سے صلح کے بارے میں مخالفت نہیں کی تھی۔ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ تاکہ مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو بہشتوں میں داخل کرے جنکے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔ خدا ان کے گناہوں کو محو کر دیگا اور خدا کے نزدیک یہی بڑی کامیابی ہے۔ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّاۗنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝ (سورۃ فتح آیت ۶ تا ۶ پ ۲۶) اور تاکہ خدا مدینہ کے منافقین مردوں اور منافقہ عورتوں اور مکہ کے مشرک مرد و زن اور مشرک عورتوں پر عذاب کرے جو خدا کی طرف سے گمان بد رکھتے ہیں انہی کے لئے خرابی کا دائرہ ہے یعنی وہ لوگ ذلیل و رسوا ہوں گے۔ خدا کا اُن پر غضب اور لعنت ہے اور اُس نے ان کے لئے جہنم تیار کر رکھا ہے۔ اور اُن کی بازگشت کیا بُری جگہ ہے۔ علی ابراہیم کہتے ہیں کہ یہ وہ جماعت ہے جس نے صلح کی مخالفت کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بارے میں متہم کیا تھا۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ یہ آیتیں اُس گروہ کے حق میں نازل ہوئی ہیں جن سے حضرتؐ نے مکہ جاتے وقت مدد طلب کی تھی اور اُنہوں نے کہا تھا کہ حضرت اس سفر سے واپس نہ آسکیں گے جیسا کہ گزر چکا اور علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ یہ آیت بیعتِ رضوان میں نازل ہوئی:۔ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (پ ۲۶ سورۃ فتح آیت ۱۸) بیشک خدا اُن مومنین سے راضی و خوش ہوا جنہوں نے اے رسولؐ درخت کے نیچے تم سے بیعت کی اس بات پر کہ اس کے بعد حضرتؐ جو کچھ فرمائیں گے اور جو کام

کریں گے اُس کی مخالفت نہ کریں گے۔ پھر آیتِ رضوان نازل کرنے کے بعد یہ آیتیں خدا نے بھیجیں:۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۭ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰي نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۔ (سورۃ فتح آیت ۱۰ پ ۲۶) یعنی اے رسولؐ جنہوں نے تم سے حدیبیہ میں بیعت کی اُنہوں نے تم سے نہیں بلکہ خدا سے کی خدا کا ہاتھ اُنکے ہاتھوں کے اُوپر ہے مُراد یہ ہے کہ طاقت و قدرت خدا ہی کے لئے ہے یا اُس کی نعمت ہے تو جو شخص بیعت توڑے گا تو اُس نے بیعت نہیں توڑی بلکہ اپنے نفس کو ہلاکت میں ڈالا اور جس نے اپنے عہد کو پورا کیا تو خداوند عالم جلد آخرت میں اُس کو اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔" علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ خدا اُن سے راضی نہیں ہوا مگر اس شرط پر کہ اس کے بعد خدا کے عہد و پیمان کو پورا کریں اور آیندہ کبھی نہ توڑیں۔ چونکہ قرآن کی ترتیب آگے اور پیچھے کر دی گئی ہے اس لئے مطلب یہی ہے کہ خدا ان سے اسی شرط پر راضی ہوگا۔ اُس کے بعد خداوند عالم نے اُن اہل عرب کو تنبیہ فرمائی ہے جنہوں نے غزوۂ حدیبیہ سے روگردانی کی اور حضرتؐ کے ساتھ نہیں گئے جس وقت کہ اُن سے کہا گیا کہ حضرتؐ کی مدد کے لئے چلیں۔ جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:۔ سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَـيْـــًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۭ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ (سورۃ فتح آیت ۱۱ پ ۲۶) اے رسولؐ عنقریب تم سے یہ لوگ کہیں گے جنہوں نے تمہارے ساتھ جانے سے روگردانی کی کہ ہم کو ہمارے اموال اور زن و فرزند کی محبت نے روک لیا تھا تو یا رسولؐ اللہ آپ ہمارے واسطے آمرزش طلب کریں۔ ایسی باتیں یہ اپنی زبانوں سے بظاہر کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہیں۔ اے رسولؐ اُن سے کہہ دو کہ کون ہے تمہارے ضروریاتِ زندگی کا مالک سوائے خدا کے اگر وہ چاہے تو تم کو ضرر پہنچائے یا چاہے تو نفع پہنچائے بلکہ خدا تمہارے کرتوت سے خوب واقف ہے۔" بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ښ وَكُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ۝ (سورۃ مذکور آیت ۱۲) بلکہ تمہارا گمان تھا کہ اپنے شہر مدینہ میں نہ پیغمبر سلامت واپس آئیں گے، نہ مومنین۔ یہ گمان تمہارے دلوں میں پختہ ہو گیا اور تم نے بُرا گمان کیا اور تم لوگ تو ہلاک ہونے والے ہو ہی"۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حُدیبیہ سے مدینہ کی جانب مراجعت فرمائی اور خیبر کی طرف متوجہ ہوئے تو جو لوگ غزوۂ حدیبیہ میں نہیں گئے تھے اُنہوں نے اس جنگ میں چلنے کی اجازت چاہی تو خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں:۔ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ۭ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ (سورۃ فتح آیت ۱۵ پ ۲۶) اے رسولؐ عنقریب حدیبیہ سے رہ جانے والے لوگ کہیں گے کہ غنیمت حاصل کرنے خیبر کی طرف آپ لوگ جائیے اور ہم کو چھوڑ دیجئے ہم آپ کی پیروی کریں گے یعنی آپ کے پیچھے آئیں گے

وُہ خدا کے کلام کو بدلنا چاہتے ہیں جیسا کہ اُس نے فرمایا ہے کہ اہلِ حُدیبیہ کے علاوہ اور لوگ اس جنگ میں نہ جائیں گے اے رسُولؐ تم اُن سے کہہ دو کہ تم ہرگز بعد میں نہیں آؤ گے خدا نے ہم کو پہلے ہی خبر دے دی ہے۔ تو وُہ کہیں گے کہ خدا نے ایسا نہیں کہا ہے بلکہ تم ہم سے حسد کا اظہار کرتے ہو۔ لیکن منافقین بہت کم سمجھتے ہیں"۔ پھر خدا فرماتا ہے کہ:۔ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ (سورۂ فتح آیت ۲۰ پ۲۶)
یعنی خدا نے تم سے کثیر غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے کہ تم کو حاصل ہوں گی مانند فارس و روم وغیرہ کی غنیمتوں کے جو مسلمانوں کے لشکر کے ہاتھ آئیں۔ اور یہ غنیمتیں تو بہت جلد تم کو ملیں یعنی خیبر کی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے تاکہ وُہ غنیمتیں مومنین کے لیئے پیغمبرؐ کی سچائی پر نشانی قرار پائے تاکہ وُہ تم کو سیدھی راہ کی ہدایت کریں"۔ وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا (سورۂ مذکور آیت ۲۴) وُہ خدا وُہ ہے جس نے صرف اپنے لطف و کرم سے کفارِ مکہ کا ہاتھ تم سے روک دیا تو اُنہوں نے صلح کر لی اور تمہارے ہاتھ اُن کی طرف بڑھنے سے وادی مکہ یعنی حدیبیہ میں باز رکھا جبکہ خدا نے تم کو اُن پر فتح عنایت کی اور غالب کر دیا اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اُس کو دیکھ رہا ہے"۔ علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ حق تعالےٰ نے مسلمانوں پر احسان جتایا ہے کہ تم نے کافروں سے جنگ کا ارادہ کیا اور حرمِ خدا کی طرف گئے اور خدا نے ایسا کیا کہ کافروں نے تم سے صلح کر لی اُس کے بعد جبکہ وُہ مدینہ پر چڑھ آئے تھے اور تم سے جنگ کی تھی اور خود تم اُن سے صلح کرنا چاہتے تھے اور اُنہوں نے قبول نہ کیا تھا۔ شیخ طبرسی کا بیان ہے کہ مسلمانوں کی فتح کے بعد اُن کا ہاتھ کافروں سے باز رکھنے سے یہ اشارہ ہے کہ باوجودیکہ مشرکین نے سال حدیبیہ میں چالیس اشخاص بھیجے تھے کہ وُہ مسلمانوں کو اذیت پہنچائیں اور وُہ سب اسیر ہو گئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو رہا کر دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ وُہ اسّی افراد تھے جو حدیبیہ میں نمازِ صبح کے وقت کوہِ تنعیم سے اُتر کر مکہ سے آئے تھے تاکہ مسلمانوں کو قتل کریں۔ تو حضرتؐ نے اُن کو گرفتار کر لیا پھر آزاد کر دیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرتؐ ایک درخت کے سایہ میں بیٹھے تھے اور امیرالمومنینؑ خدمتِ اقدس میں حاضر تھے اور صلحنامہ لکھ رہے تھے۔ ناگاہ تیس جوان مکمل طور پر مسلح پہنچے اور آنحضرتؐ کی بددُعا سے اندھے ہو گئے تو مسلمانوں نے ان کو گرفتار کر لیا۔ پھر حضرتؐ نے اُن کو آزاد کر دیا۔ پھر علی بن ابراہیم کے بیان کا بقیہ مضمون یہ ہے کہ اس کے بعد خدا نے صلح کے فوائد و حقیقت کی خبر دی اور اس آیتِ کریمہ میں فرمایا ہے کہ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ۭ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَاۗءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا (پ۲۶ سورۂ فتح آیت ۲۵) وہی کافر لوگ ہیں جنہوں نے تم کو مسجد الحرام میں داخل ہونے سے روک دیا اور ہدیوں کو قربانی کرنے سے باز رکھا کہ وُہ اپنے قربانگاہ پر پہنچیں۔ تو اگر وُہ مومن مرد و مومنہ عورتیں نہ ہوتیں جنکو تم جان سکتے۔ اور ان کو (لاعلمی میں) ہلاک کر دیتے تو تم کو ان کے ہلاک کرنے کا گناہ ہوتا یا ننگ و عار یا نادانی کے

سبب خونبہا دینا پڑتا اس سبب سے اہلِ مکہ کو قتل کرنے سے تم کو منع کیا گیا اور اس لیئے کہ خدا اپنی رحمت یعنی اسلام میں جس کو چاہے صلح کے بعد داخل کرے۔ اگر وُہ مومنین کافروں سے جُدا ہو جائیں تو بیشک ہم کافرانِ اہلِ مکہ پر دردناک عذاب کریں گے"۔ علی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ خدا نے یہ آگاہ کیا ہے کہ یہ صلح صرف اس لیئے ہوئی ہے کہ جو مسلمان مرد اور عورتیں مکہ میں تھیں اگر صلح نہ ہوتی اور معاملہ جنگ تک پہنچتا تو وُہ لوگ بھی قتل ہو جاتے۔ جب صلح ہو گئی تو اُنہوں نے اپنے اسلام کا اظہار کر دیا اور پہچان لیئے گئے اور اس صلح کا فائدہ مسلمانوں کو اُس سے زیادہ ہوا جس قدر جنگ کر کے مشرکوں پر غالب ہونے کے بعد ہوتا۔

کلینی نے بسندِ حسن جو مثل صحیح کے ہے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ ماہِ ذیقعدہ میں غزوۂ حدیبیہ تشریف لے گئے احرام گاہ پر پہنچے تو آپ کے ساتھ تمام لوگوں نے احرام باندھا اور اسلحے بھی آراستہ کر لیئے۔ آنحضرتؐ کو اطلاع پہنچی کہ مشرکین نے خالد بن ولید کو اس لیئے بھیجا ہے کہ حضرتؐ کو واپس کر دے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ ایک شخص کو میرے پاس بلاؤ جو ہم کو دوسرے راستہ سے لے چلے تو قبیلۂ مزنیہ یا قبیلۂ جہنیہ کا ایک شخص لایا گیا۔ حضرتؐ نے اس کے بارے میں اُس سے معلومات کیئے اور واپس کر دیا۔ پھر دوسرے شخص کو طلب کیا۔ لوگوں نے اسی دونوں قبیلوں سے ایک شخص کو حاضر کیا۔ حضرتؐ نے اس کو ساتھ لیا اور روانہ ہوئے یہانتک کہ عقبۂ حدیبیہ میں پہنچے۔ وہاں خطرہ تھا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا جو شخص اس وادی سے اُوپر چڑھ جائے خدا اُس کے گناہوں کو بخش دیگا۔ جس طرح دروازۂ اریحا بنی اسرائیل کے واسطے مقرر فرمایا تھا۔ کہ جو شخص اُس میں داخل ہو سجدہ اور طلبِ آمرزش کرے تو خدا اُس کے گناہوں کو بخش دے گا۔ یہ سُنکر قبیلۂ اوس و خزرج کے انصار جو اٹھارہ سو اشخاص تھے آگے بڑھے اور عقبہ سے اُوپر چڑھ گئے اور جب اُس کو عبور کر کے دوسری طرف اُترے تو ایک عورت کو دیکھا جو اپنے لڑکے کے ساتھ کنوئیں پر کھڑی تھی۔ جب لڑکے کی نگاہ اس ظفر پیکر سپاہ پر پڑی بھاگا۔ اس کی ماں نے جو غور سے دیکھا تو اپنے لڑکے کو پکارا کہ واپس آ۔ یہ تو مسلمان ہیں ان سے تجھ کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ حضرتؐ اُس عورت کے پاس آئے اور فرمایا کہ پانی کنوئیں سے نکالو۔ اُس نے پانی حضرتؐ کو دیا آپ نے نوش فرمایا اور اپنے چہرۂ اقدس کو دھویا۔ باقی پانی اُسی کنوئیں میں ڈال دیا تو حضرتؐ کی برکت سے وُہ کنواں آج تک پانی سے لبریز ہے۔ اور اپنے لشکر کے ساتھ حضرتؐ واپس آ گئے۔ پھر ابان بن سعید کو مشرکین نے لشکرِ گراں کے ساتھ بھیجا جن میں سب سوار تھے جو حضرتؐ کے پیچھے صف جمائے ہوئے تعاقب کر رہے تھے۔ جب ابان بن سعید نے ہدیئے کے اُونٹ دیکھے قبل اس کے کہ حضرتؐ سے کچھ بات کرے واپس آیا اور کہا اے ابوسفیان خدا کی قسم کیا میں نے تجھ سے اسی طور پر قسم کھا کر نہیں کہا تھا کہ کعبہ کے ہدی (قربانیاں) اُن کے مقام پر جانے دے۔ ابوسفیان نے کہا چُپ رہ تُو دیہاتی ہے تُو سُوجھ بُوجھ نہیں رکھتا۔ ابان نے کہا اگر تو محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو آنے دیتا ہے تاکہ وُہ مکہ میں آ کر اپنی قربانیاں نحر کریں تو بہتر ہے ورنہ میں تمام قبائلِ عرب کو جو تمہارے ہم سوگند ہیں روک لیتا ہوں اور سب کو علیحدہ ایک کنارہ کیئے دیتا ہوں تاکہ وُہ تیری مدد نہ کریں۔ ابوسفیان نے کہا خاموش رہ۔ ہم تو محمدؐ سے عہد و پیمان لیں گے پھر عروہ بن مسعود کو بھیجا جو قریش کے پاس ایک جماعت کے معاملہ میں گیا تھا جس کو مغیرہ بن شعبہ نے قتل کیا تھا۔ اور اُس کا قصہ یہ ہے کہ بنی مالک کے تیرہ افراد کے ساتھ مغیرہ مقوقش بادشاہِ اسکندریہ کے پاس تجارت

کے لیئے گیا تھا۔ مقوقس نے بنی مالک کو اکرام و انعام میں مغیرہ پر ترجیح دی۔ جب وہاں سے واپس ہوئے تو راہ میں ایک رات بنو مالک نے خوب شراب پی اور مست ہوئے۔ مغیرہ نے حسد کی وجہ سے سب کو قتل کر دیا اور اُن کا مال لُوٹ لیا اور حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور مسلمان ہو گیا۔ حضرتؐ نے اُس کو مسلمان تو کر لیا لیکن اُس کے مال میں سے کوئی چیز قبول نہ فرمائی اور نہ اُس کے مال کا خمس ہی لیا اس لیئے کہ اُس نے دھوکے اور فریب سے حاصل کیا تھا۔ جب ابوسفیان کو یہ حال معلوم ہوُا تو عروہ کو آگاہ کیا کہ مغیرہ نے ایسی حرکت کی ہے تو عروہ بنی مالک کے سردار مسعود بن عمرو کے پاس گیا اور اُس سے گفتگو کی کہ وُہ خونبہا لینے پر راضی ہو جائے۔ وُہ راضی نہ ہوئے بلکہ مغیرہ کے عزیزوں سے قصاص طلب کیا اور اُن کے درمیان جنگ کی آگ بھڑک اُٹھی۔ آخر عروہ نے بڑی کوششوں اور ترکیبوں سے اس فتنہ کی آگ کو بجھایا اور اُس جماعت کے خونبہا کا اپنے مال سے ضامن ہوُا۔ غرض جب عروہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نظر آیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ شخص شتران ہدیہ کی تعظیم کرتا ہے قربانی کے اُونٹوں کو لشکر کے آگے کھڑا کر دو۔ جب وُہ آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچا تو پوچھا آپ کس غرض سے آئے ہیں فرمایا اس لیئے کہ کعبہ کا طواف کروں اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کروں اور ان اُونٹوں کو نحر کروں اور ان کے گوشت تمہارے واسطے چھوڑ جاؤں۔ عروہ نے کہا لات وعزیٰ کی قسم میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ ایسے بزرگ کو ایسے ارادہ سے کوئی مانع ہو۔ پھر بولا کہ آپ کی قوم آپ کو قسم دیتی ہے کہ خدا کے واسطے اور رحم اور قرابتمندی کے واسطے آپ اُن کے شہر میں بغیر ان کی اجازت کے داخل نہ ہوں اور اُن سے قطع رحم نہ کریں اور اُن کے دشمنوں کو اُن پر دلیر نہ کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا جب تک داخل ہو کر اپنا فرض پورا نہ کروں گا واپس نہ جاؤں گا۔ عروہ جس وقت حضرتؐ سے گفتگو کر رہا تھا اپنا ہاتھ حضرتؐ کی ریش پر خوشامد سے پھیرتا جاتا تھا۔ مغیرہ حضرتؐ کے پیچھے کھڑا ہوُا تھا اُس نے عروہ کے زبردست ہاتھ کو پکڑ لیا۔ اور بولا کہ اپنے ہاتھ کو روک اور بے ادبی مت کر۔ عروہ نے پوچھا اے محمدؐ یہ کون ہے فرمایا یہ تیرے بھائی کا لڑکا ہے مغیرہ۔ عروہ نے کہا اے مکّار خدا کی قسم میں مکّہ اس لیئے آیا ہوں کہ تیرے عمل قبیح کی اصلاح کروں۔ پھر عروہ قریش کے پاس واپس گیا اور کہا خدا کی قسم میں نے محمدؐ کے مثل شریف کسیکو نہیں دیکھا کہ ایسے بہتر مقصد اور کام سے اُن کو روکا اور واپس کر دیا جائے۔ ان لوگوں نے سہیل بن عمرو اور خویطب بن عبدالعزّیٰ کو حضرتؐ کی خدمت میں روانہ کیا۔ حضرتؐ نے دُور سے دیکھتے ہی فرمایا کہ قربانی کے اُونٹ ان کے سامنے کر دو۔ جب وُہ لوگ حضرتؐ کے پاس پہنچے تو پُوچھا کہ آپ کس مقصد سے آئے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ عمرہ بجا لاؤں گا اور اُونٹوں کو نحر کروں گا اور ان کا گوشت تمہارے واسطے چھوڑ جاؤں گا۔ اُن دونوں نے کہا آپ کی قوم آپ کو خدا کی اور رحم و کرم کی قسم دیتی ہے کہ بغیر اُن کی رضامندی کے ان کے شہر میں داخل نہ ہوں اور اُن کے دشمنوں کو اُن پر دلیر نہ کریں۔ حضرتؐ نے منظور نہ کیا اور فرمایا ضرور مکہ میں داخل ہوں گا۔ پھر حضرتؐ نے جناب عمر کو پیغام دے کر قریش کے پاس بھیجنا چاہا۔ وُہ بولے یا رسُولؐ اللہ میرے رشتہ دار اور اہلِ قبیلہ ہیں سے اب مکّہ میں بہت کم لوگ ہیں اور ان کو مجھ پر کچھ اعتبار بھی نہیں ہے۔ آپ عثمان بن عفان کو بھیجدیجئے۔ حضرتؐ نے جناب عثمان کو حکم دیا کہ مکّہ میں اپنی قوم کے مومنین کے پاس جاؤ اور ان کو خوشخبری دو اُس امر فتح کی جس کا خدا نے وعدہ فرمایا ہے۔ عثمان روانہ ہوئے۔ ابان بن سعید سے راستہ میں ملاقات ہوئی۔

ابان اپنے گھوڑے سے اُتر گئے اور اُن کو آگے بٹھایا اور خود پیچھے زین پر بیٹھ گئے اور عثمان مکہ میں داخل ہوئے اور آنحضرتؐ کا پیغام ان لوگوں کو پہنچایا۔ وُہ لوگ جنگ کے لیئے تیار تھے۔ سُہیل حضرتؐ کے پاس بیٹھا ہوُا تھا اور عثمان قریش کے پاس تھے۔ اُس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں سے بیعت رضوان لی۔ اور شیخ طبرسی کی روایت ہے کہ مشرکین نے جناب عثمان کو قید کر لیا اور آنحضرتؐ کو یہ خبر پہنچی کہ ان کو قتل کر دیا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا کہ اس جگہ سے حرکت نہ کروں گا جب تک اُن سے جنگ نہ کر لوں۔ لوگوں کو بیعت کی دعوت دیتا ہوں۔ یہ فرما کر اُٹھے اور ایک درخت کے سہارے پشت لگا کر بیٹھ گئے۔ صحابہ نے آنحضرتؐ سے بیعت کی کہ مشرکین سے جہاد کریں گے اور نہ بھاگیں گے کلینی کی روایت ہے کہ حضرتؐ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر عثمان کی طرف سے بیعت لی کہ اگر وُہ اس بیعت کو توڑیں گے تو اُن پر گناہِ عظیم اور شدید تر عذاب ہو گا۔ اُسوقت مسلمانوں نے کہا کہ عثمانؓ کا کیا کہنا کعبہ کا طواف بھی کیا، صفا و مروہ کے درمیان سعی بھی کی اور محل ہو گئے (احرام سے باہر ہو گئے)۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ ایسا نہیں کریں گے۔ جب عثمان واپس آئے، حضرتؐ نے پُوچھا کہ تم نے طواف کیا عرض کی آپ نے چونکہ نہیں کیا تھا اس لیئے میں نے بھی طواف نہیں کیا۔ غرض جو سابق روایت میں گزر چکا وُہ سب واقع ہوُا یہانتک کہ صلح کے معاملات طے ہو گئے تو آنحضرتؐ نے امیر المومنینؑ سے فرمایا کہ لکھو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ سہیل نے کہا میں نہیں جانتا کہ رحمٰن و رحیم کون ہیں۔ ہم تو رحمٰن مسیلمہ کو جانتے ہیں جو یمن میں ہے۔ ہم جس طرح لکھا کرتے ہیں باسمک اللّٰھم لکھو۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا لکھو یہ وُہ معاملہ ہے جو رسُولؐ خدا نے سہیل بن عمرو کے ساتھ طے کیا ہے۔ سہیل نے کہا اگر آپ کو ہم رسُولؐ خدا ہی جانتے تو آپ سے جنگ کیوں کرتے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں خدا کا رسُول بھی ہوں اور محمدؐ بن عبداللہ بھی ہوں۔ مسلمانوں نے کہا کہ آپ خدا کے رسولؐ ہیں۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ لکھو محمدؐ بن عبداللہ۔ پھر اُس صلحنامہ میں لکھا کہ جو شخص ہم میں سے آپ کے پاس آجائے گا آپ اُسے واپس کر دیں گے اور اُس کو اپنا دین بدلنے پر مجبور نہ کریں گے، اور جو شخص آپ کی طرف سے ہمارے پاس آجائے گا ہم اُس کو واپس نہ دیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص ہمارے پاس سے بھاگ جائے اور تم سے پناہ طلب کرے مجھے اس کی ضرورت ہی نہیں۔ دوسری شرط یہ لکھی گئی کہ مکہ میں مسلمان آزادانہ خدا کی عبادت کریں اُن سے کوئی مزاحمت نہ کرے۔ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ اس صلح کا نتیجہ یہ ہوُا کہ اہل مکہ و اہل مدینہ کے درمیان ربط ضبط اور میل جول اس درجہ بڑھا کہ لوگ کپڑے اور چادریں مدینہ سے مکّہ کو ہدیہ بھیجتے تھے۔ اور کوئی معاملہ مسلمانوں کے لیئے اس صلح سے زیادہ بابرکت و نفع بخش نہیں ہوُا۔ مکہ میں اسلام کی ایسی اشاعت ہوئی کہ قریب تھا کہ اہل مکہ پر اسلام غالب آجائے۔ بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔ بعد تحریر صلحنامہ سُہیل نے اپنے لڑکے ابوجندل کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہ پہلا شخص ہے جس پر اپنی صلح کا حکم جاری کرتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وُہ اُس وقت آیا تھا جبکہ صلح منعقد نہیں ہوئی تھی۔ سُہیل نے کہا اے محمدؐ آپ تو کبھی غدار و مکار نہیں رہے ہیں اور ابوجندل کو کھینچ لیا۔ ابوجندل نے کہا یا رسولؐ اللہ مجھے آپ ان کے حوالے کیئے دیتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا میں نے تنہا تمہارے واسطے یہ شرط نہیں کی تھی باوجودیکہ تم شرط میں داخل نہ تھے۔ پھر دُعا کی کہ پروردگارا تو ابوجندل

کے لیئے خیر و نیکی قرار دے۔

شیخ طبرسی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت چودہ سو اشخاص کے ساتھ عمرہ کے لیئے روانہ ہوئے۔ جب حضرتؐ کا ناقہ حدیبیہ تک پہنچا کھڑا ہو گیا۔ ہر چند اُس کو بڑھانے کی کوشش کی گئی مگر وہ آگے نہ بڑھا تو حضرتؐ نے فرمایا جس خدا نے ہاتھی کو روک دیا تھا اُسی نے میرے اُونٹ کو بھی روک دیا تاکہ حرم میں جبراً داخل نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ خدا کی قسم قریش جس امر کا بھی مجھ سے سوال کریں گے جو خدا کی حرمتوں کی تعظیم سے متعلق ہو گا میں قبول کروں گا۔ پھر ایک کنوئیں کے قریب اُترے جس میں تھوڑا سا پانی تھا اور ذرا ذرا سا پانی نکلتا تھا۔ صحابہ نے پیاس کی شکایت کی۔ حضرتؐ نے اپنا ایک تیر نکالا اور فرمایا کہ کنوئیں کی تہہ میں پہنچا دو۔ پھر تو حضرتؐ کے اعجاز سے پانی کنوئیں کی تہہ میں جوش مارنے لگا اس قدر کہ سب سیراب ہو گئے۔ بدیل بن ورقا خزاعی جو مکہ والوں کا سب سے زیادہ خیر خواہ تھا حضرتؐ کے پاس آیا اور بولا کہ کعب بن لوی اور عامر بن لوی نے مکہ کے تمام چھوٹے بڑے لوگوں سے اتفاق کیا ہے کہ آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں۔ حضرتؐ نے فرمایا میں اُن سے جنگ کے لیئے نہیں آیا ہوں عمرہ کرنے آیا ہوں اور اگر کوئی مانع ہو گا تو جب تک میری جان باقی ہے جنگ کروں گا۔ بدیل نے یہ خبر قریش کو دی تو عروہ بن مسعود اُٹھا اور بولا کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں منظور کر لو اور اُن کو آنے سے مت روکو۔ میں جاتا ہوں اُن سے گفتگو کروں گا۔ جب وہ حضرتؐ کی خدمت میں آیا دیکھا کہ صحابہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و تعظیم کس درجہ کرتے ہیں یعنی جب کسی کام کو کہتے ہیں تو سب ایک دُوسرے پر سبقت کرنے لگتے ہیں۔ جب حضرتؐ ہاتھ دھوتے ہیں یا وضو کرتے ہیں اُس پانی کو جو حضرتؐ کے ہاتھ یا دہن مبارک سے ٹپکتا اور گرتا ہے لوگ حاصل کرنے کے لیئے آپس میں لڑنے لگتے ہیں۔ جب وہ آپس میں باتیں کرتے ہیں ادب کے سبب آواز بلند نہیں ہونے دیتے بلکہ آہستہ گفتگو کرتے ہیں۔ اور حضرتؐ کی جانب تیز نگاہوں سے نہیں دیکھتے۔ تو جب وہ باتیں آنحضرتؐ کے اور اُس کے درمیان ہوئیں جو بیان ہو چکیں۔ تو وُہ اپنی قوم کے پاس واپس آیا اور کہا میں بہت مرتبہ بادشاہان عجم و روم و حبشہ - - - - - - - کے پاس جا چکا ہوں بخدا میں نے ان میں سے کسی بادشاہ کی ایسی اطاعت اور اس کی تعظیم کرتے ہوئے لوگوں کو نہیں دیکھا جیسی محمد "صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم" کے اصحاب محمدؐ کی تعظیم و اطاعت کرتے ہیں۔ بیشک تم کو ان کی بات مان لینا چاہیئے اور ان سے جنگ مت کرو۔ اُس کے بعد کنانہ کے ایک شخص نے کہا میں جاتا ہوں اور اُن سے گفتگو کرتا ہوں۔ غرض وُہ آیا اور جب اُس نے حضرتؐ کی تلبیہ کی صدا سُنی اور قربانی کے اُونٹوں کو دیکھا واپس گیا اور اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ ان کو کعبہ کے طواف سے روکنا مناسب نہیں ہے۔ یہ سُنکر مکرز بن حفص آیا اور بیہودہ باتیں کرنے لگا۔ اُس کے بعد سہیل بن عمرو آیا اور صلح کی باتیں طے ہوئیں۔ اور جب یہ شرط کی کہ جو شخص حضرتؐ کے پاس آجائے گا خواہ وُہ مسلمان ہو حضرتؐ اس کو واپس کر دیں گے، اور جو شخص مشرکین کے پاس چلا جائے گا وُہ اُس کو واپس نہ دیں گے تو مسلمانوں نے کہا سُبحان اللہ یا رسُولؐ اللہ آپ مسلمانوں کو کیسے واپس دے دیں گے حضرتؐ نے فرمایا جو شخص ہم میں سے اُن کے پاس چلا جائے گا تو اُس سے خدا و رسُولؐ بیزار ہیں۔ اور جو شخص اُن میں سے ہمارے پاس آئے گا ہم اُن کو دے دیں گے۔ اگر خدا اُس کے دل میں اسلام دیکھے گا تو اس کو نجات دے گا۔ اسی اثنا میں

ابوجندل پسر سُہیل بن عمرو جس کو سُہیل نے مسلمان ہونے کے سبب زنجیروں میں جکڑ دیا تھا آیا اور مسلمانوں کے درمیان گر پڑا۔ اُس وقت سہیل نے کہا صلح کا حکم میں اسی پر سب سے پہلے جاری کرتا ہوں، اس کو مجھے واپس دے دیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا ابھی صلحنامہ مکمل نہیں ہوا ہے۔ تو اُس نے کہا پھر میں صلح نہیں کرتا۔ حضرتؐ نے فرمایا اس کو میری خاطر سے امان دیدے اُس نے کہا ہرگز نہیں۔ پھر فرمایا کہ میری بات مان لے۔ اُس نے کہا مجھے منظور نہیں۔ آخر سہیل نے اس کو پکڑ لیا تاکہ لے جائے تو حضرتؐ نے دُعا کی خداوندا اگر تو جانتا ہے کہ ابوجندل سچ کہتا ہے تو اس کو جلد کشائش و نجات دے۔ جب مسلمانوں نے اس بارے میں باتیں شروع کیں تو حضرتؐ نے فرمایا کہ وُہ اپنے باپ ماں کے پاس جا رہا ہے اُس کے لیئے کوئی خطرہ نہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ صلح ہو جائے کیونکہ تمام مسلمانوں کے لیئے یہی بہتر ہے۔ اور عامہ اور خاصہ نے روایت کی ہے کہ عمر بن خطاب نے کہا میں نے حضرتؐ کی نبوت میں کبھی شک نہیں کیا مگر اُسی روز۔ حالانکہ یہ غلط کہا بلکہ وُہ ہمیشہ شک کرتے رہے پھر حضرتؐ پر اعتراض کیا اور کہا کیا آپ پیغمبر نہیں ہیں فرمایا کیوں نہیں۔ کہا کیا ہم حق پر نہیں ہیں فرمایا ہاں ہم حق پر ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر ہیں۔ تو بولے پھر ایسی ذلت ہمارے لیئے کیوں قرار دیتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا میں پیغمبر ہوں جو کچھ خدا فرماتا ہے عمل میں لاتا ہوں اور وہی میرا مددگار ہے۔ عمر نے کہا کیا آپ نے نہیں کہا تھا کہ خانہ کعبہ کا طواف کریں گے اور سر مونڈوائیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اسی سال کریں گے انشاء اللہ اس کے بعد طواف وغیرہ سب کریں گے۔ غرض جب صلحنامہ لکھا گیا تو حضرتؐ نے اُونٹوں کو نحر کیا احرام سے باہر ہوئے اور واپس چلے۔ قریش میں ایک شخص ابوبصیر مسلمان ہو کر مکہ سے بھاگ آیا اور حضرتؐ کی خدمت میں مدینہ پہنچا۔ کفار قریش نے دو شخصوں کو اُس کی طلب میں بھیجا اور شرط یاد دلائی۔ حضرتؐ نے ابوبصیر کو ان کے حوالہ کر دیا۔ جب وُہ دونوں اس کو مدینہ سے دو فرسخ تک لے گئے تو ایک مقام پر ناشتہ کے لیئے ٹھہرے۔ ابوبصیر نے اُن میں سے ایک شخص سے کہا کہ تمہاری تلوار کتنی اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اُس نے اپنی تلوار نیام سے نکال کر کہا ہاں بڑی عمدہ تلوار ہے بہت مرتبہ تجربہ کر چکا ہوں۔ ابوبصیر نے کہا لاؤ دیکھوں۔ اُس نے دے دیا ابوبصیر نے اُسی تلوار سے اُس کی گردن اُڑا دی اور چاہا کہ دوسرے کو بھی قتل کر دے مگر وُہ مدینہ کی طرف بھاگا اور دوڑتا ہوا مسجد تک پہنچا۔ حضرتؐ نے اس کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ شخص خوفزدہ ہے۔ اُس نے حضرتؐ کی خدمت میں آن کر شکایت کی کہ ابوبصیر نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا اور مجھے بھی مار ڈالنا چاہتا ہے۔ اسی اثنا میں ابوبصیر بھی پہنچ گیا اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ آپ نے اپنا عہد پُورا کر دیا اور خدا نے مجھے اُن کے شر سے نجات بخشی۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ آتش جنگ خُوب بھڑکانے والا ہے اگر کوئی اس کا ساتھی ہو جائے۔ پھر فرمایا کہ جس کو اُس نے قتل کیا ہے اُس کا لباس و گھوڑا وغیرہ لے اور جہاں چاہے لے جائے۔ آخر ابوبصیر اپنے پانچ ساتھیوں کے ساتھ جو مکہ سے مسلمان ہو کر آئے تھے، جہنیہ کی سرزمین کے دو شہروں عیص اور ذی المروہ کے درمیان دریا کے کنارے سر راہ قریش کے قافلوں کو لُوٹنے اور پریشان کرنے لگے۔ پھر ابوجندل بھی مکہ سے بھاگ کر ستر مسلمانوں کے ساتھ آیا اور اُنہی لوگوں سے مل گیا۔ پھر تو اسلم و غفار و جہنیہ کے قبیلوں کا ایک گروہ بھی اُن میں شامل ہو گیا اور اُن کی تعداد تین سو تک

کے لیئے خیر و نیکی قرار دے۔

شیخ طبرسی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت چودہ سو اشخاص کے ساتھ عمرہ کے لیئے روانہ ہوئے۔ جب حضرتؐ کا ناقہ حدیبیہ تک پہنچا کھڑا ہو گیا۔ ہر چند اُس کو بڑھانے کی کوشش کی گئی مگر وُہ آگے نہ بڑھا تو حضرتؐ نے فرمایا جس خدا نے ہاتھی کو روک دیا تھا اُسی نے میرے اُونٹ کو بھی روک دیا تاکہ حرم میں جبراً داخل نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ خدا کی قسم قریش جس امر کا بھی مجھ سے سوال کریں گے جو خدا کی حرمتوں کی تعظیم سے متعلق ہو گا میں قبول کروں گا۔ پھر ایک کنوئیں کے قریب اُترے جس میں تھوڑا سا پانی تھا اور ذرا ذرا سا پانی نکلتا تھا۔ صحابہ نے پیاس کی شکایت کی۔ حضرتؐ نے اپنا ایک تیر نکالا اور فرمایا کہ کنوئیں کی تہہ میں پہنچا دو۔ پھر تو حضرتؐ کے اعجاز سے پانی کنوئیں کی تہہ میں جوش مارنے لگا اس قدر کہ سب سیراب ہو گئے۔ بدیل بن ورقا خزاعی جو مکہ والوں کا سب سے زیادہ خیر خواہ تھا حضرتؐ کے پاس آیا اور بولا کہ کعب بن لوی اور عامر بن لوی نے مکہ کے تمام چھوٹے بڑے لوگوں سے اتفاق کیا ہے کہ آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں۔ حضرتؐ نے فرمایا میں اُن سے جنگ کے لیئے نہیں آیا ہوں عمرہ کرنے آیا ہوں اور اگر کوئی مانع ہو گا تو جب تک میری جان باقی ہے جنگ کروں گا۔ بدیل نے یہ خبر قریش کو دی تو عروہ بن مسعود اُٹھا اور بولا کہ جو کچھ وُہ کہتے ہیں منظور کر لو اور اُن کو آنے سے مت روکو۔ میں جاتا ہوں اُن سے گفتگو کروں گا۔ جب وُہ حضرتؐ کی خدمت میں آیا دیکھا کہ صحابہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و تعظیم کس درجہ کرتے ہیں یعنی جب کسی کام کو کہتے ہیں تو سب ایک دُوسرے پر سبقت کرنے لگتے ہیں۔ جب حضرتؐ ہاتھ دھوتے ہیں یا وضو کرتے ہیں اُس پانی کو جو حضرتؐ کے ہاتھ یا دہن مبارک سے ٹپکتا اور گرتا ہے لوگ حاصل کرنے کے لیئے آپس میں لڑنے لگتے ہیں۔ جب وہ آپس میں باتیں کرتے ہیں ادب کے سبب آواز بلند نہیں ہونے دیتے بلکہ آہستہ گفتگو کرتے ہیں۔ اور حضرتؐ کی جانب تیز نگاہوں سے نہیں دیکھتے۔ تو جب وُہ باتیں آنحضرتؐ کے اور اُس کے درمیان ہوئیں جو بیان ہو چکیں۔ تو وُہ اپنی قوم کے پاس واپس آیا اور کہا میں بہت مرتبہ بادشاہان عجم و روم و حبشہ - - - - - - کے پاس جا چکا ہوں بخدا میں نے ان میں سے کسی بادشاہ کی ایسی اطاعت اور اس کی تعظیم کرتے ہوئے لوگوں کو نہیں دیکھا جیسی محمد "صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم" کے اصحاب محمدؐ کی تعظیم و اطاعت کرتے ہیں۔ بیشک تم کو ان کی بات مان لینا چاہیئے اور ان سے جنگ مت کرو۔ اُس کے بعد کنانہ کے ایک شخص نے کہا میں جاتا ہوں اور اُن سے گفتگو کرتا ہوں۔ غرض وُہ آیا اور جب اُس نے حضرتؐ کی تلبیہ کی صدا سُنی اور قربانی کے اُونٹوں کو دیکھا واپس گیا اور اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ ان کو کعبہ کے طواف سے روکنا مناسب نہیں ہے۔ یہ سُنکر مکرز بن حفص آیا اور بیہودہ باتیں کرنے لگا۔ اُس کے بعد سہیل بن عمرو آیا اور صلح کی باتیں طے ہوئیں۔ اور جب یہ شرط کی کہ جو شخص حضرتؐ کے پاس آ جائے گا خواہ وُہ مسلمان ہو حضرتؐ اس کو واپس کر دیں گے، اور جو شخص مشرکین کے پاس چلا جائے گا وُہ اُس کو واپس نہ دیں گے تو مسلمانوں نے کہا سُبحان اللہ یا رسُولؐ اللہ آپ مسلمانوں کو کیسے واپس دے دیں گے حضرتؐ نے فرمایا جو شخص ہم میں سے اُن کے پاس چلا جائے گا تو اُس سے خدا اور رسُولؐ بیزار ہیں۔ اور جو شخص اُن میں سے ہمارے پاس آئے گا ہم اُن کو دے دیں گے۔ اگر خدا اُس کے دل میں اسلام دیکھے گا تو اس کو نجات دے گا۔ اسی اثنا میں

ابوجندل پسر سہیل بن عمرو جس کو سہیل نے مسلمان ہونے کے سبب زنجیروں میں جکڑ دیا تھا آیا اور مسلما[illegible] کے درمیان گر پڑا۔ اُس وقت سہیل نے کہا صلح کا حکم میں اسی پر سب سے پہلے جاری کرتا ہوں؛ اس کو واپس دے دیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا ابھی صلحنامہ مکمل نہیں ہوا ہے۔ تو اُس نے کہا پھر میں صلح نہیں کرتا۔ ح[illegible] نے فرمایا اس کو میری خاطر سے امان دیدے اُس نے کہا ہرگز نہیں۔ پھر فرمایا کہ میری بات مان لے۔ اُس نے [illegible] مجھے منظور نہیں۔ آخر سہیل نے اس کو پکڑ لیا تاکہ لے جائے تو حضرتؐ نے دُعا کی خداوندا اگر تو جانتا ہے کہ ابوجن[illegible] سچ کہتا ہے تو اس کو جلد کشائش و نجات دے۔ جب مسلمانوں نے اس بارے میں باتیں شروع کیں [illegible] حضرتؐ نے فرمایا کہ وُہ اپنے باپ ماں کے پاس جا رہا ہے اُس کے لیئے کوئی خطرہ نہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ ص[illegible] ہو جائے کیونکہ تمام مسلمانوں کے لیئے یہی بہتر ہے۔ اور عامہ اور خاصہ نے روایت کی ہے کہ عمر بن خطا[illegible] کہا میں نے حضرتؐ کی نبوت میں کبھی شک نہیں کیا مگر اُسی روز۔ حالانکہ یہ غلط کہا بلکہ وُہ ہمیشہ شک کرتے [illegible] پھر حضرتؐ پر اعتراض کیا اور کہا کیا آپ پیغمبر نہیں ہیں فرمایا کیوں نہیں۔ کہا کیا ہم حق پر نہیں ہیں فرمایا ہاں [illegible] حق پر ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر ہیں۔ تو بولے پھر ایسی ذلت ہمارے لئے کیوں قرار دیتے ہ[illegible] حضرتؐ نے فرمایا میں پیغمبر ہوں جو کچھ خدا فرماتا ہے عمل میں لاتا ہوں اور وہی میرا مددگار ہے۔ عمر نے کہ[illegible] آپ نے نہیں کہا تھا کہ خانہ کعبہ کا طواف کریں گے اور سر مونڈوائیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے یہ نہیں [illegible] تھا کہ اسی سال کریں گے انشاء اللہ اس کے بعد طواف وغیرہ سب کریں گے۔ غرض جب صلحنامہ لکھا گیا تو حض[illegible] نے اُونٹوں کو نحر کیا احرام سے باہر ہوئے اور واپس چلے۔ قریش میں ایک شخص ابوبصیر مسلمان ہو کر [illegible] سے بھاگ آیا اور حضرتؐ کی خدمت میں مدینہ پہنچا۔ کفار قریش نے دو شخصوں کو اُس کی طلب میں بھیجا اور [illegible] یاد دلائی۔ حضرتؐ نے ابوبصیر کو ان کے حوالہ کر دیا۔ جب وُہ دونوں اس کو مدینہ سے دو فرسخ تک لے گئے [illegible] ایک مقام پر ناشتہ کے لیئے ٹھہرے۔ ابوبصیر نے اُن میں سے ایک شخص سے کہا کہ تمہاری تلوار کتنی اچھی [illegible] ہوتی ہے۔ اُس نے اپنی تلوار نیام سے نکال کر کہا ہاں بڑی عمدہ تلوار ہے بہت مرتبہ تجربہ کر چکا ہوں [illegible] ابوبصیر نے کہا لاؤ دیکھوں۔ اُس نے دے دیا ابوبصیر نے اُسی تلوار سے اُس کی گردن اُڑا دی اور چاہا کہ [illegible] کو بھی قتل کر دے مگر وُہ مدینہ کی طرف بھاگا اور دوڑتا ہوا مسجد تک پہنچا۔ حضرتؐ نے اس کو دیکھ کر فرما[illegible] یہ شخص خوفزدہ ہے۔ اُس نے حضرتؐ کی خدمت میں آن کر شکایت کی کہ ابوبصیر نے میرے ساتھی کو قت[illegible] دیا اور مجھے بھی مار ڈالنا چاہتا ہے۔ اسی اثنا میں ابوبصیر بھی پہنچ گیا اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ آپ نے اپ[illegible] پُورا کر دیا اور خدا نے مجھے اُن کے شر سے نجات بخشی۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ آتش جنگ خوب بھڑکانے والا [illegible] اگر کوئی اس کا ساتھی ہو جائے۔ پھر فرمایا کہ جس کو اُس نے قتل کیا ہے اُس کا لباس و گھوڑا وغیرہ لے [illegible] جہاں چاہے لے جائے۔ آخر ابوبصیر اپنے پانچ ساتھیوں کے ساتھ جو مکہ سے مسلمان ہو کر آئے [illegible] جہنیہ کی سرزمین کے دو شہروں عیص اور ذی المروہ کے درمیان دریا کے کنارے سر راہ قریش کے قافلو[illegible] لُوٹنے اور پریشان کرنے لگے۔ پھر ابوجندل بھی مکہ سے بھاگ کر ستر مسلمانوں کے ساتھ آیا اور اُنہی لوگ[illegible] مل گیا۔ پھر تو اسلم و غفار و جہنیہ کے قبیلوں کا ایک گروہ بھی اُن میں شامل ہو گیا اور اُن کی تعداد تین سو [illegible]

پہنچ گئی اور وُہ سب مسلمان ہو گئے تھے اور قریش کے جس قافلہ کو پاتے سبکو قتل کر دیتے اور اُن کا تمام مال و اسباب لُوٹ لیتے۔ آخر قریش نے ابوسفیان کو حضرتؐ کی خدمت میں بھیجا اور التجا و خوشامد کی کہ آپ کسی کو بھیج کر ان مسلمانوں کو بُلا لیں اور ہم اُس واپسی کی شرط سے باز آئے۔ اب ہم میں سے جو شخص بھی آپ کے پاس آئے آپ اُسے واپس نہ دیں۔ اُس وقت اُن لوگوں نے سمجھا جو حضرتؐ پر اس شرط کے لکھنے اور ابوجندل کو واپس دینے پر اعتراض کرتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ بھی کرتے ہیں سب حکمت و مصلحت کے موافق ہے۔ اسی جماعت نے ابوالعاص بن ربیع کا مال بھی لُوٹا تھا جو جناب خدیجہؓ کی بہن کے لڑکے تھے اور وُہ زینبؑ کے پاس پناہ کے طالب ہوئے۔ پھر مسلمانوں نے اُن کا مال واپس کر دیا اور وُہ مسلمان ہو گئے جیسا اس سے قبل مذکور ہوا۔

پھر شیخ طبرسی ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جسوقت حدیبیہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلح کر لی اور صلحنامہ لکھا گیا اور حضرتؐ نے اُس پر مُہر کر دی سبیعہ دختر حارث اسلمیہ مسلمان ہوئی اور حضرتؐ کی خدمت میں آئی قبل اس کے کہ حدیبیہ سے روانہ ہوں اور اُس کا شوہر مُسافر نامی جو بنی مخزوم سے تھا اور کافر تھا اُس کو لینے آیا اور کہا اے محمدؐ میری زوجہ کو مجھے واپس دے دیجئے اُس شرط کے بموجب جو آپ نے صلح میں کی ہے اور ابھی صلحنامہ کی مُہر بھی خشک نہیں ہوئی ہے؛ تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ وَآتُوهُمْ مَا أَنْفَقُوا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْأَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا مَا أَنْفَقُوا ذَٰلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (آیت ۱۰ پ۲۸ سورۂ ممتحنہ) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے ایمان والو جب تمہارے پاس ہجرت کر کے مومنہ عورتیں آئیں تو اُن کے ایمان کی تحقیق کر لو خدا تو اُن کے ایمان سے واقف ہی ہے تو اگر تم سمجھ لو کہ وُہ درحقیقت ایمان لائی ہیں تو ان کو کافروں کے پاس واپس مت کرو۔ نہ وُہ عورتیں کافروں پر حلال ہیں اور نہ وُہ کفار اُن مومنات کے لیئے حلال ہیں اور ان کافروں نے جو کچھ ان مومنہ عورتوں کے مہر میں خرچ کیا ہے تم ان کو واپس کر دو۔ اگر تم اُن مہاجرہ مومنہ عورتوں سے نکاح کر لو تو تم پر کوئی الزام نہیں۔ پھر اُن کا مہر اُن کو دے دو اور کافرہ عورتوں سے مت نکاح کرو۔ اگر تمہاری عورتوں میں سے کوئی مرتد ہو جائے، اور کافروں کے پاس چلی جائے تو اُن سے وُہ مہر جو اُن کو دے چکے ہو واپس لے لو اور اگر اُن میں سے کوئی عورت مسلمان ہو جائے اور تمہارے پاس آ جائے تو اُس کا مہر کافروں کو واپس دے دو۔ یہ خدا کا حکم ہے جو تم پر لازم کرتا ہے اور وُہ حکیم و دانا ہے"۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے سبیعہ کو قسم دے کر پُوچھا کہ تُو نے خدا کی خوشنودی کے لیئے ہجرت کی ہے یا اپنے شوہر سے کراہت کے باعث یا دُوسرے شہر اور دُوسرے شوہر یا دُنیا طلب کرنے آئی ہے۔ اُس عورت نے قسم کھائی کہ مَیں نے خدا کی خوشنودی کے لیئے ہجرت کی ہے اور مسلمان ہوئی ہوں تو حضرتؐ نے اُس کا مہر اُس کے شوہر کو واپس دے دیا،

اور اُس عورت کو روک لیا اور فرمایا میں نے مردوں کے لیئے شرط کی ہے عورتوں کے لیئے نہیں کی ہے۔ اس کے بعد سے مردوں میں اگر کوئی آ جاتا تو آپ اُس کو واپس کر دیتے اور عورتوں میں جو آتی اُس کے ایمان کی جانچ کرنے کے بعد اُس کا مہر اُس کے سابقہ کافر شوہر کو واپس دے دیتے اور عورت کو نہ جانے دیتے۔

شیخ طبرسی، قطب راوندی اور شیخ مفید وغیرہم علمائے شیعہ اور صاحب جامع الاصول اور اکثر محدثین عامہ نے روایت کی ہے کہ صلح حدیبیہ میں سہیل بن عمر مشرکین کے ایک گروہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ ہمارے لڑکوں، بھائیوں اور غلاموں کی ایک جماعت آپ کے پاس آئی ہے جنکو دین کی کوئی خبر نہیں۔ اور وُہ ہماری خدمت اور مال و کھیتیوں کی نگرانی و حفاظت سے جان چرا کر بھاگے ہیں ان کو ہمیں واپس دے دیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے لوگو ایسی باتوں سے باز آ جاؤ ورنہ میں تمہاری طرف ایسے شخص کو بھیج دوں گا جو تمہاری گردنیں اُڑا دے گا جس کے دل کے ایمان کا خدا امتحان کر چکا ہے۔ یہ سُنکر صحابہ میں سے ایک شخص نے کہا یا رسُولؐ اللہ کیا وُہ شخص ابوبکر ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ اُس نے کہا کیا وہ عمر ہیں؟ فرمایا نہیں۔ تو اُس نے پوچھا پھر وُہ کون ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا وُہ ہے۔ جو میری نعلین درست کر رہا ہے۔ وُہ سب دوڑے یہ دیکھنے کے لیئے کہ وُہ کون صاحب ہیں تو جا کر دیکھا کہ وُہ علیؑ بن ابی طالبؑ تھے جو حضرتؐ کی نعلین میں پیوند لگا رہے تھے جس کا بند ٹُوٹ گیا تھا۔ جامع الاصول کی روایت ہے کہ خود ابوبکر و عمر نے پوچھا کہ وُہ کون ہے یا رسُولؐ اللہ؟ آپؐ نے فرمایا وُہ ہے جو میری نعلین سی رہا ہے۔

محدثان خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ کی طرف روانہ ہوئے منزل جحفہ میں قیام فرمایا وہاں پانی نہ تھا حضرتؐ نے مشکیں سعد بن مالک کو دیں تاکہ جا کر پانی لائیں۔ وُہ تھوڑی دور جا کر واپس چلے آئے اور کہا یا رسُولؐ اللہ تھوڑی دُور جانے کے بعد خوف کے باعث میرے قدم آگے نہ بڑھ سکے، اس لیئے واپس چلا آیا۔ حضرتؐ نے دُوسرے شخص کو بھیجا وُہ بھی واپس آیا۔ آخر آپؐ نے امیر المومنینؑ کو بُلا کر مشکیں دیں اور وُہ تشریف لے گئے اور بہت تھوڑے عرصہ میں مشکیں پانی سے بھر لائے۔ حضرتؐ نے خوش ہو کر ان کے حق میں دعائیں کیں۔

منجملہ اور معجزات کے جو اس جنگ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظاہر ہوئے ایک معجزہ یہ بھی ہے جس کی عامہ و خاصہ سب نے براء بن عازب سے روایت کی ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ تم سمجھتے ہو سب سے بڑی فتح فتح مکہ ہے لیکن ہم بڑی فتح بیعت رضوان اور جنگ حدیبیہ کو سمجھتے ہیں۔ اُس غزوہ میں ہماری تعداد چودہ سو تھی۔ حدیبیہ میں ایک کنوآں تھا جس میں سے تھوڑا سا پانی کھینچنے کے بعد پانی ختم ہو گیا۔ آنحضرتؐ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ کنوئیں پر آئے اور پانی طلب فرمایا۔ وضو کیا، کُلّی کرنے کے لیئے پانی مُنہ میں لیا، کنوئیں میں کُلّی کی پھر تو اُس کنوئیں سے پانی جوش مارتا ہوا بلند ہوا جس سے ہم اور ہمارے تمام جانور سیراب ہو گئے۔ دوسری روایت ہے کہ حضرتؐ نے اپنا آب دہن اُس کنوئیں میں ڈال دیا۔ اور ایک روایت ہے کہ حضرتؐ نے ترکش سے ایک تیر نکال کر کنوئیں میں ڈال دیا۔

سالم بن ابی الجعد وغیرہ سے خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے وُہ کہتے ہیں کہ بیعت شجرہ کے دن ہم

پندرہ۱۵ سو اشخاص تھے اور بہت پیاسے ہوئے، تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک برتن میں پانی طلب فرمایا اور اپنے دستِ مبارک کو اُس برتن میں ڈال دیا تو آپؐ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے اُبل پڑے اور اس قدر پانی پیدا ہوا جو ہم سب کے لئے کافی ہوگیا۔ اگر ہم لاکھ آدمی بھی ہوتے تو وُہ سب کے واسطے کافی ہوجاتا۔

کلینی نے بسندہائے حسن حضرت صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کی ہے لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ الخ (پ سورۃ مائدہ آیت ۹۴) یعنی یقیناً شکار کے ذریعہ سے بھی خدا تمہارا امتحان لیتا ہے جس کو تم ہاتھوں سے پکڑتے ہو یا نیزہ سے مارتے ہو۔" حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ یہ امتحان عمرۂ حدیبیہ میں ہوا۔ خدا نے وحشیانِ صحرا کے ذریعہ مسلمانوں کا امتحان لیا کہ وُہ ان کے خیموں میں آجاتے تھے اور اس قدر نزدیک کہ ہاتھ بڑھا کر پکڑ لیئے جاسکتے اور نیزہ سے شکار کر لیئے جاسکتے تھے۔ جس طرح بنی اسرائیل کا امتحان مچھلیوں کی افراط کے ساتھ روز شنبہ کو لیا تھا۔

قطب راوندی روایت کرتے ہیں کہ جنگِ حدیبیہ میں مسلمانوں پر بھوک کی شدت ہوئی اور ان کے غلے وغیرہ کم ہوگئے کیونکہ وہاں دس روز سے زیادہ رُکنا پڑا تھا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی شکایت کی آنحضرتؐ نے ایک چادر بچھوادی اور فرمایا جس کے پاس جو کچھ کھانے کی چیز ہو لے آئے اور اس چادر پر ڈال دے۔ لوگوں نے تھوڑا سا آٹا اور خرمے کے چند دانے جو بچے تھے لا کر اُس پر رکھ دیا۔ حضرتؐ کھڑے ہوگئے اور برکت کی دُعا کی اور حکم دیا کہ اپنے اپنے ظروف لاؤ۔ یہ سُنکر سب برتن لائے اور بھر لے گئے۔

انتالیسواں۳۹ باب

فتح خیبر کا بیان اور حضرت جعفر طیار کا حبشہ سے واپس آنا۔

شیخ مفید، شیخ طبرسی، قطب راوندی، ابن شہر آشوب اور تمام راویان و محدثانِ خاصہ وعامہ نے مختلف سندوں کے ساتھ روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ حدیبیہ سے واپس آکر بیس روز مدینہ میں قیام فرمایا اُس کے بعد خیبر کے قلعوں کو فتح کرنے کے لیئے روانہ ہوئے۔ جب خیبر کے قریب پہنچے فرمایا کھڑے ہوجاؤ۔ تمام ہمراہی کھڑے ہوگئے تو حضرتؐ نے یہ دُعا پڑھی:۔ اللّٰھم ربُّ السمٰوات السبع وما اضللن وربُّ الارضین السبع وما اقللن وربُّ الشیاطین وما اضللن انا نسئلك خیر ھذہ القریۃ وخیر اھلھا وخیر ما فیھا ونعوذ بك من شر ھذہ القریۃ وشر اھلھا وشر ما فیھا۔ اس کے بعد فرمایا کہ خداوند رحمٰن ورحیم کے نام کے ساتھ آگے بڑھو۔ پھر حضرتؐ نے اُن اہلِ خیبر کا محاصرہ کیا اور خود ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا۔ باقی اُس تمام روز اور دُوسرے روز ظہر تک گذارا۔ پھر منادی کرادی تو لوگ حضرتؐ کے پاس جمع ہوئے وہاں حضرتؐ کے پاس ایک شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھا حضرتؐ نے

لوگوں سے ...ن فرمایا کہ میں سو رہا تھا کہ یہ شخص آیا اور میری تلوار نیام سے نکال لی جب میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ وُہ میرے سرہانے کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ بتاؤ اس وقت تم کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔ میں نے کہا خدا بچا سکتا ہے تو اُس نے تلوار پھینک دی اور اسیطرح بیٹھا ہے اور بقدرتِ خدا حرکت نہیں کر سکتا۔ پھر حضرتؐ نے اُس کو معاف کر دیا اور چھوڑ دیا۔ غرض بیس روز سے زیادہ محاصرۂ خیبر کو گذر گئے۔ حضرتؐ کا عَلم امیرالمومنینؑ کے ہاتھ میں تھا۔ پھر جناب امیرؑ کی آنکھیں آشوب کر آئیں اور ان میں نہایت شدت کا درد پیدا ہوا۔ اہلِ خیبر سے مسلمان قلعہ کے باہر ہی جنگ کرتے رہے۔ یہودیوں نے قلعہ کے گرد خندق کھود رکھی تھی۔ ایک روز مرحب یہودی جو شجاعت میں مشہور تھا لشکر گراں لے کر خیبر سے باہر نکلا اور جنگ کے لیئے آمادہ ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عَلمِ لشکر ابوبکر کو دیا اور گروہِ مہاجرین وانصار کے ساتھ ان کو مقابلہ کے لیئے بھیجا۔ وُہ گئے اور شکست کھا کر چلے آئے وُہ اپنے ساتھیوں کو ملامت کر رہے تھے اور لشکر اُن کو بُرا بھلا کہہ رہا تھا۔ دُوسرے روز حضرتؐ نے عَلمِ لشکر عمر کو دیا اور مقابلہ کے لیئے بھیجا۔ وُہ تھوڑی دُور گئے تھے کہ بھاگ آئے۔ اور لشکر اُن کو بُزدل کہہ رہا تھا اور وُہ لشکر کو۔ آخر حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ لوگ اس عَلم کے سزاوار نہیں ہیں۔ کل میں عَلم اُس کے ہاتھ میں دوں گا جو خدا اور رسُولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسُولؐ اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ وُہ جنگ میں بڑھ بڑھ کر حملے کرنے والا ہے، وُہ بھاگنے اور پیٹھ پھیرنے والا نہیں ہے۔ خدا اُسی کے ہاتھ پر فتح عنایت کرے گا۔ یہ سُنکر اُس رات تمام صحابہ اس عَلم کی تمنا میں سوئے کہ شائد کل عَلم اس کو مل جائے۔ صبح کو سب اسی کی آرزو میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دوڑے ہوئے آئے۔ حضرتؐ نے فرمایا علیؑ ابن ابی طالبؑ کہاں ہیں لوگوں نے کہا یا رسُولؐ اللہ اُن کی آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا ان کو حاضر کرو۔ جب لوگ ان کا ہاتھ پکڑ کر حضرتؐ کے پاس لائے آپؐ نے فرمایا اے علیؑ کیسا درد ہے؟ عرض کی یا رسُولؐ اللہ ایسا درد ہے کہ کوئی چیز نہیں دیکھ سکتا ہوں اور سر پھٹا جاتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور اپنا سر میری گود میں لاؤ۔ پھر اپنا بابرکت لعابِ دہن اپنے دستِ مبارک سے حضرت علیؑ کی آنکھوں اور سر پر ملا اور فرمایا اللّٰھم قہ الحر والبرد خداوندا اُس کو گرمی وسردی سے محفوظ رکھ۔ اس کے ساتھ ہی حضرتؑ کی حق بیں آنکھیں روشن ہوگئیں اور درد سر وچشم زائل ہوگیا۔ پھر حضرتؐ نے اپنا سفید رایت ان کو عطا فرمایا اور فرمایا جاؤ جبرئیلؑ تمہارے ساتھ ہیں اور نصرت تمہارے آگے چل رہی ہے اور خوف ورُعب اُن مشرکین کے دلوں میں طاری ہوگیا۔ اے علیؑ یاد رکھو کہ اُنہوں نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ جو شخص کہ اُن کو ہلاک کرے گا اُس کا نام ایلیا ہے۔ تو تم اُن سے کہنا کہ میں ہوں علیؑ۔ انشاءاللہ وُہ ذلیل ہوں گے۔ امیرالمومنینؑ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ میں اُن سے یہاں تک جنگ کروں کہ وُہ ہمارے مثل ہوجائیں یعنی مسلمان ہوجائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا آہستہ آہستہ اُن کے میدان میں پہنچو اور اُن کو اسلام کی دعوت دو اور ان کو حقوقِ خدا سے جو اُن پر واجب ہے آگاہ کرو۔ خدا کی قسم اگر خدا ایک شخص کی بھی تمہارے ذریعہ سے ہدایت کرے تو اس سے بہتر ہے کہ شترانِ سُرخ تمام کے تمام تم کو مل جائیں۔ امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں کہ یہ سُنکر میں روانہ ہوا اور اُن کے قلعوں کے قریب پہنچا۔ مرحب قلعہ سے باہر نکلا۔ زرہ پہنے ہوئے، خود سر پر رکھے ہوئے اور ایک گراں پتھر سُوراخ کر کے اپنے سر پر بالائے خود رکھے ہوئے تھا اور رجز پڑھنے لگا کہ خیبر کے یہودی جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں، اپنے

ہتھیاروں میں غوطہ لگانے والا ہوں اور دلیری کا حربہ رکھتا ہوں۔اُس کے جواب میں مَیں نے کہا میں وُہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدرؑ رکھا ہے، شیر ژیاں کے مانند میدان میں قدم رکھتا ہوں، تم کو دانہ کے مانند زمین سے اُٹھا کر پھینک دُوں گا۔جب دو وار دونوں طرف سے رد ہوئے میں نے ایک ضربت اُس کے سر پر لگائی، جس سے وُہ پتھر اور خود اور اُس ملعون کا سر دو ٹکڑے ہو گیا اور میری تلوار نے اُس کے دانتوں کو توڑ ڈالا اور وُہ گھوڑے سے چکر کھا کر زمین پر گر پڑا۔ دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ میں ہوں علیؑ بن ابی طالبؑ، اُن کے عالموں میں سے ایک شخص نے کہا تم اب مغلوب ہو گئے اُس کتاب کی قسم جو خدا نے موسٰیؑ کے لیئے بھیجی تھی۔پھر تو رُعب عظیم اُن کے دلوں میں پیدا ہو گیا۔جب حضرتؑ نے مرحب کو قتل کیا تو جو لشکر اُس کے ساتھ تھا قلعہ میں بھاگ کر اُس نے دروازۂ قلعہ کو بند کر لیا۔وُہ بہت بڑا دروازہ نہایت مضبوط تھا کہ بیسؓ آدمی اور ایک روایت کے مطابق چالیس افراد اس کو بند کرتے اور کھولتے تھے۔امیرالمومنینؑ نے قوتِ ربانی کے ساتھ اُس دروازہ کو پکڑ کر اس طرح ہلایا کہ تمام قلعہ لرز گیا اور دروازہ کو اُکھاڑ لیا اور ہاتھ میں لے کر جنگ کرتے بڑھے یہانتک کہ فتح کر لی تب دروازہ کو پھینک دیا۔ابو رافع کہتے ہیں کہ مَیں چند افراد کے ساتھ گیا تاکہ ہم سب مل کر اُس کو حرکت دیں لیکن نہ ہلا نہ سکے۔عامہ نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جابرؓ بن عبداللہ انصاریؓ کہتے ہیں کہ امیرالمومنینؑ نے روز خیبر دروازہ کو ہاتھ میں پکڑ لیا اور خندق پر پُل بنا دیا جس پر سے تمام مسلمان گذر کر قلعہ میں پہنچے۔اس کے بعد جو دروازہ کو پھینکا تو چالیسؓ افراد اور بروایتے ستّرؓ اشخاص نے مل کر چاہا کہ اُس دروازہ کو اُٹھائیں لیکن نہ اُٹھا سکے۔ اور ابو عبداللہ جدلی کہتے ہیں کہ امیرالمومنینؑ نے مجھ سے فرمایا کہ مَیں نے درِ خیبر کو توڑ کر سپر بنا لیا اور اُن سے جنگ کر کے خدا کے فضل سے اُن کو بھگا دیا۔پھر اُس دروازہ کا خندق پر پُل بنا دیا جس پر سے مسلمان گزرے۔پھر چالیسؓ ہاتھ دُور پھینک دیا۔ایک شخص نے کہا یا امیرالمومنینؑ آپ نے کتنا زبردست وزن اُٹھا رکھا تھا۔حضرتؑ نے فرمایا اس کی گرانی میرے لیئے اس سپر کے برابر معلوم ہوتی تھی۔

شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ روز خیبر ایک بلند قامت بڑے سر والا مرد قلعہ سے نکلا جس کو مرحب کہتے تھے اور یہودی اس کی شجاعت اور مال کی زیادتی کے سبب سے اس کو اپنا امیر مانتے تھے۔صحابہ میں سے جو شخص اُس کے مقابلہ پر جاتا تھا تو وُہ کہتا تھا کہ میں مرحب ہوں اور اُس پر حملہ کرتا تو وُہ صحابی بھاگ جاتا تھا مرحب کی ایک دایہ تھی جو کاہنہ تھی اور مرحب کو اُس کی جوانمردی تنومندی اور عظیم الخلقت ہونے کے سبب بہت دوست رکھتی تھی۔اور اکثر اس سے کہا کرتی تھی تو جس سے چاہے جنگ کرنا لیکن وُہ شخص تجھ پر غالب رہے گا جو یہ کہے گا کہ میرا نام حیدرؑ ہے۔اگر تو اُس کے مقابل کھڑا ہو گا تو قتل ہو گا۔اُس نے بہت سے مسلمانوں سے جنگ کی اور سب کو شکست دے دی۔آخر لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے شکایت اور التجا کی کہ امیرالمومنینؑ کو اُس کے مقابلہ کے لیئے بھیجیں۔تو حضرتؐ نے جناب امیرؑ کو بُلایا اور فرمایا اے علیؑ جاؤ اور مرحب کے شر سے ہم کو نجات دلاؤ۔جب امیرالمومنینؑ نے یہودیوں کے قلعہ کی طرف رُخ کیا خدا کا نام لیا اور مردانہ وار مرحب کے مقابلہ پر گئے مرحب خوفزدہ ہو کر واپس چلا گیا۔پھر پلٹ کر آیا اور کہا میں وُہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام مرحب رکھا ہے۔ حضرتؑ اُس کی طرف جھپٹے اور فرمایا میں وُہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدرؑ رکھا ہے۔مرحب نے جو یہ نام سُنا

دایہ کی نصیحت یاد آئی اور بھاگا۔اسی وقت شیطان علمائے یہود میں سے ایک عالم کی شکل میں سر راہ ظاہر ہو کر بولا تو کہاں بھاگتا ہے اُس نے کہا یہ جوان کہتا ہے کہ میرا نام حیدرؑ ہے۔شیطان نے کہا تو پھر کیا ہوا اگر حیدرؑ نام رکھتا ہے۔اُس نے کہا میں نے بارہا اپنی دایہ سے سُنا ہے کہ اُس سے مت لڑنا جس کا نام حیدرؑ ہو وُہ تجھے قتل کر دے گا۔شیطان نے کہا تیرا مُنہ کالا ہو حیدر کیا دنیا میں ایک ہی شخص کا نام ہے۔تو باوجود اس عظیم جسم اور بلند شوکت کے ایک عورت کے کہنے سے اس جوان سے بھاگتا ہے حالانکہ عورتوں کی اکثر باتیں غلط ہوتی ہیں۔اگر اُس نے سچ بھی کہا ہو تو حیدر نام کے دُنیا میں بہتیرے ہیں۔واپس جا۔شائد تو اُس کو قتل کر کے بعد اپنی قوم میں سب سے بلند ہو جائے۔ اور میں تیرے پیچھے یہودیوں کی ہمت بڑھاتا اور ترغیب دیتا ہوں کہ وُہ تیری مدد کریں۔غرض وُہ ذلیل اُس ملعون کے فریب میں آ گیا اور پلٹ پڑا یہانتک کہ حضرتؑ کے قریب پہنچا۔ امیرالمومنینؑ نے ایک ضربت اُس کے سر پر لگائی اور وُہ مُنہ کے بل گر پڑا۔یہ دیکھتے ہی سب یہودی بھاگ کھڑے ہوئے اور شور کرنے لگے کہ مرحب قتل ہو گیا۔

عامہ نے متعدد طرق سے سعد بن وقاص سے روایت کی ہے کہ وُہ کہتے تھے کہ علیؑ کی تین فضیلتیں ایسی ہیں کہ اگر اُن میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو میرے نزدیک شتران سُرخ سے بہتر تھی۔ اوّل یہ کہ جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو جنگ تبوک میں مدینہ میں اپنی نیابت میں چھوڑا۔وُہ کہتے تھے یارسُول اللہ مجھ کو عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑے جاتے ہیں۔حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری نسبت میرے نزدیک وہی ہے جو ہارونؑ کی موسٰیؑ سے تھی مگر میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہو گا کہ تم بھی پیغمبر ہو سکتے۔ دوّم یہ کہ سعد کہتے تھے کہ میں نے سُنا کہ آنحضرتؐ نے روز خیبر ان کے حق میں فرمایا کہ میں علم اُس شخص کو دوں گا جو خدا اور رسُولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسُولؐ اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ تو ہم سب نے گردنیں بلند کر دیں کہ شائد ہم کو دے دیں۔لیکن آپؐ نے فرمایا کہ علیؑ کو بلاؤ۔جب وُہ لائے گئے تو ان کی آنکھیں پُر آشوب تھیں۔حضرتؐ نے آب دہان مبارک اُن کی آنکھوں میں ڈالا، اور علم ان کو عطا فرمایا اور خدا نے خیبر انہی کے ہاتھ پر فتح کیا۔ سوّم یہ کہ جب آیۂ مباہلہ نازل ہوا۔حضرتؐ نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام کو بلایا اور فرمایا خداوندا یہی میرے اہلبیتؑ ہیں۔

احتجاج میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے روزِ خیبر انصار کا علم سعد ابنِ عبادہ کو دیا وُہ یہودیوں کے مقابلہ پر گئے اور بھاگ آئے اور زخمی ہو گئے تھے۔پھر مہاجرین کا علم عمرؓ کو دیا۔ اُنہوں نے مقابلہ نہ کیا اور اپنے ساتھیوں کو ڈرا کر بھاگ گئے۔ تو حضرتؐ نے تین مرتبہ فرمایا کہ کیا مہاجرین و انصار ایسا ہی کرتے ہیں۔آخر فرمایا کہ اب میں اُس کو علم دوں گا جو بھاگنے والا نہ ہو گا۔وُہ خدا اور رسُولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسُولؐ اُس کو دوست رکھتے ہیں۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ روز خیبر آنحضرتؐ نے اپنے دست مبارک سے حضرت علیؑ کے سر پر عمامہ باندھا اور اپنے کپڑے ان کو پہنائے اور ان کو اپنے ٹٹو پر سوار کیا۔اور فرمایا اے علیؑ جاؤ کہ جبرئیلؑ تمہارے داہنے طرف ہیں، میکائیلؑ بائیں جانب، عزرائیلؑ تمہارے آگے اور اسرافیلؑ تمہارے پیچھے ہیں اور میری دُعا

ے ساتھ ہے۔ توامیرالمومنینؑ نے قلعہ کو فتح کیا اور قلعہ کے دروازہ کو توڑ کر چالیس ہاتھ دُور پھینک دیا۔
عامّہ و خاصّہ نے متعدد طریق سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنین نے اہلِ شوریٰ سے پر اپنی افضلیت کی
یں قائم کیں اور فرمایا کہ تم میں کون ہے؟ جس وقت کہ روزِ خیبر عمر ناکام واپس آئے اور حضرتؐ کا عَلم بھی
س لائے اور وُہ اپنے ہمراہیوں کو بزدل کہتے تھے اور ہمراہی اُن کو نامرد کہتے تھے۔ وُہ بھاگتے ہوئے
رتؐ کی خدمت میں آئے۔ اُس وقت حضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک عَلم کل مَیں اُس کو دوں گا جو مرد ہے بھاگنے والا
یں ہے خدا اور رسُولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ وُہ واپس نہ ہوگا جب تک خداوندِ عالم اس کو فتح عنایت
رے گا۔ جب صبح ہوئی تو حضرتؐ نے مجھ کو طلب فرمایا۔ لوگوں نے کہا یا رسُولؐ اللہ وُہ تو دردِ چشم کی وجہ سے
کھیں نہیں کھول سکتے۔ حضرتؐ نے فرمایا ان کو میرے پاس لاؤ۔ جب میں حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرتؐ
اپنے لعاب دہن کو میری آنکھوں میں لگایا اور فرمایا خداوندا گرمی و سردی سے اس کو محفوظ رکھ، اور میں نے
ج تک گرمی و سردی سے اذیت نہ پائی۔ مَیں نے علم کو لیا اور کافروں کو مار بھگایا۔ تم میں میرے سوا کون ہے
جسکو یہ فضیلتیں حاصل ہوں۔ ان لوگوں نے کہا کوئی نہیں۔ پھر فرمایا کہ مَیں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میرے علاوہ
ہارے درمیان کون ہے جو مرحب کے مقابلہ پر گیا اور رجز پڑھا جس کا سر اتنا بڑا تھا کہ بجائے خود کے اُس نے
ک بڑا پتھر مانند پہاڑ کے سر پر رکھ لیا تھا۔ میں نے اُس کے سر پر ایک ضرب لگائی جو پتھر کو توڑتی ہوئی اس کے
سر پر پہنچی اور اس کو ہلاک کر دیا۔ میرے سوا تمہارے درمیان کس نے ایسی جوانمردی کی ہے۔ ان لوگوں نے کہا
کسی نے نہیں۔ پھر فرمایا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم میں میرے علاوہ کون ہے جس نے درِ خیبر کو اُکھاڑا اور ہاتھوں
پر... سو قدم لے گیا اُس کے بعد چالیس اشخاص اس کو حرکت نہ دے سکے۔ لوگوں نے کہا کوئی نہیں۔

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنینؑ نے جو خط سہل بن حنیف انصاری
کو لکھا تھا اُس میں ذکر کیا تھا کہ خدا کی قسم جسوقت میں نے درِ خیبر کو اُکھاڑا اور اپنے پیچھے چالیس ہاتھ دُور پھینک دیا
وُہ اپنی جسمانی قوت اور غذائی طاقت نہ تھی بلکہ ملکوتی طاقت سے مجھے مدد دی گئی تھی۔ اور میرے پروردگار کے
نُور سے میرا نفس منوّر ہوا تھا۔ اور میں احمدؐ سے ایک چراغ کے طور پر تھا جو چراغ سے جلایا گیا ہو۔ خدا کی قسم
اگر تمام عرب ایک دوسرے کے مددگار ہو جاتے اور مجھ سے جنگ کرتے تب بھی میں یقیناً رُخ نہ پھیرتا اور نہ
بھاگتا۔ اگر مجھے فرصت ملے گی تو منافقوں کے سر اُن کے جسموں سے جُدا کروں گا اور جس کو موت کی پروا نہیں ہوتی
وُہ ہمیشہ موت کی آرزو کرتا رہتا ہے وُہ جنگ سے کیا ڈر سکتا ہے۔

ایضاً بسندِ معتبر روایت ہے کہ امیرالمومنینؑ نے ایک یہودی کے جواب میں فرمایا جبکہ اُس نے اُن امتحانوں
کے بارے میں پوچھا جو خدا نے پیغمبروں کے اوصیاء سے کیا ہے کہ آپ کے اُوپر کیا واقع ہوا۔ حضرتؑ نے فرمایا ہجرت
کے چھٹے سال تیرے ہمخیالوں کے شہر خیبر میں یہودیوں اور اُن کے بہادروں اور سوارانِ قریش اور ان کے
جنگجو لوگوں کے شہروں میں جب ہم وارد ہوئے تو اُنہوں نے پہاڑوں کے مانند گھوڑوں اور سواروں اور
بے انتہا اسلحوں کے ساتھ ہماری طرف رُخ کیا اور وُہ لوگ نہایت مضبوط قلعوں میں تھے اور ان کی تعداد حساب
شمار سے زیادہ تھی۔ اور وُہ نہایت زعم و رعونت کے ساتھ اپنا مبارز طلب کرتے تھے اور ہمارے ساتھیوں

میں سے جو ان کے مقابلہ پر جاتا تھا وُہ اس کو قتل کر دیتے تھے یہانتک کہ صحابہ کی آنکھوں میں خون اُتر آیا اور
وُہ سب کے سب خوفزدہ اور ہراساں ہو کر اپنی جانوں کے بچانے کی فکر میں پڑ گئے اور کوئی اُن کے مقابلہ پر جانے
کے لیئے راضی نہیں ہوتا تھا۔ سب یہی کہتے تھے کہ ابوالحسنؑ کو جانا چاہیئے۔ آخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے مجھ کو ان کی طرف بھیجا۔ جب میں نے میدان میں قدم رکھا جو شخص بھی میرے مقابلہ پر آیا میں نے اس کو خاکِ مذلت
پر ڈال دیا اور جو سوار میرے قریب آیا اس کی ہڈیاں میں نے اپنے گھوڑے کے سُموں سے چُور کر دیں یہانتک
کہ کسیکو میرے مقابلہ کی جرأت نہیں رہی۔ پھر میں بھُوکے شیر کے مانند جو اپنی خوراک پر جھپٹتا ہے تلوار
کھینچ کر اُن پر جا پڑا یہانتک کہ سب کو بھگا دیا۔ وُہ لوگ اپنے قلعہ میں چھُپ گئے اور قلعہ کے دروازہ کو بند کر لیا تو
میں نے بقدرتِ ربانی دروازہ کو توڑا اور تنہا اُن کے قلعہ میں داخل ہوا اور جو مرد اُن کا نظر آتا اُس کو قتل کرتا اور
ان کی عورتوں کو اسیر کرتا یہانتک کہ اُس قلعہ کو مَیں نے تن تنہا فتح کیا اور خدا کے سوا کسی نے میری مدد نہیں کی۔

قطب راوندی اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جنگِ خیبر ماہ ذی الحجہ ۶ھ میں اور بعض کا قول
ہے کہ ۷ھ کے شروع میں واقع ہوئی۔ جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیس روز سے زیادہ اُن کا
محاصرہ فرمایا۔ خیبر کے قلعوں میں چودہ ہزار یہودی تھے۔ حضرتؐ ہر ایک قلعہ کو فتح کرتے چلے گئے۔ اُن کا سب سے
زیادہ مستحکم قلعہ قموص تھا۔ اُس کے لیئے حضرتؐ نے ابوبکر کو علم دیا۔ وُہ بھاگ کر واپس آگئے۔ پھر عُمر کو دیا، وُہ
بھاگ کر چلے آئے تو حضرتؐ نے فرمایا کل میں عَلم اُس کو دوں گا جو خدا و رسُولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسُولؐ
اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ وُہ بھاگنے والا نہیں ہے بلکہ حملہ کرنے والا ہے۔ صحابہ میں سے جو منافقین تھے
کہنے لگے کہ پیغمبر کے اس قول سے علیؑ تو مراد ہو نہیں سکتے، ہم تو ان کی طرف سے مطمئن ہیں کیونکہ وُہ دردِ چشم
کی وجہ سے اپنے پیروں کو تو دیکھ نہیں سکتے۔ امیرالمومنین علیہ السّلام نے ان کی یہ باتیں سُنیں تو کہا اَللّٰھُمَّ
لَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ یعنی خداوندا کسی چیز کو جس سے تُو روک دے اس کو کوئی عطا
کرنے والا نہیں اور جسکو تُو عطا فرمائے اُس سے کوئی روکنے والا نہیں۔ جب دُوسرے روز صبح ہوئی آنحضرتؐ
اپنے خیمہ اقدس سے برآمد ہوئے عَلم کو خیمہ کے سامنے رکھ دیا۔ سب کی یہی تمنا تھی کہ عَلم اُسی کو مل جائے حتّٰی کہ جناب
عمر باوجود اس کے کہ اپنے کو آزما چکے تھے کہتے تھے کہ مجھے کبھی علم کی تمنا نہیں ہوئی سوائے اُس روز کے۔ لیکن
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علی (علیہ السّلام) کو بلاؤ۔ لوگ یہ سُنکر ہر طرف سے شور کرنے لگے کہ اُن کی
آنکھیں اس طرح پُر آشوب ہیں کہ اپنے سامنے دیکھ نہیں سکتے۔ حضرتؐ نے پھر فرمایا کہ ان کو بُلاؤ۔ جب امیرالمومنینؑ
آئے اُنکی آنکھیں حضرتؐ کے لعابِ دہن مبارک سے اور آفتابِ نبوّت کی زیارت سے روشن و منوّر ہو گئیں۔
آنحضرتؐ نے عَلم ان کو عنایت فرمایا اور فرمایا کہ جاؤ پہلے ان کو تین امُور کی دعوت دو۔ اوّل یہ کہ مسلمان ہو جائیں
اور مسلمانوں کے احکام کو قبول کریں وُہ اپنے مال و دولت کے مالک رہیں گے۔ دُوسرے یہ کہ جزیہ دینا منظور کریں
اس صورت میں بھی اُن کی جان و مال محفوظ ہے۔ تیسرے یہ کہ جنگ کریں۔ جب امیرالمومنینؑ ان کے قلعہ کے نیچے
آئے وُہ بغیر جنگ کے کسی امر پر راضی نہ ہوئے۔ اور مرحب حضرتؐ کے مقابلہ پر آیا۔ آپؑ نے اُس کے پیروں پر تلوار
کا ایک وار کیا اور پیروں کو قطع کر دیا۔ وُہ گر پڑا اور باقی لشکر بھاگ کر قلعہ میں چلا گیا اور دروازہ بند کر لیا۔ قطب

تمہارے ساتھ ہے۔ تو امیر المومنینؑ نے قلعہ کو فتح کیا اور قلعہ کے دروازہ کو توڑ کر چالیس ہاتھ دُور پھینک دیا۔

عامہ وخاصہ نے متعدد طریق سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین نے اہلِ شوریٰ پر اپنی افضلیت کی دلیلیں قائم کیں اور فرمایا کہ تم میں کون ہے؟ جس وقت کہ روزِ خیبر عمر ناکام واپس آئے اور حضرتؐ کا عَلم بھی واپس لائے اور وہ اپنے ہمراہیوں کو بزدل کہتے تھے اور ہمراہی اُن کو نامرد کہتے تھے۔ وہ بھاگتے ہوئے حضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ اُس وقت حضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک عَلم کل میں اُس کو دوں گا جو مرد ہے بھاگنے والا نہیں ہے خدا اور رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ وہ واپس نہ ہوگا جب تک خداوند عالم اس کو فتح عنایت نہ کرے گا۔ جب صبح ہوئی تو حضرتؐ نے مجھ کو طلب فرمایا۔ لوگوں نے کہا یا رسولؐ اللہ وہ تو درد چشم کی وجہ سے آنکھیں نہیں کھول سکتے۔ حضرتؐ نے فرمایا ان کو میرے پاس لاؤ۔ جب میں حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرتؐ نے اپنے لعاب دہن کو میری آنکھوں میں لگایا اور فرمایا خداوندا گرمی و سردی سے اس کو محفوظ رکھ۔ اور میں نے آج تک گرمی و سردی سے اذیت نہ پائی۔ میں نے علم کو لیا اور کافروں کو مار بھگایا۔ تم میں میرے سوا کون ہے کہ جسکو یہ فضیلتیں حاصل ہوں۔ ان لوگوں نے کہا کوئی نہیں۔ پھر فرمایا کہ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میرے علاوہ تمہارے درمیان کون ہے جو مرحب کے مقابلہ پر گیا اور رجز پڑھی جس کا سر اتنا بڑا تھا کہ بجائے خود کے اُس نے ایک بڑا پتھر مانند پہاڑ کے سر پر رکھ لیا تھا۔ میں نے اُس کے سر پر ایک ضربت لگائی جو پتھر کو توڑتی ہوئی اس کے سر پر پہنچی اور اس کو ہلاک کر دیا۔ میرے سوا تمہارے درمیان کس نے ایسی جوانمردی کی ہے۔ ان لوگوں نے کہا کسی نے نہیں۔ پھر فرمایا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم میں میرے علاوہ کون ہے جس نے درِ خیبر کو اُکھاڑا اور ہاتھوں پر... سو قدم لے گیا اُس کے بعد چالیس اشخاص اس کو حرکت نہ دے سکے۔ لوگوں نے کہا کوئی نہیں۔

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ نے جو خط سہل بن حنیف انصاری کو لکھا تھا اُس میں ذکر کیا تھا کہ خدا کی قسم جس وقت میں نے درِ خیبر کو اُکھاڑا اور اپنے پیچھے چالیس ہاتھ دُور پھینک دیا وہ اپنی جسمانی قوت اور غذائی طاقت نہ تھی بلکہ ملکوتی طاقت سے مجھے مدد دی گئی تھی۔ اور میرے پروردگار کے نُور سے میرا نفس منور ہوا تھا۔ اور میں احمدؐ سے ایک چراغ کے طور پر تھا جو چراغ سے جلایا گیا ہو۔ خدا کی قسم اگر تمام عرب ایک دوسرے کے مددگار ہو جاتے اور مجھ سے جنگ کرتے تب بھی میں یقیناً رُخ نہ پھیرتا اور نہ بھاگتا۔ اگر مجھے فرصت ملے گی تو منافقوں کے سر اُن کے جسموں سے جدا کر دوں گا اور جس کو موت کی پروا نہیں ہوتی وہ ہمیشہ موت کی آرزو کرتا رہتا ہے وہ جنگ سے کیا ڈر سکتا ہے۔

ایضاً بسندِ معتبر روایت ہے کہ امیر المومنینؑ نے ایک یہودی کے جواب میں فرمایا جبکہ اُس نے اُن امتحانوں کے بارے میں پوچھا جو خدا نے پیغمبروں کے اوصیاء سے کیا ہے کہ آپ کے اُوپر کیا واقع ہوا۔ حضرتؑ نے فرمایا ہجرت کے چھٹے سال تیرے ہمخیالوں کے شہر خیبر میں، یہودیوں اور اُن کے بہادروں اور سوارانِ قریش اور ان کے جنگجو لوگوں کے شہروں میں جب ہم وارد ہوئے تو انہوں نے پہاڑوں کے مانند گھوڑوں اور سواروں اور بے انتہا اسلحوں کے ساتھ ہماری طرف رُخ کیا اور وہ لوگ نہایت مضبوط قلعوں میں تھے اور ان کی تعداد حساب و شمار سے زیادہ تھی۔ اور وہ نہایت زعم و رعونت کے ساتھ اپنا مبارز طلب کرتے تھے اور ہمارے ساتھیوں

میں سے جو ان کے مقابلہ پر جاتا تھا وہ اس کو قتل کر دیتے تھے یہانتک کہ صحابہ کی آنکھوں میں خون اُتر آیا او
وہ سب کے سب خوفزدہ اور ہراساں ہو کر اپنی جانوں کے بچانے کی فکر میں پڑ گئے اور کوئی اُن کے مقابلہ پر جا
کے لیے راضی نہیں ہوتا تھا۔ سب یہی کہتے تھے کہ ابوالحسنؑ کو جانا چاہیئے۔ آخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآل
نے مجھ کو ان کی طرف بھیجا۔ جب میں نے میدان میں قدم رکھا جو شخص بھی میرے مقابلہ پر آیا میں نے اس کو خاک
پر ڈال دیا اور جو سوار میرے قریب آیا اس کی ہڈیاں میں نے اپنے گھوڑے کے سُموں سے چُور کر دیں یہانتک
کہ کسیکو میرے مقابلہ کی جرأت نہیں رہی۔ پھر میں بھوکے شیر کے مانند جو اپنی خوراک پر جھپٹتا ہے تلوا
کھینچ کر اُن پر جا پڑا یہانتک کہ سب کو بھگا دیا۔ وہ لوگ اپنے قلعہ میں چھپ گئے اور قلعہ کے دروازہ کو بند کر ل
میں نے بقدرت ربانی دروازہ کو توڑا اور تنہا اُن کے قلعہ میں داخل ہوا اور جو مرد اُن کا نظر آتا اُس کو قتل کرتا ا
ان کی عورتوں کو اسیر کرتا یہانتک کہ اُس قلعہ کو میں نے تن تنہا فتح کیا اور خدا کے سوا کسی نے میری مدد نہیں

قطب راوندی اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جنگِ خیبر ماہ ذی الحجہ سنہ ۶ھ میں اور بعض کا ق
ہے کہ سنہ ۷ھ کے شروع میں واقع ہوئی۔ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیس روز سے زیادہ ا
محاصرہ فرمایا خیبر کے قلعوں میں چودہ ہزار یہودی تھے۔ حضرتؐ ہر ایک قلعہ کو فتح کرتے چلے گئے۔ اُن کا سب
زیادہ مستحکم قلعہ قموص تھا۔ اس کے لیے حضرتؐ نے ابوبکر کو علم دیا۔ وہ بھاگ کر واپس آ گئے۔ پھر عمر کو دیا
بھاگ کر چلے آئے تو حضرتؐ نے فرمایا کل میں علم اُس کو دوں گا جو خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا
اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ وہ بھاگنے والا نہیں ہے بلکہ حملہ کرنے والا ہے۔ صحابہ میں سے جو منافقین
کہنے لگے کہ پیغمبرؐ کے اس قول سے علیؑ تو مراد ہو نہیں سکتے، ہم تو ان کی طرف سے مطمئن ہیں کیونکہ وہ درد
کی وجہ سے اپنے پیروں کو تو دیکھ نہیں سکتے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے ان کی یہ باتیں سُنیں تو کہا اَللّٰ
لَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ یعنی خداوندا کسی چیز کو جس سے تُو روک دے اس کو کو
کرنے والا نہیں اور جسکو تُو عطا فرمائے اُس سے کوئی روکنے والا نہیں۔ جب دُوسرے روز صبح ہوئی آنحضر
اپنے خیمہ اقدس سے برآمد ہوئے علم کو خیمہ کے سامنے رکھ دیا۔ سب کی یہی تمنا تھی کہ علم اُسی کو مل جائے حتیٰ ک
عمر باوجود اس کے کہ اپنے کو آزما چکے تھے کہتے تھے کہ مجھے کبھی علم کی تمنا نہیں ہوئی سوائے اُس روز کے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علی (علیہ السلام) کو بلاؤ۔ لوگ یہ سُنکر ہر طرف سے شور کرنے لگے
آنکھیں اس طرح پُر آشوب ہیں کہ اپنے سامنے دیکھ نہیں سکتے۔ حضرتؐ نے پھر فرمایا کہ ان کو بُلاؤ۔ جب امیر المو
آئے انکی آنکھیں حضرتؐ کے لعابِ دہن مبارک سے اور آفتاب نبوت کی زیارت سے روشن و منور ہو گئ
آنحضرتؐ نے علم ان کو عنایت فرمایا اور فرمایا کہ جاؤ پہلے ان کو تین امور کی دعوت دو۔ اوّل یہ کہ مسلمان ہو
اور مسلمانوں کے احکام کو قبول کریں وہ اپنے مال و دولت کے مالک رہیں گے۔ دوسرے یہ کہ جزیہ دینا م
اس صورت میں بھی اُن کی جان و مال محفوظ ہے۔ تیسرے یہ کہ جنگ کریں۔ جب امیر المومنینؑ ان کے قلعہ
آئے وہ بغیر جنگ کے کسی امر پر راضی نہ ہوئے۔ اور مرحب حضرتؑ کے مقابلہ پر آیا۔ آپؑ نے اُس کے پیر د
کا ایک وار کیا اور پیروں کو قطع کر دیا۔ وہ گر پڑا اور باقی لشکر بھاگ کر قلعہ میں چلا گیا اور دروازہ بند کر لیا۔

قطب راوندی کی روایت کے مطابق اُن کے قلعہ میں ایک پتھر بہت بڑا تھا جس کے درمیان سُوراخ کر دیا تھا امیر المومنین نے اپنے بائیں ہاتھ سے کمان پھینک دی چونکہ داہنے ہاتھ میں تلوار لیئے ہوئے تھے۔ اپنے اُسی بائیں ہاتھ کو اُس پتھر کے سُوراخ میں ڈال کر ولایت کی قوت سے اُس دروازہ کو اپنی طرف کھینچا اور اُکھاڑ لیا۔ اور ہاتھ میں سپر کے مانند لیئے ہوئے قلعہ میں داخل ہو گئے اور اُن سے جنگ کرنے لگے جب یہودی بھاگ گئے دروازہ کو اپنے پیچھے اس طرح پھینکا کہ لشکر کے آخر میں جا کر گرا۔ جب لوگوں نے اُس فاصلہ کو ناپا تو چالیسؔ ہاتھ دُور جا کر گرا تھا۔ پھر چالیس اشخاص جمع ہوئے اور اُس پتھر کو اپنی جگہ سے نہ ہلا سکے [1]

شیخ طبرسی نے بسند موثق امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جس وقت جناب امیر علیہ السلام یہودیوں کے قلعہ کے دروازہ پر پہنچے اُن سب نے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا۔ حضرتؑ نے دروازہ کو اُکھاڑ کر سپر بنا لیا پھر اُس کو اپنی پُشت پر رکھ کر خندق کا پُل بنا دیا۔ اور لوگ تمام اُس پر سے گزرے لیکن حضرتؑ کو لوگوں کی گرانی مطلق محسوس نہ ہوئی۔ پھر دروازہ کو پھینک دیا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خوشخبری دی گئی کہ امیر المومنینؑ نے قلعہ کو فتح کر لیا آنحضرتؐ خود قلعہ کی جانب روانہ ہوئے۔ امیر المومنینؑ حضرتؐ کے استقبال کے لیئے باہر آئے جب آنحضرتؐ کی نظر جناب امیرؑ پر پڑی فرمایا کہ تمہاری لائق شکریہ کوشش اور مردانگی کی اطلاع مجھ کو ملی۔ خدا تم سے راضی ہے اور میں تم سے خوشنود ہوں۔ یہ سُنکر امیر المومنینؑ کے آنسو نکل آئے۔ پیغمبرؐ نے پُوچھا یا علیؑ روتے کیوں ہو؟ عرض کی خوشی کے آنسو ہیں کیونکہ آپؐ نے بشارت دی کہ خدا ورسُولؐ مجھ سے راضی ہیں۔

جناب امیرؑ نے جو عورتیں گرفتار کی تھیں اُن میں صفیہ دُختر حیی بھی تھیں۔ امیر المومنینؑ نے بلالؓ کو بُلا کر سپرد کیا اور فرمایا کہ رسُولؐ اللہ کے سوا کسی کو نہ سپرد کرنا۔ وُہ ان کے بارے میں جیسا مناسب سمجھیں گے کریں گے۔ بلالؓ ان کو قتلگاہ سے لے کر آئے۔ جب اُن کی نظر کُشتوں پر پڑی ایسی حالت طاری ہوئی کہ غم سے نزدیک تھا کہ ان کی جان نکل جائے۔ جب ان کو حضرتؐ کی خدمت میں لائے اور سرورِ کائنات نے جناب صفیہؓ کی ایسی کیفیت مشاہدہ فرمائی بلالؓ پر عتاب فرمایا اور فرمایا کہ شائد تیرے دل سے رحم زائل ہو چکا ہے کہ ایک کمزور دل عورت کو اُس کے

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر وعمر کا بھاگنا اور آنحضرتؐ کا یہ فرمانا کہ علم اُس کو دوں گا جو خدا اور رسُولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا ورسُولؐ اُس کو دوست رکھتے ہیں متواترات سے ہے جس کی بخاری ومسلم اور سارے محدثین عامّہ نے اپنی اپنی صحاح میں روایت کی ہے اور اکثر فضائل ومناقب جو امیر المومنینؑ کے مذکور ہوئے عامّہ کی معتبر کتابوں میں درج ہیں۔ اور یہی واقعہ اس کے لیئے جس کو تھوڑی سی بھی سمجھ ہوگی اُن حضرتؑ کی خلافت کے حق ہونے اور ابوبکر وعمر کے عدم استحقاق پہ کافی ہے اس لیئے کہ ہر عاقل سمجھتا ہے کہ جب اُن کے بھاگ آنے کے بعد آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ علم کل اس کو دُوں گا جو ان اوصاف سے متصف ہے تو یہ واضح ہو گیا کہ آنحضرتؐ کی مراد یہ ہے کہ جو لوگ بھاگ چکے ہیں اُن میں یہ اوصاف نہیں ہیں۔ اور جو شخص خدا ورسُولؐ کو دوست نہیں رکھتا اور خدا ورسُولؐ اُس کو دوست نہیں رکھتے وُہ کیونکر یہ حق رکھتے ہیں کہ وُہ خلیفۂ خدا اور دین ودُنیا کے پیشوا ہوں ۱۲

عزیزوں کے لاشوں کی طرف سے گزارتا ہے۔ پھر حضرتؐ نے جناب صفیہؓ کو آزاد کر دیا اور خود اُن سے نکاح کر لیا اُسی زمانہ میں چند روز پہلے صفیہ سے کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کی شادی ہوئی تھی۔ صفیہؓ نے ایک رات خواب دیکھا تھا کہ چاند اُن کی گود میں آگیا ہے۔ اُنہوں نے یہ خواب اپنے شوہر سے بیان کیا۔ اُس نے ان کے مُنہ پر طمانچہ مارا جس سے اُن کے رخسار سیاہ ہو گئے اور کہا یہ تمنا رکھتی ہے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) بادشاہِ حجاز تجھ کو لے لے۔ آنحضرتؐ نے جب اُن کے چہرہ پر اُس طمانچہ کا اثر دیکھا تو پُوچھا کہ تمہارا مُنہ کیوں سیاہ ہے۔ انہوں نے واقعہ بیان کیا۔ اور کتاب مشارق الانوار میں روایت ہے کہ جب صفیہ خدمتِ آنحضرتؐ میں لائی گئیں وہ نہایت حسین جمیل تھیں۔ حضرتؐ نے اُن کے چہرہ پر ایک خراش مشاہدہ فرمایا۔ اُس کا سبب پُوچھا تو صفیہ نے کہا جب علیؑ نے قلعہ کے دروازہ کو ہلایا تو تمام قلعہ ہل گیا اور عورتیں جو قلعہ کے اُوپر سے دیکھنے میں مشغول تھیں سب گر پڑیں اور میں اپنے تخت پر سے گری۔ میرا مُنہ تخت کے پائے سے ٹکرایا اور زخمی ہو گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے صفیہؓ علیؑ کا مرتبہ خدا کے نزدیک بہت بلند ہے۔ علیؑ نے جب دروازۂ قلعہ کو حرکت دی تو نہ صرف قلعہ کو زلزلہ ہوا بلکہ تمام آسمان اور تمام زمین کو زلزلہ ہوا حتی کہ عرش اعلےٰ اُس برگزیدۂ خدا کے غضب سے کانپ گیا۔ اور جب اُس شیرِ حق نے مرحب کو دو ٹکڑے کیا جبریلؑ حیرت میں غرق آنحضرتؐ کے پاس آئے۔ حضرتؐ نے پوچھا اے جبریلؑ کس بات سے تعجب ہے؟ جبریلؑ نے کہا فرشتے ملکوتِ اعلا میں ندا کر رہے ہیں لَا فَتیٰ اِلَّا عَلِیٌ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُو الْفِقَار۔ مجھے تعجب یہ ہے کہ جب میں قوم لُوط کی ہلاکت پر مامور ہوا اُن کے سات شہروں کو زمین کے نیچے ساتویں طبقہ سے جُدا کر کے اپنے بازُو کے ایک پر کے اُوپر اُٹھا لیا اور بلند کیا اور اس قدر اُونچا اُٹھایا کہ اہل آسمان اُن کے مرغ کے بانگ دینے کی آواز اور اُن کے بچوں کے رونے کی صدائیں سُننے لگے اور میں یُونہی بلند کیئے ہوئے صبح تک خدا کے حکم کا منتظر رہا۔ ان کی گرانی مجھ کو مطلق محسوس نہ ہوئی۔ اور آج جب علیؑ نے اللہ اکبر کہہ کر اور غضبناک ہو کر جو ضربت ہاشمی مرحب کے سر پر لگائی تو مجھے خدا کا حکم ہوا کہ اُن کی ضربت کی زائد از ضرورت شدت کو روک لُوں تاکہ زمین کو مع اُس کی گاؤ ماہی کے دو ٹکڑے نہ کر دے (میں نے زمین پر اپنے پر بچھا دیئے اور اُس ضربت کو روک لیا) لیکن اُس ضربت کی گرانی میرے پروں پر اُن ساتوں شہروں کی گرانی سے زیادہ تھی باوجودیکہ میکائیلؑ واسرافیلؑ ہوا میں علیؑ کے بازو کو پکڑے ہوئے تھے۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ ابن ابی الحقیق نے آنحضرتؐ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ میں امان چاہتا ہوں اور قلعہ سے آپ کی خدمت میں آنا اور گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ حضرتؐ نے منظور فرمایا۔ اُس نے خدمت میں حاضر ہو کر صلح کر لی۔ کہ اُس کی قوم کی جان کو امان دی جائے، اُن کے لڑکے بچے عورتیں اُن کے ساتھ رہنے دی جائیں اور ان کے تمام مکانات، کھیت اور مال واسباب حضرتؐ لے لیں سوائے اُن کپڑوں کے جو پہنے ہوئے ہوں تو حضرتؐ نے اُن شرائط پر صلح کر لی۔ جب اہل فدک نے یہ حال سُنا تو اُنہوں نے بھی امان طلب کی اور اسی طرح حضرتؐ سے صلح کر لی۔ پھر اہل خیبر نے کہا ہم دوسروں کی بہ نسبت اس زمین کو زیادہ بہتر آباد رکھ سکتے ہیں۔ یہ ہمارے ہی پاس رہنے دیجیئے اس کی نصف پیداوار ہم آپ کو دیا کریں گے۔ حضرتؐ نے منظور فرمایا اور اس طرح اُن سے معاملہ طے کر لیا اور یہ شرط بھی کی کہ جب حضرتؐ چاہیں گے ان کو ان کی زمینوں اور مکانوں سے نکال دیں گے

اور اہل فدک نے انہی شرطوں پر اقرار کیا۔ لہٰذا خیبر تو تمام مسلمانوں کا مال قرار پایا، چونکہ جنگ کر کے حاصل ہوا تھا؛ اور فدک آنحضرتؐ کے لیئے مخصوص ہوا اس لیئے کہ بغیر جنگ کے حاصل ہوا تھا۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر کی مہم سے فارغ ہوئے تو چاہا کہ خیبر کے قلعوں پر کسیکو بھیجیں لہٰذا عَلم ظفر شیم کو لے کر فرمایا کہ کون ہے جو اس کو اپنے حق سے اُٹھائے۔ زبیر کھڑے ہوئے اور کہا میں لیتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا دُور ہو۔ پھر سعد اُٹھے اور حضرتؐ نے اُن سے بھی یہی فرمایا۔ پھر فرمایا اے علیؑ تم اُٹھو کہ یہ تمہارا حق ہے۔ حضرت علیؑ نے عَلم کو لے لیا اور فدک کی طرف روانہ ہوئے، اور اُن سے صلح کی اس شرط کے ساتھ کہ اُن کی جانیں محفوظ رہیں گی اور اُن کے مال حضرتؐ کے ہوں گے اس لیئے فدک کے تمام قلعے اور سارے شہر اور باغات و کھیت وغیرہ آنحضرتؐ سے مخصوص ہوئے جن میں مسلمانوں کا کوئی حق نہ تھا۔ اُس وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا خداوند عالم آپ کو حکم دیتا ہے کہ اپنے قرابتداروں کو اُن کا حق دے دو۔ حضرتؐ نے پوچھا وُہ کون ہے اور وُہ حق کیا ہے؟ جبریلؑ نے کہا تمہاری قرابتدار فاطمہؑ ہیں اور تمام فدک اُن کا حق ہے۔ یہ سُنکر جناب رسولؐ خدا نے جناب فاطمہؑ کو بلایا اور ہبہ نامہ لکھ کر فدک جناب فاطمہؑ کی ملکیت میں دے دیا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی ابوبکر و عمر نے فدک کو اُن معظمہ سے چھین لیا۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فدک کا رُخ کیا۔ اہل فدک اپنے قلعوں میں سے ایک بہت مضبوط قلعہ میں محفوظ ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے اُن کو بلا کر فرمایا کہ اگر میں تمہارے اس قلعہ کو جس میں تم بند ہو گئے ہو چھوڑ کر تمہارے تمام قلعوں کو کھول کر تمہارے سب اموال پر قبضہ کر لوں تو تم کیا کرو گے۔ انہوں نے کہا ہم نے اُن قلعوں پر نگہبان مقرر کر رکھے ہیں اور اُن کی کنجیاں ہمارے پاس ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اُن کی کنجیاں خدا نے ہم کو دے دی ہیں وُہ میرے قبضہ میں ہیں۔ پھر اُن کنجیوں کو لا کر دکھایا۔ اُن لوگوں نے اُس پر عتاب کیا جسکو کنجیاں سپرد کی تھیں کہ اُس نے حضرتؐ کو کیوں دے دیں۔ اُس نے قسم کھائی کہ کنجیاں میرے پاس ہیں اُن کو میں نے ایک تھیلے میں رکھ کر صندوق میں بند کر دیا اور صندوق کو ایک مضبوط مکان میں چھپا دیا ہے اور اُس کے دروازہ میں تالا ڈال دیا ہے۔ پھر وُہ شخص اُس مکان میں گیا اور دیکھا تو قفل اپنی جگہ پر موجود تھے لیکن کنجیاں نہ تھیں۔ وہاں سے واپس آ کر کہا اب میں نے سمجھا کہ وُہ پیغمبرؐ ہیں کیونکہ میں نے کنجیاں بہت محفوظ کر رکھی تھیں۔ اور چونکہ میں اُن کو ساحر سمجھتا تھا توریت کی چند آیتیں دفع سحر کے لیئے اُن تالوں پر پڑھ دی تھیں۔ اب میں نے دیکھا تو سب تالے اپنی جگہ پر صحیح و درست ہیں مگر کنجیاں نہیں ہیں۔ اس لیئے سمجھ لیا کہ وُہ ساحر نہیں ہیں۔ پھر وُہ سب حضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے اور پُوچھا آپؐ کو کس نے یہ کنجیاں دیں۔ فرمایا جس نے جناب مُوسٰیؑ کو الواح عطا فرمائیں، اور مجھے جبریلؑ نے لا کر دیں۔ غرض وُہ لوگ قلعہ کے دروازہ کو کھول کر آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ اُن میں سے بعض مسلمان ہوئے۔ آنحضرتؐ نے اُن کے مال سے خمس لیا اور باقی اُن کے لیئے چھوڑ دیا۔ اور جو شخص مسلمان نہ ہوا اُس کے تمام مال پر حضرتؐ نے قبضہ کر لیا۔ اُس وقت آیت وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ (پ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۶) نازل ہوئی۔ حضرتؐ نے جبریلؑ سے پوچھا کہ ذی القربٰی کون ہے اور اُس کا حق کیا ہے کہا فدک فاطمہؑ کو دے دیجیئے جو اُن کی والدہ خدیجہؓ اور اُن کی بہن ہند ابی ہالہ کی طرف سے میراث ہے۔ جب آنحضرتؐ مدینہ واپس تشریف لائے جناب فاطمہؑ کو طلب فرمایا اور فدک اُن کے حوالے فرما دیا اور آیت مذکور کی

تلاوت فرمائی۔ جناب فاطمہؑ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ جو کچھ میرا مال ہے وُہ سب آپ ہی کے پاس میں چھوڑتی ہوں۔ فرمایا کہ میرے بعد تم سے لوگ نزاع کریں گے۔ پھر صحابہ کو بُلایا اور اُن کے سامنے تمام مال و سامان مع املاک فدک کے حضرت فاطمہؑ کے سپرد فرمایا۔ جناب فاطمہؑ نے مال تمام مسلمانوں پر تقسیم کر دیا اور اس کی آمدنی سے ہر سال اپنے کھانے بھر کے لیئے رکھ لیتی تھیں باقی جو کچھ بچتا تھا مسلمانوں کو دے دیتی تھیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ابوبکر و عمر نے فدک حضرت فاطمہؑ سے غصب کر لیا[۱]

کتاب اختصاص میں بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ام ایمن نے ابوبکر و عمر کے سامنے گواہی دی کہ میں ایک روز جناب سیدہؑ کے گھر میں بیٹھی تھی کہ جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا اے محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُٹھیئے کہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ فدک کے حدود پر آپؐ کے لیئے خط کھینچ دوں۔ حضرتؐ اُٹھے اور اُن کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ اور تھوڑی ہی دیر میں واپس آ گئے۔ جناب فاطمہؑ نے پُوچھا کہاں تشریف لے گئے فرمایا کہ جبریلؑ نے میرے واسطے اپنے پروں سے فدک کے حدود پر خطوط کھینچے اور مجھے دکھایا۔ اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں فدک تمہیں دے دوں۔ پھر حضرتؐ نے فدک اُن کو دے دیا اور مجھ کو اور علیؑ کو گواہ قرار دیا[۲]

کلینی اور شیخ مفید نے بسند ہائے حسن و معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے خیبر فتح کیا تو انہی کو دے دیا اس شرط پر کہ باغات کے میوے اور کھیتی کا غلہ جس قدر پیدا ہو گا اُس میں نصف کے مالک آنحضرتؐ ہوں گے۔ جب پھلوں کے توڑنے کا وقت آیا حضرتؐ نے عبداللہ بن رواحہ کو بھیجا۔ اُنہوں نے غلہ اور میوہ جات وغیرہ کا تخمینہ کر کے دو حصے کیئے اور اُن سے کہا اگر ہمارا تخمینہ اور اندازہ تم کو منظور ہو تو ہمارا حصہ دے دو اور اگر منظور نہ ہو تو ہم ہٹ جاتے ہیں۔ تم خود تخمینہ کرو ہم تمہارا حصہ دے دیں۔ وُہ بولے کہ اس انصاف کے سبب آسمان و زمین قائم ہیں۔

قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ جب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر والوں کا محاصرہ کیا یہودی نے قبیلۂ غطفان کے چودہ ہزار سواروں کو جو ان کے ہم سوگند تھے مدد کے لیئے بلا لیا تھا۔ حضرتؐ کے پہنچتے ہی کسی نے اُن کے درمیان ندا کی کہ اے قبیلۂ غطفان والو اپنے قبیلہ میں واپس چلے جاؤ کہ وہاں کے لوگوں پر دشمنوں نے حملہ کر دیا ہے۔ وُہ سب یہ سُنکر واپس گئے اور وہاں جا کر دیکھا تو کوئی دشمن نہ تھا۔ تو ان لوگوں نے جانا کہ یہ خدا کی جانب سے تنبیہ کی گئی ہے۔ اُدھر آنحضرتؐ نے یہودیوں پر فتح پائی اور جناب امیرؑ نے ان کے سب سے مستحکم قلعہ کو سر کیا۔ بس ایک قلعہ رہ گیا تھا جس میں انہوں نے اپنے تمام مال اور کھانے کی چیزیں جمع کر رکھی تھیں اُس میں کوئی ایسا راستہ نہ تھا جس سے اُس پر حملہ کیا جا سکتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس قلعہ کا محاصرہ فرمایا۔ چند روز کے بعد ایک یہودی اُن میں سے حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا اے محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھ کو اور میرے بچوں اور عورتوں کو امان دیجیئے، میرا مال

[۱] مؤلف فرماتے ہیں کہ اس روایت کی تائید میں دوسری روایت فتح فدک کے متعلق ابواب معجزات میں گزر چکی۔۱۲
[۲] مؤلف فرماتے ہیں کہ قصۂ فدک اور اس کا غصب کیا جانا عنقریب مفصل بیان کیا جائے گا۔۱۲

مجھ کو بخش دیجیئے تو میں آپ کو بتاؤں کہ کس راہ سے اُس قلعہ کو فتح کیا جا سکتا۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے تم کو امان دی بتاؤ۔ یہودی نے ایک مقام پر نشان لگا دیا اور کہا حکم دیجیئے کہ یہاں نقب لگائی جائے۔ وہ نقب اُن کے ذخیرۂ آب تک پہنچی ہے آپ اُن کے پانی پر قبضہ کر لیجیئے گا تو وہ بہت جلد قلعہ کو آپ کے حوالے کر دیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا ممکن ہے کہ خدا اس سے بہتر کوئی ذریعہ اس کی فتح کا پیدا کر دے۔ لیکن تیری امان برقرار ہے۔ دوسرے روز حضرتؐ سوار ہوئے اور مسلمانوں سے فرمایا کہ میرے پیچھے آؤ اور قلعہ کی جانب روانہ ہوئے۔ وہ کفار قلعہ کے اُوپر سے تیر اور پتھر برابر پھینک رہے تھے جو حضرت کے داہنے اور بائیں سے نکل جاتے تھے اور حضرتؐ کے اعجاز سے نہ آنحضرتؐ کو اور نہ کسی مسلمان کو کوئی اذیت پہنچتی تھی۔ یہانتک کہ حضرتؐ ان کے قلعہ کے دروازہ تک پہنچے اور اپنے دستِ مبارک سے قلعہ کی دیواروں کی طرف اشارہ کیا۔ دیواریں زمین میں دھنس گئیں اور اُن کے سرے زمین سے برابر ہو گئے۔ حضرتؐ نے حکم دیا تو مسلمان بے مشقت و تکلیف قلعہ میں داخل ہو گئے اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

قطب راوندی نے امیر المؤمنین علیہ السّلام سے روایت کی ہے وہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ جب ہم آنحضرتؐ کے ساتھ خیبر سے واپس آئے ایک نہر کے پاس پہنچے جو پانی سے بھری ہوئی تھی اُس کی گہرائی چودہ آدمیوں کے قد کے برابر اندازہ کی گئی۔ لوگوں نے عرض کی یارسُولؐ اللہ دشمن ہمارے پیچھے ہیں اور یہ نہر ہمارے سامنے ہے جیسا کہ حضرت موسٰیؑ کے ہمراہیوں نے کہا تھا [انّا لمدرکون] یہ سُنکر حضرتؐ پیادہ ہوئے اور دُعا کی پالنے والے ہر پیغمبر کے لیئے تُو نے ایک علامت قرار دی لہٰذا ہمارے لیئے بھی اپنی قدرت کا اظہار فرما۔ پھر حضرتؐ نے پانی پر تازیانہ مارا اور سوار ہو کر فرمایا میرے پیچھے آؤ۔ بسم اللہ کہا اور پانی پر روانہ ہوئے اور صحابہ حضرتؐ کے پیچھے چلے گھوڑوں کے سُم اور اونٹوں کے پیر تک تر نہ ہوئے اور سب پانی سے گذر گئے۔

شیخ طبرسیؒ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فتح خیبر سے فارغ ہوئے تو آپؐ کو اطمینان ہوا اور آپ نے وہیں قیام فرمایا۔ حارث بن سلام کی بیٹی زینب نے جو مرحب کے بھائی کی لڑکی تھی ایک گوسفند کو بریاں کیا اور حضرتؐ کے لیئے ہدیہ لائی اُس نے پہلے معلوم کر لیا تھا کہ حضرتؐ کو کون سا حصّہ زیادہ مرغوب ہے لوگوں نے بتا دیا تھا کہ حضرتؐ دستِ گوسفند زیادہ پسند فرماتے ہیں۔ اُس نے دست میں بہت زیادہ زہر ملا دیا اور اس کے اور تمام اعضا میں بھی زہر ملایا اور حضرتؐ کے پاس لائی۔ حضرتؐ نے دست میں سے ایک لقمہ اُٹھا کر دہن میں رکھا بشر بن براء بن معرور بھی حضرتؐ کی خدمت میں حاضر تھے انہوں نے بھی ایک لقمہ لے کر دانتوں سے توڑا۔ حضرتؐ نے ہاتھ روک لیا اور فرمایا کہ اس کو مت کھاؤ۔ اس لقمہ نے مجھے آگاہ کیا کہ اس میں زہر ملایا گیا ہے۔ پھر حضرتؐ نے اُس یہودیہ کو طلب فرمایا اور پُوچھا کہ تُو نے ایسا کیوں کیا اُس نے کہا آپ نے میری قوم کو کس طرح تباہ کیا ہے وہ آپ جانتے ہیں میں نے سوچا کہ اگر یہ شخص پیغمبر ہے تو جان لے گا کہ یہ زہر آلود ہے۔ اور اگر بادشاہ ہے تو ہم اُس سے نجات پا جائیں گے لیکن اُس خلق مجسّم نے اُس کو معاف کر دیا اور بشر بن براء اُسی لقمہ سے شہید ہو گئے۔

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا وقت آیا بشر کی ماں حضرتؐ کی عیادت کو آئیں آپ نے فرمایا مادرِ بشر میں نے جس روز سے وہ لقمہ خیبر میں تمہارے فرزند کے ساتھ کھایا ہے ہر سال اُس کا زہر جوش میں آیا کرتا تھا اور مجھے بیمار و رنجور کر دیا کرتا تھا۔ لیکن اس مرتبہ اُس نے میری پُشت کی رگیں توڑ ڈالیں۔ مسلمانوں کا بیان ہے کہ پیغمبرؐ

بھی اُسی زہر سے شہید ہوئے۔

شیخ طبرسی نے بسند موثق حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے خیبر جانے سے پہلے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی بادشاہِ حبشہ کے پاس پیغام دے کر بھیجا اور اُس کو اسلام کی دعوت دی اور جناب جعفرؓ اور اُن کے ہمراہیوں کو طلب فرمایا جب حضرتؐ کا نامہ اس کو ملا وہ مسلمان ہو گیا اور جناب جعفرؓ اور آپ کے ساتھیوں کو خلعتہائے فاخرہ پہنائے اور اُن کے لیئے سامانِ سفر بہت عمدہ اور بہتر مہیا کیئے اور دو کشتیوں میں سوار کر کے مدینہ کی جانب روانہ کیا۔ جناب جعفرؓ فتح خیبر کے روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے کلینی، شیخ طبرسی اور ابن بابویہ وغیرہ نے حسن، صحیح اور معتبر سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے اور امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں بعض روایت مذکور ہے کہ روز فتح خیبر آنحضرتؐ کو جناب جعفرؓ کے واپس آنے کی خبر پہنچی تو حضرتؐ نے فرمایا میں نہیں سمجھ سکتا کہ ان دونوں نعمتوں میں سے کس پر زیادہ خوش و مسرور ہوں۔ خیبر کی فتح پر یا جعفرؓ کی واپسی پر اسی اثناء میں حضرت جعفرؓ نمودار ہوئے۔ جب اُن پر حضرتؐ کی نظر پڑی آپؐ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور حضرت امام حسن عسکریؑ کی روایت کے مطابق بارہ قدم بڑھ کر پیشوائی کی اور ان کو سینہ سے لگایا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اور فرمایا اے جعفر کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں کچھ دوں کیا چاہتے ہو کہ کوئی بہتر چیز تم کو عطا کروں۔ اسیطرح کئی بار فرمایا۔ دُنیا طلب لوگوں نے سمجھا کہ حضرتؐ ان کو بہت سا مال یا کوئی ولایت اور سلطنت عطا فرمائیں گے۔ لہٰذا سبھوں نے گردنیں بلند کر کے دیکھنا شروع کیا کہ دیکھیں کہ حضرتؐ ان کو کیا عطا فرماتے ہیں۔ حضرتؐ نے اُن سے فرمایا کہ میں تم کو ایک نماز تعلیم کرتا ہوں کہ جب اس کو بجا لاؤ گے تمہارے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے اور ہر روز پڑھ لیا کرو تو تمہارے واسطے دُنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اُن سب سے بہتر ہے۔ اور جو شخص اس نماز کو بجا لائے گا اُس کے ثواب میں سے بھی تم کو حصّہ ملے گا۔ پھر وہ طریق تعلیم فرمایا جو نمازِ جعفر طیارؑ کے نام سے کتابوں میں درج ہے۔

شیخ طوسیؒ نے امالی میں حُذیفہ بن الیمان سے روایت کی ہے کہ جب حضرت جعفرؓ مدینہ میں آئے آنحضرتؐ خیبر میں مقیم تھے جناب جعفرؓ اُن کے لیئے ہدیئے لائے تھے جس میں خوشبو اور کپڑے وغیرہ تھے وہ سب حضرتؐ کی خدمت میں لے گئے۔ حضرتؐ نے اُس لباس میں سے ایک چادر اُٹھا کر فرمایا کہ یہ اُس کو دُوں گا جو خدا اور رسُولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسُولؐ اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ صحابہ نے گردنیں اس کے لیئے بلند کیں۔ آپؐ نے فرمایا علیؑ کہاں ہیں۔ عمار یاسر یہ سنتے ہی دوڑے اور جناب امیرؑ کو بُلا لائے۔ حضرتؐ نے وہ چادر اُن کو عطا فرمائی۔ چونکہ سونے کے تاروں سے تیار کی گئی تھی، حضرت علیؑ نے مدینہ پہنچ کر بازار بقیع میں ایک زرگر کو دیا کہ اس کے تاروں کو علیحدہ نکال دے۔ اُس نے الگ کیا تو ہزار مثقال سونا نکلا۔ حضرتؑ نے اُس کو فروخت کیا اور تمام قیمت فقیروں اور مہاجر و انصار کے مسکینوں پر تقسیم کر دی اور گھر آئے تو آپؑ کے پاس اُس سونے میں سے ایک ذرّہ بھی باقی نہیں رہا تھا۔ دوسرے روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے ملاقات کی صحابہ کی ایک جماعت حضرتؐ کے ساتھ تھی جس میں جناب عمارؓ اور حذیفہ بھی تھے۔ حضرتؐ نے امیرؑ المؤمنین سے فرمایا کہ تم کو کل ہزار مثقال سونا ملا ہے آج ہم اس گروہ صحابہ کے ساتھ تمہارے گھر دوپہر کو کھانا کھائیں گے۔ امیرؑ المؤمنین کے گھر میں اُس روز تھوڑی بہت کوئی چیز نہ تھی۔ آپکو

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عذر کرتے ہوئے شرم آئی اور کہا ہاں یا رسولؐ اللہ آئیے اور جو شخص چاہے آئے غرض جناب رسولؐ خدا امیرالمومنین کے خانۂ اقدس میں داخل ہوئے اور اپنے رفیقوں کو بھی لے گئے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ ہم پانچ افراد تھے۔ مَیں تھا، عمار، سلمان، ابوذر اور مقداد تھے۔ جناب امیرؑ نے جناب سیدہؑ سے چاہا کہ کچھ کھانا مہمانوں کے لیے طلب کریں۔ جب گھر میں تشریف لے گئے دیکھا کہ ایک پیالہ ثرید گھر کے درمیان میں رکھا ہے جس میں سے بھاپ نکل رہی ہے اور بہت سا گوشت اُس کے اُوپر رکھا ہوا ہے اور مشک کی خوشبو اُس میں سے نکل رہی ہے۔ امیرالمومنینؑ وُہ کاسہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ ہم سب نے اُس میں سے کھایا اور سیر ہو گئے مگر اُس میں کچھ کمی نہ ہوئی۔ پھر آنحضرتؐ اُٹھے اور جناب سیدہؑ کے پاس تشریف لے گئے اور پُوچھا اے فاطمہؑ یہ کھانا کہاں سے آیا۔ معصومہؑ نے عرض کی کہ یہ کھانا خدا کی جانب سے آیا تھا بیشک وُہ جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ آبدیدہ ہم لوگوں کے پاس واپس آئے اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں اپنی بیٹی کے بارے میں وُہ شرف دیکھ لیا جو جناب زکریاؑ نے مریمؑ کے لیے مشاہدہ کیا تھا کہ وُہ جب اُن کے محراب عبادت میں جاتے تو میوے وغیرہ دیکھتے تو دریافت کرتے کہ اے مریم یہ کہاں سے آئے تو وُہ کہتی تھیں کہ خدا کی طرف سے بیشک خدا جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔

شیخ طبرسیؒ عبدالرحمٰن بن ابی لیلےٰ سے روایت کرتے ہیں کہ امیرالمومنینؑ شدت کی گرمیوں میں کبھی اُون کے دو کپڑے پہنتے اور کبھی جاڑوں میں باریک دو کپڑے پہنکر نکلتے اور آپ کو پروا نہ ہوتی تھی۔ میرے احباب نے میرے پاس آکر اس کا سبب دریافت کیا۔ میں نے لاعلمی ظاہر کی تو انہوں نے کہا اپنے والد سے کہنا کہ وُہ اکثر امیرالمومنینؑ کی خدمت میں راتوں کو حاضر رہتے ہیں شاید اس کی وجہ وُہ معلوم کریں۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں نے جب اپنے والد سے دریافت کیا تو اُنھوں نے ایک رات خود جناب امیرؑ سے پوچھا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ کیا خیبر میں ہمارے ساتھ تم نہیں تھے عرض کی ہاں تھا۔ تو فرمایا کہ کیا تم نے نہیں سُنا تھا اُس وقت جبکہ ابوبکر و عمر حضرتؐ کے عَلَم کو میدان سے واپس لائے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ آج میں علم اُس مرد کو دُوں گا جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسولؐ اُس کو دوست رکھتے ہیں۔ خدا اُسی کے ہاتھ پر قلعہ کی فتح عطا فرمائے گا۔ وُہ بہت حملے کرنے والا ہے، بھاگنے والا نہیں ہے۔ پھر مجھ کو طلب کیا اور عَلَم میرے ہاتھ میں دیا اور فرمایا خداوندا اس کو گرمی اور سردی سے محفوظ رکھ۔ پھر اُس کے بعد سے نہ مجھ کو گرمی کا کبھی احساس ہوا نہ سردی معلوم ہوئی۔ اس حدیث کو بیہقی نے جو علمائے عامہ میں بہت مشہور ہیں کتاب دلائل النبوۃ میں بہت سی احادیث خیبر اور امیرالمومنینؑ کے مناقب کے ساتھ درج کیا ہے جو سابقاً مذکور ہو چکیں۔

چالیسواں ۴۰ باب

غزوۂ عمرۂ قضا اور آنحضرتؐ کا بادشاہوں کو دعوتِ اسلام دینا اور غزوۂ موتہ تکؐ کے تمام واقعات

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ خیبر سے واپس آئے اُسامہ ابن زید کو ایک لشکر کے ساتھ فدک کے اطراف میں یہودیوں کے ایک شہر پر بھیجا کہ ان کو اسلام کی دعوت دیں انہی شہروں میں سے کسی شہر میں ایک مرد یہودی رہتا تھا جس کو مرداس بن نہیک فدکی کہتے تھے۔ جب اُس نے حضرتؐ کے لشکر کو مشاہدہ کیا اُس نے اپنا تمام مال و اسباب اور اہل و عیال کو جمع کیا اور سب کو لے کر پہاڑ پر چلا گیا اور وہاں سے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا نعرہ لگاتا رہا اُسامہ نے اُس کے اسلام کو باور نہ کیا، اور نیزہ مار کر اُس کو مار ڈالا۔ جب آنحضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے اور واقعہ بیان کیا حضرتؐ نے فرمایا جب اُس نے کلمۂ اسلام زبان پر جاری کیا تو تم نے اُسے کیوں قتل کیا۔ اُسامہ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ اُس نے قتل کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا تُو نے اُس کے دِل کو چیر کر دیکھا تھا کہ وُہ خوف سے کلمہ پڑھ رہا ہے۔ تجھ کو اُس کے دل سے کیا واسطہ تھا۔ اُسی وقت یہ آیت نازل ہوئی:۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (پ ۵ آیت ۹۴ سورۃ النسا) یہ سُنکر اُسامہ نے عہد کیا کہ آیندہ کبھی اُس سے جنگ نہ کروں گا جو کلمہ پڑھ لے گا اور اسی عذر کو بہانہ قرار دیا۔ اور امیرالمومنینؑ کے ساتھ جنگوں میں شریک نہ ہوا۔ اُس کا یہ عذرِ آخر گناہِ اول سے بدتر تھا۔

شیخ طبرسی اور دُوسرے محدثین نے روایت کی ہے کہ حُدیبیہ کی واپسی کے بعد دوسرے سال ماہ ذیقعدہ ۷ھ میں آنحضرتؐ اصحاب کے ساتھ قضائے عمرۂ حدیبیہ کے لیے پھر مکہ کی جانب متوجہ ہوئے اور عمرہ بجا لائے اور مکہ معظمہ میں تین روز قیام فرمایا اُس کے بعد مدینہ واپس آئے۔ اور زہری سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے جعفر بن ابی طالبؑ کو پہلے مکہ بھیج دیا تھا کہ میمونہؓ دختر حارث کی آنحضرتؐ کے لیے خواستگاری کریں۔ میمونہؓ نے جناب عباسؓ کو اپنا وکیل بنایا کیونکہ ان کی بہن ام الفضل جناب عباسؓ سے منسوب تھیں۔ جناب عباسؓ نے میمونہؓ کا نکاح حضرتؐ سے کر دیا۔ جب آنحضرتؐ مکہ میں داخل ہوئے تمام مشرکین پہاڑوں پر چلے گئے اور مکہ کو آنحضرتؐ کے لیے خالی کر دیا اور پہاڑوں پر سے حضرتؐ کے اصحاب کو دیکھتے تھے۔ حضرتؐ نے اصحاب کو حکم دیا کہ اپنے کندھوں کو پھیلا کر طواف و سعی میں دوڑیں تاکہ کفار ان کی طاقت اور جسم کی فراخی مشاہدہ کریں اور اُن پر رعب طاری ہو۔ غرض وُہ لوگ طواف میں مشغول تھے۔ عبداللہ بن رواحہ حضرتؐ کے آگے آگے رجز پڑھ رہے تھے اور تلوار حمائل کیے ہوئے تھے۔

کلینی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرۂ قضا میں کفار سے شرط کی تھی کہ اپنے بتوں کو صفا سے ہٹا لیں گے تب مسلمان طواف کیا کریں گے۔ مسلمانوں میں سے

ایک شخص کسی کام میں مشغول تھا اُس نے تین روز تک طواف نہیں کیا تو قریش اپنے بتوں کو واپس لائے۔ لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ فلاں شخص نے سعی نہیں کی ہے اور قریش بتوں کو اپنی جگہ پہلے آئے ہیں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل کی اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا (پ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۵۸) بیشک صفا و مروہ شعائرِ خدا اور اس کی عبادت کے مقام ہیں لہٰذا جو شخص خانہ کعبہ کا حج کرے یا عمرہ بجا لائے تو اُس کے لیئے کوئی حرج نہیں ہے کہ صفا و مروہ کے درمیان طواف کرے ایسی حالت میں کہ وہاں بُت موجود ہوں۔ پھر روایت کی ہے کہ جب تین روز گزر گئے اور حضرتؐ نے مکہ سے واپسی کا قصد کیا تو جناب حمزہؓ کی بیٹی نے حضرتؐ کو پیچھے سے ندا دی کہ چچا جان مجھے مکہ میں مت چھوڑیئے۔ امیر المؤمنینؑ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ اپنے چچا کی بیٹی کو ساتھ لے لو۔

کتب معتبرہ میں مذکور ہے کہ ہجرت کے چھٹے سال آنحضرتؐ نے بادشاہوں کو خط بھیجا اور اُن کو اسلام کی دعوت دی۔ اُسی سال آپ نے اپنے واسطے ایک نگینہ پر کندہ کرایا اور اُسی سال ماہِ ذی الحجہ میں چھ اشخاص کو بادشاہوں کی طرف روانہ کیا۔ حاطب ابن بلتعہ کو مقوقس کے پاس بھیجا، دحیہ بن خلیفہ کلبی کو قیصر بادشاہِ روم کے پاس، عبداللہ ابن حذافہ کو کسریٰ بادشاہِ عجم کے پاس، عمرو بن اُمیہ ضمری کو نجاشی بادشاہِ حبشہ کے پاس، شجاع بن وہب کو حارث بن ابی شمر غسانی کے پاس اور سلیط بن عمرو عامری کو ہودت بن علی حنفی کے پاس بھیجا۔ مقوقس کے پاس جب حضرتؐ کا خط پہنچا اُس نے بہت احترام کیا اُس کو بوسہ دیا اور جواب میں لکھا کہ میں جانتا ہوں کہ ایک پیغمبر ہونے والا ہے چاہیئے کہ وہ مبعوث ہو۔ میں نے آپؐ کے قاصد کا احترام کیا اور آنجنابؐ کے واسطے چار کنیزیں بھیجتا ہوں جن میں سے ایک جناب ابراہیمؑ کی ماں اور اُن کی بہن سیرین تھیں ؛ اور ایک خچر بھیجا جس کو عفیر کہتے تھے بعض نے عفور بیان کیا ہے۔ اور ایک ٹٹو جس کو دُلدُل کہتے تھے۔ لیکن مسلمان نہیں ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کا ہدیہ قبول فرمایا اور فرمایا کہ اُس نے بادشاہی کے سبب نخوت کی حالانکہ اُس کی بادشاہی کو بقا نہ ہوگی۔ ماریہ کو اپنے واسطے مخصوص فرمایا اور سیرین کو حسان بن وہب کو بخش دیا۔

قیصر یعنی ہرقل بادشاہِ روم ایک روز صبح بہت غمگین تھا۔ علما نے اُس سے وجہ دریافت کی اُس نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ ختنہ کرنے والا بادشاہ ظاہر ہوا ہے۔ علما نے کہا یہودیوں کے سوا کوئی قوم ختنہ نہیں کرتی۔ اور وہ آپ کی حکومت اور سلطنت میں رہتے ہیں حکم ہو تو سب کو مار ڈالیں تاکہ اُن کی طرف آپ کو اطمینان ہو جائے۔ یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ حاکم بصرہ کی جانب سے ایک قاصد پہنچا جو اپنے ساتھ ایک مردِ عرب کو لایا اور کہا اے بادشاہ یہ شخص عرب کا رہنے والا ہے اور چند عجیب امور جو اس کے ملک میں رونما ہوئے ہیں بیان کرتا ہے۔ ہرقل نے اپنے ترجمان کے ذریعہ دریافت کیا۔ مردِ عرب نے کہا ہمارے درمیان ایک شخص پیدا ہوا ہے جس نے پیغمبری کا دعوےٰ کیا ہے اور ایک گروہ نے اس کی اطاعت کر لی ہے اور دوسرے لوگ مخالفت کرتے ہیں اور ان کے درمیان جدال و قتال کی آگ بھڑکی ہوئی ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو برہنہ کرو۔ لوگوں نے برہنہ کیا تو دیکھا کہ وہ ختنہ شدہ ہے تو ہرقل نے کہا اب میرے خواب کا اثر ظاہر ہوا۔ پھر اپنے سپہ سالار کو طلب کیا اور کہا ملک شام میں تلاش کرو شاید کوئی شخص مل جائے جو اس مرد سے رشتہ رکھتا ہو جو پیغمبری کا دعویٰ

کرتا ہے۔ اگر کوئی مل جائے تو میرے پاس لاؤ۔ اُس نے تلاش کیا تو ابوسفیان کو پایا اور ہرقل کے پاس لے گیا۔ ابن عباس سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوسفیان کو بیان کرتے ہوئے سُنا ہے وہ کہتا تھا کہ جب ہم نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صلح کر لی قریش کے ایک گروہ کے ساتھ تجارت کے لیئے شام گیا۔ ہرقل کی طرف سے سواروں کے ایک گروہ کے ساتھ ایک قاصد آیا اور ہم کو اُٹھا کر اُس کے پاس لے گیا۔ ہم اُس کے دربار میں اُس وقت پہنچے جبکہ اُس نے ایک عظیم الشان مجلس ترتیب دی تھی۔ اور رُوم کے تمام رؤسا و امراء سب اُس میں موجود تھے۔ اُس نے ایک مترجم بلا کر اُس کے ذریعہ سے پوچھا کہ تم میں کون شخص اُس سے قرابت میں زیادہ نزدیک ہے جس نے پیغمبری کا دعوےٰ کیا ہے۔ ابوسفیان نے کہا میں ہوں۔ ہرقل نے کہا کہ اُس کو میرے نزدیک لاؤ اور اس کے ساتھیوں کو پیچھے رکھو۔ پھر اپنے ترجمان سے کہا کہ اس کے ساتھیوں سے کہہ دو کہ میں اس شخص سے سوال کرتا ہوں اُس مرد کے بارے میں جس نے پیغمبری کا دعوےٰ کیا ہے۔ اگر یہ شخص سچ بیان کرے تو ہم کو بتا دینا کہ سچ کہتا ہے اور اگر جھوٹ باتیں کرے تو آگاہ کر دینا۔ ابوسفیان نے کہا اگر ایسا نہ ہوتا کہ مجھے اُس وقت اس خوف سے جھوٹ بولنے سے شرم آتی کہ میرا جھوٹ اس پر ظاہر ہو جائے گا تو تمام باتیں جھوٹ ہی کہتا۔ غرض اُس نے پہلا سوال جو کیا وہ یہ تھا کہ اُس شخص کا نسب تم میں کیسا ہے۔ ابوسفیان کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ سب سے بلند نسب والا اور عرب میں سب سے نجیب ہے۔ بادشاہ نے پوچھا اُس سے پہلے تمہارے درمیان کسی دوسرے شخص نے دعوےٰ کیا تھا میں نے کہا نہیں۔ اُس نے پوچھا کہ اُس کے آبا و اجداد میں کوئی بادشاہ رہا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ اُس نے پوچھا کیا قوم کے بڑے لوگوں نے اس کی پیروی کی ہے یا کمزوروں اور غریبوں نے۔ میں نے کہا غریبوں نے۔ اُس نے پوچھا کیا روز بروز اُس کے پیروی کرنے والے زیادہ ہوتے جاتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ اُس نے پوچھا جو شخص اُس کے دین میں داخل ہوتا ہے کیا بعد میں کبھی پشیمان ہوتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اُس نے پوچھا کیا پہلے کبھی اُس سے کوئی جھوٹ ظاہر ہوا ہے میں نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا کبھی کوئی مکر و فریب اُس نے کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ ہم نے اس درمیان میں اُس سے کچھ عہد و پیمان کیئے ہیں اور ایک مدت کے لیئے صلح کر لی ہے ہم نہیں سمجھ سکتے کہ وہ اس صلح میں ہمارے ساتھ مکر و فریب کرے گا یا نہ کرے گا۔ ابوسفیان کہتا ہے کہ سوائے اس کلمہ کے میں اور کوئی بات داخل نہ کر سکا۔ پھر بادشاہ نے پوچھا اس وقت تک تم نے اُس سے کبھی جنگ بھی کی ہے میں نے کہا ہاں۔ اُس نے پوچھا جنگ میں کیا صورت رہی؟ میں نے کہا کبھی ہم غالب ہوتے ہیں کبھی وہ غالب ہوتا ہے۔ اُس نے پوچھا وہ تم لوگوں کو کس بات کی تکلیف دیتا ہے۔ میں نے کہا وہ نماز و صدقہ اور پرہیزگاری اور صلۂ رحم کا حکم دیتا ہے۔ پھر بادشاہ نے ترجمان سے کہا کہ ابوسفیان کو بتائے کہ میں نے اُس کے نسب کے بارے میں اس لیئے پوچھا کہ پیغمبر کو چاہیئے کہ اپنی قوم میں نسب شریف رکھتا ہو اور اُس کی قوم میں کسی نے اُس سے پہلے ایسا دعوےٰ کیا ہے یہ سوال اس لیئے کیا کہ اگر کسی نے دعوےٰ کیا ہوتا تو میں کہتا کہ اس نے بھی اُسی کی پیروی کی ہے۔ اُس کے آبا و اجداد میں کوئی بادشاہ ہوا تھا یہ اس لیئے پوچھا کہ اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ وہ اپنے باپ دادا کی بادشاہی چاہتا ہے۔ کبھی وہ جھوٹ بولا ہے یہ میں نے اس سبب سے پوچھا کہ جب وہ لوگوں پر جھوٹ نہیں باندھتا تو خدا پر کیونکر جھوٹ باندھ سکتا ہے۔ اور یہ سوال کہ رئیسوں اور امیروں نے اس کی متابعت کی یا کمزوروں اور غریبوں نے اس وجہ سے کیا کہ جانتا ہوں کہ ہمیشہ کمزوروں اور فقیروں نے انبیاء کی

ایضاً راوندی نے روایت کی ہے کہ ہرقل نے غسّان کے قبیلہ کے ایک شخص کو آنحضرتؐ کی خدمت میں بھیجا کہ آنحضرتؐ کے عادات و خصائل کو مشاہدہ کرے اور تین باتوں کا خاص طور سے خیال رکھے اوّل یہ کہ کس چیز پر بیٹھتے ہیں دُوسرے یہ کہ آپؐ کی داہنی جانب کون بیٹھتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر ممکن ہو تو مہرِ نبوت دیکھ لے جب وُہ غسّانی حضرتؐ کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ زمین پر تشریف فرما ہیں اور آپ کی داہنی طرف علیؑ بن ابی طالبؑ بیٹھے ہیں۔ آنحضرتؐ کے پائے مبارک پانی میں ہیں اور پانی آپ کے پیروں کے نیچے سے جوش مار رہا ہے۔ پُوچھا وُہ کون ہے جو داہنی جانب بیٹھا ہے؟ معلوم ہوا کہ وُہ حضرتؐ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ غسّانی تیسری بات بھُول گیا تو حضرتؐ نے اُس سے باعجاز فرمایا کہ آ اور دیکھ جس کا تیرے بادشاہ نے حکم دیا تھا۔ یہ سُنکر وُہ اُٹھا اور حضرتؐ کی پُشت پر مُہرِ نبوّت مشاہدہ کی۔ جب وُہ ہرقل کے پاس واپس گیا تو یہ تمام حالات بیان کیئے۔ ہرقل نے کہا یہ وُہی پیغمبر ہے جس کی حضرت عیسٰیؑ نے بشارت دی ہے کہ وُہ اُونٹ پر سوار ہوگا۔ لہٰذا اُس کی متابعت کرنا اور اُس کی تصدیق کرنا۔ پھر ہرقل نے آنحضرتؐ کے قاصد سے کہا کہ میرے بھائی کے پاس یعنی آنحضرتؐ کے پاس جاؤ۔ اور اُن سے کہو کہ وُہ میرے ساتھ بادشاہی میں شریک ہوجائیں میں اپنی بادشاہی کو نہیں ترک کر سکتا۔

کسرٰے بادشاہِ عجم کے پاس حضرتؐ کا قاصد پہنچا تو اُس نے حضرتؐ کا خط پڑھا اور پھاڑ ڈالا۔ حضرتؐ نے اُس کے بارے میں نفرین فرمائی کہ اس کی بادشاہی جلد زائل ہوجائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ روایت میں ہے کہ سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عبداللہ بن حذافہ کو اُس کے پاس بھیجا اور خط لکھا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یہ خط ہے خدا کے رسول محمدؐ کی جانب سے فارس کے بادشاہ کسرٰے کی طرف۔ سلامتی اُس کے لیئے ہے جو ہدایت کی پیروی کرے اور خدا اور رسولؐ پر ایمان لائے اور شہادت دے کہ خدا واحد و یکتا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں۔ محمدؐ اُس کے بندہ اور رسولؐ ہیں۔ اے کسرٰے میں تجھ کو خدا کی طرف دعوت دیتا ہوں اس لیئے کہ میں تمام لوگوں کی طرف اُس کا رسُولؐ ہوں تاکہ میں ہر زندہ انسان کو اُس کے عذاب سے ڈراؤں اور کافروں پر حجت خدا تمام ہو لہٰذا تُو مسلمان ہوجا تاکہ عذابِ خدا سے تُو امن میں رہے اور اگر تُو انکار کرے گا تو تمام مجوسیوں کا گناہ تیرے سر ہوگا۔ جب اُس ملعون نے حضرتؐ کا خط پڑھا غضبناک ہوا اور خط کو چاک کر دیا اور کہا میرا غلام مجھ کو ایسا خط لکھتا ہے اور اپنا نام میرے نام سے پہلے لکھتا ہے جب حضرتؐ کو اس کی اطلاع ہوئی تو فرمایا خدا اُس کی بادشاہی کو بھی اسیطرح منتشر کردے گا جس طرح اُس نے میرا خط چاک کرکے منتشر کیا ہے۔ دُوسری روایت کے مطابق اُس نے ایک مٹھی خاک حضرتؐ کے لیئے بھیجی۔ حضرتؐ نے فرمایا میری اُمّت بہت جلد اُس کی سرزمین کی مالک ہوگی جیسا کہ اُس نے مٹی میرے لیئے بھیجی ہے۔ پھر کسرٰی نے باذان کو خط لکھا جو یمن میں اُس کی طرف سے عامل تھا کہ دُو شخصوں کو جو قوی اور تنومند ہوں حجاز میں اُس کے پاس بھیجے جو پیغمبری کا دعوٰے کرتا ہے اور اپنا نام میرے نام سے پہلے لکھتا ہے اور مجھ کو اپنے دین کی دعوت دیتا ہے تاکہ اُس کو گرفتار کرکے میرے پاس لائیں۔ ایک روایت کے مطابق یہ کہ تُو اس سے کہہ دے کہ اس دعوٰے سے باز آجائے ورنہ لشکر بھیجکر اُس کے ملک کو خراب و برباد کر دوں گا اور اُس کو گرفتار کرلوں گا۔ یہ حکم پاکر باذان نے دو شخص بانوبہ اور خرخسک کو حضرتؐ کے پاس بھیجا۔ اور ایک روایت کے مطابق فیروز اور دیلمی کو بھیجا اور خط لکھا کہ بادشاہِ عجم کا فرمان آیا ہے کہ تم ان کے ساتھ اُس کے پاس چلے جاؤ

پیروی کی ہے۔ اور یہ جو پوچھا کہ اُس کے تابع زیادہ ہوتے رہتے ہیں یا کم تو ایمان کا معاملہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ روز بروز اُس کے انصار و مددگار بڑھتے جاتے ہیں یہانتک کہ وُہ مستقر اور تمام ہوجائے۔ اور یہ کہ اُس کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی پھر پلٹتا ہے یا نہیں اس لیئے پُوچھا کہ دینِ حق جس دل میں قرار پکڑتا ہے پھر زائل نہیں ہوتا اور یہ کہ وُہ مکر و فریب کرتا ہے اس لیئے پوچھا کہ پیغمبرانِ خدا کبھی مکر و فریب نہیں کرتے۔ اور یہ کہ کن باتوں کا حکم دیتا ہے اس لیئے پُوچھا کہ پیغمبر ہمیشہ نیکی کا حکم دیتا ہے اور بُرائیوں سے منع کرتا ہے۔ اے ابوسفیان تُونے جو کچھ میرے جوابات میں بیان کیا اگر سچ ہے تو وُہ بہت تھوڑی مدت میں اس مقام کا مالک ہوجائے گا جہاں میں کھڑا ہوں۔ اور میں جانتا تھا کہ وُہ ظاہر ہوگا لیکن یہ گمان نہ تھا کہ تم میں ظاہر ہوگا۔ اگر میں جانتا کہ اُس کی خدمت میں پہنچ سکوں گا تو جس طرح ممکن ہوتا میں پہنچنے کی کوشش کرتا۔ اگر میں اُس کے نزدیک ہوتا تو اُس کے قدموں کو دھوتا۔ پھر اُس خط کو طلب کیا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حاکم بصرہ کو دحیہ کلبی کے ہاتھ بھیجا تھا۔ اُس خط کو لے کر پڑھا۔ آنحضرتؐ نے لکھا تھا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یہ خط محمد بن عبداللہ (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی طرف سے ہرقل کی جانب جو روم کا بادشاہ ہے۔ خدا کی جانب سے سلامتی اُس کے لیئے ہے جو اُس کی ہدایت کی پیروی کرتا ہے۔ واضح ہو کہ میں تم کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ تم مسلمان ہوجاؤ تاکہ دنیا اور آخرت کے عذاب سے بے خوف و محفوظ ہوجاؤ۔ اور فرمانبرداری کرو، تاکہ خدا تمہارے اجر کو دُو مرتبہ عطا کرے۔ اگر تم اسلام کو قبول نہ کروگے تو تم پر ان لوگوں کا بھی گناہ ہوگا جو تمہاری رعایا میں سے ایمان نہ لائیں گے۔ اُس کے بعد یہ آیت تحریر فرمائی تھی یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْـًٔا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (پ ۳ آیت ۶۴ سورۃ آل عمران) (ترجمہ) اے رسولؐ کہہ دو کہ اے اہل کتاب تم اُس بات کو تو مانو جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ کسیکو اُس کا شریک قرار دیں اور ہم میں سے کوئی خدا کے سوا کسیکو اپنا پروردگار نہ بنائے پھر اگر وُہ اس سے بھی انحراف کریں تو کہہ دو کہ تم گواہ رہنا ہم (خدا کے) ماننے والے ہیں"۔ ابوسفیان کہتا ہے کہ جب خط پڑھا تو ان کی آوازیں بلند ہوئیں اور آپس میں نزاع ہونے لگی اور مجھ کو باہر نکال دیا۔

قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ دحیہ کلبی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قیصر روم کے پاس مجھ کو اپنی رسالت کے ساتھ بھیجا اور اُس نے خط کو پڑھا اور اپنے ایک بڑے عالم کو بُلایا جس کو اسقف کہتے تھے اور اُس سے آنحضرتؐ کا ذکر کیا اور حضرتؐ کا خط دکھایا۔ اسقف نے کہا یہ وہی پیغمبرؐ ہے جس کی جناب عیسٰیؑ نے خوشخبری دی ہے، اور ہم اُس کا انتظار کر رہے تھے۔ میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور اس کی پیروی و اطاعت کروں گا قیصر نے کہا اگر میں اس کی اطاعت کرلوں تو میری بادشاہی برطرف ہوجائے گی۔ اُس کے بعد قیصر نے ایک شخص کو بھیج کر ابوسفیان اور مکہ کے تمام تاجروں کو بُلایا اور بہت سے سوالات کیئے جیسا کہ بیان ہوچکا اور قیصر نے اسلام قبول کرنا چاہا تو نصارٰے جمع ہوئے تاکہ اسقف کو قتل کر دیں۔ اسقف نے دحیہ سے کہا جب حضرتؐ کی خدمت میں پہنچو تو میرا سلام کہہ دینا اور عرض کرنا کہ میں نے خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دی۔ لیکن نصارٰے نے میری بات نہ مانی۔ یہ کہہ کر وُہ باہر نکلا اور نصرانیوں نے اس کو شہید کر دیا۔

پیروی کی ہے۔ اور یہ جو پوچھا کہ اُس کے تابع زیادہ ہوتے رہتے ہیں یا کم تو ایمان کا معاملہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ روز بروز اُس کے انصار و مددگار بڑھتے جاتے ہیں یہانتک کہ وُہ مستقر اور تمام ہو جائے۔ اور یہ کہ اُس کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی پھر پلٹتا ہے یا نہیں اس لیئے پُوچھا کہ دینِ حق جس دل میں قرار پکڑ تا ہے پھر زائل نہیں ہوتا اور یہ کہ وُہ مکر و فریب کرتا ہے اس لیئے پوچھا کہ پیغمبرانِ خدا کبھی مکر و فریب نہیں کرتے۔ اور یہ کہ کن باتوں کا حکم دیتا ہے اس لیئے پُوچھا کہ پیغمبر ہمیشہ نیکی کا حکم دیتا ہے اور بُرائیوں سے منع کرتا ہے۔ اے ابوسفیان تُونے جو کچھ میرے جوابات میں بیان کیا اگر سچ ہے تو وُہ بہت تھوڑی مدت میں اس مقام کا مالک ہو جائے گا جہاں میں کھڑا ہوں۔ اور میں جانتا تھا کہ وُہ ظاہر ہوگا لیکن یہ گمان نہ تھا کہ تم میں ظاہر ہوگا۔ اگر میں جانتا کہ اُس کی خدمت میں پہنچ سکوں گا تو جس طرح ممکن ہوتا میں پہنچنے کی کوشش کرتا۔ اگر میں اُس کے نزدیک ہوتا تو اُس کے قدموں کو دھوتا۔ پھر اُس خط کو طلب کیا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حاکمِ بصرہ کو دحیہ کلبی کے ہاتھ بھیجا تھا۔ اُس خط کو لے کر پڑھا۔ آنحضرتؐ نے لکھا تھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہ خط محمد بن عبداللہ (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی طرف سے ہرقل کی جانب ہے جو روم کا بادشاہ ہے۔ خدا کی جانب سے سلامتی اُس کے لیئے ہے جو اُس کی ہدایت کی پیروی کرتا ہے۔ واضح ہو کہ میں تم کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ تم مسلمان ہو جاؤ تاکہ دنیا اور آخرت کے عذاب سے بے خوف و محفوظ ہو جاؤ۔ اور فرمانبرداری کرو، تاکہ خدا تمہارے اجر کو دُو مرتبہ عطا کرے۔ اگر تم اسلام کو قبول نہ کروگے تو تم پر اُن لوگوں کا بھی گناہ ہوگا جو تمہاری رعایا میں سے ایمان نہ لائیں گے۔ اُس کے بعد یہ آیت تحریر فرمائی تھی يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللّٰهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ (پ ۳ آیت ۱۴ سورۃ آلعمران) (ترجمہ) اے رسولؐ کہہ دو کہ اے اہلِ کتاب تم اُس بات کو تو مانو جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ کسیکو اُس کا شریک قرار دیں اور ہم میں سے کوئی خدا کے سوا کسیکو اپنا پروردگار نہ بنائے پھر اگر وُہ اس سے بھی انحراف کریں تو کہہ دو کہ تم گواہ رہنا ہم (خدا کے) ماننے والے ہیں۔" ابوسفیان کہتا ہے کہ جب خط پڑھا تو ان کی آوازیں بلند ہوئیں اور آپس میں نزاع ہونے لگی اور مجھ کو باہر نکال دیا۔

قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ دحیہ کلبی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قیصر روم کے پاس مجھ کو اپنی رسالت کے ساتھ بھیجا اور اُس نے خط کو پڑھا اور اپنے ایک بڑے عالم کو بُلایا جس کو اسقف کہتے تھے اور اُس سے آنحضرتؐ کا ذکر کیا اور حضرتؐ کا خط دکھایا۔ اسقف نے کہا یہ وہی پیغمبرؐ ہے جس کی جناب عیسےٰؑ نے خوشخبری دی ہے، اور ہم اُس کا انتظار کر رہے تھے۔ میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور اس کی پیروی و اطاعت کروں گا۔ قیصر نے کہا اگر میں اس کی اطاعت کرلوں تو میری بادشاہی برطرف ہو جائے گی۔ اس کے بعد قیصر نے ایک شخص کو بھیج کر ابوسفیان اور مکہ کے تمام تاجروں کو بُلایا اور بہت سے سوالات کیئے جیسا کہ بیان ہو چکا اور قیصر نے اسلام قبول کرنا چاہا تو نصاریٰ جمع ہوئے تاکہ اسقف کو قتل کردیں۔ اسقف نے دحیہ سے کہا جب حضرتؐ کی خدمت میں پہنچو تو میرا اسلام کہہ دینا اور عرض کرنا کہ میں نے خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دی۔ لیکن نصاریٰ نے میری بات نہ مانی۔ یہ کہہ کر وُہ باہر نکلا اور نصرانیوں نے اس کو شہید کردیا۔

ایضاً راوندی نے روایت کی ہے کہ ہرقل نے غسّان کے قبیلہ کے ایک شخص کو آنحضرتؐ کی خدمت میں بھیجا کہ آنحضرتؐ کے عادات و خصائل کو مشاہدہ کرے اور تین باتوں کا خاص طور سے خیال رکھے اوّل یہ کہ کس چیز پر بیٹھتے ہیں دُوسرے یہ کہ آپؐ کی داہنی جانب کون بیٹھتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر ممکن ہو تو مہرِ نبوّت دیکھ لے جب وُہ غسانی حضرتؐ کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ زمین پر تشریف فرما ہیں اور آپ کی داہنی طرف علیؑ بن ابی طالبؑ بیٹھے ہیں۔ آنحضرتؐ کے پائے مبارک پانی میں ہیں اور پانی آپ کے پیروں کے نیچے سے جوش مار رہا ہے۔ پُوچھا وُہ کون ہے جو داہنی جانب بیٹھا ہے معلوم ہوا کہ وُہ حضرتؐ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ غسانی تیسری بات بھُول گیا تو حضرتؐ نے اُس سے باعجاز فرمایا کہ آ اور دیکھ جس کا تیرے بادشاہ نے حکم دیا تھا۔ یہ سُنکر وُہ اُٹھا اور حضرتؐ کی پُشت پر مُہرِ نبوّت مشاہدہ کی۔ جب وُہ ہرقل کے پاس واپس گیا تو یہ تمام حالات بیان کیئے۔ ہرقل نے کہا یہ وہی پیغمبرؐ ہے جس کی حضرت عیسےٰؑ نے بشارت دی ہے کہ وُہ اُونٹ پر سوار ہوگا۔ لہذا اُس کی متابعت کرنا اور اُس کی تصدیق کرنا۔ پھر ہرقل نے آنحضرتؐ کے قاصد سے کہا کہ میرے بھائی کے پاس یعنی آنحضرتؐ کے پاس جاؤ۔ اور اُن سے کہو کہ وُہ میرے ساتھ بادشاہی میں شریک ہو جائیں میں اپنی بادشاہی کو نہیں ترک کر سکتا۔

کسریٰ بادشاہِ عجم کے پاس حضرتؐ کا قاصد پہنچا تو اُس نے حضرتؐ کا خط پڑھا اور پھاڑ ڈالا۔ حضرتؐ نے اُس کے بارے میں نفرین فرمائی کہ اس کی بادشاہی جلد زائل ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ روایت میں ہے کہ سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عبداللہ بن حذافہ کو اُس کے پاس بھیجا اور خط لکھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہ خط ہے خدا کے رسول محمدؐ کی جانب سے فارس کے بادشاہ کسریٰ کی طرف۔ سلامتی اُس کے لیئے ہے جو ہدایت کی پیروی کرے اور خدا اور رسولؐ پر ایمان لائے اور شہادت دے کہ خدا واحد و یکتا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں۔ محمدؐ اُس کے بندہ اور رسولؐ ہیں۔ اے کسریٰ میں تجھ کو خدا کی طرف دعوت دیتا ہوں اس لیئے کہ میں تمام لوگوں کی طرف اُس کا رسُولؐ ہوں تاکہ میں ہر زندہ انسان کو اُس کے عذاب سے ڈراؤں اور کافروں پر حجت خدا تمام ہو لہٰذا تُو مسلمان ہو جا تاکہ عذابِ خدا سے تُو امن میں رہے اور اگر تُو انکار کرے گا تو تمام مجوسیوں کا گناہ تیرے سر ہوگا۔ جب اُس ملعون نے حضرتؐ کا خط پڑھا غضبناک ہُوا اور خط کو چاک کردیا اور کہا میرا غلام مجھ کو ایسا خط لکھتا ہے اور اپنا نام میرے نام سے پہلے لکھتا ہے جب حضرتؐ کو اس کی اطلاع ہوئی تو فرمایا خدا اُس کی بادشاہی کو بھی اسطرح منتشر کردے گا جس طرح اُس نے میرا خط چاک کرکے منتشر کیا ہے۔ دُوسری روایت کے مطابق اُس نے ایک مُشت خاک حضرتؐ کے لیئے بھیجی۔ حضرتؐ نے فرمایا میری اُمّت بہت جلد اُس کی سرزمین کی مالک ہوگی جیسا کہ اُس نے مٹی میرے لیئے بھیجی ہے۔ پھر کسریٰ نے باذان کو خط لکھا جو یمن میں اُس کی طرف سے عامل تھا کہ دُو شخصوں کو جو قوی اور تنومند ہوں حجاز میں اُس کے پاس بھیجے جو پیغمبری کا دعوےٰ کرتا ہے اور اپنا نام میرے نام سے پہلے لکھتا ہے اور مجھ کو اپنے دین کی دعوت دیتا ہے تاکہ اُس کو گرفتار کرکے میرے پاس لائیں۔ ایک روایت کے مطابق یہ کہ تُو اس سے کہہ دے کہ اس دعوےٰ سے باز آجائے ورنہ لشکر بھیجکر اُس کے ملک کو خراب و برباد کردوں گا اُس کو گرفتار کرلوں گا۔ یہ حکم پاکر باذان نے دو شخص بانوبہ اور خرخسک کو حضرتؐ کے پاس بھیجا۔ اور ایک روایت کے مطابق فیروز اور دیلمی کو بھیجا اور خط لکھا کہ بادشاہِ عجم کا فرمان آیا ہے کہ تم ان کے ساتھ اُن کے پاس چلے جا

اور بانوبہ کو ہدایت کردی کہ حضرتؐ کے حالات معلوم کرکے مجھے آگاہ کرے۔ جب وُہ دونوں مدینہ میں آئے اور حضرتؐ کی خدمت میں پہنچے بانوبہ نے کہا کہ شاہنشاہ اور بادشاہوں کے بادشاہ کسریٰ نے باذان کو لکھا ہے کہ کسی کو بھیجے جو تم کو اُس کے پاس لے جائے اور باذان نے مجھ کو تمہارے پاس بھیجا ہے اگر تم میرے ساتھ چلتے ہو تو میں شہنشاہ سے تمہاری سفارش کر دوں گا تاکہ وُہ تم کو کوئی گزند نہ پہنچائے۔ اور اگر تم انکار کرتے ہو تو تم اُس کو جانتے ہو وُہ تم کو اور تمہاری قوم کو ہلاک کر دے گا اور تمہارے شہر کو خراب و برباد کر دے گا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ جب وُہ دونوں حضرتؐ کی خدمت میں پہنچے اپنی داڑھیوں کو مونڈوائے ہوئے اور مونچھیں بڑھائے ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ کو اُن کی جانب دیکھنا بہت ناگوار ہوا۔ فرمایا کس نے تم کو اس ہیئت کا حکم دیا ہے وُہ بولے ہمارے پروردگار نے یعنی کسریٰ نے۔ حضرتؐ نے فرمایا مگر ہمارے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ داڑھی بڑھاؤں اور مونچھیں مونڈواؤں۔ پھر اُن سے فرمایا کہ میرے پاس کل آنا۔ جب وُہ دونوں دُوسرے روز آئے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ میرے پروردگار نے مجھے خبر دی ہے کہ کل رات کسریٰ قتل کر دیا گیا اور خدا نے اُس کے لڑکے شیرویہ کو اُس پر مسلط فرمایا جس نے اُس کا شکم چاک کرکے اُس کو مار ڈالا۔ دُوسری روایت کے مطابق حضرتؐ نے فرمایا کہ کسریٰ اور قیصر دونوں مر گئے۔ جاؤ اپنے بادشاہ باذان سے کہو کہ میری بادشاہی زمین کے آخری کنارہ تک پہنچے گی۔ اور قیصر و کسریٰ کا ملک میری اُمت کے تصرف میں آئے گا۔ اور اُس سے کہہ دینا کہ اگر تُو مسلمان ہو جائے گا تو تیرا ملک تیرے لیئے چھوڑ دُوں گا۔ جب وُہ باذان کے پاس واپس گئے حضرتؐ کے حالات بیان کئے اور کہا کہ ہم نے وُہ رُعب اور وُہ ہیبت حضرتؐ میں مشاہدہ کیا جو کسی بادشاہ میں نہیں دیکھا تھا باوجودیکہ فقرا و مساکین کی قوم میں ہیں۔ باذان نے کہا یہ بادشاہ کا کلام نہیں بلکہ یہ شخص پیغمبرؐ ہے۔ میں اس قدر انتظار کروں گا کہ اُس کے کلام کی صداقت مجھ پر ظاہر ہو جائے۔ چند روز بعد شیرویہ کا خط اس کے پاس پہنچا کہ میں نے کسریٰ کو مار ڈالا اور اُس بزرگ کو جس کے بارے میں کسریٰ نے تجھ کو لکھا تھا کہ اسیر کرلے اب اُس سے تعرض نہ کرنا جب تک کوئی حکم میرا تجھ کو نہ ملے۔ پھر تو باذان تمام فارس کی جماعت کے ساتھ جو اس کی تابع تھی مسلمان ہو گیا۔ دوسری روایت کے مطابق فیروز مسلمان ہو گیا۔ اور جب عیسٰی کذاب نے خروج کیا اور پیغمبری کا دعوٰے کیا، حضرتؐ کے حکم سے فیروز نے اس کو قتل کر دیا۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ حق تعالےٰ نے ایک فرشتہ کو کسریٰ کے پاس بھیجا جبکہ ہوا گرم ہو چکی تھی اور خلوت میں آرام کر رہا تھا۔ فرشتے نے کہا اے کسریٰ مُسلمان ہو ورنہ اسی عصا سے تجھ کو مار ڈالوں گا۔ اُس نے کہا ٹھہر جاؤ ٹھہر جاؤ۔ یہ سُنکر وُہ فرشتہ واپس گیا اور کسریٰ نے اپنے پاسبانوں کو بلایا اور کہا تم نے اس مرد کو میرے پاس کیوں آنے دیا۔ وُہ بولے ہم نے تو کسی کو نہیں دیکھا۔ ایک سال بعد پھر اُسی وقت وُہ فرشتہ آیا اور وُہی بات کہی پھر کسریٰ نے وہی جواب دیا۔ دُوسرے سال پھر وُہ فرشتہ آیا اور اسی طرح گفتگو کی اور کسریٰ نے اسیطرح جواب دیا تو فرشتہ نے عصا توڑ ڈالا اور باہر چلا گیا اور اُسی رات اُس کے بیٹے نے اُس کو مار ڈالا۔

نجاشی بادشاہ حبشہ کا یہ حال ہوا کہ حضرتؐ نے عمرو بن اُمیہ کو اُس کے پاس بھیجا اور حضرت جعفر طیارؑ اور ان کے ہمراہیوں کے بارے میں خط لکھا۔ نجاشی نے حضرتؐ کے خط کی تعظیم کی، تخت سے نیچے اُتر آیا اور زمین پر بیٹھ گیا۔ آنکھوں سے لگایا اور بوسہ دیا اور مُسلمان ہو گیا اور کہا جاتا ہے کہ اپنے لڑکے کو حبشہ کے ساٹھ اشخاص

کے ساتھ کشتی پر سوار کرکے حضرتؐ کی خدمت میں بھیجا۔ جب وُہ لوگ دریا کے بیچ میں پہنچے غرق ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ نجاشی جس کو آخر میں حضرتؐ نے خط لکھا تھا اُس نجاشی کے علاوہ تھا جس کے پاس حضرت جعفرؑ ہجرت کرکے گئے تھے جس کے بہت سے حالات اس سے پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

حارث بن شمر غسانی کا حال یہ کہ وُہ ایمان نہیں لایا اور بہت جلد اُس کا مُلک زائل ہو گیا اور وُہ فتح مکہ کے سال مر گیا۔

ہوذت بن علی کا یہ حال ہے کہ اُس نے حضرتؐ کے خط کی تعظیم کی اور حضرتؐ کو اپنی بادشاہی میں شرکت کی پیشکش کی۔ حضرتؐ نے اُس کی بادشاہی زائل ہونے کی خبر دی اور وُہ فتح مکہ کے سال جہنم واصل ہوا۔

قطب راوندی نے جریر بن عبداللہ بجلی سے روایت کی ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ حضرتؐ نے مجھ کو خط دے کر ذی الکلاع حمیری کے پاس بھیجا تاکہ اس کو اسلام کی دعوت دُوں۔ اُس نے حضرتؐ کے خط کا احترام کیا اور اطاعت کی اور ایک عظیم لشکر جرار کو لے کر حضرتؐ کی خدمت میں چلا۔ میں اُس کے ساتھ تھا۔ راستہ میں ایک راہب کے دیر کے پاس ہم پہنچے اور اُس کے دیر میں داخل ہوئے تو اُس نے پوچھا کہاں جاتے ہو ذوالکلاع نے کہا اُس پیغمبرؐ کی خدمت میں جو مبعوث ہوا ہے اور میری طرف اشارہ کیا کہ یہ اُن کا قاصد ہے۔ اُس راہب نے کہا کہ وُہ پیغمبرؐ اب دُنیا سے رحلت کر گیا ہوگا۔ پُوچھا تم نے کیسے جانا؟ راہب نے کہا قبل اس کے کہ تم میرے دیر میں آؤ میں کتاب دانیال پڑھ رہا تھا کہ آنحضرتؐ کے اوصاف اور آپؐ کے فضائل پر نظر پڑی اور آپ کی عمر کی مدت لکھی ہوئی دیکھی۔ حساب کیا تو معلوم ہوا کہ اس وقت وُہ دُنیا سے رحلت کر گیا ہوگا۔ جریر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ذوالکلاع یہ سُنکر واپس چلا گیا اور میں مدینہ آیا۔ معلوم ہوا کہ حضرتؐ اُسی روز جو اُس نے بیان کیا تھا عالم قدس طرف رحلت کر چکے تھے۔

کہتے ہیں کہ ہجرت کے چھٹے سال خولہ دختر ثعلبہ حضرتؐ کی خدمت میں آئی اور اپنے شوہر اوس بن ثابت کی شکایت کی کہ اُس نے اس کے ساتھ ظہار کیا۔ بیان کرتے ہیں کہ اسی سال علاء بن حضرمی کو حضرتؐ نے منذر بن شاوی کے پاس بحرین کی طرف بھیجا کہ اُس کو اسلام کی دعوت دیں اگر اسلام قبول نہ کرے تو جزیہ دے۔ اُس وقت بحرین بادشاہِ عجم کی حکومت میں تھا۔ منذر اور اُس کے ساتھ عرب کی ایک جماعت مسلمان ہو گئی اور ملک کے یہودی و نصاریٰ نے منذر کو جزیہ دینا منظور کر لیا اور بحرین بے جنگ کئے فتح ہو گیا۔

شیخ طبرسی نے زہری سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ خیبر کے بعد عبداللہ بن رواحہ کو تیس سواروں کے ساتھ جس میں عبداللہ بن انیس بھی شامل تھے بشیر بن وزام یہودی کی طرف بھیجا اس لیئے کہ یہ معلوم ہوا تھا کہ وُہ قبیلۂ غطفان کو جمع کر رہا ہے تاکہ حضرتؐ سے جنگ کرے۔ جب وُہ لوگ اُس کے پاس پہنچے اُس سے کہا کہ حضرت رسُولؐ تم کو بلاتے ہیں کہ خیبر میں اپنا عامل بنائیں۔ بہت بحث و تمحیص کے بعد وُہ راضی ہوا اور تیس اشخاص کے ساتھ ان کے ہمراہ چلا۔ مُسلمانوں میں سے ہر ایک اُن میں سے ہر ایک کے ساتھ ہو لیا جب دو فرسخ راستہ طے ہوا بشیر پشیمان ہوا اور اُس نے چاہا کہ عبداللہ بن انیس کو قتل کر دے عبداللہ ہوشیار تھے اور سمجھ گئے اور ایک ضرب اُس کے پیر پر لگائی اُس کا پیر قطع ہو گیا۔ اُس نے ایک لکڑی سے عبداللہ کے سر پر مارا

جس سے سر پھٹ گیا یہ دیکھتے ہی مسلمانوں میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی یہودیوں کو قتل کر ڈالا سوائے ایک یہودی کے جو بھاگ گیا۔ مسلمانوں ہی میں سے کوئی مارا نہیں گیا۔ جب وُہ لوگ حضرتؐ کے پاس واپس آئے حضرتؐ نے عبداللہ کے زخم پر لعاب دہن اقدس لگایا وُہ اُسی وقت شفایاب ہو گیا۔

پھر حضرتؐ نے عبداللہ کلبی کو بنی مرہ پر تعینات کیا۔ اُنہوں نے اُن میں سے بعضوں کو قتل کیا اور بعضوں کو گرفتار کرکے حضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور حضرتؐ نے عیینہ بن حصن کو بنی عنبر پر مقرر کیا انہوں نے بھی بعضوں کو قتل کیا اور بعضوں کو اسیر کیا۔

غیروں کی بعض معتبر کتابوں میں سال ہفتم کے واقعات میں درج ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ خیبر سے واپس آئے ایک رات کے آخر وقت مسجد شجرہ کے قریب قیام فرمایا اور بلالؓ سے فرمایا کہ جاگتے رہیں بلالؓ بھی سو گئے اور سب کے سب طلوع آفتاب کے بعد بیدار ہوئے حضرتؐ نے صحابہ کے ساتھ نماز قضا پڑھی، اور اس بارے میں عصمت سے متعلق سہو و نسیان کے بارے میں بحث گذر چکی۔

کہتے ہیں کہ اسی سال حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ کے لیئے آفتاب مغرب سے واپس ہوا۔ اور طحاوی نے جو عامہ کے مشہور عالموں میں سے ہیں کتاب مشکل الحدیث میں اسماء بنت عمیس سے دو سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک امیر المومنینؑ کی گود میں تھا کہ وحی نازل ہونا شروع ہوئی۔ جناب امیرؑ نے نماز عصر نہیں پڑھی تھی۔ آفتاب غروب ہو گیا۔ جب وحی برطرف ہوئی حضرتؐ نے پوچھا یا علیؑ نماز پڑھ چکے ہو؟ عرض کی نہیں۔ تو حضرتؐ نے ہاتھ دُعا کے لیئے اُٹھائے اور مناجات کی پالنے والے علیؑ تیری اور تیرے رسولؐ کی اطاعت میں مشغول تھے لہٰذا آفتاب کو ان کے لیئے واپس کر دے۔ اسماء کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آفتاب ڈوب جانے کے بعد پھر مغرب سے طلوع ہوا اور زمینوں اور پہاڑوں پر چمکنے لگا۔ اور یہ واقعہ صہبا میں خیبر کے قریب واقع ہوا۔ طحاوی کہتے ہیں کہ یہ حدیث ثابت ہے اور ثقہ لوگوں نے اس کی روایت کی ہے۔

بیان کرتے ہیں کہ اسی سال نجاشی نے ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ کی حضرتؐ کے لیئے خواستگاری کی اور اُن کو حضرتؐ کی خدمت میں بھیجا اور اُسی سال شیرویہ نے اپنے باپ کو سہ شنبہ ۱۰ ماہ جمادی الثانی رات کی سات گھڑی گذرنے کے بعد قتل کیا۔ اسی سال مقوقس نے ماریہ اور اس کی بہن شیریں کو مع یعفور اور دُلدُل کے حضرتؐ کیلیئے بھیجا۔ اسی سال حضرتؐ نے میمونہ دختر حارث سے نکاح کیا۔

سال ہشتم کے واقعات میں بیان کیا ہے کہ اس سال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ دختر ضحاک سے نکاح کیا۔ اُس نے عائشہ و حفصہ کے بہکانے سے حضرتؐ سے کراہت ظاہر کی، حضرتؐ نے اس کو اُس کے گھر واپس بھیج دیا اور اُسی سال حضرتؐ کے واسطے منبر بنایا گیا۔ بعضوں نے ساتویں سال بیان کیا ہے۔ جابرؓ سے منقول ہے کہ حضرتؐ ایک چوب خرما سے پُشت لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ انصار کی ایک عورت کا لڑکا نجاری کرتا تھا۔ اُس عورت نے کہا یا رسولؐ اللہ اگر آپؐ اجازت دیں تو میرا لڑکا آپؐ کے لیئے ایک منبر تیار کرے جس پر آپؐ خطبہ فرمایا کریں۔ حضرتؐ نے اجازت دے دی اُس کے لڑکے نے منبر بنایا جس کے تین پائے تھے۔ آنحضرتؐ روز جمعہ جب اُس منبر پر تشریف لے گئے وُہ چوب خرما ایک بچے کی طرح حضرتؐ کی مفارقت سے رونے لگا یہانتک کہ پھٹ گیا۔

حضرتؐ منبر سے اُترے اور دست مبارک اُس پر پھیرا اور تسکین دی پھر منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ کو تمام فرمایا۔

اکتالیسواں باب

غزوۂ موتہ کا بیان!

شیخ طبرسی اور دُوسرے محدثین نے روایت کی ہے کہ غزوۂ موتہ ماہ جمادی الاول ۸ھ میں واقع ہوا۔ ابن الحدید نے اُس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۸ھ میں عمیر ازدی کو خط دے کر بادشاہِ بصرہ کے پاس بھیجا۔ جب وُہ موتہ میں پہنچے شرجیل بن عمرو غسانی سے ملاقات ہوئی۔ اُس نے پُوچھا کہاں جاتے ہو؟ عمیر نے کہا شام کی طرف۔ پُوچھا کیا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد ہو؟ کہا ہاں۔ یہ معلوم کرکے اُس ملعون نے حکم دیا تو اُس کے ساتھیوں نے عمیر ازدی کے ہمراہیوں کو باندھ دیا اور اُن کی گردن ماردی۔ آنحضرتؐ کو یہ حال معلوم ہوا تو آپؐ بہت رنجیدہ ہوئے اور ایک بڑا لشکر تیار کیا اور اُس طرف روانہ کیا۔ عامہ میں یہ مشہور ہے کہ حضرتؐ نے پہلے زید بن حارثہ کو اُس لشکر پر سردار مقرر کیا اور فرمایا کہ اگر زید مارے جائیں تو جعفرؑ لشکر کے امیر ہوں اور اگر جعفر بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر لشکر ہوں۔ اور اگر وُہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان جسکو مناسب سمجھیں اپنا سردار بنا لیں۔ اور شیخ طبرسی نے بسند موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے پہلے حضرت جعفرؑ کو امیر لشکر مقرر فرمایا اُس کے بعد زید کو پھر عبداللہ بن رواحہ کو جب وُہ لوگ معان تک پہنچے ان کو اطلاع ملی کہ ہرقل بادشاہِ رُوم ایک لاکھ رُومیوں اور ایک لاکھ قبائل عرب کا لشکر لیئے ہوئے مارب میں مقیم ہے۔ اور ابان بن عثمان کی روایت ہے کہ ان کو خبر پہنچی کہ عرب و عجم کے کافروں کے قبائل لخم و خدام و بلی و قضاعہ وغیرہ کے گروہ کثیر جمع ہوئے ہیں اور مشرکین زمین مشارق میں ٹھہرے ہیں۔ غرض مسلمان معان میں دو روز ٹھہرے اور مشورہ کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دیں کہ دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے آپ جو کچھ حکم دیں ہم اُسی پر عمل کریں۔ عبداللہ بن رواحہ نے کہا کہ ہم نے کبھی لشکر کی طاقت سے دُشمنوں کے ساتھ جنگ نہیں کی بلکہ ہمیشہ ہم دینِ حق کی قوت کے ساتھ لڑتے ہیں جس کے ذریعہ سے خدا نے ہم کو برکت عطا فرمائی ہے۔ مسلمانوں نے کہا سچ ہے۔ پھر وُہ لوگ جنگ پر آمادہ ہو کر تین ہزار افراد کے ساتھ روانہ ہوئے اور بلقا کے ایک گاؤں میں جس کو شرف کہتے تھے لشکر روم کے مقابل پہنچے۔ مسلمان قریۂ موتہ میں ٹھہرے اور وہیں جنگ ہوئی۔

شیخ طوسی نے زہری سے روایت کی ہے کہ جب حضرت جعفر بن ابی طالبؑ حبشہ سے مدینہ آئے آنحضرتؐ نے اُن کو جنگِ موتہ کے لیئے روانہ فرمایا اور اُن کو، اور زید بن حارثہ اور عبداللہ کو یکے بعد دیگرے ترتیب وار امیر لشکر مقرر کیا۔ جب وُہ بلقا تک پہنچے روم و عرب کے لشکر سے مقابلہ ہوا۔ مسلمان قریۂ موتہ میں ٹھہرے اور وہیں جنگ ہوئی۔ پہلے زید بن حارثہ نے علم لیا اور سخت جنگ کی یہانتک کہ ان کے نیزے ٹوٹ گئے اور زیدؓ مارے گئے۔ پھر علم حضرت

جعفرؓ نے لیا اور بے پناہ حملے کیئے۔ وُہ اشقر گھوڑے پر سوار تھے۔ جب بہت زخمی ہوگئے تو گھوڑے سے کُود پڑے اور اُس کو پے کردیا۔ اور لڑنا شروع کیا یہاں تک کہ وُہ شہید ہوگئے۔ حضرت جعفرؓ مسلمانوں میں پہلے شخص تھے جنہوں نے اپنے گھوڑے کو پے کیا۔ اُن کے بعد عَلم عبداللہ نے اُٹھایا اور شہید ہوئے۔ پھر خالد بن ولید نے عَلم لیا اور تھوڑی دیر جنگ کرکے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور عبدالرحمٰن بن سمرہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا تاکہ وُہ حضرتؐ سے حالات بیان کرے۔ جب وُہ مسجد میں پہنچا حضرتؐ نے فرمایا ٹھہر جا میں خود بیان کیئے دیتا ہوں۔ پہلے زیدؓ نے عَلم لیا اور جنگ کی اور مارے گئے خدا اُس پر رحمت فرمائے۔ پھر عَلم جعفرؓ نے لیا اور جنگ کی وُہ بھی مارے گئے خدا اُن پر بھی رحمت نازل فرمائے۔ پھر عَلم عبداللہ بن رواحہ نے اُٹھایا اور جنگ کی اور وُہ بھی مارے گئے خدا اُن پر بھی رحمت فرمائے یہ سُنکر آنحضرتؐ کے اصحاب رونے لگے۔ حضرتؐ نے پوچھا کیوں روتے ہو اصحاب نے عرض کی کیوں نہ روئیں ہمارے نیک اور صالح اور بہترین لوگ ہم سے جُدا ہوگئے۔ حضرتؐ نے فرمایا گریہ مت کرو میری اُمّت کی مثال اُس باغ کی سی ہے جس کا مالک اُس کو آراستہ کرتا رہتا ہے تفریح کے لیئے جگہیں بناتا ہے درختوں کو لگاتا ہے اور اُن کی اچھی طرح دیکھ بھال کرتا ہے تاکہ وُہ خوب پھلیں اور ہر سال میوے دیں اور اکثر سال آخر کے پھل ابتدائی سال کے پھلوں سے بہتر ہوتے ہیں۔ اُسی خدا کی قسم جس نے حق کے ساتھ مجھ کو مبعوث فرمایا ہے جب عیسےٰ علیہ السّلام نازل ہوں گے تو اپنے حواریوں میں سے میری اُمّت کے لوگوں میں ایک جماعت پائیں گے۔

قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر موتہ کی روانہ فرمایا تین سردار مقرر کیئے اور ہر ایک سے فرمایا کہ تم میں سے جو قتل ہو جائے اس کے بعد دوسرا امیر لشکر ہو۔ اُس وقت یہودیوں کا ایک عالم موجود تھا اُس نے کہا اگر یہ شخص پیغمبر ہے تو یہ تینوں اشخاص شہید ہو جائیں گے۔ لوگوں نے پوچھا کیوں؟ اُس نے کہا کہ جو بنی اسرائیل کا ہر پیغمبر جب کوئی لشکر کہیں بھیجتا تھا تو اگر وُہ یہ کہہ دیتا کہ فلاں قتل ہو جائے تو فلاں امیر لشکر ہو تو اگر وُہ سو آدمیوں کا نام لیتا تو سب قتل ہو جاتے تھے۔ جابرؓ سے روایت ہے کہ روز جنگ موتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد نماز صبح منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اس وقت تمہارے برادرانِ ایمانی مشرکوں سے جنگ میں مشغول ہوگئے اور ہر ایک کے حملہ کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا کہ اب زید بن حارثہ شہید ہوگئے اور عَلم سرنگوں ہوگیا۔ پھر فرمایا عَلم کو جعفرؓ نے اُٹھایا اور آگے بڑھے اور جنگ میں مشغول ہوئے پھر فرمایا اب ان کا ایک ہاتھ قطع ہوگیا اور دوسرے ہاتھ میں عَلم لیا۔ پھر فرمایا کہ اب اُن کا دوسرا ہاتھ بھی مشرکوں نے جُدا کردیا اور عَلم کو اُنہوں نے سینہ سے لگا کر سنبھالا ہے پھر فرمایا کہ اب جعفرؓ بھی شہید ہوگئے اور عَلم گر پڑا۔ پھر فرمایا کہ اب عَلم کو عبداللہ بن رواحہ نے اُٹھایا اور مسلمانوں میں سے فلاں اور فلاں شہید ہوگئے اور کفار میں سے فلاں اور فلاں قتل ہوئے۔ پھر فرمایا کہ عبداللہ بھی شہید ہوگئے اور اب عَلم کو خالد نے اُٹھایا اور بھاگے۔ مسلمانوں نے بھی میدان سے فرار کیا۔ حضرتؐ یہ حالات بیان کرکے منبر سے اُتر آئے۔ اور حضرت جعفرؓ کے گھر گئے۔ عبداللہ بن جعفرؓ کو بُلایا اور اپنی گود میں بٹھایا اور ہاتھ اُن کے سر پر پھیرا۔ اُن کی والدہ اسماء بنت عمیس نے کہا کہ حضورؐ اس طرح ہاتھ پھیر رہے ہیں کہ گویا عبداللہ یتیم ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں جعفرؓ آج شہید ہوگئے یہ فرمایا تھا کہ آنسو آنکھوں سے جاری ہوگئے۔ پھر فرمایا کہ شہید ہونے سے پہلے اُن کے ہاتھ قطع ہوگئے اُن کے عوض خدا نے زمرد کے دو پَر عنایت فرمائے ہیں جن سے اب وُہ فرشتوں کے ساتھ بہشت میں پرواز کررہے ہیں۔

شیخ طوسی نے بسندِ موثق حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب جعفر طیار شہید ہوگئے پچاسؔ

زخم ان کے جسم پر لگے تھے اُن میں سے پچیس زخم صرف اُن کے چہرہ پر آئے تھے۔

برقی اور کلینی وغیرہ نے بسندِ معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ روزِ موتہ اثنائے جنگ میں حضرت جعفرؓ نے گھوڑے سے اُتر کر اُس کے پَیروں کو قطع کردیا تاکہ لوگ جنگ سے آپؓ کے بھاگنے کا خیال بھی نہ کریں یہانتک کہ شہید ہوگئے اور وُہ اسلام میں پہلے شخص تھے جنہوں نے اپنے گھوڑے کو پے کیا۔

برقی نے روایت کی ہے کہ جس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت جعفرؓ کی شہادت کی خبر ملی اُن کی زوجہ اسماء بنت عمیس کے گھر تشریف لائے اور جعفرؓ کے لڑکوں عبداللہ، عون اور محمد کو بُلا کر اُن کے سروں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ یہ دیکھ کر اسماء نے کہا یا رسُولؐ اللہ آپ ان کے سروں پر اس طرح دستِ مبارک پھیرتے ہیں گویا یہ یتیم ہیں۔ یہ سُنکر حضرتؐ کو ان کی عقل کی تیزی پر تعجب ہوُا اور فرمایا اے اسماءؓ شائد تم کو نہیں معلوم کہ جعفر رضوان اللہ علیہ شہید ہوگئے۔ اسماء نے جب یہ خبر سُنی رونے لگیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اسماء روؤ مت۔ کیونکہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ جعفرؓ کو دو پَر یاقوت سُرخ کے عطا فرمائے ہیں جن سے وُہ بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔ اسماء نے کہا یا رسُولؐ اللہ لوگوں کو جمع کرکے اگر آپ اُن کے فضائل بیان فرمائیں تو ہمیشہ ان کے فضائل بیان ہوتے رہیں گے۔ حضرتؐ کو پھر ان کی عقل پر تعجب ہوُا۔ اور اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ جعفرؓ کے اہل وعیال کیلئے کھانا بھیجیں۔ اُسی روز سے یہ سُنّت جاری ہوئی کہ اہلِ مصیبت کے لیئے لوگ کھانا بھیجا کرتے ہیں۔

برقی اور کلینی نے بسندہائے صحیح اور شیخ طوسی نے بسندِ حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب جعفر بن ابی طالبؑ شہید ہوئے جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ کو حکم دیا کہ اسماء بنت عمیس کے لیئے تین روز تک کھانا تیار کرکے لے جائیں اور ان کو تسکین وتسلّی دیں۔ اسی وقت سے یہ سُنّت جاری ہوئی کہ اہلِ مصیبت کے لیئے لوگ کھانا بھیجتے ہیں۔

کلینی نے بسندِ موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے ناگاہ پروردگارِ عالم نے ہر بلندی کو پست کیا یہانتک کہ آنحضرتؐ کی نگاہ حضرت جعفرؓ پر پڑی۔ آپؐ نے دیکھا کہ وُہ کفار سے جنگ کررہے ہیں۔ آخر وُہ شہید ہوگئے تو حضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ جعفرؓ مارے گئے۔ اور اندوہ وغم کے سبب آپؐ کے شکم میں درد پیدا ہوگیا۔ اور کتاب جامع الاصُول میں روایت ہے کہ عبداللہ نے بیان کیا کہ میں جنگ موتہ میں شریک تھا۔ جب حضرت جعفرؓ کو کشتوں میں تلاش کیا تو دیکھا کہ اُن کے جسم پر نیزے اور تیروں کے نوّے سے زیادہ زخم تھے اور سب جسم کے سامنے حصّوں میں تھے کیونکہ جنگ میں دشمن کی طرف سے پیٹھ نہیں پھیری تھی۔ اور دُوسری روایت کے مطابق پچاس زخم نیزہ وتلوار کے لگے تھے اور سب کے سب چہرے کی طرف سامنے تھے۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن جعفر کہتے تھے کہ مجھے وُہ دن یاد ہے کہ جس روز آنحضرتؐ میری والدہ کے پاس آئے اور میرے والد کی شہادت کی خبر بیان فرمائی میں دیکھ رہا تھا کہ حضرتؐ میرے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیر رہے تھے اور آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے جو آپؐ کی ریش مبارک پر بہہ رہے تھے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا پالنے والے جعفرؓ نے تیری خوشنودی کی راہ میں شہادت کی طرف سبقت کی لہذا بہترین جانشینی کے ساتھ

ان کے فرزندوں کو ان کا جانشین و قائم مقام قرار دے۔ پھر فرمایا اے اسماکیا تم چاہتی ہو کہ تم کو خوشخبری سناؤں میری والدہ نے عرض کی ہاں یا رسولؐ اللہ آپ پر میرے باپ ماں فدا ہوں حضرتؐ نے فرمایا خدا نے جعفرؓ کو دو پر عنایت فرمائے ہیں جن سے وہ بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔ عرض کی تو لوگوں کو بھی آگاہ فرمائیے کہ خدا نے ان کو ایسا مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ اُٹھے، میرا ہاتھ پکڑا اور مسجد میں لے گئے اور منبر پر جا کر مجھے اپنے آگے منبر کے نیچے کے زینہ پر بٹھایا اور آثارِ غم و اندوہ آپ کے چہرے سے ظاہر تھے۔ پھر فرمایا کہ انسان کی پیروی اُس کے عزیزوں اور مددگاروں میں اُس کے بھائیوں اور چچا کے لڑکوں کے ذریعہ زیادہ ہوتی ہے۔ جعفرؓ شہید ہو گئے اور خدا نے اُن کو دو پر عطا فرمائے جن سے بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔ پھر منبر سے اُتر کر مجھ کو اپنے گھر لے گئے اور مجھے کھانا کھلانے کے لئے فرمایا اور میرے بھائی کو بھی بلایا اور کھانا کھلایا۔ ہم تین روز تک آپ کے گھر مقیم رہے۔ حضرتؐ ہم کو اپنے ساتھ اپنی ازواجؓ کے حجروں میں گھماتے پھراتے تھے۔ تین روز کے بعد ہم کو رخصت کیا اور ہم اپنے مکان واپس آئے۔ پھر ایک روز ہمارے گھر تشریف لائے میں اپنے بھائی کے ساتھ کھیل رہا تھا یعنی اُن سے گوسفند خرید رہا تھا۔ حضرتؐ نے دُعا کی کہ خداوندا اس کی خرید و فروخت میں برکت دے۔ پھر تو حضورؐ کی دُعا کی برکت سے اب تک میں جو کچھ خریدتا یا فروخت کرتا ہوں مجھے فائدہ ہی ہوتا ہے۔ اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ جاؤ اور اپنے پسرِ عم جعفرؓ پر گریہ کرو مگر واثکلاہ مت کہنا۔ اور جو کچھ اُن کے بارے میں سچ ہو ان کا وصف بیان کرنا۔ اور دوسری روایت میں فرمایا کہ جعفرؓ ایسے شخص پر رونے والوں کو رونا ہی چاہیئے۔ اور عروہ سے روایت ہے کہ جب مسلمان جنگ موتہ سے واپس آئے آنحضرتؐ ان کے استقبال کے لئے تشریف لیگئے جب ان کے قریب پہنچے دیکھا کہ مسلمان اپنے چہروں پر خاک ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے بھاگنے والو تم جہادِ راہ خدا سے بھاگے ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اُن سے بھاگنے والے نہیں ہیں انشاءاللہ حملہ کرنے والے اور جنگ سے انکو بھگانے والے ہوں گے

ابن ابی الحدید نے روایت کی ہے کہ مدینہ کے لوگوں میں سے موتہ کے لشکر نے جو اپنی اہانت اور بے عزتی دیکھی کسی لشکر پر نہیں گذری۔ جب وہ لوگ بھاگ کر مدینہ آئے اور اپنے گھروں کے دروازوں کو کھٹکھٹایا ان کے گھر والوں نے دروازوں کو نہیں کھولا اور کہا کیوں اپنے ساتھیوں کے ساتھ قتل نہ ہو گئے۔ اور ان کے بزرگ شرم سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ آخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو تسلی و دلاسا دیا اور ان کے عذر کو پسند فرمایا۔

کتاب استیعاب میں مرقوم ہے کہ حضرت جعفرؓ جب شہید ہوئے اُس وقت اُن کی عمر اکتالیس سال کی تھی۔ اور ابن ابی الحدید نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ مختلف درختوں سے خلق ہوئے ہیں اور جعفرؓ درختِ واحد سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور ایک مرتبہ خود حضرت جعفرؓ سے فرمایا کہ تم خلقت اور سیرت میں میری شبیہہ ہو۔ اور سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جعفر و زید اور عبداللہ بن رواحہ کی صورتیں دکھائی گئیں وہ لوگ ایک خیمہ میں مروارید کے تخت پر بیٹھے تھے۔ زید و عبداللہ کی گردنیں کچھ کج تھیں لیکن جعفر کی گردن بالکل سیدھی اور کوئی عیب پیدا نہ ہوا تھا۔ میں نے اس کا سبب دریافت کیا معلوم ہوا کہ اُن دونوں نے جب آثارِ مرگ ظاہر ہوئے تو جنگ سے ذرا سا منہ پھیرنا چاہا لیکن جعفرؓ نے

ایسا بھی نہ کیا۔ اور ابن بابویہ نے بسندِ معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ خداوند عالم نے سرورِ کائنات پر وحی کی کہ مجھے جعفرؓ بن ابی طالب کی چار خصلتیں بہت پسند ہیں۔ حضرتؐ نے جعفرؓ سے دریافت فرمایا۔ عرض کی یا رسولؐ اللہ اگر خدا نے آپ کو خبر نہ دی ہوتی تو ہرگز ظاہر نہ کرتا۔ پہلی صفت تو یہ ہے کہ کبھی میں نے شراب نہیں پی اس لیئے کہ وہ عقل کو زائل کر دیتی ہے۔ اور کبھی جھوٹ بولنا گوارا نہ کیا کیونکہ جھوٹ جوانمردی اور مروّت کو زائل کر دیتا ہے۔ اور کبھی کسی کے ناموس سے زنا نہیں کی کیونکہ جانتا ہوں کہ اگر میں کروں گا تو دوسرے لوگ بھی میرے ناموس سے زنا کریں گے اور کبھی میں نے بتوں کی پرستش نہیں کی۔ اس لیئے کہ جانتا ہوں کہ اُس سے کوئی فائدہ اور نقصان نہیں ممکن ہے یہ سُنکر حضرتؐ نے اُن کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ سزاوار ہے کہ خدا تم کو دو پر عطا فرمائے جن سے تم ملائکہ کے ساتھ پرواز کرو۔ اور شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ ہمارا شہید تمام شہیدوں سے بہتر ہے اور وہ تمہارے چچا جعفرؓ ہیں جو ہم میں سے ہیں۔ خدا نے ان کو دو پر عطا فرمائے ہیں جن سے وہ فرشتوں کے ساتھ بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔ اور بسند معتبر ابوحمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ ایک روز جناب امام زین العابدینؑ نے حضرت عباسؑ علمدار امام حسینؑ کے صاحبزادے جناب عبیداللہ کو دیکھا تو گریہ فرمایا۔ پھر فرمایا کہ اُحد کے دن سے بدتر آنحضرتؐ پر کوئی دن نہ گزرا جس روز حضرت حمزہؓ شیر خدا شہید ہوئے اُس کے بعد جنگ موتہ کا وہ دن تھا جبکہ اُن کے چچازاد بھائی جعفرؓ بن ابی طالبؑ شہید ہوئے۔ اُس کے بعد فرمایا کہ کوئی دن امام حسین علیہ السلام کے مانند نہیں آیا جس روز تیس ہزار اشخاص حضرتؑ کے مقابلہ پر آئے جو سب کے سب دعوےٰ کرتے تھے کہ اس اُمت سے ہیں اور اُن کے قتل سے خدا کا تقرب حاصل کرنا چاہتے تھے۔ امامؑ نے ہر چند اُن کو نصیحت کی اور خدا کا خوف دلایا کچھ فائدہ نہ ہوا یہانتک کہ حضرتؑ کو ظلم و ستم سے شہید کیا۔ پھر فرمایا کہ خدا رحمت نازل کرے چچا عباسؑ پر جنہوں نے اپنی جان اپنے بھائی پر فدا کی۔ ظالموں نے ان کے ہاتھ قطع کر دیئے تو خدا نے اس کے عوض ان کو دو پر عطا فرمائے جن سے وہ فرشتوں کے ساتھ بہشت میں پرواز کرتے ہیں جس طرح حضرت جعفرؓ ابن ابی طالبؑ کو دو پر عنایت کیئے اور چچا عباسؑ کا مرتبہ پیش خدا وہ ہے کہ تمام شہدا قیامت کے روز اُس کی آرزو کریں گے۔

بعض معتبر کتابوں میں مذکور ہے کہ جنگ موتہ کے وقت آنحضرتؐ مدینہ میں منبر پر تشریف فرما تھے، آپؐ کی آنکھوں سے حجابات اُٹھا دیئے گئے تھے اور آپؐ جنگ کا منظر مشاہدہ فرما رہے تھے آپؐ نے دیکھا کہ جعفرؓ کو دشمنوں نے نیزہ پر زمین سے اُٹھایا۔ تو حضرتؐ نے آسمان کی طرف مُنہ کر کے فرمایا پالنے والے میرے پسرِ عم کو رسوا نہ کرنا۔ خدا نے اُسی حال میں اُن کو دو پر عطا کیئے جن سے وہ کافروں کے نیزہ سے بہشت کی جانب پرواز کر گئے۔ اسی سبب سے ان کو ذوالجناحین (دو پر والے) کہتے ہیں۔ اور بیان کرتے ہیں کہ اُس وقت آپ کی عُمر اکتالیس سال تھی [1]

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ حضرت جعفرؓ کے فضائل میں حدیثیں اس کے بعد مذکور ہوں گی انشاءاللہ تعالیٰ ۱۲۔

۴۲ بیالیسواں باب

غزوۂ ذات السلاسل کا حال

علی بن ابراہیم، شیخ طوسی، شیخ طبرسی اور قطب راوندی وغیرہ تمام مفسرین و محدثین عامہ اور خاصہ نے حضرت صادقؑ اور ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اہل یابس کے بارہ ہزار سوار یابس کی وادی میں جمع ہوئے اور آپس میں عہد و پیمان کیا اور قسمیں کھائیں کہ ایک دوسرے کے مددگار رہیں گے اور آپس سے جُدا نہ ہوں گے جبتک محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور علی (علیہ السلام) کو قتل نہ کرلیں گے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جبریلؑ نازل ہوئے اور اُن کے ارادہ سے آگاہ کیا اور خدا کا حکم پہنچایا کہ ابوبکر کو چار ہزار مہاجرین و انصار کے ساتھ اُن سے جنگ کے لیئے روانہ کیجئے۔ یہ پیغام سُنکر حضرتؐ منبر پر تشریف لے گئے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین و انصار! جبریلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ بارہ ہزار اشخاص میرے اور میرے بھائی علیؑ کے قتل کرنے کے ارادہ سے جمع ہوئے ہیں اور خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ ابوبکر کو چار ہزار سواروں کے ساتھ اُن سے مقابلہ کے لیئے بھیجوں، لہٰذا اس حکم کی تعمیل میں کوشش کرو اور اپنے سامان درست کر کے دُشمن کی طرف خدا کا نام لے کر اُس کی برکت کے ساتھ دوشنبہ کو متوجہ ہو جاؤ۔ غرض حضرتؐ کے حکم سے مسلمانوں نے تیاری کی اور آنحضرتؐ نے حضرت ابوبکر کو اُن پر امیر مقرر فرمایا اور تاکید فرمائی کہ جب اُن کے مقابل پہنچو تو پہلے اُن کو اسلام کی دعوت دینا۔ اگر وہ قبول نہ کریں تو ان کے لڑنے والوں کو قتل کرنا، اور ان کی عورتوں اور لڑکوں کو اسیر کرنا اور اُن کے مال و اسباب لُوٹ لینا اور ان کے مکانات اور زراعت کو تباہ و برباد کر دینا۔ غرض جناب ابوبکر مہاجر و انصار کے اُس گروہ کثیر کے ساتھ روانہ ہوئے اور جلد جلد مسافت طے کرتے ہوئے وادیٔ یابس میں پہنچے اور دُشمن کے نزدیک پڑاؤ ڈال دیا۔ جب اُن کافروں کو لشکر اسلام کے آنے کی خبر ملی دو سو جنگی جوان اسلحے سے آراستہ اُن کے سامنے آئے اور کہا کہ تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اور کیا ارادہ رکھتے ہو۔ اپنے لشکر کے سردار سے کہو کہ سامنے آئے تاکہ ہم گفتگو کریں۔ حضرت ابوبکر مسلمانوں کی ایک جماعت کو لے کر لشکر سے باہر نکلے اور کہا ہم رسُولؐ خدا کے صحابہ ہیں۔ پُوچھا کس غرض سے آئے ہو؟ کہا رسُولؐ خدا نے ہم کو حکم دیا ہے کہ تم کو اسلام کی دعوت دیں۔ اگر تم لوگ قبول کرو تو جو مراعات اور بہتری مُسلمانوں کے لیئے ہے تمہارے واسطے بھی ہوگی ورنہ ہم تم سے جنگ کریں گے۔ وُہ بولے کہ لات و عُزّیٰ کی قسم اگر ہمارے اور تمہارے درمیان قرابت و عزیزداری نہ ہوتی تو تم کو تمہارے تمام ہمراہیوں کے ساتھ ہم اس طرح قتل کرتے کہ لوگ مدتوں یاد رکھتے۔ لہٰذا واپس جاؤ اور اپنی سلامتی کو غنیمت سمجھو۔ کیونکہ ہم کو تم سے کوئی عداوت نہیں۔ ہم تو محمدؐ اور اُن کے بھائی علیؑ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سُنکر حضرت ابوبکر نے اپنے لشکر سے مخاطب ہو کر کہا مسلمانو! یہ گروہ تم سے تعداد میں بہت زیادہ ہے اور ان کا حوصلہ تم سے کہیں زیادہ ہے اور تم اپنے وطن اور بھائیوں سے بہت دُور ہو کہ وُہ تمہاری مدد کر سکیں۔ لہٰذا واپس چلو تاکہ ان لوگوں کا حال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کریں۔

تمام مسلمانوں نے بیک زبان ہو کر کہا اے ابوبکر تم نے رسُولؐ اللہ کی مخالفت کی اور اُن کے حکم کی اطاعت نہ کی۔ خدا سے ڈرو اور ان سے جنگ کرو اور خدا کے رسُولؐ کی مخالفت روا مت رکھو۔ ابوبکر نے کہا میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ تم ظاہری حالات کو دیکھتے ہو اور ان امور کو نہیں سمجھتے جو تمہاری آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ غرض سب ناکام واپس آئے اور جو کچھ گزرا تھا آنحضرتؐ سے بیان کیا۔ حضرتؐ نے بھی فرمایا کہ اے ابوبکر تم نے میری مخالفت کی اور جو کچھ میں نے حکم دیا تھا وُہ عمل میں نہ لائے۔ خدا کی قسم تم گنہگار ہوئے۔ پھر حضرتؐ منبر پر تشریف لے گئے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا "اے مسلمانو"! میں نے ابوبکر کو حکم دیا تھا کہ وادیٔ یابس والوں کے پاس جاؤ اور اُن کو اسلام سے آگاہ کرو۔ اور خدا کی طرف دعوت دو۔ اگر وُہ لوگ نہ مانیں تو اُن سے جنگ کرو۔ وُہ اُن کے پاس گئے۔ دو سو اُن میں سے نکلے اور ابوبکر کو ڈرایا دھمکایا۔ اُن کی دھمکیوں سے وُہ ڈر کر واپس چلے آئے اور میرے حکم کو ترک کر دیا اور میری اطاعت نہ کی۔ یہ جبریلؑ آئے ہیں اور مجھے خدا کی جانب سے حکم دیتے ہیں کہ اب اُن کی بجائے عُمر کو چار ہزار سواروں کے ساتھ اس مہم پر روانہ کروں۔ لہٰذا اے عُمر خدا کا نام لے کر جاؤ اور ایسا مت کرنا جیسا تمہارے بھائی ابوبکر نے کیا کیونکہ اُس نے خدا کی معصیت اور میری نافرمانی کی ہے۔ پھر جو کچھ ابوبکر کو ہدایتیں کی تھیں ان کو بھی کیں۔ عمر مہاجرین و انصار میں سے چار ہزار اُن اشخاص کے ساتھ جو ابوبکر کے ساتھ گئے تھے روانہ ہوئے اور تیزی کے ساتھ چل کر اہل یابس کے پاس پہنچے۔ کفار یابس میں سے پھر دو سو اشخاص سامنے آئے اور جو کچھ ابوبکر سے کہا تھا اُن سے بھی کہا اور وُہ بھی اُن کی دھمکیاں سُنکر بھاگتے ہوئے واپس آئے۔ اور نزدیک تھا کہ جو کچھ ان کی کثرت اور اُن کے ارادے اور حوصلے جو اُنہوں نے دیکھے تھے اس کے خوف سے اُن کی عقل زائل ہو جائے۔ اِدھر آنحضرتؐ کو جبریلؑ نے اُن کے حال سے آگاہ کر دیا کہ وہ بھی بھاگ کر آ رہے ہیں۔ آنحضرتؐ منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنائے الٰہی ادا کرنے کے بعد مسلمانوں کو خبر دی کہ عمر بھی اپنے لشکر کے ساتھ واپس آ رہے ہیں اور اُس نے بھی میری نافرمانی کی۔ جب عمر آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچے تو اُن کفار کی باتیں بیان کیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے عمر خداوند رحمٰن کی تم نے نافرمانی کی اور میرے کہنے کے خلاف کیا اور اپنے لیئے بُرا عمل کیا خدا تمہارے مُنہ کو قبیح کرے۔ اب جبریلؑ خدا کی جانب سے مجھے حکم دیتے ہیں کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ کو اس مہم پر مسلمانوں کے ہمراہ بھیجوں اور خدا اُن کو فتح عنایت فرمائے گا۔ پھر امیرالمومنینؑ کو بُلا کر وُہی ہدایتیں فرمائیں جو ابوبکر و عمر کو فرمائی تھیں۔ اور اُن حضرتؑ کو خبر دی کہ خدا اُن کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائے گا۔ غرض جناب امیرؑ گروہ مہاجرین و انصار کو ہمراہ لے کر اُس وادی کی جانب ابوبکر و عمر کے برخلاف غیر معروف راستہ سے روانہ ہوئے اور اس تیزی کے ساتھ چل رہے تھے کہ لوگوں کو خوف ہُوا کہ گھوڑے کہیں تھک کر گر نہ جائیں۔ اور وُہ لوگ بھی نہایت تھک گئے۔ حضرتؑ نے فرمایا خوف مت کرو کیونکہ حضرتؐ نے مجھ سے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے لہٰذا خوش رہو کہ انجام کار بخیر ہے۔ یہ سُنکر مسلمان خوش ہوئے اور جو کچھ حضرتؑ ارشاد فرماتے تھے اُس کی اطاعت کرتے تھے۔ آخر لشکر کفار کے مقابل پہنچ گئے اور حضرتؑ نے اُن سے فرمایا کہ پہاڑی سے نیچے آؤ۔ وُہ اُسیطرح دو سو اشخاص مسلح ہو کر آئے۔ جناب امیرؑ چند اشخاص کے ساتھ لشکر سے باہر نکلے۔ ان کافروں نے پُوچھا تم کون ہو اور کہاں سے اور کس غرض سے آئے ہو۔ فرمایا میں علیؑ بن ابی طالب ہوں رسُولؐ خدا کا چچا زاد بھائی۔ اُن کی طرف سے تمہاری جانب پیغام لے کر آیا ہوں کہ خدا کی وحدانیت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی کی تمکو

دعوت دوں ۔ اسلام قبول کرو اور مسلمانوں کے رنج و راحت میں شریک ہو جاؤ ۔ اُن کافروں نے کہا کہ ہم تمہاری ہی تلاش میں تھے ۔ اب تم جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ ہم کل صبح سے جنگ کریں گے ۔ ہم نے اپنے اور تمہارے درمیان عذر تمام کر دیا ۔ حضرتؑ نے فرمایا وائے ہو تم پر تم مجھے اپنے لشکر کی کثرت سے ڈراتے ہو میرے ساتھ خدا اور ملائکہ اور مسلمانوں کی نصرت و مدد ہے اور طاقت و قوت اللہ علی العظیم کے ساتھ ہے ۔ غرض وُہ لوگ اپنی جگہ واپس گئے اور حضرتؑ اپنے لشکر میں آئے ۔ رات آئی تو حضرتؑ نے فرمایا کہ گھوڑوں کو لگام و زین کے ساتھ تیار کرو اور مستعد رہو ۔ جب صبح ہوئی تو پہلے نماز ادا کی اور ابھی فضا دھندلی تھی کہ حضرتؑ نے اُن پر حملہ کر دیا اور ابھی حضرتؑ کے لشکر کے تمام لوگ نہیں پہنچے تھے کہ کفار کے شجاع و بہادر لوگ قتل ہو گئے ۔ حضرتؑ نے ان کی عورتوں اور لڑکوں کو اسیر کیا اور ان کے مال غنیمت میں لے لیئے اور ان کے گھروں کو خراب و برباد کر دیا اور مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر واپس ہوئے ۔ اُسی صبح کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جبرئیلؑ نازل ہوئے اور امیرؑ المومنین کی فتح کی خبر دی ۔ آنحضرتؐ منبر پر تشریف لے گئے اور بعد حمد و ثنائے الٰہی مسلمانوں کو امیر المومنینؑ کی فتح کی خوشخبری سُنائی کہ مسلمانوں میں سے صرف دو اشخاص شہید ہوئے پھر منبر سے اُترے اور تمام اہل مدینہ کو لے کر امیر المومنینؑ کے استقبال کے لئے روانہ ہوئے مدینہ سے چند میل کے فاصلہ پر پہنچے تھے کہ لشکر اسلام نظر آیا ۔ امیرؑ المومنین نے آنحضرتؐ کو دیکھا تو گھوڑے سے کود پڑے ۔ حضرتؐ بھی گھوڑے سے اُترے اور امیرؑ المومنین کو سینہ سے لگا لیا اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا ۔ جناب امیرؑ نے قیدیوں کو اور مال غنیمت حضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا ۔ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے مسلمانوں کو کبھی اس قدر غنیمت کافروں سے نہیں ملی تھی سوائے خیبر کے کہ وُہ جنگ بھی اسی جنگ کے مانند تھی ۔ غرض خداوند عالم نے سورۃ عادیات نازل فرمائی : وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا ۔ سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم جو نتھنوں سے فراٹے بھرتے ہیں فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا پھر پتھروں پر ٹاپ مار کر چنگاریاں نکالتے ہیں فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا پھر صبح کو چھاپا مارتے ہیں فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًا تو دوڑنے کے وقت غبار بلند کر دیتے ہیں پھر دشمن کے لشکر میں گھس جاتے ہیں إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ بیشک انسان اپنے پروردگار کا ناشکرا ہے وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ لَشَهِيدٌ وُہ خود بھی اس سے واقف ہے وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ بیشک وُہ مال کا بیحد حریص ہے أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ تو کیا وُہ نہیں جانتا کہ جب مُردے قبروں سے نکالے جائیں گے وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ اور دلوں کے بھید ظاہر کر دیئے جائیں گے إِنَّ رَبَّهُم بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ ۝ (پورا سورہ عادیات پ۳۰) بیشک اُس دن اُن کا پروردگار ان کے گروہ سے بخوبی واقف ہوگا ۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ یہ آیتیں نفاق اوّل و دوم کے اظہار میں نازل ہوئی ہیں جنہوں نے خدا کی نعمتوں کا کفران کیا اور جب وادیٔ یابس میں پہنچے تو محبت زندگانیٔ دُنیا میں خدا اور رسولؐ کے حکم کی مخالفت کی ۔ لہٰذا سورۃ کے آخر میں خدا نے اُن کے نفاق کی خبر دی ہے کہ کفر و نفاق جو اُن کے سینوں میں ہے خدا اُس سے خوب واقف ہے اور قیامت میں اُن کو رسوا کرے گا اور اُس کا بدلا دے گا ۔

شیخ مفیدؒ نے ذات سلاسل کے غزوہ کے بیان میں روایت کی ہے کہ ایک روز ایک اعرابی نے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیان کیا کہ عرب کا ایک گروہ وادی الرمل میں جمع ہوا ہے اور اُن سب نے آپس میں قسم کھائی ہے

کہ مدینہ پر چڑھائی کریں گے ۔ حضرتؐ نے یہ سُنکر منادی کرا دی کہ مسلمان جمع ہوں ۔ وُہ مسجد میں جمع ہوئے ۔ حضرتؐ منبر پر تشریف لے گئے اور بعد حمد و ثنائے پروردگار عالمین فرمایا کہ مسلمانوں کے ایک گروہ نے عہد کیا ہے کہ ہم پر حملہ کرے لہٰذا کون اُن کے دفعیہ کے لئے تیار ہوتا ہے ۔ یہ سُنکر اصحاب صفہ خلوص و سچائی کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا ہم جاتے ہیں آپ جس کو مناسب سمجھیں ہمارا امیر مقرر فرمائیں ۔ حضرتؐ نے اُن اسّی آدمیوں پر قرعہ ڈالا اور ابوبکر کو اُن کا امیر مقرر فرمایا اور نشانِ لشکر اُن کو عطا کیا اور فرمایا بنی سلیم کے قبیلہ کی سرکوبی کرو ۔ مشرکین نے پہاڑوں پر اپنے دیدبانوں کو مقرر کر رکھا تھا ۔ چونکہ ابوبکر شاہراہ سے جا رہے تھے ان لوگوں نے ان کو دیکھ لیا اور جنگ کے لئے مسلح ہو کر تیار ہو گئے ۔ جب ابوبکر نزدیک پہنچے وہاں کی زمین پتھریلی تھی اور پتھر اور درخت بہت تھے اور مشرکین وادی کے اندر رہتے تھے جس میں داخل ہونا دشوار تھا ۔ ابوبکر نے جب اُس وادی میں داخل ہونا چاہا مشرکین نکل پڑے اور بہت سے مسلمانوں کو شہید کیا ۔ آخر ابوبکر ناکام واپس آئے ۔ پھر حضرتؐ نے علم عمر کو دے کر ان کی طرف روانہ کیا ۔ وُہ سیدھے راستے سے چلے اور مشرکوں نے دیکھ لیا ۔ اور درختوں اور چٹانوں کے نیچے چھپ گئے جب عمر اُن کی وادی میں داخل ہوئے وُہ لوگ نکل پڑے اور ان کو بھگا دیا ۔ جب وُہ بھی ناکام واپس آئے تو حضرتؐ بہت رنجیدہ ہوئے ۔ عمر عاص نے کہا یا رسولؐ اللہ مجھ کو بھیجئے کیونکہ جنگ کا دارومدار مکر پر ہے شائد اپنے مکر و فریب سے اُن پر غالب ہو جاؤں ۔ وُہ بھی روانہ کیئے گئے اور سیدھے راستہ سے چلے اور آخر شکست کھا کر واپس آئے ۔ دُوسری روایت کے مطابق عمر کے بجائے خالد بن ولید کو روانہ کیا ۔ غرض حضرتؐ چند روز غمگین تھے اور اُن پر نفرین کرتے رہے ۔ پھر امیر المومنینؑ کو بُلا کر علم عنایت فرمایا اور کہا خداوندا اب میں نے اُس کو مقرر کیا ہے جو کرار ہے اور کبھی دشمنوں کے مقابلہ سے نہیں بھاگا ہے ۔ پھر دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھا کر کہا پالنے والے تو جانتا ہے کہ میں تیرا پیغمبرؐ ہوں لہٰذا میری حرمت کی اُس کے حق میں رعایت فرما اور اُس کی مدد کر اور دشمنوں پر فتح عنایت فرما ۔ دُوسری روایت کے مطابق امیر المومنینؑ کے پاس ایک عصابہ تھا جس سے سر کو باندھا جاتا ہے ۔ جب حضرتؑ کسی سخت معرکہ میں جاتے تو اس کو سر سے باندھ لیتے تھے ۔ امیر المومنینؑ جناب فاطمہ زہراؑ کے پاس آئے اور وُہ عصابہ طلب کیا ۔ جناب فاطمہؑ نے پُوچھا میرے والدؐ بزرگوار آپ کو کہاں بھیج رہے ہیں ؟ فرمایا وادی الرمل کو ۔ جناب فاطمہؑ اُس خطرناک سفر کے خیال سے گریاں ہوئیں اسی اثناء میں حضرت رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آ گئے اور جناب فاطمہؑ سے رونے کا سبب دریافت کیا ۔ معلوم ہوا تو فرمایا آیا تم سمجھتی ہو کہ تمہارا شوہر قتل ہو جائے گا ۔ انشاء اللہ ایسا نہ ہوگا ۔ جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسُولؐ کیا آپ نہیں چاہتے کہ میں مارا جاؤں اور بہشت میں پہنچوں ۔ غرض جناب امیرؑ روانہ ہوئے ۔ آنحضرتؐ مسجد احزاب تک ان کو رُخصت کرنے گئے ۔ امیر المومنینؑ سُرخ گھوڑے پر سوار تھے اور یمنی چادر اوڑھے ہوئے تھے اور نیزہ خطی ہاتھ میں تھا ۔ جناب رسُولؐ خدا نے دُعا دی اور واپس آئے ۔ اور ابوبکر و عمر اور عمر عاص یا خالد بن ولید کو ہمراہ کیا ۔ جناب امیرؑ عراق کے راستہ سے روانہ ہوئے اور سیدھی راہ چھوڑ دی ۔ صحابہ یہ سمجھے کہ کسی دوسری طرف جا رہے ہیں ۔ غرض امیر المومنینؑ ان کو ایک مخفی راہ سے لے گئے ۔ راتوں کو چلتے تھے دنوں کو دروں میں چھپ رہتے تھے ۔ عمر عاص نے دیکھا کہ حضرتؑ کی یہ تدبیر مناسب ہے اور اس طرح دشمن پر فتح پائیں گے اُس پر حسد غالب ہوا ۔ عمر ، ابوبکر اور لشکر کے سربرآوردہ لوگوں سے کہا کہ علی ایک بے خبر آدمی ہیں ان راستوں سے واقف نہیں ہیں ۔ ہم بخوبی جانتے ہیں اس راستے میں درندے بہت ہیں اور اُن سے

لشکر کو بہ نسبت دشمنوں کے زیادہ نقصان پہنچے گا لہٰذا ان کو اس راہ سے رد کو۔ لوگوں نے اُس کی گفتگو امیرالمومنینؑ سے بیان کی تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص خدا و رسولؐ کی اطاعت کرتا ہے اُس کو چاہیئے کہ میرے ساتھ چلے اور جو شخص خدا و رسولؐ کی مخالفت کا ارادہ رکھتا ہے وُہ جس راستہ سے چاہے جائے۔ یہ سُنکر سب چُپ ہُوئے اور حضرتؑ کے پیچھے پیچھے چلے۔ راتوں کو پہاڑوں کے دروں سے گذرتے تھے اور دنوں کو گھاٹیوں میں چُھپ رہتے تھے۔ حقتعالےٰ نے درندوں کو بلّیوں کے مانند حضرتؑ کا ذلیل و مطیع کر دیا تھا کہ کسی مسلمان کو کوئی گزند نہ پہنچاتے تھے۔ یہانتک کہ حضرتؑ مشرکین کے قریب پہنچ گئے تو حضرتؑ نے فرمایا کہ گھوڑوں کے منہ باندھ دو کہ ان کی آواز نہ نکلنے پائے۔ غرض مسلمانوں کو روک کر آپ خود نزدیک گئے۔ عمر نے دیکھا کہ فتح قریب ہے تو کہنے لگے کہ اس درہ میں بھیڑیئے اور چیتے اور درندے بہت زیادہ ہیں۔ علیؑ سے کہو کہ ہم کو اجازت دیں کہ ہم اس گھاٹی سے اُوپر چڑھ جائیں۔ ابوبکر نے جاکر حضرتؑ سے گفتگو کرنا چاہی حضرتؑ نے ان کے جواب کی طرف توجہ نہ کی۔ عمر نے کہا ہم اپنے کو کیوں ہلاک کریں آؤ وادی سے اُوپر چڑھ چلیں۔ مسلمانوں نے کہا پیغمبرؐ نے علیؑ کی اطاعت کا حکم دیا ہے ہم ان کی مخالفت نہ کریں گے اور نہ تمہاری بات مانیں گے غرض انہی باتوں میں صبح ہو گئی۔ امیرالمؤمنینؑ نے اُن پر ان کی غفلت میں حملہ کر دیا اور فتح پائی۔ اُن کے بہت سے جوانمردوں کو قتل کیا اور عورتوں اور لڑکوں کو اسیر کیا اور ان کے باقی مردوں کو زنجیروں اور رسیوں سے باندھ دیا۔ اسی سبب سے اس جنگ کو غزوۂ ذات السلاسل کہتے ہیں۔ اُس مقام جنگ سے مدینہ تک پانچ منزلوں کا فاصلہ تھا۔ اُدھر اُسی صبح کو سرورِ کائنات بیت الشرف سے نکلے اور آپؐ نے لوگوں کے ساتھ نمازِ صبح ادا کی اور رکعتِ اوّل میں سورۃ والعادیات کی تلاوت فرمائی۔ نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ یہ وُہ سُورۃ ہے جس کو خدا نے مجھ پر ابھی نازل فرمایا ہے۔ اور مجھے خبر دی ہے کہ علیؑ دشمن پر غالب آئے اور عمر عاص کے حسد کو اپنی ذات پر حسد قرار دیا۔ کنود بمعنی حسود اور وہی ہے کہ حب خیر یعنی اس کو دنیاوی زندگی کی محبت بہت شدید تھی جس کو درندوں کا خوف تھا اور دُوسری روایت میں ہر جگہ بجائے عمرو خالد بن ولید مذکور ہے۔ اور علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق کنود بمعنی کفرانِ نعمت کرنے والا ہے اور انسان جس کو کفران سے نسبت دی گئی ہے ابوبکر و عمر اور عمرو بن عاص ہیں جو کہتے تھے کہ اس راستے میں شیر درندہ بہت ہیں واپس چلو اور سیدھے راستہ سے چلو۔ غرض شیخ مفید نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے جناب امیرؑ کی فتح و ظفر کی خبر صحابہ کو دی اور ان کو ہمراہ لے کر پیشوائی کو مدینہ سے باہر نکلے۔ صحابہ دونوں طرف صف باندھ کر کھڑے ہو گئے جس وقت شاہِ ولایت کی نظر جمالِ خورشید آسمانِ نبوت پر پڑی گھوڑے سے کُود کر حضرتؐ کی خدمت میں دوڑے اور آنحضرتؐ کے مبارک قدم اور رکاب کے بوسے لیئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ سوار ہو کہ خدا و رسولؐ تم سے راضی ہیں۔ یہ سُنکر جناب امیرؑ کے فرطِ خوشی سے آنسو نکل آئے۔ غرض امیرالمومنینؑ خوش و خرم واپس آئے۔ مسلمانوں میں مالِ غنیمت تقسیم کیا گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے لشکر کے بعض آدمیوں سے پوچھا کہ اس سفر میں اپنے امیرؑ کو کیسا پایا؟ لوگوں نے کہا ہم نے کوئی برائی اُن میں نہیں دیکھی۔ لیکن ایک عجیب بات یہ تھی کہ نماز میں جبکہ ہم نے ان کی اقتدا کی تو انہوں نے سورۃ قل ہو اللہ احد پڑھی۔ آنحضرتؐ نے پوچھا یا علیؑ ہر نماز میں تم نے سورۃ قل ہو اللہ احد ہی کیوں پڑھی؟ عرض کی اس لیئے کہ اُس سُورۃ کو بہت پسند کرتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا بھی تم کو دوست رکھتا ہے جس طرح تم اس سورۃ کو دوست رکھتے ہو۔ پھر فرمایا اے علیؑ اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ تمہارے حق میں بھی میری اُمت وُہ کچھ

نہ کہنے لگے جو نصاریٰ جناب عیسےٰؑ کے حق میں کہتے ہیں تو بیشک آج چند باتیں تمہاری مدح میں ایسی بیان کرتا کہ تم جس گروہ کی طرف سے گذرتے وُہ تمہارے پیروں تلے کی خاک برکت کے لیئے لے جاتا۔

فرات بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں سلمان فارسیؓ سے روایت کی ہے کہ ایک روز اکابر صحابہ سوائے علی بن ابیطالبؑ کے حضرت سرورِ کائنات کے درِ اقدس پر جمع تھے ناگاہ ایک اعرابی آیا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ میں قبیلہ بنی لخم کا ایک آدمی ہوں اور قبیلہ خشعم کے لوگوں نے جمع ہو کر لشکروں کو ترتیب دیا ہے اُن کا امیر حارث بن مکیدہ ہے۔ اُن سب نے پانچسو شجاعوں کے ساتھ لات و عزیٰ کی قسم کھائی ہے کہ مدینہ پر چڑھائی کریں گے اور آپ کو آپ کے اصحاب کے ساتھ قتل کریں گے۔ آنحضرتؐ یہ خبر وحشت اثر سُنکر بہت محزون و رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین و انصار تم نے سُنا جو کچھ اعرابی نے کہا۔ ان لوگوں نے عرض کی ہاں سُنا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تم میں کون ہے جو جاکر اُن کے شر کو ہم سے دفع کرے میں اُس کے لیئے بہشت کا ضامن ہوں۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ حضرتؐ نے دوبارہ ارشاد کیا کہ جو اُن کے دفع کرنے کے لیئے جائے گا میں اُس کے لیئے بہشت کے بارہ قصر کا ضامن ہوں! پھر کسی نے جواب نہ دیا اسی اثناء میں جناب امیرؑ آ گئے اور حضرتؐ کو آزردہ دیکھا تو عرض کی خدا کے حبیبؐ آپ کے آزردہ و محزون ہونے کا کیا سبب ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا یہ اعرابی ایسی خبر بیان کرتا ہے اور میں نے اُس کے لیئے بہشت میں بارہ قصروں کا وعدہ کیا ہے جو اُن کی سرکوبی کے لیئے جائے۔ مگر کوئی جواب نہیں دیتا۔ حضرت علیؑ نے عرض کی میرے باپ ماں آپؐ پر فدا ہوں اُن قصروں کی صفت مجھ سے بیان فرمائیے۔ آنحضرتؐ نے بیان کرنا شروع کیا کہ اے علیؑ اُن کی بنیادیں چاندی سونے کی اینٹوں سے تیار کی گئی ہیں اور مٹی کے گارے کے بجائے مشک و عنبر کام میں لایا گیا ہے۔ ہر قصر کے سنگریزے موتی اور یاقوت ہیں ان کی خاک زعفران ہے۔ ان میں ٹیلے کافور کے ہیں اور ہر قصر میں شہد کی ایک نہر، شراب کی ایک نہر، دُودھ کی ایک اور پانی کی ایک نہر جاری ہے جن کے گرد طرح طرح کے گوہر و مرجان کے درخت ہیں۔ اور نہروں کے دونوں طرف مروارید سفید کے خیمے ہیں جن میں کوئی جوڑ و پیوند نہیں ہے۔ خدا نے اُن کو ایک موتی سے پیدا کیا ہے۔ اور اس قدر صاف و شفاف کہ باہر سے اندر اور اندر سے باہر کا حال نمایاں ہے۔ ہر خیمہ میں یاقوت سرخ سے مرصع ایک تخت ہے جس کے پائے سبز زبرجد کے اور ہر تخت پر ایک حوریہ ستّر سبز حُلّے اور ستّر زرد حُلّے پہنے ہوئے بیٹھی ہے اور انتہائی لطافت کے باعث اُس کی پنڈلی کا مغز ہڈیوں اور جلد حُلّوں اور زیوروں کے اُوپر سے نظر آتا ہے جیسے کہ شیشہ کے اندر شعلہ نمایاں ہوتا ہے۔ ہر حوریہ کے ستّر گیسو ہیں۔ ہر گیسو ایک کنیز کے ہاتھ میں ہے اور ہر کنیز کے پاس ایک انگیٹھی ہے جس میں سے خوشبو نکل رہی ہے۔ اور وُہ اُس گیسو کو معطّر کر رہی ہے اور اُس انگیٹھی میں سے بقدرتِ خالق ایک تار آگ کا اور چنگاریاں خوشبودار چمک رہی ہیں کہ ویسی خوشبو کسی دماغ میں نہیں پہنچی ہے۔ یہ سُنکر امیرالمومنینؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ میرے باپ ماں آپؐ پر فدا ہوں میں اُن مشرکین کی سرکوبی کے لیئے جاتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ یہ نعمتیں تمہارے واسطے مخصوص ہیں اور تم ان کے لیئے پیدا کیئے گئے ہو۔ اُٹھو اور خدا کے نام سے اُن اشقیا کے دفعیہ کے لیئے جاؤ۔ پھر حضرتؐ نے ڈیڑھ سو صحابہ کو ان کے ہمراہ کیا۔ اُس وقت جناب عباسؓ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسولؐ اللہ میرے برادر زادے کے ہمراہ صرف ڈیڑھ سو افراد اُس جماعت سے جنگ کے لیئے بھیج رہے ہیں جس کی تعداد پانچ سو ہے اور اُن میں سے ایک

حارث بن مکیدہ ہے جو پانچ سو سواروں کے برابر ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا کی قسم اگر وُہ لوگ ذروں کی تعداد کے برابر ہوتے تو علیؑ تن تنہا اُن سے جنگ کے لیئے جاتے اور بلاشک وشبہہ اُنپر غالب ہوتے اور اُن کے قیدیوں کو میرے پاس لاتے۔ پھر آنحضرتؐ نے لشکر کو تیار کیا اور فرمایا اے میرے حبیب جاؤ خدا تمہارے آگے پیچھے داہنے بائیں اُوپر نیچے ہر طرف سے تمہارا محافظ ہے اور تم پر میرا خلیفہ ہے (یعنی میرے عوض وُہ تمہارے ساتھ ہے)۔ غرض جناب امیرؑ روانہ ہوئے اور جب وُہ لوگ زنخشیب تک پہنچے جو مدینہ سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر ہے رات ہوگئی اور راستہ بھُول گئے۔ امیرالمومنینؑ نے آسمان کی جانب رُخ کیا اور یہ دُعا پڑھی:۔ یا ھادی کل ضال ویا منفذ کل غریق ویا مفرج کل مھموم لا تقو علینا ظالما ولا تظفر بنا عدوا واھدنا الی سبیل الرشاد۔ تو خدا نے ایسا کیا کہ گھوڑوں کی ٹاپوں سے پتھر پر جو گرد لگتی تو اس سے آگ روشن ہو جاتی جس سے راستہ ظاہر ہوگیا۔ اس وقت خداوند عالم نے والعادیات کی سورۃ پیغمبر پر نازل فرمائی۔ صبح ہوئی تو امیرالمومنین کافروں کے قریب پہنچ گئے اور وُہ لوگ اُن کے آنے سے باخبر نہ تھے۔ جب حضرتؑ نے اذان دی اور اُن اشقیا نے آوازِ اذان سُنی تو کہنے لگے شائد کوئی چرواہا پہاڑ پر خدا کو یاد کر رہا ہے۔ جب اُنہوں نے اشھد ان محمدا رسول اللہ سُنا تو بولے کہ یہ چرواہا اُس ساحر کذاب (معاذ اللہ) کے اصحاب میں سے معلوم ہوتا ہے۔ جناب امیرؑ کے اصول میں سے یہ تھا کہ جب تک صبح نہ ہو جاتی اور دن کے فرشتے نازل نہ ہو لیتے حضرتؑ جنگ شروع نہ کرتے تھے۔ غرض آنحضرتؑ جب نماز سے فارغ ہوئے اور دن ظاہر و نمایاں ہوگیا تو آپ کے حکم سے علم نصرت نشان بلند کیا گیا۔ مشرکین نے آنحضرتؐ کے علم کو پہچانا اور آپس میں کہا کہ جس دشمن کی تم کو خواہش تھی وُہ آگیا۔ یہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں جو اپنے اصحاب کے ساتھ آئے ہیں۔ غرض ایک جوان اُن میں سے باہر نکلا جو سب سے زیادہ دلیر اور کفر و عناد میں سب سے بڑھ کر تھا۔ اور للکارا کہ اے اصحاب ساحر و کذاب (معاذ اللہ) تم میں کون محمدؐ سے زیادہ قریب ہے؟ باہر نکلے کہ میں اُس سے جنگ کروں۔ یہ سُنکر حیدر کرار اُس کے مقابلہ پر آئے اور فرمایا تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے تُو ہی ساحر و کذاب ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حق کے ساتھ خدا کی جانب سے مبعوث ہوئے ہیں۔ اُس کافر بے حیا نے کہا تم کون ہو فرمایا میں علیؑ بن ابی طالب ہوں رسولؐ خدا کا چچا زاد بھائی اور اُن کی دُختر کا شوہر۔ اُس ملعون نے کہا چونکہ تم ان کے قریبی رشتہ دار ہو لہذا تم گویا ان کو قتل کرنا میرے نزدیک یکساں ہے اور رجز پڑھکر حضرتؑ پر حملہ کیا۔ حضرتؑ نے بھی رجز پڑھا اور اُس پر حملہ کیا۔ دو وار اُن میں چلے تھے کہ حضرتؑ نے تیسرے وار میں اس کو جہنم واصل کیا۔ پھر حضرتؑ نے اپنا مقابل طلب کیا۔ اُس ملعون کا بھائی نکلا حضرتؑ نے ایک وار میں اُس کو بھی قتل کر دیا اور مبارز طلب کیا۔ اُس وقت حارث بن مکیدہ جو پانچ سو سواروں کے برابر سمجھا جاتا تھا اور اُس لشکر کا امیر تھا باہر آیا۔ حق تعالےٰ نے اُسی کے بارے میں فرمایا ہے کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ (سورۃ عادیات پ۳۰)۔ اُس نے رجز پڑھا اور حضرتؑ پر حملہ کیا۔ حضرتؑ نے اُس کے حملہ کو رد کر کے ایک ضرب لگائی جس سے دو ٹکڑے ہوگیا۔ اور پھر مبارز طلب کیا۔ اُس کا چچا زاد بھائی عمرو بن فتاک نکلا اور رجز پڑھتا ہوا حضرتؑ پر حملہ آور ہوا۔ حضرتؑ نے پہلے ہی وار میں اُس کو بھی اُس کے بھائی کے پاس پہنچا دیا۔ پھر ہر چند اپنا مقابل طلب کیا لیکن کوئی آپؑ کے مقابلہ کے لیئے نہ آیا تو اُس شیر بیشۂ شجاعت نے اُن گمراہ بھیڑیوں پر حملہ کیا اور اُن کے بہادروں کو مار گرا دیا اُن کے

جناب امیرؑ کا حارث بن مکیدہ اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرنا

لڑکوں کو اسیر کیا اور اُن کے اموال پر تصرف کیا اور سب کو لے کر مدینہ روانہ ہوئے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فتح کی خوشخبری ملی حضرتؐ صحابہ کے ساتھ استقبال کے لیئے مدینہ سے نکلے اور ایک فرسخ کے فاصلہ پر خورشید فلکِ رسالت اور ماہِ آسمانِ امامت و ولایت یکجا ہوئے۔ آنحضرتؐ نے امیرالمومنینؑ کے چہرے پر سے اپنی چادر سے غبار پاک کیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اور رُوئے اور فرمایا اے علیؑ میں خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے میرے بازو تم سے قوی کیئے اور میری پیٹھ مضبوط کی۔ اے علیؑ جس طرح موسیٰؑ نے خدا سے دُعا کی تھی کہ اُن کے بازو کو اُن کے بھائی ہارون سے قوی کر دے اور اُن کو ان کی رسالت میں شریک کر دے میں نے بھی تمہارے متعلق خدا سے یہی سوال کیا تھا اور اُس نے مجھے عطا فرمایا۔ پھر صحابہ کی جانب رُخ کر کے فرمایا کہ اے گروہ صحابہ محبتِ علیؑ کے بارے میں مجھ پر طعن مت کرنا کیونکہ میں خدا کے حکم سے اُس کو دوست رکھتا ہوں۔ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ اُس کو دوست رکھوں اور اُس کو اپنا مقرب بناؤں۔ اے علیؑ جس نے تم کو دوست رکھا اُس نے مجھ کو دوست رکھا اور جس نے مجھ کو دوست رکھا اُس نے خدا کو دوست رکھا۔ اور جو خدا کو دوست رکھتا ہے خدا اُس کو دوست رکھتا ہے۔ اور حق ہے کہ خدا اپنے دوستوں کو بہشت میں جگہ دے۔ اے علیؑ جس نے تم کو دُشمن رکھا اُس نے مجھ کو دشمن رکھا اور جو مجھ کو دُشمن رکھتا ہے وُہ خدا کو دُشمن رکھتا ہے اور جو خدا کو دشمن رکھتا ہے خدا بھی اُس کو دُشمن رکھتا ہے اور اُس پر لعنت کرتا ہے۔ اور خدا پر لازم ہے کہ قیامت کے روز دشمنانِ علیؑ کا کوئی عمل قبول نہ فرمائے۔ دُوسری روایت میں منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ان کے ایک سو بیس آدمیوں کو قتل کیا فرمایا تھا۔

جناب امیرؑ کی مدح

تینتالیسواں[۴۳] باب

فتحِ مکہ معظمہ کا بیان!

شیخ مفید، شیخ طبرسی اور ابن شہر آشوب وغیرہم نے روایت کی ہے کہ فتح مکہ ماہِ رمضان ۸ھ میں واقع ہوُا اور معتبر حدیثیں اسی پر دلالت کرتی ہیں۔ اکثر لوگوں کا بیان ہے کہ ۱۳ر تاریخ چاند کی تھی۔ بعض نے بیسویں تاریخ کہا ہے۔ اور اس کا سبب یہ تھا کہ جس سال حدیبیہ میں جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش سے صلح کی۔ خزاعہ کا قبیلہ حضرتؐ کے امان میں داخل ہوگیا اور قبیلہ کنانہ قریش کے امان میں رہے۔ اس عہد پر دو سال گزرے تھے کہ ایک روز ایک ملعون قبیلہ کنانہ کا آنحضرتؐ کی ہجو بیٹھا ہوُا کر رہا تھا۔ قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص نے اس کو منع کیا کہ تجھ کو کیا حق ہے کہ ایسی چیزیں پڑھ رہا ہے۔ اگر دوبارہ سُنا تو تیرا مُنہ توڑ دوں گا کنانہ ملعون نے نہ مانا اور دوبارہ ہجو کی مرد خزاعی نے ایک گھونسا اُس کے مُنہ پر مارا۔ پھر دونوں نے اپنے اپنے قبیلوں کو

مدد کے لیئے پکارا۔ چونکہ خزاعہ کی تعداد زیادہ تھی انہوں نے اُن سب کو مار کر حرم میں داخل کر دیا۔ اور اُن کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ قریش نے گھوڑوں اور اسلحوں سے کنانہ کی مدد کی۔ یہ حال دیکھ کر عمرو بن سالم اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور واقعہ بیان کیا اور اشعار پڑھے جن میں چند اشعار آنحضرتؐ سے نصرت کے بارے میں تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے عمرو بس اتنا ہی کافی ہے اور اُٹھ کر خانۂ میمونہ میں تشریف لے گئے اور پانی طلب کر کے غسل کیا۔ اثنائے غسل میں کہتے جاتے تھے کہ اگر مدد نہ کروں گا تو میری بھی مدد نہ کی جائے گی۔ پھر فارغ ہو کر باہر نکلے اور مکہ کا ارادہ کیا اور دُعا کی پالنے والے قریش کے جاسوسوں کو روک دے تاکہ ہم ان کی بے خبری میں مکہ میں داخل ہو جائیں۔ پھر علی بن ابراہیم، شیخ طبرسی اور شیخ مفید وغیرہ نے متعدد سندوں کے ساتھ روایت کی ہے کہ حاطب بن بلتعہ مسلمان ہوگیا تھا اور ہجرت کر کے مدینہ میں آگیا تھا اُس کے اہل وعیال مکہ میں تھے۔ چونکہ آنحضرتؐ کے مکہ جانے سے قریش خائف تھے وُہ لوگ حاطب کے عیال کے پاس آئے اور کہا کہ حاطب کے پاس خط لکھو اور دریافت کرو کہ آیا محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) مکہ کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں۔ خط کے جواب میں حاطب نے لکھ دیا کہ حضرتؐ مکہ پر چڑھائی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور ایک صفیہ نامی عورت کو اور دوسری روایت کے مطابق سارہ نامی کو جو ابولہب کی آزاد کردہ کنیز تھی یہ خط دے کر مکہ روانہ کیا۔ اُس عورت نے وُہ خط اپنے بالوں میں چھپا لیا۔ اُسی وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور یہ خبر آنحضرتؐ کو پہنچا دی۔ آنحضرتؐ نے زبیر اور علی علیہ السّلام کو اُس عورت کے تعاقب میں بھیجا۔ جب وُہ اُس کے پاس پہنچے وُہ خط اُس سے مانگا۔ وُہ عورت رونے لگی اور قسم کھا کر کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ اور اُس کی تلاشی بھی لی گئی مگر خط نہ ملا۔ زبیر نے کہا یا علیؑ یہ قسم کھاتی ہے اور تلاشی کے باوجود خط نہیں ملا آؤ واپس چلیں اور حضرتؐ کو اطلاع دیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ خدا کے رسولؐ نے خبر دی ہے کہ خط اُس کے پاس ہے اور آنحضرتؐ نے جبریلؑ سے سُننے کی خبر جھوٹ نہیں بیان کی ہے اور نہ جبریلؑ نے خدا پر جھوٹ باندھا ہے۔ یہ فرما کر تلوار نکالی اور فرمایا کہ اگر تو خط نہیں دے گی تو تجھ کو قتل کر دوں گا۔ تب اُس نے کہا اچھا دُور ہٹ جائیے تو میں خط دُوں۔ پھر اُس نے اپنا مقنع کھولا اور اپنے گیسوؤں میں سے خط نکال کر دیا۔ جناب امیرؑ وُہ خط لے کر پیغمبرؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرتؐ نے منادی کرا دی کہ مسلمان مسجد میں جمع ہوں۔ سب جمع ہوئے تو حضرتؐ منبر پر تشریف لے گئے۔ وُہ خط آپؐ کے ہاتھ میں تھا اور فرمایا کہ مَیں نے دُعا کی تھی کہ خدا ہمارے عزم وارادہ کو قریش سے پوشیدہ رکھے اور تم میں سے ایک شخص نے ہمارے ارادہ سے اہل مکہ کو بذریعہ خط اطلاع دینا چاہی۔ لہذا یہ خط لکھنے والا کھڑا ہو جائے، ورنہ وحیٔ خدا اُس کو رُسوا کرے گی۔ یہ سُنکر کوئی شخص کھڑا نہیں ہوُا۔ پھر حضرتؐ نے دوبارہ یہی بات کہی۔ اس مرتبہ حاطب اُٹھ کھڑا ہوُا اور اس طرح کانپنے لگا جیسے تیز و تند ہوا میں خرما کی شاخ ہلتی ہے۔ اور عرض کی یا رسولؐ اللہ خط لکھنے والا میں ہوں لیکن نہ منافق ہوُا ہوں اور نہ حضورؐ کی رسالت و نبوت میں شک کرتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا پھر کیوں ایسا کیا۔ عرض کی چونکہ میرے بال بچے مکہ میں ہیں اور وہاں میرے اور خاندان اور قبیلے والے نہیں ہیں مجھے خوف ہوُا کہ مشرکین اُنپر غالب ہوں گے اور مار ڈالیں گے۔ میں نے چاہا کہ اُنپر احسان کروں تاکہ میرے اہل وعیال کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اور یہ امر مجھ سے دین میں شک وشبہ کی بنا پر نہیں سرزد ہوُا۔

یہ سُنکر عمر نے کھڑے ہوکر کہا یارسُولؐ اللہ اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کو قتل کر دوں۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ اہلِ بدر سے ہے شائد توبہ کرے اور خدا اُس کو بخش دے۔ اُس کو مسجد سے باہر نکال دو۔ یہ سُنکر لوگوں نے اُس کو پیٹھ پر مارتے ہوئے مسجد سے نکال دیا اور اُمید کی نگاہوں سے حضرتؐ کو دیکھنے لگے کہ شائد حضرتؐ اس کو معاف کردیں۔ پھر حضرتؐ نے حکم دیا تو لوگ اس کو واپس لائے۔ حضرتؐ نے اس کو معاف فرمایا اور اُس کے لیے استغفار کیا اور فرمایا کہ آئندہ کبھی ایسا نہ کرنا۔ خدا نے یہ آیتیں اس کے بارے میں نازل فرمائیں۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّۃِ الخ (پ ۲۸ آیہ ۱ سورہ ممتحنہ) ”اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم تو ان کے پاس دوستی کا پیغام بھیجتے ہو اور جو پیغامِ حق تمہارے پاس آیا ہے وُہ اس سے انکار کرتے ہیں۔“

شیخ طبرسی نے بسندِ موثق حضرت جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب شام میں ابوسفیان کو خبر پہنچی کہ قریش نے خزاعہ کے ساتھ جھگڑا کیا اور عہد و پیمان کو توڑ دیا تو مدینہ آیا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی قوم کے خون بہانے سے پرہیز کرو اور قریش کو امان دو اور اپنے اور ہمارے درمیان عہد و پیمان کی مدت کو بڑھا دو۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ابوسفیان تم لوگوں نے میرے ساتھ مکر و فریب کیا ہے اُس نے کہا نہیں۔ فرمایا اگر تم نے مکر و فریب نہیں کیا اور اپنے پیمان کو نہیں توڑا ہے تو میں بھی اپنے عہد پر باقی ہوں وہاں سے وُہ پھر حضرت ابوبکر کے پاس آیا اور کہا تم قریش کو امان دو۔ ابوبکر نے کہا تم پروائے ہو بغیر حضرتؐ کی اجازت کے کون امان دے سکتا ہے۔ پھر وُہ عمر کے پاس گیا وہاں بھی ایسا ہی جواب ملا۔ آخر میں اپنی بیٹی ام حبیبہ کے پاس گیا جو رسُولِ خدا کی زوجہ تھیں اور بستر پر بیٹھنا چاہتا تھا۔ ام حبیبہ نے فرش کو اُٹھا دیا اور نہ چاہا کہ وُہ حضرتؐ کے فرش پر بیٹھے۔ ابوسفیان نے کہا بیٹی اس فرش کو مجھ سے بہتر سمجھتی ہو؟ اُس نے کہا ہاں یہ وُہ فرش ہے جس پر رسُولؐ خدا بیٹھتے ہیں میں پسند نہیں کرسکتی کہ تم اُس پر بیٹھو جبکہ تم مشرک اور نجس ہو۔ وہاں سے ابوسفیان چلا آیا اور جناب سیّدہؑ کے درِ دولت پر آیا اور کہا اے سیدۂ عرب کی بیٹی قریش کو امان دیجئے۔ اور عہد و پیمان کی مدت بڑھا دیجئے تاکہ سب سے کریم ترین برگزیدہ عورتوں میں آپ کا شمار ہو۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا جس کو خدا کے رسولؐ امان دیں گے میں بھی دُوں گی۔ اُس نے کہا پھر حضرت حسن و حسین علیہم السلام کو اجازت دیجئے کہ وُہ قریش کو امان دیں۔ فرمایا وُہ بھی اپنے نانا کی اجازت کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے۔ پھر وہاں سے امیرالمؤمنینؑ کی خدمت میں پہنچا اور کہا آپ کی مجھ سے قرابت تمام قوم سے قریب تر ہے۔ میرے لیئے ہر طرف دروازے بند ہوچکے ہیں اور میں اپنے معاملہ میں حیران ہوں میرے لیئے جو مناسب امر ہو پیدا کیجئے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا تو قریش کا سردار ہے جا مسجد کے دروازہ پر کھڑا ہو جا۔ اور کہہ کہ میں قریش میں امان رکھتا ہوں اور سوار ہو کر اپنی قوم کے پاس چلا جا۔ ابوسفیان نے کہا اگر ایسا کروں گا تو مجھے کچھ فائدہ ہوگا؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ اس سے تجھ کو کچھ فائدہ ہوگا یا نہ ہوگا لیکن اس کے سوا کوئی چارہ تیرے لیئے نہیں سمجھتا ہوں۔ غرض وُہ جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کے دروازہ پر آیا اور چلا کر بولا کہ میں قریش کے درمیان امان و پیمان قرار دیتا ہوں اور اپنے اُونٹ پر سوار ہو کر مکہ چلا گیا۔ قریش نے اُس سے پوچھا کہ تُو نے [illegible] گیا اُن سے بھی کوئی بات نہ بن سکی۔ پھر فاطمہؑ

کے پاس حاضر ہوا۔ اُن سے بھی کوئی صورت معلوم نہ ہوئی۔ آخر علیؑ کے پاس پہنچا۔ انہوں نے میرے لیئے یہ مناسب سمجھا میں نے اُن کے کہنے پر عمل کیا اور واپس آگیا۔ قریش نے کہا علیؑ نے تجھ کو بیوقوف بنایا۔ تو خود قریش کو امان دیتا ہے۔

غرض جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسری ماہِ رمضان المبارک روز جمعہ نمازِ عصر کے بعد مدینہ سے روانہ ہوئے اور ابولبابہ بن عبدالمنذر کو مدینہ میں خلیفہ مقرر فرمایا اور ہر قوم کے بزرگوں کو طلب فرما کر مکہ بھیجا کہ اپنی اپنی قوم کو لے کر آویں اور حضرتؐ کے ساتھ ہو جائیں۔ اور حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب حضرتؐ مکہ کی جانب متوجہ ہوئے روزہ سے تھے۔ جب کراع الغمیم تک پہنچے تو فرمایا کہ سب لوگ روزے افطار کرلیں اور خود بھی افطار کرلیا۔ اور بعض نے نہ کیا۔ جن لوگوں نے افطار نہیں کیا اُن کا نام عاصی رکھا۔ وُہ اور اُن کی تمام اولاد کا قیامت تک عاصی ہی نام پڑ گیا۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا میں اُن کے فرزندوں کو پہچانتا ہوں۔ غرض آنحضرتؐ روانہ ہوئے اور مرالظہران تک پہنچے اُس وقت دس ہزار اشخاص حضرتؐ کے ہمرکاب تھے چار سو گھوڑے سوار تھے خداوند عالم نے آنحضرتؐ کے آنے کی خبر قریش سے پوشیدہ رکھی تھی۔ اُسی رات ابوسفیان اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقہ مکہ سے نکلے اور جناب عباسؓ اُس سے پہلے ابوسفیان بن الحارث اور عبداللہ بن اُمیہ کو لے کر آنحضرتؐ کے استقبال کے لیئے نکل چکے تھے اور وُہ ثنیۃ العقاب میں حضرتؐ کے پاس پہنچ گئے تھے۔ آنحضرتؐ اپنے خیمہ میں تھے۔ اُس روز حضرتؐ کے پاسبان و محافظ زیاد بن اُسید تھے۔ انہوں نے عباسؓ کو دیکھا تو حضرتؐ کی خدمت میں جانے کی اجازت دے دی اور دُوسروں کو واپس کردیا۔ عباس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور سلام کیا اور کہا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں یہ آپ کے چچا اور پھوپھی کے لڑکے توبہ کرتے ہوئے آپ کے پاس آئے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے چچازاد بھائی نے میری ہتک حُرمت کی ہے اور میرا پھوپھی زاد بھائی وُہ ہے جو مکہ میں کہتا پھرتا تھا کہ جب تک میرے لیئے زمین سے ایک چشمہ یا ایک سونے کا مکان نہ نکالو گے یا آسمان پر جا کر نہ دکھاؤ گے ایمان نہ لاؤں گا۔ عباس یہ سُنکر باہر چلے گئے تو ام سلمہ نے ان کی سفارش کی اور کہا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں یارسُولؐ اللہ آپ کے چچا کا لڑکا توبہ کرکے آیا ہے اور وُہ آپ کے احسان سے لوگوں میں سب سے زیادہ محروم نہیں ہوسکتا۔ اور میرا بھائی جو آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے اور آپ کا داماد ہے اس کو محروم نہ کیجیئے۔ اسی اثنار میں باہر سے ابوسفیان نے پکار کر کہا کہ یارسُولؐ اللہ ہمارے لیئے یوسفؑ کے مانند ہو جائیے جیسا انہوں نے اپنے بھائیوں کے ساتھ سلوک کیا تھا۔ غرض آنحضرتؐ نے ان دونوں کو بلایا اور اُن کی توبہ قبول فرمائی۔ پھر عباسؓ نے کہا کہ اگر حضرتؐ جبر و قہر کے ساتھ مکہ میں داخل ہوں گے تمام قریش بے امان ہلاک ہو جائیں گے۔ پھر حضرت عباسؓ خچر پر سوار ہوئے اور اِدھر اُدھر گھومنے لگے کہ شائد کوئی لکڑ ہارا یا دُودھ فروش نظر آجائے تو اُس کے ذریعہ مکہ والوں کو آگاہ کردیں تاکہ اُن کے سردار حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اہلِ مکہ کے لیئے امان طلب کرلیں۔ اسی خیال میں تیزی سے چلے جارہے تھے کہ ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا کے نزدیک پہنچے ابوسفیان بدیل سے پوچھ رہا تھا کہ یہ دور دُور تک آگ کیسی روشن ہے بدیل کہہ رہا تھا کہ قبیلہ خزاعہ کے لوگ ہیں۔ ابوسفیان نے کہا قبیلہ خزاعہ کے لوگ تو تھوڑے سے ہیں اس قدر آگ اُن کے یہاں نہیں ہوسکتی
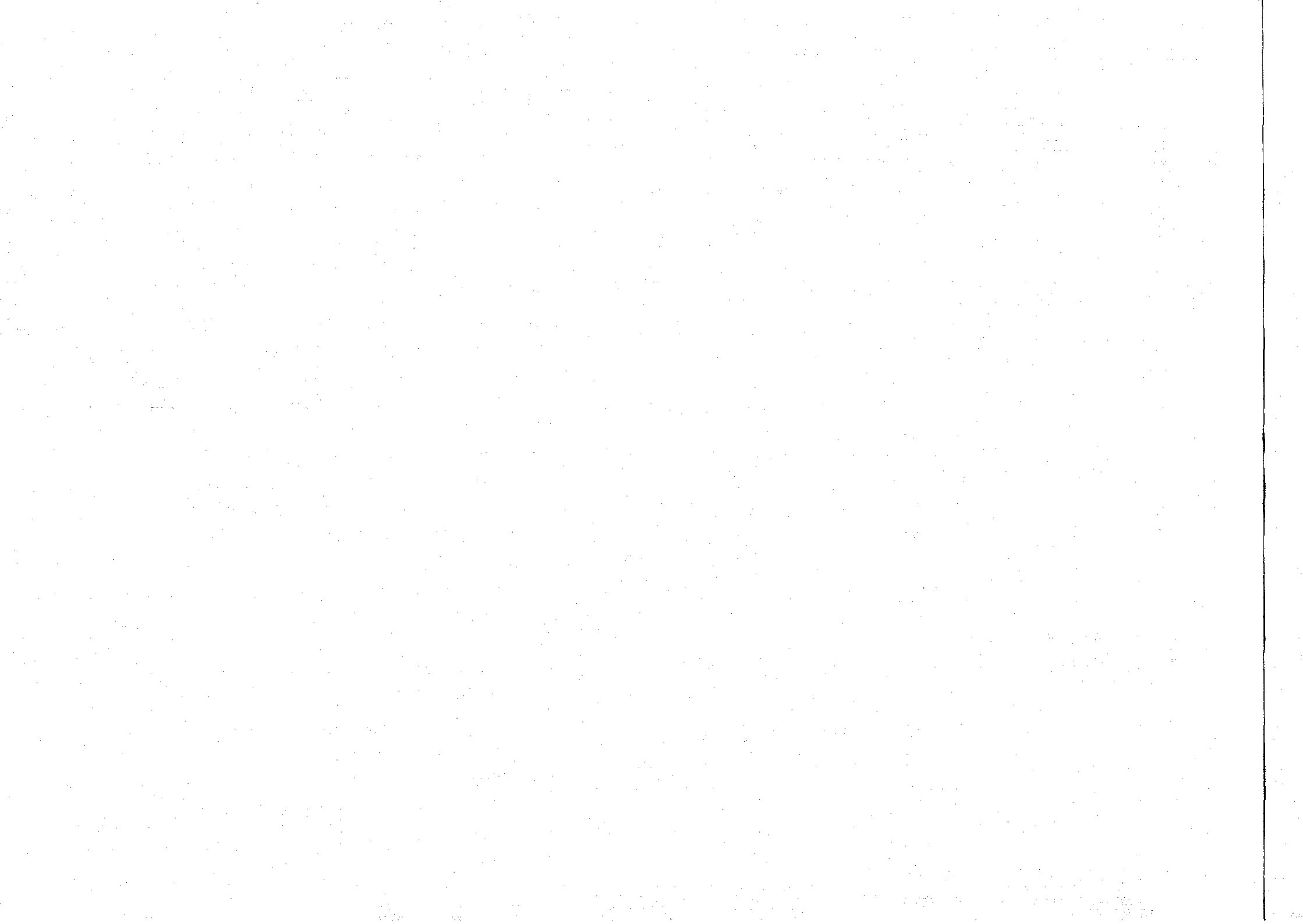
فرمائیں:۔ یَآاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْھُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَھُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ٥ رکوع ۲۸ آیت ۱۲ سورۂ ممتحنہ) یعنی اے پیغمبر جب تمہارے پاس مومنہ عورتیں آئیں تاکہ بیعت کریں ان باتوں پر کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک قرار نہ دیں گی، چوری نہ کریں گی، زنا نہ کریں گی اور اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی اور کسی پر بہتان اپنے ہاتھوں اور پیروں سے نہ باندھیں گی یعنی دوسروں کی اولاد کو اپنے شوہر سے منسوب نہ کریں گی اور تمہاری نافرمانی نہ کریں گی اور ہر امر نیک کو جس کا تم ان کو حکم دو گے عمل میں لاویں گی تو اُن سے بیعت لے لو اور خدا سے اُن کے واسطے آمرزش طلب کرو بیشک خدا بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے"۔ جب حضرتؐ نے یہ آیتیں پڑھ کر اُن کو سُنائیں تو ہند نے کہا ہم نے لڑکوں کو پال کر بڑا کیا اور تم نے اُن کو قتل کیا۔ ام حکیم بنت حارث بن ہشام نے جو عکرمہ پسر ابوجہل کی زوجہ تھی کہا یا رسُولؐ اللہ وہ کون سا معروف حکم ہے جس کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے کہ آپ کی مخالفت نہ کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا مصیبتوں میں اپنے منہ پر طمانچے مت مارو، اپنے رخساروں کو زخمی مت کرو، اپنے بال مت نوچو اور گریبان نہ پھاڑو، اپنے لباس کو سیاہ مت کرو اور واویلا مت کرو۔ غرض انہی شرطوں پر اُن سے بیعت لی۔ پھر عورتوں نے کہا یا رسُولؐ اللہ آپ سے ہم کس طرح بیعت کریں؟ حضرتؐ نے فرمایا میں عورتوں کے ہاتھوں پر ہاتھ نہیں رکھتا۔ پھر ایک پیالے میں پانی منگوایا اور اپنا دست مبارک اُس میں ڈال دیا اور نکال لیا اور فرمایا کہ اپنے ہاتھوں کو قدح میں داخل کرو، یہی تمہاری بیعت ہے۔ امامؑ نے فرمایا کہ جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست طاہر اُس سے پاکیزہ تھا کہ نامحروم عورتوں کے ہاتھوں میں پہنچتا۔ شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے کوہِ صفا پر عورتوں سے بیعت لی۔ ہند جگر خوارہ ملعونہ چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے عورتوں کے درمیان بیٹھی تھی اور حضرتؐ کی جانب سے خوفزدہ تھی۔ جب حضرتؐ نے فرمایا کہ میں تم سے اس شرط پر بیعت لیتا ہوں کہ شرک مت کرنا ہند نے کہا ہم سے شرطیں لیتے ہیں اور مردوں سے نہیں لیں۔ جب حضرتؐ نے فرمایا کہ چوری نہ کرنا تو ہند بولی کہ ابوسفیان ایک مرد بخیل ہے اُس کے مال میں سے میں نے کچھ لے لیا ہے نہیں معلوم اُس نے وہ میرے لیئے حلال کیا یا نہیں۔ یہ سُنکر ابوسفیان نے کہا جو کچھ تُو لے چکی وہ بھی اور آیندہ جو اور لے گی وہ سب میں نے تیرے لیئے حلال کیا۔ حضرتؐ یہ سُنکر مسکرائے اور اُس کو پہچان کر فرمایا کہ تُو ہی ہند ہے عقبہ کی لڑکی۔ اُس نے کہا ہاں۔ جو کچھ گذر چکا اُسے معاف فرما دیجیئے تاکہ خدا آپ کو معاف کرے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ زنا مت کرنا۔ ہند نے کہا کیا آزاد عورت بھی زنا کرتی ہے۔ یہ سُنکر عمر ہنسے اس لیئے کہ ایام جاہلیت میں اُس سے زنا کر چکے تھے اور ہند مشہور زناکار تھی اور معاویہ زنا ہی سے پیدا ہُوا تھا۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا اپنی اولاد کو مت مار ڈالنا۔ ہند نے کہا ہم نے اپنی اولاد کو چھوٹے سے بڑا کیا اور آپؐ نے اُن کو قتل کیا۔ اور یہ اس سبب سے کہا تھا کہ بدر کی جنگ میں اُس کے بیٹے حنظلہ کو امیر المومنینؑ نے قتل کیا تھا۔ پھر حضرتؐ نے یہ سُنکر تبسم فرمایا۔ پھر جب حضرتؐ نے فرمایا کہ کسی پر بہتان نہ لگانا ہند نے کہا بہتان [illegible] پسندیدہ کا حکم دیتے ہیں۔ جب حضرتؐ نے فرمایا کہ امر معروف

میں نافرمانی مت کرنا۔ ہند نے کہا ہم جب یہاں بیٹھے ہیں اُمید نہیں کہ آپ کی نافرمانی کریں گے۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ روز فتح مکہ عثمان بن ابی طلحہ عبدی کعبہ کا دروازہ بند کر کے کوٹھے پر چلا گیا لوگوں نے اُس سے کہا کہ کنجی دے دے رسُولؐ خدا مانگ رہے ہیں۔ اُس نے کہا اگر میں جانتا کہ وہ خدا کے رسولؐ ہیں تو کنجی اُن سے نہ روکتا۔ یہ سُنکر امیر المومنینؑ کعبہ کی چھت پر گئے اور اُس کا ہاتھ مروڑ کر چابی چھین لی اور حضرتؐ کی خدمت میں حاضر کی۔ حضرتؐ نے دروازہ کھولا اور کعبہ میں داخل ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ جب باہر نکلے تو عباسؓ نے اُن سے پُوچھا کہ چابی اس کو واپس دیں گے؟ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا (رکوع ۵ آیت ۵۸ سورۃ النساء) (ترجمہ) اے ایمان والو خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ لوگوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دو"۔ تو حضرتؐ نے عثمان کو بُلا کر کنجی اُس کو دے دی۔ جب اُس نے سنا کہ خدا نے یہ حکم دیا ہے تو وہ مسلمان ہو گیا۔

عیاشی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ روز فتح مکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قریش کے بُتوں کو مسجد سے باہر کر دیں اور توڑ ڈالیں۔ قریش کا ایک بُت کوہ مروہ پر رکھا ہُوا تھا اُنہوں نے حضرتؐ سے التجا کی کہ اُس کو نہ توڑیں۔ حضرتؐ نے تھوڑا تامل کیا پھر فرمایا کہ اُس کو بھی توڑ ڈالو۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰکَ لَقَدْ کِدْتَّ تَرْکَنُ اِلَیْھِمْ شَیْئًا قَلِیْلًا (رکوع ۸ آیت ۷۴ سورۃ بنی اسرائیل) اگر ایسا نہ ہوتا کہ ہم تم کو ثابت رکھتے بیشک نزدیک تھا کہ تم اُن کی جانب جُھک جاتے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حق تعالے نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ میں مبعوث فرمایا اور آپؐ نے اپنی دعوت علانیہ شروع کی اور اپنی دلیلیں ظاہر بظاہر بیان کرنا شروع کیں اور اُن کے بزرگوں کو بتوں کی پرستش میں ملامتیں کیں تو سب کے سب دشمنی پر تیار ہو گئے اور آنحضرتؐ کے ساتھ بُرے برتاؤ کرنے لگے اور مسجدوں اور مکانوں کو برباد و ضائع کرنے پر تُل گئے جن کو محمدؐ و علی علیہم السلام اور اُن کے دوستوں نے کعبہ کے گرد خدا کی عبادت اور اُس کے دین کی طرف دعوت دینے کے لیئے تعمیر کیا تھا۔ اور مشرکین نے ان کی ایذا دہی اور نقصان رسانی میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی اور آنحضرتؐ کو اس قدر ستایا کہ آپ کو مجبوراً مکہ معظمہ ترک کر کے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنا پڑی۔ اور مکہ سے روانگی کے وقت مکہ کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ خدا جانتا ہے کہ میں تجھ کو دوست رکھتا ہوں۔ اگر تیرے ساکنین مجھ کو نہ نکالتے تو کسی شہر کو تجھ پر ترجیح نہ دیتا، اور دل سے کسی مقام کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ تیری مفارقت مجھ پر بہت شاق ہے۔ اُسی وقت جبریلؑ نازل ہوئے، کہ خداوند بلند و برتر آپؐ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ بہت جلد آپؐ کو اس شہر میں واپس لائے گا آپ مظفر و منصور، عافیت و سلامتی کے ساتھ اور غالب ہو کر آئیں گے جیسا کہ فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ (رکوع ۹ آیت ۸۵ سورۃ القصص) بیشک جس نے تم پر قرآن کا پہنچانا واجب کیا ہے یقیناً وہ تمہارے وطن میں تم کو واپس لائے گا۔ جب حضرتؐ نے خدا کے اس وعدہ کی خبر اپنے اصحاب کو دی اور اہل مکہ نے بھی سُنا، تو اُنہوں نے مذاق اُڑایا اور یہ بات یقین نہ کی کہ کبھی آنحضرتؐ مکہ کی طرف واپس آئیں گے۔ پھر خداوند عالم نے یہ اطلاع بھیجی کہ بہت جلد میں اہل مکہ پر تم کو فتحیاب کروں گا اور اُس شہر میں میرا حکم نافذ ہو گا۔ اور جلد مشرکین کو کعبہ

میں داخل ہونے سے روک دوں گا کہ اُن میں سے ایک بھی داخل نہ ہوگا لیکن پوشیدہ طور سے خوفزدہ اور قتل سے ڈرتا ہوا۔ تو خدا کا یہ وَعدہ پورا ہوا، اور حضرتؐ نے مکہ فتح کیا تو غالب ہوکر داخل مکہ ہوئے اور آپؐ کا حکم وہاں جاری ہوا اور عتاب بن اسید کو اُنپر امیر مقرر فرمایا۔ جب اہلِ مکہ کو اُس کا امیر ہونا معلوم ہوا تو کہنے لگے کہ محمدؐ ہمیشہ ہمارے حقوق پامال کرتے اور ہم کو ذلیل کرتے ہیں یہانتک کہ اٹھارہ سالہ لڑکے کو ہمارا حاکم بنا دیا۔ حالانکہ ہم میں صاحبانِ عقل و تدبیر بزرگ موجود ہیں اور ہم حرمِ خدا کے ہمسایہ ہیں اور ہمارا شہر زمین پر سب سے بہتر خطہ ہے۔ حضرتؐ نے عتاب کی امارت کے لیئے جو تحریر لکھی اُس کا سرنامہ یوں مرقوم فرمایا کہ یہ نامہ ہے محمد رسُولِ خدا (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب سے خانۂ خدا کے ہمسایوں اور مجاوروں کے نام۔ امابعد تم میں سے جو بھی خدا اور خدا کے رسُول محمدؐ پر ایمان لایا ہے اوران کے اقوال کی تصدیق کرتا ہے اور اُن کے کردار کو صحیح سمجھتا ہے اور محمدؐ کے بعد علیؑ سے جو اُن کے بھائی اور وصی اور بہترین خلق ہیں دوستی و محبّت رکھتا ہے تو وُہ ہم میں سے ہے اور اُس کی بازگشت ہماری طرف ہے اور جو شخص ان میں سے کسی ایک کی مخالفت کرتا ہے تو وُہ دُور ہی رہے کیونکہ وُہ اہلِ جہنم سے ہے، اور خدا اُس کے کسی اعمال کو قبول نہ کرے گا اگرچہ بہت بلند و عظیم ہو وُہ ہمیشہ جہنم میں عذاب الٰہی میں مُبتلا رہے گا۔ بیشک محمدؐ خدا کے رسُولؐ نے عتاب بن اسید پر لازم قرار دیا ہے اور تمہارے احکام اور امور صلاح اُس کے سپرد کیا ہے تاکہ وُہ تمہارے غافل لوگوں کو تنبیہ کرے اور جاہلوں کو تعلیم دے اور تمہارے پریشانی کے معاملات کی اصلاح کرے۔ اور جو شخص احکامِ الٰہی سے انحراف کرے اُس کو سزا دے۔ اور اُس کو اس لیئے تمہارا حاکم قرار دیا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ وُہ تم سے فضل و شرف میں زیادہ ہے اور محمدؐ رسُول خدا کی محبت اور علیؑ ولیٔ خدا کی دوستی رکھتا ہے لہذا وُہ ہمارا خادم اور دین میں ہمارا بھائی ہے۔ ہمارے دوستوں کا دوست اور ہمارے دشمنوں کا دشمن ہے اور تمہارے واسطے سایہ دار آسمان اور راحت رساں زمین اور چمکنے والا آفتاب ہے۔ خدا نے اس کو تم سب پر محمدؐ اور علیؑ اور اُن کی آل طاہرہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور دوستی میں فضیلت دی ہے۔ وُہ تمہارا حاکم ہے کہ خدا کا حکم تمہارے درمیان جاری کرے خدا اُس سے اپنی توفیق برطرف نہ کرے جس طرح اُس کے دل کو محبتِ محمدؐ و علی علیہم السلام سے معمور فرمایا ہے۔ اُس کو کسی معاملہ میں مجھ سے خط و کتابت کے ذریعہ صلاح و مشورہ کی ضرورت نہ ہوگی۔ جو کچھ تمہارے اور اُس کے درمیان اُمور ہوں گے خدا اُن کے بارے میں اُس پر صحیح صورت الہام فرمائے گا۔ لہذا تم میں سے جو شخص اُس کی اطاعت کرے گا خدا سے بہتر بدلہ اور عمدہ اجر کا اُمید وار ہوگا، اور جو شخص اُس کی مخالفت کرے گا تو خدا کے عذابِ سخت میں مبتلا ہوگا۔ اور اس کی کمسنی کو تم میں سے کوئی اُس کی مخالفت کا بہانہ قرار نہ دے۔ کیونکہ عمر کی زیادتی کے سبب کوئی افضل نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ جو افضل ہوتا ہے وہی بزرگ تر ہوتا ہے، اور وُہ ہمارے دوستوں کی دوستی اور دشمنوں کے ساتھ دشمنی میں تم سے بہت زیادہ ہے اسی سبب سے ہم نے اُس کو تم پر امیر مقرر کیا ہے۔ لہذا جو اس کی اطاعت کرے کیا کہنا ہے اس کی سعادت مندی کا۔ اور جو شخص اس کی مخالفت کرے گا اُس کا عذاب دوسروں کی گردن پر نہ ہوگا۔ عتاب اس پروانۂ سرورِ کائنات کو لے کر واردِ مکہ ہوا اور اُن کے مجمع میں کھڑا ہوا اور کہا اے گروہ اہلِ مکہ جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو تمہاری طرف بھیجا ہے کہ تمہارے منافقوں کے واسطے جلا ڈالنے والا انگارہ ہوں اور تمہارے مومنین کے لیئے رحمت و برکت ثابت ہوں اور میں مومن و منافق کو بخوبی پہچانتا ہوں اور بہت جلد نماز کے لیئے منادی کراؤں گا جس میں تم لوگ حاضر ہو۔ اُس وقت میں دیکھوں گا جو تم میں سے مسلمانوں کی جماعت میں حاضر ہوگا اُس پر مومنین کے احکام کروں گا اور جو حاضر نہ ہوگا اگر اُس کا کوئی معقول عذر ہوگا تو اس کو معذور سمجھوں گا ورنہ خدا اور رسُولؐ کے حکم کے مطابق اُس کی گردن اُڑا دوں گا تاکہ حرمِ خدا کو منافقوں کے ناپاک و نجس وجود سے پاک کر دوں۔ یاد رکھو کہ صدق و سچائی امانت ہے اور ہر جھوٹ اور فجور خیانت ہے۔ اور گناہ و بدکاری کسی جماعت میں رائج نہیں ہوتی مگر یہ کہ خدا اُنپر ذلت و خواری مسلط فرماتا ہے۔ اور جان لو کہ تمہارے قوی لوگ میرے نزدیک کمزور ہیں جبتک کہ کمزوروں کا حق اُن سے نہ دلادوں گا، اور تمہارے کمزور لوگ میرے نزدیک قوی ہیں جب تک اُن کا حق سرکشوں سے نہ لے لوں۔ لہذا خدا سے ڈرو اور اپنی جانوں کو اُس کی اطاعت میں شریف بناؤ اور اپنے نفسوں کو اپنے پروردگار کی مخالفت میں ذلیل مت کرو۔ غرض حکم الٰہی حق و عدالت کے ساتھ ان میں جاری کیا، اور مومنوں کو عزیز اور منافقوں کو ذلیل کیا۔

چوالیسواں باب

غزوہ حنین اور اُس کے قبل و بعد غزوہ تبوک تک کے تمام حالات:

شیخ مفید، شیخ طبرسی اور دُوسرے مؤرخین و محدثین نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد مکہ کے اطراف میں لشکر بھیجے تاکہ قبائل عرب کو اسلام کی دعوت دیں ان کو جنگ کا حکم نہیں دیا تھا۔ اسی سلسلہ میں غالب بن عبداللہ کو بنی مدلج کی طرف روانہ کیا انہوں نے کہا نہ ہم تمہارے بھروسے پر زندگی گزارتے ہیں نہ تمہارے ساتھ رہتے بستے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگوں نے کہا ان سے جنگ کیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ان کا سردار ایک سمجھدار اور عقلمند آدمی ہے اور اس قبیلہ کے بہت لوگ راہ خدا میں شہید ہوں گے۔ عمرو بن اُمیہ کو بنی الدئل کے قبیلہ کے پاس بھیجا تھا کہ ان کو بھی اسلام کی دعوت دیں۔ ان لوگوں نے بھی قطعی انکار کیا۔ صحابہ نے ان سے بھی قتال کرنے کا مشورہ دیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ان کا سردار آتا ہے اور مسلمان ہو جائے گا۔ پھر اُس کی تمام قوم اسلام قبول کرلے گی۔ عبداللہ بن سہیل کو قبیلہ محارب کی طرف بھیجا اور وُہ لوگ مسلمان ہو گئے۔ اُن میں ایک گروہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر بھی ہوا۔ حضرتؐ نے خالد بن ولید کو بنی خذیمہ کی طرف روانہ کیا تھا جس کا قصہ عامہ و خاصہ نے متعدد طریق سے اختلاف کے ساتھ بیان کیا ہے لیکن ابن بابویہ، شیخ طوسی نے بسند صحیح و معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے خالد بن ولید کو ایک قبیلہ کی طرف بھیجا جن کو بنی مصطلق کہتے تھے جو قبیلہ بنی خذیمہ سے تھے۔ ان میں اور قبیلہ بنی مخذوم میں جو

خالد کا قبیلہ تھا ایام جاہلیت سے عداوت تھی۔ اُن میں سے اکثر لوگ حضرتؐ کی خدمت میں آکر مسلمان ہو گئے تھے اور حضرتؐ سے امان نامہ حاصل کر چکے تھے۔ جب خالد بن ولید وہاں پہنچے تو اُنہوں نے اپنے اسلام کا اظہار کیا اور ان کی اطاعت کی۔ خالد نے منادی کو حکم دیا کہ نماز کے لیئے اذان کہے۔ جب وُہ لوگ امان کے بھروسہ پر بے حربہ اور سلاح کے نماز کے لیئے حاضر ہوئے نماز پڑھی اور نماز سے فارغ ہوئے تو خالد کے حکم سے اُس کے لشکر نے حملہ کر دیا اور اُن کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور اُن کے مال و متاع کو لُوٹ لیا۔ ان میں سے جو لوگ باقی تھے وُہ حضرتؐ کا امان نامہ لیئے ہوئے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خالد کے مظالم بیان کیئے۔ حضرتؐ یہ داستانِ ظلم سُنکر رُو بقبلہ ہوئے اور عرض کی خداوندا تجھ سے خالد کے مظالم سے پناہ مانگتا ہوں جو کچھ اُس نے کیا ہے۔ اُسی وقت خالد حضرتؐ کے لیئے مال غنیمت میں سونا اور بہت سے سامان لیئے ہوئے حاضر ہوا۔ حضرتؐ نے وُہ سب امیرالمؤمنین کے حوالے کرکے فرمایا کہ اے علیؑ یہ بنی مصطلق کے پاس لے جاؤ اور ان کو راضی کرو۔ اور اپنا پیر اُٹھا کر فرمایا کہ طریقۂ جاہلیت کو اپنے پیروں کے نیچے اس طرح کچل دو یعنی خدا کے حکم کے مطابق ان کے درمیان حکم کرو۔ جب امیرالمؤمنینؑ اُس قبیلہ میں پہنچے اُن میں حکمِ خدا کے موافق حکم کیا اور اُن کو راضی کرکے واپس آئے۔ حضرتؐ نے پُوچھا اے علیؑ کیا کر آئے؟ عرض کی یا رسُولؐ اللہ ہر ایک کا پہلے خونبہا دیا اور ہر بچہ کے عوض جو شکم ہی میں ضایع ہوا تھا ایک غلام یا کنیز اُن کو دیا اور اُن کے ہر مال کا نقصان ادا کیا پھر اور مال جو میرے پاس باقی بچ گیا تھا اُن کے اُن ظروف کے عوض دے دیا جن میں اُن کے کُتے پانی پیتے تھے۔ اور اُن رسیوں کے بدلے میں دیا جو چرواہے استعمال کرتے تھے۔ پھر کچھ اور مال بچ رہا تو اُن کے بچوں اور عورتوں کے ڈرنے اور خوفزدہ ہونے کے عوض دے دیا اور کچھ اُن چیزوں کے عوض دیا جن کو وُہ نہیں جانتے تھے۔ اس کے بعد میرے پاس جو کچھ باقی رہ گیا تھا وُہ اُن پر تقسیم کر دیا تاکہ خلوصِ دل سے وُہ آپ سے راضی ہو جائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا تم نے دے دیا اس لیئے کہ وُہ مجھ سے خوش و راضی ہو جائیں لہٰذا خدا تم سے راضی اور خوشنود ہو۔ تم میرے نزدیک مثل ہارونؑ کے ہو جو موسیٰؑ کے نزدیک تھے، لیکن میرے بعد پیغمبر نہ ہوگا۔ دُوسری روایت کے مطابق یہ کہ فرمایا اے علیؑ تم نے مجھ کو راضی کیا خدا تم سے راضی ہو۔ اے علیؑ تم میری اُمت کے ہادی ہو۔ اے علیؑ سعادتمند اور سب سے زیادہ خوش نصیب وُہ ہے جو تم کو دوست رکھے اور تمہارے طریقہ کی متابعت کرے اور شقی بلکہ بدترین اشقیا قیامت تک ہر وُہ شخص ہے جو تمہاری مخالفت کرے اور تمہارے طریقہ سے کراہت رکھے۔

شہ کے واقعات میں معتبر کتابوں میں مذکور ہے کہ اس سال عکرمہ ابوجہل کا لڑکا مسلمان ہوا اور بعد فتح مکہ حضرتؐ سے منحرف ہو کر بھاگا اور یمن چلا گیا اُس کی زوجہ نے حضرتؐ سے اُس کے لیئے امان لے لی تو وُہ واپس آیا اور پھر مسلمان ہوا۔ اور بیان کرتے ہیں کہ اس سال حضرتؐ نے خالد کو بھیجا اُس نے عُزّیٰ کو توڑا جو قریش کے بہت بڑے بتوں میں سے تھا اور عمرو بن عاص کو تعینات کیا جس نے سواع کو توڑا وُہ ہذیل کا بُت تھا اور سعد بن ... کو مقرر فرمایا جس نے منات کو توڑا۔

غزوۂ حنین: شیخ مفید و شیخ طبرسی اور علی بن ابراہیم وغیرہم نے روایت کی ہے کہ

غزوۂ حنین کے وقوع کا سبب یہ تھا کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کی جانب متوجہ ہوئے مصلحتاً فرمایا تھا کہ جنگِ ہوازن کو چل رہا ہوں جب ہوازن کو یہ خبر پہنچی تو اُنہوں نے جنگ کی تیاری کی اور لشکر اور اسلحہ کافی جمع کر لیا اور رؤسائے ہوازن مالک بن عوف نظری کے پاس گئے اور اُس کو اپنا سردار بنالیا اور بڑے ساز و سامان سے اپنے تمام مال مویشی، چوپایوں، عورتوں اور بچوں کو لے کر نکلے اور وادی اوطاس میں قیام کیا۔ ان کے ساتھ درید بن الصمۃ حشمی بھی تھا جو حشم کا سردار و رئیس تھا۔ وُہ بوڑھا اور نابینا ہو گیا تھا جب وُہ لوگ وادی اوطاس میں پہنچے تو اُس نے زمین پر ہاتھ رکھ کر پوچھا کہ یہ کونسی وادی ہے لوگوں نے بتایا کہ یہ وادئ اوطاس ہے۔ اُس نے کہا گھوڑوں کو دوڑانے کے لیے اچھی جگہ ہے نہ پست و بلند ہے نہ دندانہ دار ہے اور نہ نرم دھنسنے والی ہے۔ پھر پوچھا کہ میرے کانوں میں گھوڑوں، اونٹوں، گوسفندوں، اور گائیوں کے بولنے کی آوازیں آرہی ہیں۔ اور بچوں کے رونے کی آوازیں سُن رہا ہوں۔ اس کو بتایا گیا کہ مالک بن عوف اموال، مویشی اور عورتوں، بچوں کو لے کر آیا ہے تاکہ لوگ اپنے بچوں، عورتوں اور مال کے لیئے لڑیں اور بھاگیں نہیں۔ اُس نے کہا کعبہ کے خدا کی قسم وُہ ایک چرواہا ہے اور جنگ کے اصولوں سے ناواقف ہے۔ پھر مالک کو طلب کیا۔ وُہ آیا تو کہا اے مالک تُونے کیا تدبیر کی ہے؟ اُس نے کہا لوگوں کو ان کے مال و متاع اور زن و فرزند سمیت لے آیا ہوں تاکہ مردانہ وار لڑیں۔ درید نے کہا آج تجھ کو لوگوں نے اپنا سردار بنالیا ہے اور جس سردار و بزرگ سے تُو جنگ کرنے آیا ہے آج کا دن ہے اور تُو نے یہ اچھا نہیں کیا کہ ہوازن کے بچوں اور اُن کی جماعت کو سبکو لاکر لشکر کے سامنے کر دیا ہے کیا تُونے کبھی دیکھا ہے کہ بھاگتا ہوا لشکر اپنے زن و فرزند اور مال کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ ان کو واپس لے جاؤ اور اُن کو مضبوط قلعوں میں پہنچا دو اور صرف لڑنے والے مردوں کو میدانِ قتال میں رکھو کیونکہ تجھ کو سوائے مردانِ جنگی اور گھوڑوں اور تلواروں کے اور کوئی فائدہ نہ بخشے گا۔ اگر تجھ کو فتح ہوئی تو ان لوگوں سے جنکو تُو چھوڑ آیا ہے ملاقات ہوگی، اور اگر شکست ہوئی اور تم لوگ بھاگے تو اہل و عیال کے سبب سے کوئی رسوائی نہ ہوگی۔ مالک نے کہا تُو بُوڑھا ہو گیا ہے اور تیری عقل خراب ہو گئی ہے۔ غرض اُس کی مشفقانہ نصیحتوں کو اُس نے نہ مانا۔ پھر درید نے کہا کہ قبیلۂ کعب اور قبیلۂ کلاب کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا اُن میں سے کوئی نہیں آیا ہے۔ تو اُس نے کہا کہ خوش نصیبی اور عقلمندی اس لشکر سے دُور ہو چکی ہے۔ اگر سعادت و سانگی ہوتی تو یہ دونوں قبیلے ان سے علیحدہ نہ رہتے۔ پھر اُس نے پُوچھا کہ قبیلہ ہوازن میں سے کون آیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ عمر بن عامر اور عوف عامر۔ اُس نے کہا ان دونوں جوانوں سے نہ کوئی نفع ہو سکتا ہے نہ نقصان۔ پھر ایک آہ کی اور کہا کاش میں اس جنگ میں جوان ہوتا تو مردانگی کی داد دیتا۔

جنابِ رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سُنا کہ قبائل ہوازن و اوطاس جنگ پر آمادہ ہیں۔ اہلِ اسلام کو جمع کرکے ان کو جہاد کی ترغیب دی اور خدا کی جانب سے مدد و نصرت کا وعدہ فرمایا کہ خداوند عالم تم کو اُن پر غالب فرمائے گا اور اُن کے مال، لڑکے اور عورتیں غنیمت میں عطا فرمائے گا؛ تو لوگ جہاد کے لیئے تیار ہوئے اور اپنے علم لے کر چلے۔ جنابِ رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بڑا عَلم تیار کرکے امیر المؤمنینؑ کو دیا اور جو جو لوگ اپنے عَلم لیئے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے تھے اُن سے فرمایا کہ اپنے اپنے عَلم بلند کرو اور بارہ ہزار

اشخاص کے ساتھ مکہ سے روانہ ہوئے۔ دس ہزار افراد تو حضرتؐ کے ساتھ مکہ آئے تھے اور دو ہزار اشخاص مکہ میں آکر حضرتؐ سے ملحق ہو گئے تھے۔ ابی الجارود کی روایت کے مطابق جو امام محمد باقرؑ سے منقول ہے ہزار مرد بنی سلیم کے تھے۔ اُن کا سردار عباس بن مرداس بن سلمیٰ تھا۔ ہزار اشخاص قبیلہ مزینہ کے تھے۔ غرض روانہ ہوئے اور لشکرِ ہوازن کے مقابلہ پر پہنچے اور قیام کیا۔ مالک بن عوف کو آنحضرتؐ کے آنے کی خبر ہوئی تو اُس نے اپنی قوم سے کہا کہ تم میں سے ہر شخص کو چاہیئے کہ اپنے اپنے مال و زن و فرزند کو اپنے پیچھے رکھے اور اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالے اور دروں اور درختوں کے پیچھے چھُپ جائے اور دشمن کی تاک میں رہے اور صبح اندھیرے منہ یکبارگی سب اُن پر ٹوٹ پڑو اور اُن کو مار بھگاؤ۔ کیونکہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اب تک ایسے لوگوں سے مقابلہ نہیں ہوا ہے جو جنگ کے اصول سے واقف رہے ہوں۔

اُدھر جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ صبح سے فارغ ہو کر سوار ہوئے۔ وادئ حنین میں پستی و بلندی بہت تھی۔ بنو سلیم حضرتؐ کے لشکر کا مقدمہ تھے۔ غرض لشکرِ ہوازن نے یکبارگی ہر طرف سے حملہ کیا۔ بنی سلیم بھاگے اور اُن کے پیچھے جو لوگ تھے وُہ بھی بھاگے سوائے امیر المومنین علیہ السلام کے جو تھوڑے صحابہ کے ساتھ تھے۔ بھاگنے والے آنحضرتؐ کے سامنے سے بھاگ رہے تھے اور مطلق پروا نہ کرتے تھے۔ جناب عباسؓ سرورِ عالم کے خچرؐ کی لگام داہنی طرف سے پکڑے ہوئے تھے اور ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب بائیں طرف سے۔ حضرتؐ ندا دے رہے تھے کہ اے گروہِ انصار کہاں بھاگے جاتے ہو میں خدا کا رسولؐ ہوں، میری طرف آؤ مگر کوئی نہیں سُنتا تھا نہ واپس آتا تھا۔ اور نسیبہ نارینہ کی بیٹی بھاگنے والوں کے مُنہ پر خاک پھینکتی اور کہتی تھی کہ خدا و رسُولؐ سے کہاں بھاگتے ہو۔ یہانتک کہ عمر نسیبہ کے سامنے سے گذرے۔ نسیبہ نے کہا یہ کیا بُزدلی ہے۔ وُہ بولے خدا کا حکم یہی ہے۔ پھر حضرتؐ اپنے خچرؐ کو دوڑا کر امیر المومنینؑ کے قریب آئے دیکھا کہ آپ تلوار کھینچے ہوئے مشغولِ جنگ ہیں اور عَلم آپؑ کے ہاتھ میں ہے۔ جناب عباسؓ چونکہ بلند قامت اور بلند آواز تھے حضرتؐ نے اُن سے فرمایا کہ اس ٹیلے پر چڑھ کر بھاگنے والوں کو پکارو کہ واپس آجائیں۔ یہ سُنکے جناب عباسؓ اُوپر گئے اور بلند آواز سے ندا دی کہ اے اصحاب سُورۃ بقرہ اور اے اصحاب بیعت شجرہ کہاں بھاگے جا رہے ہو رسُولِ خدا یہاں ہیں۔ پھر آنحضرتؐ نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر کہا۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَ اِلَيْكَ الْمُشْتَكیٰ وَ اَنْتَ الْمُسْتَعَانُ[1]۔ اُسی وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا یا رسُولؐ اللہ آپؐ نے وُہ دُعا کی ہے جس کے ذریعہ سے موسےٰؑ کے واسطے دریا پھٹ گیا تھا اور اُن کو فرعون سے نجات ملی تھی۔ پھر حضرتؐ نے ابوسفیان سے فرمایا کہ ایک مٹھی خاک مجھے دو۔ حضرتؐ نے وُہ خاک مشرکین کی طرف پھینکا اور فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوْهُ[2]۔ پھر سر آسمان کی طرف اُٹھا کر دُعا کی کہ پالنے والے اگر یہ گروہ ہلاک ہو جائے گا تو تیری عبادت کوئی نہ کرے گا۔ اُدھر انصار نے عباسؓ کی آواز سُنی تو واپس پلٹے اور اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالے اور لَبَّیْكَ کہتے ہوئے حضرتؐ کی طرف

[1] ترجمہ: خداوندا تمام تعریفیں تیرے ہی لیئے ہیں اور تکلیفوں کی شکایتیں تجھ سے ہی کی جاتی ہیں اور تُو ہی مدد کرنے والا ہے۔ ۱۲۔ [2] چہرے قبیح ہو جائیں ۱۲۔

آئے مگر نجاسات کے سبب حضرتؐ کے پاس نہ آئے اور امیرؑ المومنین سے ملحق ہو گئے۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا یہ کہاں لوگ ہیں عباسؓ نے کہا یا انصار ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اس وقت جنگ کی بھٹی روشن ہے فرشتے مسلمانوں کی مدد کے لئے نازل ہوئے اور ہوازن بھاگنے لگے وہ ہر طرف دوڑ رہے تھے لوگ فرشتوں کے ہتھیاروں کی آوازیں ہوا میں سُن رہے تھے مگر کسی کو دیکھتے نہ تھے۔ مختصر یہ کہ آنحضرتؐ مشرکین پر غالب ہوئے اور اُن کے اموال اور زن وفرزند غنیمت میں حاصل ہوئے جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ (پ ۱۰ آیت ۲۵ سورۂ توبہ) یعنی بیشک خدا نے بہت موقعوں پر تمہاری مدد کی حدیث کے مطابق اسّی موقعوں پر۔ اور روز حنین بھی مدد کی جبکہ کشادہ زمین تم پر تنگ ہو گئی تھی اور تم بھاگ رہے تھے۔" ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ۔ (آیت ۲۶ سورۂ مذکور) پھر خدا نے اپنی تسکین اپنے پیغمبرؐ پر اور مومنوں پر نازل کی اور فرشتوں کے لشکر بھیجے جن کو تم نہیں دیکھتے تھے اور کافروں پر ان کو قتل اور قید کرا کے اور اُن کے اموال غنیمت میں مسلمانوں کو دلوا کر عذاب کیا اور کافروں کی یہی جزا ہے"۔

احادیث معتبرہ میں امام رضاؑ سے منقول ہے کہ سکینہ ایک خوشبودار ہوا ہے اور جنت سے چلتی ہے اور اُس کی صورت آدمی کی سی ہے اور وہ پیغمبروں کے ساتھ ہوتی ہے۔

علی بن ابراہیمؒ نے روایت کی ہے کہ بنی نضر بن معاویہ کا ایک شخص جس کا نام شجرہ بن ربیعہ تھا جبکہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہوا تو پوچھتا تھا کہ وہ سفید پوش جوان جو ابلق گھوڑوں پر سوار تھے کہاں گئے اُن کے مقابلہ میں تم لوگ ایک خال کے مانند نظر آتے تھے۔ یعنی وہ اس کثرت سے تھے وہ ہم کو قتل کر رہے تھے اب وہ تمہارے درمیان نظر نہیں آتے۔ مسلمانوں نے کہا وہ فرشتے تھے جنکو خدا نے ہماری مدد کے لئے بھیجا تھا یہ جو کچھ بیان کیا گیا علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق تھا۔

شیخ طبرسیؒ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حنین کی طرف متوجہ ہونے لگے تو صفوان بن اُمیہ کے پاس سو زرہیں تھیں۔ حضرتؐ نے اُس سے طلب کیا۔ اُس نے کہا اے محمدؐ کیا آپ ان کو غصب کرنا چاہتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا نہیں عاریۃً چاہتا ہوں اس شرط کے ساتھ کہ اگر کوئی ضایع ہو گی تو میں اُس کا تاوان دُوں گا۔ احادیث میں وارد ہے کہ اُسی روز سے یہ مقرر ہوا کہ اگر عاریت کے مال میں تاوان کی شرط کی جائے تو اس کی ادائیگی لازم ہے۔ غرض اُس نے حضرتؐ کو زرہیں دے دیں۔ حضرتؐ نے ان کو اپنے اصحاب پر تقسیم کر دیا اور دو ہزار مکہ کا لشکر اور ساتھ جو دس ہزار افراد آئے تھے ان کو لے کر آخر ماہ رمضان یا اوّل ماہِ شوال ۸ھ کو روانہ ہوئے۔

شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے کہ حضرتؐ دس ہزار مسلمانوں کے ہمراہ جنگ حنین کے لئے روانہ ہوئے تو اکثر مسلمانوں کو گمان ہوا کہ اب مغلوب نہ ہوں گے۔ حضرت ابوبکر نے اُس روز کہا کہ کس قدر لشکر جمع ہوا ہے

آج ہم کو شکست نہ ہو گی حضرتؐ نے فرمایا ہمارے لشکر کو لوگوں نے نظر لگا دی۔ اور جو مدد اُن سے اُس روز مسلمانوں کو پہنچی یہی تھی۔ اور خدا نے چاہا کہ اُنپر واضح کر دے کہ فتح لشکر اور اسلحہ کی زیادتی کے سبب نہیں بلکہ میری مدد اور اعانت کے سبب سے ہے۔ اور خدا کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کرنا چاہیئے۔ پھر جب کافروں کے لشکر کے مقابلہ پر آئے تو مُنہ کالا کر کے بھاگے اور سوائے دس اشخاص کے کوئی حضرتؐ کے ساتھ ثابت قدم نہ رہا۔ جن میں سے نو افراد بنی ہاشم کو سواں شخص ایمن ام ایمن کا لڑکا تھا اور وہ شہید ہو گیا۔ اور وہ نوؑ اشخاص بدستور ثابت قدم رہے یہاں تک کہ بھاگنے والے رفتہ رفتہ واپس آ کر ان سے مل گئے۔ خداوند عالم نے ابوبکر کی نظر لگنے کے بارے میں فرمایا کہ "اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ" اور مومنین جنکو خدا نے پیغمبرؐ کے ساتھ یاد فرمایا کہ اُنپر تسکین نازل فرمائی وہ امیرؑ المومنین علیؑ بن ابی طالب ہیں مع آٹھ اشخاص کے جو بنی ہاشم میں سے تھے۔ اُن میں سے ایک جناب عباسؓ تھے جو حضرتؐ کی داہنی جانب تھے اور فضلؓ بن عباسؓ جو بائیں طرف تھے اور ابوسفیانؓ پسر حارث جو حضرت کے چچا کے بیٹے تھے۔ وہ معاویہ کا باپ ابوسفیان نہیں تھا۔ وہ حضرت کے خچر کی زین پکڑے ہوئے تھے جس وقت کہ خچر بھڑک رہا تھا اور قرار نہیں لیتا تھا۔ اور جنابؑ امیر حضرتؐ کے آگے مشرکین کو تلواریں مار رہے تھے اور اُن کو حضرت کے پاس سے دفع کر رہے تھے اور ربیعہؓ بن حارث بن عبدالمطلب اور عبداللہؓ پسر زبیر بن عبدالمطلب اور عتبہؓ اور معتبؓ پسران ابولہب حضرت کے گرد تھے۔ دوسرے تمام مہاجر و انصار بھاگ گئے تھے۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر نوفل بن حارث بن عبدالمطلب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ روز حنین فرزندانِ عبدالمطلب میں سے سات آدمیوں کے سوا تمام صحابہ بھاگ گئے تھے اور وہ سات اشخاص عباسؓ علی اور اُن کے صاحبزادے اور علیؑ اور اُن کے بھائی عقیلؓ، ابوسفیانؓ، ربیعہؓ اور نوفلؓ پسران حارث بن عبدالمطلب تھے۔ جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تلوار کھینچے ہوئے دُلدُل پر سوار کافروں پر حملہ کر رہے تھے اور اس مضمون کا رجز پڑھ رہے تھے:۔ میں رسُولِ خدا ہوں جس میں ذرا بھی جھوٹ نہیں۔ میں ہوں عبدالمطلب کا فرزند۔ حارثؓ بن نوفل نے کہا میں نے فضلؓ بن عباسؓ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ جب میرے پدر بزرگوار حضرت عباسؓ نے اُس روز دیکھا کہ سب بھاگ گئے۔ اِدھر اُدھر دیکھا امیرؑ المومنین نظر نہ آئے۔ تو کہنے لگے ایسے وقت میں ابوطالبؑ کے بیٹے نے پیغمبرؐ کو چھوڑ دیا اور باوجود اُن مردانگیوں کے جو وُہ دوسری لڑائیوں میں دکھائیں بھاگ گئے۔ یہ سُنکر میں نے کہا اے پدر بزرگوار اپنے برادر زادے کے حق میں ایسا کہنے سے اپنی زبان روکئے اُنھوں نے کہا کہ کیوں کیا علیؑ موجود ہیں؟ میں نے کہا صف کے سامنے لشکرِ مخالف کے درمیان دیکھئے تلواریں چلا رہے ہیں۔ فرمایا ان کا پتہ ونشان دکھاؤ۔ میں نے کہا اُس غبار کے درمیان جو بلند ہوا ہے دیکھئے۔ جب اُنہوں نے دیکھا تو پوچھا وہ بجلی کیسی ہے جو نظر آتی ہے؟ میں نے کہا وہ اُن کی برق شمشیر ہے جو مشرکین کی جانوں کو آگ لگا رہی ہے اور ان کی روحوں کو دوزخ کی آگ میں پہنچا رہی ہے اور معرکۂ قتال کے بہادروں کو وہ اپنی تیغ کے سیلاب سے بحرِ عدم میں بھیج رہے ہیں۔ اور وہ حیدرؑ کرار ہیں کہ جنکی آگ برسانے والی ذوالفقار لشکر کے سروں سے نخوت وغرور کی ہوا باہر کر رہی ہے! اور ان کو ہلاکت کی خاک میں ملا رہی ہے۔ جب میرے والد

نے غور سے دیکھا اور ضربت حیدری مشاہدہ کیا تو کہا کہ وُہ نیکوکار اور نیک کردار کا فرزند ہے اُس کے چچا اور ماموں اُس پر فدا ہوں۔ فضل کا بیان ہے کہ اُس روز حضرت امیر المومنین نے مشرکوں کے چالیس بہادروں اور جنگ آزماؤں کے برابر برابر دو ٹکڑے کیئے یہاں تک کہ اُن کی ناک سے عضو تناسل تک نصف ایک ٹکڑے میں اور نصف دُوسرے حصّہ میں ہوئے تھے۔ فضل کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ کی ضربت ہمیشہ پہلے ہی وار میں دو برابر حصّے کاٹتی تھی؛ دوسرے وار کی نوبت ہی نہ آتی تھی۔ اور کلینیؒ نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ روزِ حنین امیر المومنینؑ نے مشرکین کے چالیس دلیروں اور جوانمردوں کو اپنے دستِ حق پرست سے جہنم واصل کیا۔

شیخ طبرسیؒ نے روایت کی ہے کہ روزِ حنین جب مسلمان بھاگے اور صرف نو آدمی فرزندانِ عبدالمطلبؑ میں سے باقی رہ گئے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خچر کے گرد تھے۔ مالک بن عوف سامنے دوڑ کر آیا اور بولا محمدؐ کو مجھے دکھاؤ۔ جب حضرتؐ کو دیکھا تو آپ پر حملہ کر دیا۔ ایمن ابن ام ایمن نے راستہ میں اُس کو روکا اُس نے اُن کو شہید کر دیا۔ پھر اُس نے ہر چند کوشش کی کہ اپنے گھوڑے کو حضرتؐ کے پاس تک لے جائے مگر اُس کا گھوڑا نہ بڑھا۔ اُسی وقت صفوان بن اُمیہ کے بھائی کلاہ نے چلا کر کہا کہ آج محمدؐ کا جادو باطل ہو گیا۔ اُس وقت تک صفوان مسلمان نہیں ہوا تھا۔ اُس نے اپنے بھائی سے کہا خاموش خدا تیرا مُنہ توڑے خدا کی قسم اگر قریش کا کوئی شخص ہمارا بادشاہ ہو جائے تو اس سے بہتر ہے کہ ہوازن کے قبیلہ کا کوئی شخص بادشاہ ہو۔

شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کا لشکر بھاگا اُس وقت اندھیری رات تھی۔ مشرکین دروں اور جھاڑیوں سے تلواریں، نیزے اور تیر لیئے ہوئے نکلے۔ آنحضرتؐ نے اُس وقت بھاگنے والوں کی طرف اپنا رُخ کیا جس سے چودھویں کے رات کے چاند کے مانند روشنی ظاہر ہوئی اور ہر شخص نے حضرتؐ کو دیکھا۔ حضرتؐ نے مسلمانوں کو آواز دی کہ وُہ پیمان اور عہد کہاں گئے جو تم نے خدا سے کیئے تھے۔ خداوندِ عالم نے آپ کی آواز ہر ایک تک پہنچا دی اور جس نے آنحضرتؐ کی آواز سُنی واپس آ گیا اور مشرکین کے مقابلہ پر روانہ ہُوا۔ اُس وقت ہوازن کا ایک شخص جو سیاہ علم اور ایک طویل نیزہ لیئے ہوئے تھا لشکرِ کفار کے سامنے سے آیا جو سُرخ اُونٹ پر سوار تھا۔ جب وُہ کسی مسلمان پر قابو پاتا اور اُس کو قتل کر کے فارغ ہوتا علم کو بلند کرتا جس کو کفار دیکھتے اور اُس کے پیچھے دوڑ آتے۔ وُہ رجز پڑھتا ہُوا نہایت دلیری کے ساتھ بڑھتا چلا آتا تھا۔ اُس کا نام ابو جرول تھا۔ آخر حضرت علیؑ اُس کی طرف متوجہ ہوئے۔ پہلے اُس کے اُونٹ کو ایک ہاتھ مارا جس سے اُس کا اُونٹ گر پڑا۔ پھر اُس ملعون کو ایک ضربت لگائی اور دو ٹکڑے کر دیا۔ وُہ ملعون مارا گیا تو کفار بھاگے اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُعا کی کہ خداوندا جس طرح قریش کو شروع میں زہرِ عذاب و وبال کا مزہ تُو نے چکھایا اُسی طرح آخر میں شہدِ عطا و بخشش کی لذّت بھی چکھا۔ غرض مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ وُہ تلواریں کافروں کو مار رہے تھے اور قتل اور گرفتار کر رہے تھے۔ امیر المومنین علیہ السّلام لشکر کے آگے تھے۔ کافروں کو مار مار کر گراتے تھے یہاں تک کہ چالیس مشرکین کو قتل کیا جب سُورج بلند ہُوا تو حضرتؐ نے منادی کرا دی کہ مسلمان قتل کرنے سے باز آ جائیں اور جس کے ہاتھ میں کوئی گرفتار ہو چکا ہو اُس کو وُہ قتل نہ کرے۔ اُس روز ابن الاکوع گرفتار ہُوا جو قبیلۂ ہذیل کا جاسوس تھا اور روزِ فتح مکہ جاسوسی کے لیئے حضرتؐ کے پاس آیا تھا۔ عمر نے اس کو گرفتار دیکھا تو جیسا کہ ان کی

عادت تھی کہ وقتِ جنگ گریز کر جاتے اور جب کسی قیدی کو دیکھتے جس کے ہاتھ پیر بندھے ہوتے تو بہادری اور جوانمردی کا اظہار فرماتے۔ غرض ایک انصاری سے بولے کہ یہ وُہ دُشمنِ خدا ہے جو جاسوسی کی غرض سے ہمارے پاس آیا تھا اب قید ہُوا ہے اس کو قتل کر دو۔ اُس انصاری نے اُن کی باتوں میں آکر اُس کو قتل کر دیا۔ جب یہ خبر حضرتؐ کو پہنچی بہت رنجیدہ ہوئے۔ اور فرمایا کیا میں نے قیدیوں کو قتل کرنے سے منع نہیں کیا تھا۔ اُس کے بعد جمیل بن معمر کو بھی جبکہ وُہ اسیر ہُوا قتل کر دیا۔ یہ معلوم کر کے حضرتؐ غضبناک ہوئے اور انصار کے پاس کہلا بھیجا کہ میں کیا بار بار نہیں کہہ رہا ہوں کہ اسیروں کو قتل مت کرو۔ ان لوگوں نے کہا ہم نے تو عمر کے کہنے سے قتل کیا ہے۔ حضرتؐ نے ان کی طرف سے مُنہ پھیر لیا۔ اور زیادہ غصہ آیا۔ آخر عمیر بن وہب آیا اور انصار کی جانب سے معذرت چاہی اور حضرتؐ نے معاف فرمایا۔ ابتدائے جنگ میں ابو بکر نے حضرتؐ کو رنجیدہ کیا اور آخر میں عمر نے ملول کیا۔

شیخ طبرسی اور قطب راوندی وغیرہم نے شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ عبدری سے روایت کی ہے۔ وُہ کہتا ہے کہ میں دل میں محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے سخت کینہ رکھتا تھا اس سبب سے کہ میرے عزیزوں میں قبیلہ عبدالدار کے آٹھ نامور علمدار جنگِ اُحد میں حیدرؑ کرار کی تلوار سے مارے گئے تھے میں ہمیشہ تاک میں رہتا تھا کہ موقع ملے تو اپنا کینہ نکالوں۔ لیکن فتح مکہ کے روز نا اُمید ہو گیا۔ جب جنگِ حنین کا موقع آیا میں بھی اُس جنگ میں گیا کہ شاید موقع ملے۔ مسلمانوں کے بھاگتے وقت موقع کو غنیمت سمجھ کر حضرتؐ کی داہنی جانب آیا۔ عباسؓ کو دیکھا تو میں نے کہا کہ وُہ حضرتؐ کے چچا ہیں اُن کی مدد میں کمی نہ کریں گے۔ پھر بائیں جانب آیا تو ابو سفیان پسر حارث کو دیکھا میں نے کہا کہ یہ اُن کے چچا کے بیٹے ہیں یہ بھی اُن کی نصرت میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھیں گے۔ میں حضرتؐ کے پیچھے آیا وہاں کوئی نہ تھا۔ میں نے تلوار کھینچی ناگاہ آگ کا ایک شعلہ میرے اور حضرتؐ کے درمیان حائل ہو گیا اور نزدیک تھا کہ مجھے جلا دے میں نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔ اور پیچھے چلا تو حضرتؐ نے میری طرف رُخ کیا اور فرمایا اے شیبہ یہاں آ۔ جب میں حضرتؐ کے پاس گیا تو آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا خداوندا شیطان کو اس سے دُور کر دے۔ پھر میں نے اُن کو دیکھا تو ایسی محبت حضرتؐ کی پیدا ہو گئی کہ اپنی آنکھ اور کان سے زیادہ دوست رکھنے لگا۔ پھر حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے شیبہ جا۔ کافروں سے جنگ کر۔ پھر تو میں جنگ میں اس طرح مشغول ہُوا کہ اگر میرا باپ بھی میرے مقابل آ جاتا تو اُس کو بھی حضرتؐ کی نصرت میں قتل کر دیتا جب لڑائی ختم ہوئی میں حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ آپؐ نے فرمایا جو کچھ خدا نے تیرے لیئے چاہا بہتر تھا اُس سے جو خود تو اپنے لیئے چاہتا تھا۔ اور جو کچھ میرے دل میں گذرا تھا خدا کے سوا کوئی اُس سے آگاہ نہ تھا۔ حضرتؐ نے وُہ سب مجھ سے بیان فرمایا میں اس سبب سے مسلمان ہو گیا۔

شیخ طبرسیؒ نے سعد بن مسیب سے روایت کی ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے جو جنگِ حنین میں مشرکین کے لشکر میں تھا بیان کیا کہ جب ہم حضرتؐ کے لشکر کے مقابل ہوئے تو مسلمان ہمارے مقابلہ پر ایک بھیڑ کے دوہنے کے وقت کے برابر بھی نہ ٹھہرے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور ہم نے اُن کا تعاقب کیا یہاں تک کہ ہم رسُولؐ خدا کے قریب پہنچ گئے۔ آپؐ اشہب خچر پر سوار تھے اور کھڑے تھے۔ جب ہم حضرتؐ کے پاس پہنچے کچھ سفید چہرہ مردوں نے ہماری طرف رُخ کیا اور کہا شاہت الوجوہ تمہارے چہرے قبیح ہوں بھاگ جاؤ۔ یہ سُنتے ہی

ہم لوگ پلٹے اور مسلمان ہمارے پیچھے چلے۔ ہم نے سمجھا کہ وُہ فرشتے تھے۔

بسندِ موثق حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ روزِ حنین چار ہزار قیدی بارہ ہزار اُونٹ مسلمانوں کو غنیمت میں ملے۔ اُن تمام مال و سامان کے علاوہ جو اُن کو حاصل ہوئے تھے جن کا حساب خدا جانتا ہے حضرتؐ نے تمام مال اور قیدیوں کو بدیل بن ورقا کے ہمراہ جعرانہ بھیج دیا اور خود مع لشکر کے کافروں کا تعاقب کیا۔ اور بیان کرتے ہیں کہ اُس جنگ میں مشرکین کے ستّر آدمی مارے گئے۔ اور زہری سے روایت ہے کہ اُس جنگ میں چھ ہزار قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور مال اور مویشیوں کی تعداد کا علم تو بس خدا کو ہے۔

شیخ مفید و شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جب خداوند عالم نے جنگِ حنین میں مشرکین کی جمعیت کو پراگندہ کیا جو قتل ہونے سے بچ گئے تھے ان کے دو گروہ ہو گئے۔ عرب اور جو اُن کے تابع ہوئے اوطاس چلے گئے اور قبیلۂ ثقیف اور جو ان کے تابع ہوئے وُہ طائف چلے گئے۔ مالک بن عوف بھی اُنہی کے ساتھ چلا گیا اور طائف کے قلعہ میں اُن سب نے پناہ لی۔ حضرتؐ نے ابو عامر اشعری کو ابو موسیٰ اشعری اور ایک جماعت کے ساتھ اوطاس بھیجا اور ابوسفیان بن حرب ملعون کو طائف روانہ کیا ابو عامر عَلم لے کر آگے بڑھے اور جہاد کیا اور شہید ہوئے۔ مسلمانوں نے ابو موسٰے اشعری سے کہا کہ تم ہمارے امیر کے چچازاد بھائی ہو۔ وُہ مارے گئے اب تم علم بلند کرو اور جنگ کرو۔ ابو مُوسٰی نے علم لیا اور مسلمانوں نے جنگ کی اور فتح پائی۔ ابوسفیان کے ساتھ ثقیف کے لوگوں نے جنگ کی اور وُہ بھاگ کر حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور شکایت کی کہ مجھے ایسے لوگوں کے ساتھ آپ نے بھیجا جن کی مدد سے ایک ڈول پانی کنویں سے نہیں کھینچا جا سکتا۔ اس سبب سے میں بھاگ آیا۔ حضرتؐ نے اُس کا کوئی جواب نہیں دیا اور خود لشکرِ نصرت اثر کو لے کر ماہِ شوال میں طائف کی طرف روانہ ہوئے اور دس روز سے کچھ زیادہ اُن کا محاصرہ کیا۔ اور امیر المومنین علیہ السّلام کو ایک جماعت کے ہمراہ بھیجا کہ جو کچھ مل جائے اُسے پامال کر دیں اور جس بُت کو پائیں توڑ ڈالیں۔ جب حضرتؑ روانہ ہوئے تو قبیلۂ خثعم ایک لشکرِ گراں لے کر مقابل ہوا اور صبح اندھیرے ہی مقابلہ ہوا اور اُن کا ایک شجاع و بہادر جس کو شہاب کہتے تھے میدان میں آیا اور مقابل طلب کیا۔ حضرت علیؑ نے لشکر سے فرمایا کون ہے تم میں جو اُس کے مقابلہ پر جائے۔ جب دیکھا کہ کسی کو جرأت نہیں ہے، خود اُٹھے کہ اس سے جنگ کے لیئے جائیں اسوقت ابوالعاص بن ربیع جو زینب خاتون کے شوہر تھے اُٹھے اور کہا یا امیر المومنینؑ میں جاتا ہوں۔ اور اُس کے شر کو فنا کرتا ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا نہیں۔ میں جا رہا ہوں۔ اگر میں قتل ہو جاؤں تو تم امیرِ لشکر ہونا۔ غرض جب خدا کا شہابِ ثاقب اُس شہابِ خائب کے پاس پہنچا ایک ہی ضربت میں اُس کو جہنم واصل کیا اور اُس کے لشکر کو شکست دے دی۔ اور اُن کو بھگا کر لے گئے اور اُن کے تمام بتوں کو توڑ کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اہلِ طائف کا محاصرہ کیئے ہوئے تھے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے امیر المومنینؑ کو دیکھا فتح کی تکبیر کہی اور حضرت علی علیہ السّلام کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھے اور ایک کنارے دُور لے گئے اور اُن سے راز کی باتیں کیں۔

خاصہ اور عامہ نے بطرق بسیار جابرؓ بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ جب سرورؐ انبیا افضل اوصیا سے خلوت میں راز کی باتیں کر رہے تھے عمر بن خطاب سامنے آئے اور بولے آپ خلوت میں ان سے راز کی

باتیں کرتے ہیں اور ہم کو دُور رکھتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے عُمر میں اُس سے راز نہیں بیان کرتا ہوں بلکہ خُدا کہہ رہا ہے۔ عمر غصّہ میں واپس چلے آئے اور کہا یہ بھی مثل اُسی کے ہے جیسا کہ روزِ حدیبیہ ہم سے کہا تھا کہ مسجد حرام میں داخل ہو گے اور ہم نہ جا سکے اور واپس چلے آئے۔ حضرتؐ نے اُن سے پکار کر کہا کہ میں نے کب کہا تھا کہ اُسی سال داخل ہو گے۔ آخر داخل تو ہوئے۔

مختصر یہ کہ پھر قلعۂ طائف سے نافع بن غیلان ثقیف کی ایک جماعت کے ساتھ باہر نکلا۔ جناب رسُولؐ خدا نے حضرت امیر المومنینؑ کو اُن سے جنگ کے لیئے بھیجا۔ وُہ وادیٔ وج میں اُن کے مقابلہ کے لیئے آئے اور نافع کو قتل کیا۔ مشرکین بھاگے۔ نافع کے قتل اور مشرکین کے بھاگنے سے اہل قلعہ کے دلوں پر عظیم رعب طاری ہو گیا اور ان کی ایک جمعیت قلعہ سے نکل کر نیچے آئی اور مسلمان ہو گئی۔

شیخ طبرسی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ طائف کے محاصرہ کے دنوں میں اہل قلعہ کے غلاموں میں سے ایک جماعت نکل کر آئی اور سب مسلمان ہو گئے۔ ان میں سے ایک شخص ابوبکرہ تھا جو حارث بن کلدہ کا غلام تھا اور دُوسرا منبعث تھا جس کا اصلی نام مضطجع تھا۔ حضرتؐ نے اُس کا نام منبعث رکھا تھا۔ ایک وردان تھا جو عبد اللہ بن ربیع کا غلام تھا۔ جب آخر میں طائف والے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے تو خواہش کی کہ یا رسُولؐ اللہ ہمارے غلام آپ کے پاس آئے ہیں ہم کو واپس دے دیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ وُہ لوگ خُدا کے آزاد کئے ہوئے ہیں۔

شیخ مفید نے عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کی ہے کہ سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا، دس یا سترہ روز تک قلعہ فتح نہ ہوا تو آنحضرتؐ سوار ہوئے جبکہ ہوا بہت گرم تھی۔ اور فرمایا ایّہاالنّاس میں تمہارا شفیع اور سردار ہوں ہماری اور تمہاری وعدہ گاہ حوضِ کوثر ہے۔ میں تم کو اپنی عترت اور اہلبیتؑ کے بارے میں نیکی کی وصیت کرتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ اُسی خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم پر واجب ہے کہ نماز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو ورنہ میں تمہارے لیئے ایسے شخص کو بھیجوں گا جو مجھ سے ہے اور بمنزلۂ میری جان کے ہے جو تمہاری گردنیں مارے گا اور تمہارے فرزندوں کو اسیر کرے گا۔ یہ سُنکر بعض لوگوں نے گمان کیا کہ وُہ ابوبکر ہیں۔ اور بعضوں نے سمجھا کہ وُہ عمر ہیں۔ لیکن پھر حضرتؐ نے علیؑ بن ابی طالبؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ وُہ شخص یہ ہے۔

شیخ طوسیؒ نے بسندِ معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جنگِ ہوازن سے فارغ ہو کر طائف کے قلعہ والوں کی طرف آئے اور اہلِ وج کا چند روز محاصرہ کیا تو ان لوگوں نے التماس کیا کہ آپ ہمارے محاصرہ سے الگ ہو جائیں تو ہمارے قاصد آپ کے پاس جائیں اور آپ سے کچھ شرطیں کریں۔ آنحضرتؐ نے منظور فرمایا اور مکہ واپس چلے گئے تو اُن کے قاصد حضرتؐ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم مسلمان ہوتے ہیں، مگر نماز اور زکوٰۃ منظور نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وُہ دین ہی نہیں جس میں رکوع اور سجود نہ ہو۔ اُسی خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے بیشک تم پر واجب ہے کہ نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔ ورنہ تمہاری طرف ایسے شخص کو بھیجوں گا جو میری جان کے مانند ہے۔ وُہ تمہاری گردنیں مارے گا اور تمہارے فرزندوں کو

اسیر کہے گا۔ پھر علیؑ بن ابی طالبؑ کا ہاتھ پکڑ کے بلند کیا اور فرمایا یہی وُہ ہے جس کے بارے میں کہہ رہا ہوں۔ جب وُہ گروہ طائف واپس آیا اور اُن لوگوں کو جو کچھ آنحضرتؐ سے سُنا تھا بتایا تو اُن لوگوں نے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا اقرار کیا اور حضرتؐ نے جو جو شرطیں کی تھیں سب منظور کیا۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کوئی ملک والے اور میری اُمت سے میرا نافرمان نہیں ہوگا مگر یہ کہ میں اُس کی طرف خدا کا تیر ماروں گا۔ لوگوں نے پوچھا یا رسُولؐ اللہ تیرِ خدا کون ہے؟ فرمایا علیؑ بن ابی طالبؑ۔ میں نے جب ان کو کسی لشکر کے مقابلہ پر بھیجا تو دیکھا کہ جبریلؑ ان کی داہنی جانب اور میکائیلؑ بائیں جانب چل رہے تھے، اور ایک فرشتہ ان کے آگے آگے ہوتا تھا اور ایک ابر اُن پر سایہ کئے رہتا تھا یہانتک کہ خداوند عالم نے میرے اُس حبیبؑ کی نصرت و مدد کی۔

قطب راوندیؒ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل طائف کا محاصرہ کیا، عیینیہ بن حصن نے کہا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اہلِ قلعہ روم کے پاس جاؤں اور اُن سے گفتگو کروں۔ حضرتؐ نے اُس کو اجازت دی اور وُہ اہل قلعہ کے پاس گیا اور اُن سے کہا کہ کیا تم مجھ کو امان دیتے ہو کہ تم سے کچھ باتیں کروں؟ اہل قلعہ نے اُس کو اجازت دے دی۔ ابو محجن نے اُس کو پہچان لیا اور کہا اندر آجاؤ۔ جب وُہ داخل قلعہ ہُوا کہا میرے باپ ماں تم پر فدا ہوں تمہاری حالت نے مجھ کو مسرور کر دیا۔ عرب میں تمہارے سوا کوئی نہیں خدا کی قسم اصحاب محمدؐ میں کوئی تمہارا مثل نہیں۔ اُن کی جگہ تھوڑی ہے تمہارے پاس کھانے پینے کی چیزیں اور پانی وافر ہے۔ صبر کرو اور قلعہ ان کے سپرد مت کرو۔ یہ کہہ کر وُہ رخصت ہُوا۔ تو قبیلۂ ثقیف کے لوگوں نے ابو محجن سے کہا ہم اُس کا یہاں آنا پسند نہیں کرتے تھے۔ ہم کو خطرہ ہے کہ وُہ محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے وُہ تمام باتیں بتا دے گا جو اُس نے ہمارے اور ہمارے قلعہ میں کمزوریاں مشاہدہ کی ہیں۔ ابو محجن نے کہا میں اُس کو تم سے زیادہ جانتا ہوں ہمارے درمیان کوئی ایسا نہیں جس کی عداوت محمدؐ کے بارے میں اُس سے زیادہ ہو اگرچہ وُہ اُن کے لشکر میں ہے۔ غرض جب وُہ آنحضرتؐ کے پاس واپس آیا، پیغمبرؐ سے عرض کی کہ میں نے اُن سے کہا کہ اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ خدا کی قسم محمدؐ تمہارے ملک سے نہیں ہٹیں گے جب تک تم قلعہ سے باہر نہ آؤ گے۔ لہٰذا حضرتؐ سے اپنے لئے امان طلب کرو۔ غرض میں نے اُن کو بہت ڈرایا۔ پیغمبرؐ خدا نے فرمایا تو جھوٹ بولتا ہے۔ تُو نے اُن سے ایسی ایسی گفتگو کی اور جو کچھ اُس نے اُن لوگوں سے کہا تھا حضرتؐ نے بیان کر دیا۔ یہ سُنکر صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے اُس کو لعنت ملامت کی تو وُہ نادم و پشیمان ہُوا اور کہا میں خدا سے مغفرت چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ آیندہ کبھی ایسا نہ کروں گا۔

شیخ طبرسیؒ نے روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل طائف کے بارے میں اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ سلمان فارسیؓ نے کہا یا رسُولؐ اللہ میں تو یہ مصلحت سمجھتا ہوں کہ قلعہ پر منجنیق نصب کیجئے۔ حضرتؐ نے یہ مشورہ منظور فرما کر حکم دیا تو ایک منجنیق تیار کی گئی اور دو دبّہ اس پر نصب کیا۔ اہل قلعہ نے آگ پھینک کر اُن گیتوں کو جلا دیا، تو حضرتؐ کے حکم سے اُن کے انگور کے درخت کاٹ ڈالے گئے اور جلا دیئے گئے۔ یہ

ع‍ دبّہ ظرف چرمیں جس کو کچی کھال سے بناتے ہیں اور اُس میں تیل بھر دیتے ہیں ۱۲۔

دیکھ کر سفیان بن عبداللہ ثقفی نے قلعہ کے اُوپر سے ندا دی ہمارے مال کیوں برباد کرتے ہو اگر تم لوگ ہم پر غالب ہو گئے تو یہ تمہارا مال ہو جائے گا اگر تم غالب نہ ہوئے تو خدا کے لیئے رحم کرو ہمارے مال چھوڑ دو۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا کے لیئے رحم کر کے چھوڑ دو۔

ایک روایت میں وارد ہے کہ اہل طائف کا محاصرہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقریباً تیس روز تک کیا پھر واپس ہوئے۔ اُس کے بعد اہل طائف آکر مسلمان ہوئے۔

شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس وقت اہل طائف کے قاصد آئے تھے کہ خدا کی قسم یا نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو ورنہ میں اُس شخص کو تمہاری طرف بھیجوں گا جو میری جان کے برابر ہے اور خدا اور رسُولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسُولؐ اُس کو دوست رکھتے ہیں وُہ تمہارے سروں پر تلواریں مارے گا۔ یہ سُنکر اصحابِ رسُولؐ نے گردنیں اس فضیلت کے لیئے بلند کیں رسُولؐ اللہ نے جناب امیرؑ کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا یہ ہے وُہ شخص۔ تو ابوبکر و عمر نے کہا کہ ہم نے کسی شخص کی یہ فضیلت نہیں دیکھی جو فضیلت آج علیؑ کی دیکھی۔

خاصہ و عامہ کے طریقوں سے احادیثِ معتبرہ میں منقول ہے کہ حضرت امیرالمومنین نے اپنی اُن تمام دلیلوں کے ساتھ روز شوریٰ یہ بھی فرمایا تھا کہ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تمہارے درمیان سوائے میرے کوئی ہے جس کے بارے میں رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ بنی ولیعہ میرے مقابلہ سے باز رہیں یا میں بھیجوں گا ان کی طرف ایسے شخص کو جو مثل میری جان کے ہے۔ اس کی اطاعت میری اطاعت ہے اور اُس کی نافرمانی میری نافرمانی ہے جو ان کو تلواریں مار کر مطیع کرے گا؟ سب اہل شوریٰ نے کہا نہیں ہم میں ایسا کوئی شخص نہیں۔ پھر فرمایا کہ تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آیا تمہارے درمیان سوائے میرے کوئی ہے جس سے رسُولؐ اللہ نے روزِ طائف راز کی باتیں کی ہوں اور ابوبکر و عمر نے رسُولؐ اللہ سے کہا تھا کہ علیؑ سے راز کے امور بیان کرتے ہیں اور ہم سے پوشیدہ رکھتے ہیں اور حضرتؐ نے اُن سے فرمایا تھا کہ میں نے خود سے راز نہیں بیان کیئے بلکہ خدا نے مجھ کو اس کا حکم دیا تھا۔ سب نے کہا نہیں کوئی نہیں۔

شیخ طوسیؒ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم محاصرہ طائف سے واپس ہوئے اپنے اصحاب کے ساتھ جعرانہ کی طرف آئے اُس جگہ حنین کا مال غنیمت قریش اور تمام عرب کے اُن لوگوں کو تقسیم کیئے جن کی تالیف قلب فرماتے تھے، اور انصار کو اُس مال کا تھوڑا حصہ دیا۔ بعض کا قول ہے کہ انصار کو تھوڑا مال دیا اور زیادہ نومسلموں کو ان کی تالیف قلب کے لیئے دیا۔ بیان کرتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب کو سَو اُونٹ اور اُس کے بیٹے معاویہ کو سَو اُونٹ اور حکیم بن خزام کو جو قبیلۂ بنی اسد سے تھا سَو اُونٹ دیئے اور نضر بن حارث کو سَو اُونٹ اور علاء بن خالد ثقفی کو سَو اُونٹ اور حارث بن ہشام کو سَو اُونٹ اور بعض کہتے ہیں کہ جبیر بن مطعم اور مالک بن عوف کو سَو اُونٹ۔ اور بعض کا قول ہے کہ علقمہ بن علاقہ اور اقرع بن حابس اور عیینیہ بن حصن میں سے ہر ایک کو سَو اُونٹ دیئے اور عباس بن مرداس شاعر کو چار اُونٹ دیئے تو وُہ غضبناک ہُوا اور چند اشعار حضرتؐ کی شکایت میں نظم کیئے جب یہ خبر آنحضرتؐ کو پہنچی آپ نے فرمایا اے علیؑ لے جاؤ اس کو اور اس کی زبان کاٹ دو۔ عباس کہتا ہے کہ جب

علیؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور لے چلے تو میں نے کہا اے علیؑ کیا میری زبان کاٹئے گا حضرت علیؑ نے فرمایا جو کچھ پیغمبرؐ نے حکم دیا ہے اُس کی تعمیل کروں گا۔ وُہ کہتا ہے کہ تھوڑی راہ اور طے کی تھی کہ میں نے دوبارہ کہا اے علیؑ کیا واقعی میری زبان کاٹیئے گا؟ آپ نے وہی جواب دیا یہانتک کہ اُس احاطہ میں ہم داخل ہوئے جہاں اُونٹ تھے۔ تو امیرؑالمومنین نے فرمایا کہ چارؔ سے سوؔ اُونٹ تک جس قدر تُو چاہے لے لے۔ میں نے کہا میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں کس قدر کریم، بردبار، صاحبِ عقل اور نیک کردار آپ لوگ ہیں۔ تب علیؑ نے فرمایا کہ جناب سرورؐ کائنات نے تجھ کو چارؔ اونٹ دیئے اور تجھ کو مہاجرین کے زمرہ میں قرار دیا۔ اگر تجھ کو پسند ہو تو چارؔ اُونٹ لے کر مہاجرین کے ساتھ اُن کے شریک رہ اور اگر تُو چاہے تو سَوؔ اُونٹ لے لے اور اُن لوگوں میں شامل ہو جنکو سَو سَو اُونٹ ملے ہیں۔ میں نے کہا جو آپ فرمائیں اُسی پر عمل کروں گا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں تو تیرے لیئے یہی بہتر سمجھتا ہوں کہ چار اُونٹ لے لے اور مہاجرین میں شامل رہ۔ غرض عباس اسی پر راضی ہوگیا اور واپس چلا گیا۔

اس تقسیم پر انصار کی ایک جماعت بھی ناراض ہوگئی اور نامناسب باتیں کرنے لگی۔ بعض نے اُن میں سے یہانتک کہہ دیا کہ احتیاج کے زمانہ میں تو ہمارے ساتھ تھے آج جبکہ اپنے چچاؤں کے لڑکوں کو دیکھا تو ہم کو بھول گئے۔ آنحضرتؐ نے جب اُن کا یہ کلام سُنا تو فرمایا کہ انصار سب ایک جگہ جمع ہو جائیں کوئی دوسرا وہاں نہ جانے پائے۔ پھر آنحضرتؐ غضبناک اُن کے پاس آئے آپؐ کے ساتھ سوائے امیرؑالمؤمنین کے کوئی نہ تھا اور اُن کی مجلس میں بیٹھے اور فرمایا کہ کیں وُہ نہیں ہوں جو تمہارے پاس اُس وقت آیا جبکہ تم سب کے سب جہنم کے کندہ تھے اور خدا نے میری برکت سے تم کو نجات دی۔ انصار نے کہا بیشک یارسُولؐ اللہ ایسا ہی ہے۔ ہم پر خدا و رسُولؐ کا احسان ہے نعمتیں ہیں۔ پھر فرمایا کیا میں وُہ نہیں ہوں کہ تمہارے پاس آیا جس وقت کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اور آپس میں ہر ایک کے قتل کے لیئے تلواریں لگائے رہتے تھے۔ خداوند عالم نے میری برکت سے تمہارے دلوں میں محبت پیدا کردی سب نے کہا ہاں یارسولؐ اللہ۔ پھر فرمایا کیا میں وُہ نہیں ہوں کہ تمہارے پاس آیا اُس حال میں جبکہ تم ذلیل اور تھوڑے تھے۔ خلاق عالم نے میری برکت سے تم کو عزت بخشی اور اسی صورتؐ سے اپنے بیشمار احسانات اور نعمتیں ان کو گنوائیں اور خاموش ہوئے۔ پھر فرمایا کہ کیوں جواب نہیں دیتے ہو۔ انہوں نے عرض کی یارسُولؐ اللہ آپ کا کیا جواب دیں۔ ہمارے باپ ماں آپ پر فدا ہوں آپ کا فضل و کرم اور احسان نہ صرف ہم پر ہے بلکہ تمام عالم والوں پر ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر چاہو تو تم کہہ سکتے ہو کہ محمدؐ تمہاری قوم نے تم کو نکالا تمہاری تکذیب کی اور ہم نے تصدیق کی اور جگہ دی۔ تم خوفزدہ ہمارے پاس آئے اور ہم نے تم کو پناہ دی۔ یہ سُنکر سب کے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اُن کے بوڑھے لوگ حضرتؐ کی خدمت میں دست بستہ حاضر ہوئے اور حضرتؐ کے دست و پا اور زانوئے مبارک کو چوما اور عرض کی ہم خدا و رسولؐ سے راضی ہوئے یہ ہمارے اموال حاضر ہیں ان سب کے مالک آپ ہیں۔ اگر آپ چاہیں اپنی قوم میں تقسیم فرمائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے گروہ انصار تم مجھ سے کبیدہ ہوئے اس لیئے کہ میں نے مال ان لوگوں میں تقسیم کردیا جو تازہ مسلمان ہیں تاکہ اُن کے قلوب اسلام کی طرف مائل کروں اور میں نے تمہاری قوتِ ایمان پر بھروسہ کیا اور تم کو تمہارے حسنِ اعتقاد پر چھوڑ دیا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ دُوسرے لوگ گوسفند اور اُونٹ لے جائیں اور خدا کا رسُولؐ تمہارے حصّہ میں آئے

اور تم اس کو لے جاؤ۔ پھر فرمایا کہ انصار میرے مخصوص لوگ ہیں میرے رازوں کے صندوق ہیں۔ اگر تمام لوگ ایک راہ سے اور انصار دوسرے راستہ سے چلیں تو بیشک میں انصار کے راستہ پر ہوں گا اور اُن سے جُدا نہ ہوں گا۔ خداوندا انصار کو بخش دے اور اُن کی اولاد کو بھی۔

کلینی اور عیاشی نے بسندِ حسن زُرارہ سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے امام محمدؑ باقرؑ سے مُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ (پ۱۰ آیت ۶۰ سُورۃ توبہ) کی تفسیر دریافت کی حضرتؑ نے فرمایا کہ وُہ لوگ وُہ ہیں جنہوں نے خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا اور بتوں کی عبادت ترک کی اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے قائل ہوئے باوجود اس کے جو کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کے لیئے پسند فرمایا اُس میں شک کرتے رہے تو خُدا نے اپنے پیغمبرؐ کو حکم دیا کہ اُن کے دلوں کی تالیف مال اور احسانات سے کریں تاکہ ان کا اسلام بہتر ہو اور وُہ دین میں ثابت قدم رہیں جس میں کہ داخل ہوئے ہیں اور جس کا اقرار کیا ہے۔ بلاشبہ جناب رسُولؐ خدا نے روزِ حنین رئیسانِ عرب اور اکابرِ قریش و قبیلۂ مضر کی مثل ابوسفیان بن حرب اور عیینہ بن حصن اور انہی کے ایسے لوگوں کی تالیف کی۔ مگر انصار بگڑ گئے اور سعد بن عبادہ کے پاس جمع ہوئے تو حضرتؐ ان کو جعرانہ میں لے آئے۔ سعد بن عبادہ نے کہا یارسُولؐ اللہ کیا آپ مجھے کچھ کہنے کی اجازت دیتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ سعد نے کہا اگر یہ معاملہ جو آپ نے اپنی قوم کو مالِ غنیمت کی تقسیم میں صادر فرمایا ہے خدا کے حکم سے ہے تو ہم راضی ہیں ورنہ ہم کو منظور نہیں۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے انصار سے خطاب فرمایا کہ تم سب لوگوں کا یہی قول ہے جس کو تمہارے سردار نے بیان کیا۔ ان لوگوں نے عرض کی ہمارے سردار تو خدا اور رسُولؐ ہیں۔ پھر حضرتؐ نے دوبارہ اُن سے یہی دریافت کیا۔ تیسری مرتبہ اُنہوں نے اقرار کیا کہ ہاں یاحضرتؐ ہمارا بھی وہی قول ہے جو سعد نے بیان کیا۔ امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں اُسی روز سے جبکہ انصار سے یہ بات صادر ہوئی ان کا نورِ ایمان پست ہوگیا۔ اور خداوند عالم نے قرآن میں مولفۃ قلوبہم کے لیئے ایک حصّہ مقرر فرما دیا۔ دوسرے سال روزِ حنین سے دوگنا مالِ غنیمت اُس جماعت کی تالیفِ قلب کی برکت سے حاصل ہوا اور بہت سے گروہ نے اسلام قبول کیا۔ جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اے لوگو بتاؤ جو کچھ میں نے کہا تھا وُہ بہتر تھا یا جو تم کہتے تھے۔ اب اسقدر مال جو روزِ حنین میں نے ان کو دیا تھا میرے لیئے حاصل ہوا اور کثرت سے لوگ مسلمان ہوئے اُسی خدا کی قسم جس کے قبضۂ میں محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی جان ہے میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرے پاس اتنا مال ہو جائے کہ ہر شخص کو خونبہا دوں تاکہ وُہ مسلمان ہو جائے۔

عیاشی نے دوسری سند سے روایت کی ہے کہ روزِ حنین تقسیم مال کے موقع پر ایک انصاری نے کہا یہ کیسی تقسیم ہے جو پیغمبرؐ کر رہے ہیں۔ خدا ہرگز ایسی تقسیم نہیں چاہتا۔ صحابہ میں سے ایک شخص نے کہا اے دُشمن خدا اور رسُولؐ خدا کے حق میں ایسی بات کہتا ہے پھر اس نے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اُس انصاری کا کلام بیان کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا میرے بھائی مُوسےؑ کو اُن کی قوم نے اس سے زیادہ آزار پہنچایا، اور اُنہوں نے خدا کے لیئے صبر کیا۔ حضرتؐ نے روزِ حنین ہر شخص کو جو مؤلفۃ قلوب میں سے تھے سَوؔ اُونٹ دیئے۔

شیخ مفید و شیخ طبرسی اور تمام محدثین خاصہ و عامہ نے ابُوسعید خُدری وغیرہ سے روایت کی ہے کہ

روزِ حنین جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مالِ غنیمت تقسیم کر رہے تھے بنی تمیم میں سے ایک شخص جس کا نام ذوالخویصرہ تھا حضرت کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسولؐ اللہ تقسیم میں انصاف کیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا وائے ہو تجھ پر اگر میں انصاف نہ کروں گا تو کون کرے گا۔ عمر بن خطاب نے کہا یا رسولؐ اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اُڑا دوں۔ حضرتؐ نے فرمایا جانے دو وُہ اپنے چند اصحاب ایسے مہیا کرے گا جن کی نمازوں کے مقابلہ میں تم اپنی نمازیں کم سمجھو گے اور اُن کے روزوں کے برابر اپنے روزوں کو حقیر سمجھو گے۔ وُہ ہمیشہ قرآن پڑھتے رہیں گے مگر قرآن اُن کے حلق سے نہ اُترے گا۔ وُہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ اُن کی علامت یہ ہے کہ ایک سیاہ رنگ کا مردان کا سردار ہوگا جس کے بازوؤں پر عورتوں کے پستان کے مانند گوشت اُبھرا ہوا ہوگا۔ وُہ لوگوں کے بہترین گروہ پر خروج کریں گے۔ ابوسعید نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ مَیں نے یہ بات رسولؐ اللہ سے سُنی تھی اور گواہی دیتا ہوں کہ جنگ خوارج میں امیرؑ المومنین کے ہمراہ تھا۔ حضرتؑ نے حکم دیا کہ میدانِ جنگ میں اُس شخص کو تلاش کرو جس کی علامت رسولؐ اللہ نے بتائی تھی۔ تو وُہ شخص کشتوں میں پایا گیا۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ روزِ حنین جناب رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ جب مال ختم ہوگیا تو آپ سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ لوگ حضرتؐ کے آگے آگے دوڑتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم کو ہمارا حصّہ دیجئے یہاں تک کہ ایک درخت کے نیچے حضرتؐ کو روک لیا اور دوش مبارک سے ردا کھینچ لی۔ حضرتؐ نے فرمایا ایّھا النّاس میری چادر تو دے دو۔ اُسی خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر روئے زمین پر جس قدر درخت ہیں اُسیقدر میرے پاس گوسفند، اُونٹ اور گائے ہو جائیں تب بھی میں سب تم لوگوں کو تقسیم کر دوں تم مجھ کو بخیل نہ پاؤ گے۔ پھر حضرتؐ نے شتر کے کوہان سے ایک بال توڑ کر دکھایا اور فرمایا خدا کی قسم تمہاری غنیمت میں سے اس بال کے برابر بھی مال میں نے نہیں لیا سوائے خُمس کے اور وُہ بھی تم پر تقسیم کر دیا۔ لہٰذا مالِ غنیمت میں سے کچھ خیانت مت کرو اور جو کچھ لے گئے ہو واپس دے دو اگرچہ وُہ سُوئی اور دھاگے کے برابر ہو اس لیئے کہ غنیمت سے چوری کرنا عیب و عار اور جہنّم میں داخل ہونے کا باعث ہے۔ یہ سُنکر ایک انصاری اُٹھا اور تھوڑا سا بٹا ہوا ڈورا لایا اور کہا میں نے یہ اس لیئے لے لیا تھا کہ اپنے اونٹوں کی پوشش سیوں گا۔ حضرتؐ نے فرمایا اس میں جس قدر میرا حصّہ تھا میں نے چھوڑ دیا۔ اُس شخص نے کہا جبکہ معاملہ ایسا نازک ہے تو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے اور اپنے ہاتھ سے رکھ دیا۔

پھر ماہ ذیقعدہ میں حضرت جعرانہ سے مکہ معظمہ روانہ ہوئے اور عمرہ کا احرام باندھا اور عمرہ سے فارغ ہو کر مدینہ تشریف لائے اور معاذ بن جبل کو مکہ والوں کا امیر بنایا۔ دوسری روایت کے مطابق عتاب بن اُسید کو والی قرار دیا اور معاذ کو ان کے ساتھ چھوڑا تاکہ مسائلِ دین اہلِ مکہ کو تعلیم دیں۔

ابن بابویہ نے بسندِ صحیح حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ روزِ حنین سے زیادہ سخت حضرتؐ پر کوئی دن نہیں گذرا اس سبب سے کہ عرب کے کثیر قبیلے آنحضرتؐ کی عداوت پر اُس جنگ میں متحد ہوگئے تھے۔

سچی خدا کی کتاب ہے اور بہترین

شیخ طبرسی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جنگ حنین میں گرفتار ہونے والی اسیروں میں سے ایک محمد صلے اللہ دایۂ رسولؐ اللہ کی بیٹی بھی تھیں۔ جب ان کو لوگ حضرتؐ کے سامنے لائے اُنہوں نے کہا میں آپ کی اُس کے اندر بہترین ہوں۔ حضرتؐ نے یہ سُنتے ہی اپنی چادر اُن کے لیئے بچھا دی اور اُن کو اس پر بٹھا کر بہت باتیں کیں اور شہید ہونا ہے دریافت کیئے۔ دوسری روایت کے مطابق جب اُن کے بھائی کو حضرتؐ کے پاس لائے تو اُن کی تعظیم نہ بجا لائے۔ حضرتؐ نے ایسی نہ کی لوگوں نے اس کا سبب پُوچھا۔ فرمایا کہ وُہ لڑکی اپنے باپ ماں کی زیادہ خدمتگذار تھی۔

رکا ہاتھ

تو

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ جعرانہ سے جب گروہ ہوازن آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور مسلمان ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ ہمارے خاندان اور قبیلے کے لوگ اسیر ہوئے ہیں اور یہ بلا اور تکلیف جو ہم پر نازل ہوئی ہے آپ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ لہٰذا ہم پر ان کے بارے میں احسان کیجئے خدا آپ پر احسان کرے گا۔ پھر اُن کا خطیب کھڑا ہوگیا جس کا نام زہیر بن صرد تھا۔ اُس نے کہا یا رسولؐ اللہ اگر ہم نے حارث بن ابی شمر یا نعمان بن منذر کو دُودھ پلایا ہوتا اور ان کو ہم پر قابُو حاصل ہوا ہوتا جیسا کہ آپ کو حاصل ہوا ہے؛ تو بیشک وُہ لوگ ہم پر بہت احسان کرتے اور آپ تمام لوگوں سے بہت زیادہ نیک ہیں۔ ان خیموں میں آپ کی خالائیں اور اُن کی لڑکیاں آپ کی حفاظت کرنے والیاں اور ان کی بیٹیاں قید ہیں اور جکڑی ہوئی ہیں۔ ہم آپ سے مال نہیں طلب کرتے ہیں بلکہ اپنے لڑکے اور اپنی عورتیں چاہتے ہیں۔ اُن کے آنے سے پہلے آنحضرتؐ نے اُنکے اسیروں میں سے بہتوں کو صحابہ پر تقسیم کر دیا تھا۔ جب آپ کی ہمشیرہ نے آپ سے گفتگو کی اور اُن کی سفارش کی تو حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے اپنے اور فرزندانِ عبدالمطلب کے حصّہ کے اسیروں کو تجھے بخش دیا لیکن جو تمام مسلمانوں کے حصّہ میں ہیں تم میرا واسطہ دے کر اُن سے سفارش کرو شائد وُہ بھی بخش دیں۔ غرض آنحضرتؐ جب نمازِ ظہر سے فارغ ہوئے تو دُختر حلیمہؓ کھڑی ہو گئیں اور اپنے اسیروں کی سفارش کی جس کو تمام مسلمانوں نے منظور کر لیا اور اُن کے زن و فرزند واپس کر دیئے۔ مگر اقرع بن حابس اور عینیہ بن حصن نے انکار کیا اور کہا یا رسولؐ اللہ اس قوم نے ہماری بہت سی عورتوں کو اسیر کیا تھا لہٰذا ہم ان کی عورتوں کو واپس نہ دیں گے۔ تو حضرتؐ نے فرمایا کہ ان کے حصّے کے لیئے اسیروں میں قرعہ ڈالا جائے۔ اور کہا خداوندا ان کے حصّوں کو پست کر دے تو اُن میں سے ایک کے حصّہ میں ایک خادم بنی عقیل میں سے آیا اور دوسرے کے حصّہ میں بنی نمیر میں سے ایک خادم کے نام قرعہ نکلا۔ جب ان لوگوں نے اپنا حصّہ ایسا پایا تو اُنہوں نے بھی بخش دیا۔ لیکن جو عورتیں پہلے تقسیم کی جا چکی تھیں اُن کے بارے میں حضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے حصّہ سے دستبردار ہو جائے گا پہلی غنیمت اب جو حاصل ہوگی اُس میں سے اُس کو چھ حصّے دُوں گا۔ یہ سُنکر تمام لوگوں نے اُن کی عورتوں اور لڑکوں کو واپس دے دیا۔ پھر حلیمہؓ کی صاحبزادی نے مالک بن عوف کی سفارش کی حضرتؐ نے قبول فرمائی اور فرمایا کہ اگر وُہ ہمارے پاس آنا چاہے تو امان میں ہے۔ وُہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؐ نے اُس کا مال اُس کو واپس دیا اور سَو اُونٹ اور عطا فرمائے۔

روایت ہے کہ جس روز حضرتؐ نے وادیٔ اوطاس میں اسیر عورتوں کو تقسیم فرمایا، منادی کرادی کہ حاملہ عورتوں سے ہمبستری نہ کی جائے جب تک وضع حمل نہ ہو جائے؛ اور غیر حاملہ عورتوں سے بھی جماع نہ کریں جب تک ایک حیض سے وُہ پاک نہ ہو جائیں۔

بعض معتبر کتابوں میں مذکور ہے کہ جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۸ھ میں ملیکۂ کندیہ سے تزویج فرمایا اُس کا باپ روز فتحِ مکہ قتل ہو چکا تھا۔ آپ کی بعض بیبیوں نے اُس سے کہا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ تو اُس شخص کی بیوی ہوتی ہے جس نے تیرے باپ کو قتل کیا ہے۔ اُس بدنصیب نے اس سبب سے حضرتؐ سے کراہت کی، حضرتؐ نے اُس کو الگ کر دیا۔ بیان کرتے ہیں کہ اسی سال آنحضرتؐ کے فرزند جناب ابراہیمؑ ماریہ قبطیہ کے بطن سے ماہ ذی الحجہ میں پیدا ہوئے اُن کی قابلہ ابورافع کی زوجہ آنحضرتؐ کی آزاد کردہ کنیز تھی۔ اُس نے اپنے شوہر ابورافع کے پاس آکر کہا آنحضرتؐ کے لئے لڑکے پیدا ہوا۔ ابورافع نے حضرتؐ کو یہ خوشخبری آکر سُنائی۔ حضرتؐ نے اس کو ایک غلام عطا فرمایا اور فرزند کا نام ابراہیمؑ رکھا۔ ساتویں روز اُس بچہ کا عقیقہ کیا اور اس کا سر مونڈوایا اور سَر کے بالوں کے ہموزن چاندی مساکین کو تصدق کیا اور بالوں کو زمین میں دفن کرا دیا۔ انصار کی عورتوں نے اُس کو دُودھ پلانے میں نزاع کی تو حضرتؐ نے منذر بن زید کی بیٹی ام بردہ کو دودھ پلانے کے لئے مقرر فرمایا۔ بیان کرتے ہیں کہ اسی سال زینبؑ آنحضرتؐ کی ربیبہ نے انتقال کیا، اور اسی سال حضرتؐ نے کعب بن عمیر کو ذات اطلاع شام کی طرف بھیجا۔ وہاں وُہ اور اُس کے ساتھی شہید ہو گئے۔ اسی سال عینیہ بن حصن کو بنی عنبر کی طرف بھیجا۔ وُہ اُن پر غالب ہوا اور اُن کی عورتوں کو قید کر لیا۔

پینتالیسواںؑ باب

غزوۂ تبوک، عقبہ اور مسجد ضرار کے حالات!

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ گرمی کے دنوں میں شام کی جانب سے مدینہ میں ایک قافلہ آیا، اور کھانے کی چیزیں اور کپڑے فروخت کرنے ہمراہ لایا۔ مدینہ میں ان لوگوں نے مشہور کر دیا کہ لشکرِ رُوم جمع ہو رہا ہے اور ان کا ارادہ ہے کہ لشکرِ عظیم کے ساتھ آنحضرتؐ سے جنگ کریں۔ اور بادشاہِ رُوم ہرقل اپنے لشکر کے ساتھ تیار ہوا ہے اور غسان، خرام، قہر اور حاملہ کے قبیلوں کو اپنے ساتھ متفق کر لیا ہے اور اُن کا لشکر بلقا تک پہنچ چکا ہے ہرقل حمص تک آگیا ہے۔ یہ معلوم کر کے آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ جنگ تبوک کے لئے تیار ہو جائیں۔ تبوک بلقار کے شہروں میں سے ایک شہر تھا حضرتؐ نے مدینہ کے آس پاس کے قبیلوں اور مکہ کے لوگوں کو اور جو جو مسلمان ہو گیا تھا ہر ایک کے پاس آدمی بھیجے جیسے خزاعہ اور مزینہ اور جہنیہ کے قبیلے۔ اور سب کو جہاد کے لئے دعوت دی اور اپنے لشکر کو حکم دیا کہ مدینہ سے باہر چلیں اور ثنیۃ الوداع میں قیام کریں۔ اور مالداروں کو حکم دیا کہ وُہ پریشان حال لوگوں کی اس سفر میں اعانت کریں۔ ہر شخص نے جو کچھ اُس کے ... لاکر حضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا جس سے حضرتؐ نے سفر کا سامان درست فرمایا۔ پھر حضرتؐ نے خطبہ

پڑھا اور حمد و ثنائے باری تعالےٰ کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایہا النّاس سب سے زیادہ سچّی خدا کی کتاب ہے اور بہترین گفتار کلمۂ تقوےٰ ہے، اور سب سے بہتر قوم ابراہیم علیہ السّلام کی قوم ہے، اور بہترین سُنّت محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سُنّت ہے، اور افضل ترین کلام خدا کا ذکر ہے، بہترین قصص قرآن ہے اُس کے اندر بہترین ہیں۔ اور بدترین امور بدعتیں ہیں۔ بہترین ہدایات پیغمبروں کی ہدایتیں ہیں اور بہترین مارا جانا شہید ہونا ہے اور بدترین نابینائی ہدایت کے بعد گمراہی ہے۔ اور بہترین اعمال وُہ عمل ہے جو آخرت میں فائدہ پہنچائے۔ سب سے بہتر ہدایت وہ ہے جس کی پیروی کی جائے اور بدترین اندھاپن دل کا اندھا ہونا ہے۔ اُوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے یعنی دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور جو مال کم ہو مگر کافی ہو تو اُس مال سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور خدا کی یاد سے غافل کر دے۔ اور بہترین عذر چاہنا موت کے وقت عذر چاہنا ہے اور بدترین پشیمانی روز قیامت کی پشیمانی ہے۔ لوگوں کی ایک جماعت ہے جس میں سی بہت تھوڑے لوگ جمعہ میں حاضر ہوتے ہیں بعض ایسے ہیں جو نماز نہیں پڑھتے مگر کبھی کبھی۔ بدترین گنہگاران جھُوٹ بولنے والے ہیں۔ بہترین بے نیازی نفس کی بے نیازی ہے اور بہترین توشہ خدا کے عذاب سے پرہیز ہے اور حکمت کا راز خدا سے ڈرنے میں ہے۔ اور بہترین وُہ چیز جو انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے یقین ہے اور دین میں شک کرنا کفر ہے اور جاہلیت پر عمل حق سے دُوری کا سبب ہے۔ اور غنیمت میں سے چوری کرنا جہنم کی آگ اور اُس کے شعلوں کی مستی ہے اور باطل شعر گوئی شیطان کی طرف سے ہے اور شراب تمام گناہوں کی جامع ہے۔ عورتیں شیطان کا جال ہیں۔ جوانی دیوانگی کی ایک شاخ ہے۔ بدترین کمائی عورتوں کی کمائی ہے اور بدترین غذا یتیموں کا مال ہے۔ خوش نصیب وُہ ہے جو دُوسروں کے حالات سے نصیحت حاصل کرے اور بدبخت وہ ہے جس کو خدا اُس کی ماں کے پیٹ میں بدبخت سمجھ لے۔ تم میں سے ہر ایک آخر کار اُس مقام پر پہنچے گا جس کی لمبائی چار گز ہے۔ اور عمل کا دارو مدار اُس کے خاتمہ پر ہے۔ بدترین غور و فکر جھُوٹ کا سوچنا ہے۔ جو چیز آنے والی ہے جلد پہنچ جائے گی۔ مومنین سے عداوت فسق ہے اُن سے لڑنا کفر ہے۔ مومن کا گوشت کھانا اُن کی غیبت ہے اور خدا کی نافرمانی ہے۔ مال مومن کی حُرمت اُس کے خون کی حرمت کے برابر ہے۔ جو شخص خدا پر توکل و بھروسہ کرتا ہے خدا اُس کے اُمور کی کفایت کرتا ہے۔ جو خدا کے لئے صبر کرتا ہے خدا اُس کو فتح عنایت فرماتا ہے۔ جو لوگوں کی خطائیں معاف کر دیتا ہے خدا اُس کی خطائیں بخش دیتا ہے۔ جو شخص اپنا غصہ روک لیتا ہے خدا اُس کو اجر عظیم بخشتا ہے۔ جو شخص بلاؤں پر صبر کرتا ہے خدا اُس کو بہتر عوض عطا فرماتا ہے۔ اور جو شخص اپنے نیک اعمال لوگوں کو سنواتا ہے خدا اُس کو لوگوں میں رُسوا کرتا ہے۔ جو شخص روزہ رکھتا ہے خدا اُس کے ثواب کو دُونا کر دیتا ہے۔ اور جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے خدا اُس کو معذب فرماتا ہے۔ پھر مکرر فرمایا کہ خداوندا مجھ کو اور میری اُمّت کو بخش دے کیونکہ خدا سے میں اپنے اور تمہارے لئے آمرزش طلب کرتا ہوں۔ اُس کے بعد لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی۔

اس خطبہ کے سُننے کے بعد لوگ جہاد کے لئے بہت شوق سے آمادہ ہوئے اور قبائل عرب جن کو حضرتؐ نے جہاد کے لئے بُلایا تھا وُہ حاضر ہوئے اور ایک گروہ منافقوں کا اور ان کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی جنگ میں

شریک نہیں ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جد بن قیس کو جو ایک منافق تھا دیکھا اور فرمایا کیا ہمارے ساتھ جنگ کے لیے نہیں چلے گا۔ شائد دختران روم میں سے ایک کنیز تیرے حصہ میں بھی آئے۔ اُس ملعون نے مذاق اُڑاتے ہوئے کہا یا رسولؐ اللہ خدا کی قسم میری قوم کے لوگ جانتے ہیں کہ ان میں مجھ سے زیادہ کوئی عورتوں کی خواہش نہیں رکھتا۔ اس لیئے ڈرتا ہوں کہ اگر آپ کے ساتھ چلوں گا اور لشکر روم کے مقابلہ پہ پہنچوں گا، اور اُن کی لڑکیوں کو دیکھوں گا تو برداشت نہ کر سکوں گا۔ لہذا مجھ کو فتنہ میں مت پھنسایئے اور مجھے مدینہ ہی میں رہنے کی اجازت دیجئے۔ اُس نے اپنی قوم سے کہا اس گرمی میں باہر جاتے ہو کہ سوائے تکلیف کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ یہ سُنکر اُس کے لڑکے نے کہا کہ تم رسولؐ خدا کے سامنے ایسی گفتگو کرتے ہو اور اپنی قوم سے ایسی باتیں کرتے ہو خدا کی قسم اسی درمیان میں تمہارے کفر و نفاق کے بارے میں چند آیتیں نازل ہو جائیں گی جنکو قیامت تک لوگ پڑھیں گے اور تم پر لعنت کرتے رہیں گے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت بھیجی:۔ وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ ائْذَن لِّي وَلَا تَفْتِنِّي ۚ أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ۗ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ (پ ۱۰ آیت ۴۹ سورۃ توبہ) اُن میں سے جو شخص کہتا ہے کہ مجھ کو جنگ سے باز رہنے کی اجازت دیجئے اور مجھ کو فتنہ میں مت ڈالیئے، یقیناً وُہ فتنہ میں پڑے ہوئے ہیں اور عذاب خدا کے مستحق ہو گئے ہیں۔ اور جہنم تو یقیناً کافروں کو گھیرے ہوئے ہے"۔ غرض جد بن قیس نے اپنے لڑکے سے کہا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سمجھتے ہیں کہ روم کے لشکر سے لڑائی دوسروں کی لڑائیوں کے مانند ہے ان میں سے ایک شخص بھی واپس نہ آئے گا۔ جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو وُہ اور اُس کے ساتھی رُسوا ہوئے۔ اور آنحضرتؐ کی فوجیں اطراف و جوانب سے آکر ثنیۃ الوداع میں جمع ہوئیں۔ حضرتؐ وہیں سے روانہ ہوئے۔ اور مدینہ میں امیر المومنینؑ کو اپنا جانشین مقرر کرکے چھوڑ دیا۔ تو منافقین نے حضرت علیؑ کے بارے میں بیہودہ بکواس شروع کی مثل اس کے کہ رسولؐ اللہ نے مدینہ میں چھوڑ دیا اپنے ساتھ اُن کا لے جانا منحوس سمجھا۔ جب ان باتوں کی اطلاع حضرت علیؑ کو پہنچی تو ہتھیار لگائے اور آنحضرتؐ کی طرف روانہ ہوئے اور جرف میں حضرتؐ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ میں نے تو تم کو مدینہ میں چھوڑا تھا تم یہاں کیسے آ گئے امیر المومنین نے کہا منافقین ایسی باتیں کرتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ جھوٹ کہتے ہیں۔ اے علیؑ کیا تم اس پر راضی نہیں ہوئے کہ میرے بھائی تم ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں مثل ہارونؑ کے جیسے وُہ موسےؑ کے لئے تھے۔ لیکن میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ لیکن تم میری اُمت میں میرے بعد میرے خلیفہ ہو اور تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی اور وزیر ہو۔ یہ سُنکر حضرت علیؑ مدینہ واپس گئے۔ پھر قبیلۂ عمرو بن عوف اور سالم بن عمیر جو جنگ بدر میں حاضر تھے اُن کے سات اشخاص گریہ و زاری کرتے ہوئے حضرتؐ کی خدمت میں آئے اور بنی واقف سے مدعی بن عمیر اور بنی حارثہ سے علیہ بن زید۔ اور وُہ شخص وُہ تھا جس نے اپنے پوشیدہ مال و متاع کو آنحضرتؐ پر ظاہر کر دیا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ایک روز آنحضرتؐ نے لوگوں کو حکم دیا کہ تصدق کریں اور لوگ اپنا اپنا صدقہ لائے۔ علیہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسولؐ اللہ خدا کی قسم میرے پاس کچھ نہیں ہے جو تصدق کروں اور میں نے اپنے پوشیدہ مال و متاع کو حضور پر حلال کر دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے تمہارے تصدق کو قبول فرمایا۔ غرض بنی مازن سے عبدالرحمن بن کعب آیا جس کو ابو لیلے کہتے تھے اور بنی سلمہ سے عمرو بن غنمہ اور بنی زریق

بن ضیجر اور بنی العرنہ بن ساریہ کے لوگ رسولؐ خدا کی خدمت میں روتے پیٹتے آئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ ہم کو آپؐ کے ساتھ چلنے کی طاقت نہیں ہے۔ خدا نے ان کے حق میں آیت نازل فرمائی:۔ لَّيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَىٰ وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِن سَبِيلٍ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (پ ۱۰ آیہ ۹۱ سورۃ توبہ) یعنی کمزوروں، عاجزوں اور بیماروں اور اُن لوگوں پر کوئی گناہ نہیں جنکو اپنے نفقہ کے لیئے سامان نہیں ہے اگر وُہ جنگ میں شریک نہ ہوں جبکہ وُہ خدا اور رسولؐ کی طرف نیک ارادہ و خیال رکھتے ہیں تو نیکوکاروں پر کوئی الزام نہیں ہے۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے"۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ یہ گریہ کرنے والے تو صرف اتنا چاہتے تھے کہ ان کو نعلین مل جائے اور وُہ پیروں میں پہن لیں اور چلے چلیں تو خدا نے فرمایا:۔ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ وَهُمْ أَغْنِيَاءُ ۚ رَضُوا بِأَن يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ (پ ۱۱ آیہ ۹۳ سورۃ توبہ) یعنی عتاب و ملامت نہیں سوائے ان لوگوں کے لیے جو اے رسولؐ تم سے جنگ میں شریک نہ ہونے کی اجازت مانگتے ہیں حالانکہ وُہ غنی اور فارغ البال ہیں مال و سامان اور سواری سب اُن کے پاس موجود ہے۔ وُہ تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ چین کرتے رہیں"۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جنگ سے باز رہنے والے اسّی آدمی تھے جو مختلف قبیلوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے ہاتھ پیر، ہوش و حواس درست تھے ان کی نیتیں درست تھیں ان کے دلوں میں کوئی شک و شبہ پیدا نہیں ہوا تھا لیکن وُہ کہتے تھے کہ ہم بعد میں جا کر رسولؐ اللہ سے مل جائیں گے۔ ان میں سے ایک ابو خثیمہ تھا نہایت تندرست اور قوی۔ جس کے دُو بیویاں تھیں۔ اور دُو انگور کے باغات تھے جنکے خوشوں کے لیئے ٹٹیاں بنائی تھیں۔ اس کی عورتیں اس کے نیچے آب پاشی کرتی تھیں اور وُہ اُس کے لیئے سرد پانی اور عمدہ کھانے تیار کیا کرتا تھا۔ جب وُہ باغ میں پہنچا اور یہ نعمتیں مشاہدہ کیں تو قسم کھا کر کہا کہ یہ انصاف نہیں ہے کہ جناب رسالتؐ پناہ جنکے گزشتہ و آیندہ گناہوں کو خدا نے معاف کر دیا ہے وُہ تو جنگل میں ہوں اور اُن کے جسمؐ پر دھوپ پڑ رہی ہو اور تیز لُو چل رہی ہو اور وُہ ہتھیار لگائے ہوں اور وُہ جہاد راہِ خدا میں جا رہے ہوں اور ابو خثیمہ اپنی انتہائی قوت اور تنومندی کے باوجود اپنے انگور کے خوشوں کے نیچے اپنی دُو بیویوں کے ساتھ عیش میں مشغول ہو۔ نہیں خدا کی قسم یہ انصاف نہیں ہے۔ یہ کہہ کر اُس نے اپنا ناقہ لیا اور اُس کی پُشت پر سامان باندھا اور سوار ہو کر نہایت تیزی سے دوڑتا ہوا آنحضرتؐ سے جا کر مل گیا۔ لوگ دیکھ رہے تھے کہ ایک سوار مدینہ کی طرف سے آ رہا ہے۔ آنحضرتؐ سے لوگوں نے کہا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ ابو خثیمہ ہے۔ جب وُہ آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچا اور اپنی کیفیت بیان کی تو حضرتؐ نے دُعائے خیر دی۔ اور ابوذرؓ آنحضرتؐ سے تین روز پیچھے رہ گئے تھے اس لیئے کہ اُن کا اُونٹ بہت لاغر و ناتوان تھا۔ وُہ راستہ میں بیٹھ گیا تھا۔ حضرت ابوذرؓ نے اُس کو چھوڑ دیا، اور سامان اپنی پیٹھ پر باندھ کر پیدل روانہ ہوئے۔ جب آفتاب بلند ہوا مسلمانوں نے دیکھا کہ ایک شخص برابر چلا آ رہا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ابوذرؓ ہیں اُن کے لیئے پانی لے جاؤ وہ بہت پیاسے ہیں۔ لوگ اُن کے پاس پانی لے گئے۔ انہوں نے پیا۔ جب وُہ حضرتؐ کی خدمت میں پہنچے پانی کا لوٹا اُن کے ہاتھ میں تھا۔ حضرتؐ نے

فرمایا اے ابوذرؓ تمہارے پاس پانی تو تھا پھر بھی تم پیاسے رہے۔ عرض کی ہاں یا رسولؐ اللہ میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں راستہ میں ایک پتھر ملا جس میں بارش کا پانی ٹھہرا ہوا تھا جب میں نے اُس کو چکھا تو وہ بہت شیریں اور سرد تھا۔ میں نے کہا میں اس کو نہ پیوں گا جب تک میرے حبیبؐ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ پی لیں۔ یہ سنکر حضرتؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ خدا تمپر رحم فرمائے تم تنہائی میں زندہ رہوگے اور تنہائی میں مروگے اور قیامت میں تنہا مبعوث ہوگے اور تنہا جنت میں جاؤگے اور سعادت حاصل کروگے۔ عراق کے ایک گروہ کے لوگ تمہارا غسل و کفن کریں گے اور تم کو دفن کریں گے [1]

پھر علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ کے ساتھ جنگ تبوک میں ایک شخص تھا جس کو مضرب کہتے تھے اس لیئے کہ جنگِ بدر و اُحد میں اُس کو بہت ضربیں لگی تھیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس لشکر کو شمار کرو۔ مضرب نے شمار کیا تو پچیس ہزار غلاموں اور نوکروں کے علاوہ لشکر تھا۔ پھر فرمایا کہ اس لشکر میں مومنین کی تعداد شمار کرو۔ اُس نے شمار کرکے بتایا کہ پچیس مرد ہیں۔ اس جنگ میں آنحضرتؐ کے ساتھ منافقوں کا ایک گروہ اور مومنوں کا ایک گروہ نہیں آیا تھا۔ مومنین وہ تھے جو دین میں بہت سمجھدار تھے اور اُن کے نفاق کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوئی تھی۔ ان میں سے ایک شخص کعب بن مالک شاعر تھا اور ایک مُرارہ بن ربیع اور ایک ہلال بن اُمیہ تھا۔ جب خداوند عالم نے ان کی توبہ قبول فرمائی تو کعب نے کہا کہ میں اُس وقت سے زیادہ تندرست اور مضبوط و قوی کبھی نہ تھا جبکہ آنحضرتؐ جنگ تبوک کو روانہ ہوئے تھے۔ اور کبھی سوائے اُس روز کے دو چوپائے میری سواری کے لیئے مہیا نہ ہوئے تھے۔ میں نے سوچا کہ کل پرسوں تک میں بھی جنگ کے لیئے نکلوں گا تو پہنچ جاؤں گا۔ غرض اسیطرح چند روز غفلت میں پڑا رہا۔ اس اثنا میں جب بھی میں بازار گیا میرا کوئی کام نہ ہوا۔ میں نے ہلال بن اُمیہ اور مرارہ بن ربیع کو دیکھا کہ وہ جنگ سے پیچھے رہ گئے ہیں ہم نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ کل صبح بازار چل کر اپنے کام انجام دیں گے۔ لیکن دوسرے روز بھی ہمارا کوئی کام پورا نہ ہوا۔ اسیطرح کل اور کل کے بعد کل پر ہم لوگ ٹالتے رہے یہانتک کہ خبر پہنچی کہ آنحضرتؐ واپس آنے لگے اس سبب سے ہم لوگ بہت نادم ہوئے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کے قریب پہنچے تو ہم لوگ استقبال کے لیئے حاضر ہوئے تاکہ آنحضرتؐ کی سلامتی اور بخیر و خوبی واپسی پر مبارکباد دیں۔ جب ہم لوگوں نے سلام کیا تو حضرتؐ نے جواب سلام نہ دیا اور ہماری طرف سے منہ پھیر لیا۔ ہم لوگوں نے مومنین کو سلام کیا، اُنہوں نے بھی جواب نہ دیا۔ یہ خبر ہمارے اہل و عیال کو پہنچی تو اُنہوں نے بھی ہم سے ترک کلام کر دیا۔ ہم لوگ مسجد میں حاضر ہوئے تو کسی نے نہ ہم کو سلام کیا اور نہ ہم سے کلام کیا۔ آخر ہماری عورتیں جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئیں اور عرض کیا کہ ہم کو معلوم ہوا ہے کہ حضورؐ ہمارے شوہروں سے ناراض ہیں اگر حکم ہو تو ہم اُن سے علیحدہ ہو جائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا نہیں بلکہ اُن کے نزدیک مت ہونا۔ جب کعب بن مالک اور اس کے ساتھیوں نے یہ صورت دیکھی تو آپس میں کہا کہ ہم مدینہ میں کیوں رہیں

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ اس روایت کا آخری حصہ انشاء اللہ مکمل حضرت ابوذرؓ کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

جبکہ نہ رسولِ خدا ہم سے بولتے ہیں نہ ہمارے بھائی نہ ہمارے اہل و عیال ہم سے کلام کرتے ہیں۔ لہٰذا چلو اُس پہاڑ پر وہیں قیام کریں جبتک کہ خدا ہماری توبہ نہ قبول کرے۔ یا اُسی جگہ مر جائیں گے۔ غرض وہ ایک پہاڑ پر مدینہ کے باہر چلے گئے جس کو ذباب کہتے تھے۔ وہاں دنوں کو روزہ رکھتے تھے اور اُن کے گھر والے اُن کے واسطے کھانے لے جاکر دور ایک کنارہ پر رکھ کر واپس چلے آتے تھے اور اُن سے بات تک نہ کرتے۔ غرض وہ لوگ ایک مدت تک شب و روز گریہ و زاری اور توبہ و استغفار کرتے رہے تاکہ خدا اُن کو معاف فرمائے۔ جب اسی حال پر بہت دن گزر گئے کعب نے کہا اے میرے ساتھیو خدا و رسولؐ اور بھائی بند لڑکے بالے سب ہی ہم سے ناراض ہیں اور کوئی ہم سے گفتگو کرنا پسند نہیں کرتا لہٰذا ہم آپس میں ایک دوسرے سے کیوں نہ علیحدہ ہو جائیں نہ کسی سے باتیں کریں نہ کسی کے پاس بیٹھیں۔ غرض اُسی رات سے ایک دوسرے سے جُدا ہوگئے اور قسم کھائی کہ آپس میں کوئی کسی سے بولے گا نہیں یہانتک کہ مر جائے یا اُس کی توبہ قبول ہو۔ اسی حال سے تین روز گزرے کہ اُن میں سے ایک دوسرے سے دُور پہاڑ کے کناروں پر جاکر بیٹھے اور آپس میں گفتگو ترک کر دی۔ بلکہ ایک دوسرے کو دیکھ بھی نہ سکتے تھے۔ تیسری رات جبکہ آنحضرتؐ ام سلمہؓ کے گھر میں تھے خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور یہ آیت بھیجی: لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ (پ۱۱ آیۃ۱۱۷ سورۃ توبہ) یعنی خدا نے پیغمبرؐ کی برکت سے اُن مہاجرین و انصار کی توبہ قبول فرمائی جنہوں نے عسرت و تنگی کی حالت میں پیغمبرؐ کی متابعت کی۔" حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ آیت یُوں ہی نازل ہوئی ہے اُس طرح نہیں جیسے کہ لوگ پڑھتے ہیں یعنی لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ اس آیت میں جس کی توبہ خدا نے قبول کی وہ ابوذرؓ ہیں اور ابو خیثمہؓ و عمروؓ بن وہب جو حضرتؐ سے پیچھے رہ گئے تھے اور آخر میں جاکر مل گئے تھے۔ لیکن خدا نے ان تین اشخاص یعنی کعب اور اُن کے ساتھیوں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی ہے: وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ آیت یوں نازل ہوئی ہے: وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا یعنی خدا نے ان تینوں شخصوں کی توبہ قبول کی جنہوں نے حضرتؐ کی مخالفت کی اور جنگ کے لیئے نہیں نکلے۔ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ (پ۱۱ آیۃ۱۱۸ سورۃ توبہ) یہانتک کہ زمین اپنی کشادگی کے باوجود اُن پر تنگ ہوگئی اُن حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ اشارہ ہے اُس طرف کہ رسولؐ خدا نے اور اُن کے برادرانِ ایمانی اور گھر والوں نے اُن سے گفتگو ترک کر دی تھی تو مدینہ کا قیام اُن کے لیئے دوبھر ہوگیا تھا اور مدینہ سے باہر چلے گئے وضاقت عليهم انفسهم یعنی ان کی جانیں لبوں پر آگئیں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ اُس طرف اشارہ ہے کہ انہوں نے آپس میں ترکِ کلام کر دیا اور ایک دوسرے سے جُدا ہوگئے۔ آخر خدا نے اُن کی توبہ قبول فرمائی کیونکہ وہ ان کی نیتوں کی سچائی جانتا تھا۔

پھر علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ منافقوں کا ایک گروہ جنگ تبوک کے لیئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلا اور راہ میں باہم مشورہ کیا کہ آیا محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سمجھتے ہیں کہ جنگ روم بھی دوسری لڑائیوں کے مانند ہے ان میں سے ایک بھی زندہ واپس نہ آئے گا اُن میں سے بعض نے مذاق اُڑانے کی غرض سے

کہا کتنا قابل ہے خدا جو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُن باتوں سے آگاہ کر دیتا ہے جو ہمارے اور تمہارے درمیان ہوا کرتی ہیں اور اُن باتوں سے بھی جو دلوں میں گزرتی ہیں اور آیتیں اس بارے میں نازل کر دیتا ہے تاکہ ہمیشہ اُن کو لوگ پڑھتے رہیں۔ تو آنحضرتؐ نے جناب عمارؓ یاسر کو ان میں مل جانے کا حکم دیا کیونکہ وہ کچھ ایسی باتیں کرتے ہیں کہ ممکن ہے کہ جل جائیں۔ وہ اُن کے پاس آکر کہنے لگے کہ تم نے کیسی نامناسب باتیں کی ہیں جن کی خبر خدا نے تمہارے پیغمبرؐ کو دے دی۔ انہوں نے کہا ہم نے تو کوئی ایسی بات نہیں کی اور اگر کچھ کہا ہے تو مزاح اور کھیل میں کہا ہے اُس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں:۔ يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ أَن تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُم بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلِ اسْتَهْزِئُوا إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُونَ ۝ وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۝ (پ۱۰ آیت ۶۴، ۶۵ سورہ توبہ)

یعنی منافقین ڈرتے ہیں اس بات سے کہ کہیں مومنین پر کوئی سورۃ قرآن کا نازل نہ ہو جائے جس سے مومنین کو اطلاع ہو جائے ان باتوں سے جو منافقوں کے دل میں ہے اے رسولؐ کہہ دو کہ تم مذاق اُڑاؤ بیشک خدا ظاہر کرنے والا ہے جو کچھ تم ظاہر کرنے سے ڈرتے ہو اور اے رسولؐ اگر تم اُن سے پوچھو کہ تم کیا کہتے تھے وہ کہیں گے کہ ہم لوگ تو مسافروں کی سی گفتگو کرتے تھے اور آپس میں مذاق کرتے تھے اے رسولؐ تم اُن سے کہدو کہ کیا خدا اور رسولؐ اور خدا کی آیتوں کے ساتھ مذاق کرتے ہو۔ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ إِن نَّعْفُ عَن طَائِفَةٍ مِّنكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ (پ۱۰ آیت ۶۶ سورۃ توبہ) معذرت مت کرو کیونکہ تمہارا عذر محض جھوٹ ہے۔ بیشک ایمان ظاہر کرنے کے بعد تم نے اظہارِ کفر کیا یا یہ کہ کافر ہو گئے ایمان لانے کے بعد۔ تم میں سے جو شخص توبہ کرے گا تو اگر ہم معاف کر دیں (تو ہمارا کرم ہے) ورنہ ہم اُن لوگوں پر عذاب کریں گے جو گنہگار ہیں اور اپنے نفاق کو چھپاتے ہیں"۔ علی بن ابراہیم نے اس آیت کی تفسیر میں امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ یہ وہ لوگ تھے جو خلوص سے ایمان لائے تھے مگر انہوں نے دین میں شک کیا اور منافق ہو گئے اور وہ چار اشخاص تھے اور اُن میں ایک جس کے معاف کر دینے کا خدا نے وعدہ فرمایا مجتبر بن الحمیر تھا اُس نے اپنے گناہ کا اقرار کیا اور توبہ کی اور کہا یا رسولؐ اللہ میرے اس نام نے مجھے ہلاک کیا تو آنحضرتؐ نے اُس کا نام عبداللہ بن عبدالرحمٰن رکھا۔ اُس نے دعا کی کہ خداوندا مجھ کو ایسی جگہ شہادت عطا فرما کہ کوئی نہ جانے کہ میں کہاں ہوں۔ خدا نے اُس کی دعا قبول فرمائی اور وہ جنگِ مسیلمہ میں شہید ہوا اور کسی کو معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں ہے۔ غرض وہ تھا جس کو خدا نے معاف فرمایا۔ لیکن عیاشی نے بسندِ معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ یہ آیتیں ابوبکر و عمر اور بنی اُمیہ کے دس اشخاص کے بارے میں نازل ہوئیں کیونکہ یہ بارہ اشخاص عقبۂ تبوک پر جمع ہوئے تھے تاکہ آنحضرتؐ کو ہلاک کر دیں۔ ان کا خیال تھا کہ اگر لوگ ہم کو دیکھ لیں گے تو ہم کہہ دیں گے کہ ہم تو مذاق کر رہے تھے اور اگر کسی نے دیکھا تو حضرتؐ کو ہلاک کر دیں گے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اور ایک گروہ کو معاف کر دینے سے مراد یہ ہے کہ امیرالمومنینؑ نے مصلحتہً دُنیا میں ابوبکر و عمر کو بحکمِ خدا معاف کر دیا اور اُنپر منبر پہ لعنت کی اور اُن دسوں اشخاص پہ بھی لعنت کی۔ جب آنحضرتؐ جنگِ تبوک سے واپس آئے مومنین صحابہ نے منافقین پہ اعتراض ... تو انہوں نے قسم کھائی کہ ہم دینِ حق پہ ثابت قدم ہیں منافق نہیں ہوئے ہیں

تاکہ شائد مومنین اُن کی آزار رسانی سے باز آجائیں اور اُن سے راضی ہو جائیں تو خدا نے اُن کے جھوٹ کے بارے میں یہ آیتیں نازل کیں۔ سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ إِنَّهُمْ رِجْسٌ ۖ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۖ فَإِن تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۝ (پ۱۱ آیت ۹۵، ۹۶ سورہ توبہ) یعنی اے رسولؐ یہ منافقین جب تم سفر سے واپس آؤ گے تو تم سے قسمیں کھائیں گے جبکہ تم اُن سے غصہ میں منہ پھیر لوگے تاکہ تم اُن سے درگزر کرو اور اُن سے راضی ہو جاؤ وہ یقیناً نجس اور گندے ہیں اور اُن کی بازگشت جہنم ہے اُن کرتوت کے بدلے میں جو انہوں نے کئے ہیں۔ منافقین قسم کھاتے ہیں تاکہ تم اُن سے راضی ہو جاؤ۔ تو اے مومنو! اگر تم اُن سے راضی ہو بھی جاؤ تو خدا تو فاسقوں کے گروہ سے خوش نہیں ہو سکتا۔

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ اُن منافقوں نے جو جنگ تبوک میں شریک تھے آنحضرتؐ کی ہلاکت کا ارادہ کیا اور اُن میں سے ایک گروہ نے جو مدینہ میں تھا حضرت علیؑ کو قتل کرنے کا قصد کیا اُس حسد کے سبب سے جو اُنپر آنحضرتؐ اور امیرالمومنینؑ کے برگزیدہ ہونے کے سبب سے غالب تھا چونکہ رسولؐ خدا مدینہ سے باہر نکلے تو امیرالمومنینؑ کو اپنا خلیفہ مدینہ میں قرار دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور کہا یا رسولؐ اللہ آپ کو خداوندِ اعلےٰ سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ یا آپ مدینہ سے باہر جائیں اور علیؑ کو مدینہ میں چھوڑیں یا خود مدینہ میں رہیں اور علیؑ کو باہر بھیجیں ان دونوں باتوں میں سے ایک کا اختیار کرنا ضروری ہے کیونکہ میں نے علیؑ کو برگزیدہ کیا ہے ان دو باتوں میں سے جن کی جلالت و بلندی مخلوق میں سے کوئی نہیں جانتا۔ جو شخص ان دونوں امور کی اطاعت کرے گا اُس کا ثواب میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ غرض جب حضرتؐ نے مدینہ میں امیرالمومنینؑ کو اپنا خلیفہ بنایا اور جنگ تبوک کو روانہ ہوئے منافقوں نے اس بارے میں بہت باتیں کرنا شروع کیں کہ محمدؐ کے دل میں علیؑ کی طرف سے ملال پیدا ہو گیا ہے اس لئے اپنے ساتھ رکھنے سے کراہت کرتے ہیں اسی لیئے اس سفر میں اپنے ساتھ نہیں لے گئے۔ یہ باتیں امیرالمومنینؑ کے لئے رنج و ملال کا باعث ہوئیں اور آپ آنحضرتؐ کے پیچھے روانہ ہوئے اور مدینہ کے قریب ہی اُن سے جا کر مل گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ کیا سبب ہے کہ تم نے مدینہ سے حرکت کی۔ عرض کی یا رسولؐ اللہ لوگوں سے ایسی باتیں سُنیں جو برداشت نہیں ہو سکتیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم میرے نزدیک ویسے ہی ہو جیسے موسٰےؑ کے نزدیک ہارونؑ تھے لیکن میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ یہ سُنکر امیرالمومنینؑ مدینہ واپس ہوئے۔ راستہ میں منافقوں نے امیرالمومنینؑ کے قتل کی تدبیر کی اور ایک گہرا گڑھا مثل کنوئیں کے کھودا تقریباً پچاس ہاتھ لانبا اور اُس کو بوریوں سے چھپا دیا اور اُنپر مٹی ڈالدی۔ اور وہ گڑھا ایسے مقام پر کھودا تھا کہ حضرتؑ کا بلاشبہ اُسی طرف سے واپس آنا تھا۔ اور وہ گڑھا نہایت گہرا کھودا تھا تاکہ حضرتؑ اپنے گھوڑے پر سوار جب اُس میں گریں تو ضرور ہلاک ہو جائیں۔ اور اُس کے چاروں طرف بہت سے ڈھیلے پتھر رکھے تھے تاکہ جب حضرتؑ اُس میں گر جائیں تو وہ سب اُس میں ڈال کر اُس کو پاٹ دیں۔ اور آپ کو اُن پتھروں میں پوشیدہ کر دیں۔ غرض جب حضرتؑ اُس مقام پر پہنچے آپ کے گھوڑے نے اپنی گردن پھرائی اور

اُٹھالی اس حد تک کہ اُس کا مُنہ حضرتؐ کے کان تک پہنچ گیا۔ وہ بحکمِ خدا گویا ہوا یا امیرالمومنین منافقوں نے اس جگہ غار کھود رکھا ہے اور آپ کے قتل کی ترکیب کی ہے اور آپ بہتر سمجھتے ہیں اس جگہ سے عبور نہ کیجئے۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا تجھ کو جزائے خیر دے کہ میری خیر خواہی کرتا ہے اور میری بہتری کی تدبیر کرتا ہے خدا تجھ کو اپنے لطف و کرم سے سرفراز فرمائے۔ پھر حضرتؑ نے اُس کو بڑھایا اور وہ اُس غار کے کنارے آکر رُک گیا۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا کے حکم سے چل کہ سلامتی کے ساتھ گزر جائے گا۔ اور تیرے بارے میں خداوند عالم ایک امرِ عجب ظاہر فرمائے گا۔ غرض گھوڑا اُن بوریوں پر روانہ ہوا اور خدا نے اپنی قدرت سے اُس کو ایسا مستحکم و مضبوط بنا دیا کہ تمام زمینوں سے زیادہ سخت کر دیا تھا۔ جب گھوڑا اُس کو پار کر چکا تو پھر اپنا دہن حضرتؑ کے گوشِ مبارک کے قریب لے جاکر گویا ہوا کہ یا حضرتؑ آپ خدا کے نزدیک کس قدر معزز ہیں کہ اُس نے آپ کو اس خس پوش مقام سے اس آسانی سے گذار دیا۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا نے تجھ کو اس خیر خواہی کے سبب سے یہ جزا دی ہے جو تُو نے میرے ساتھ کی تھی۔ پھر حضرتؑ نے گھوڑے کو پیچھے موڑا اور اُن منافقوں کو جنہوں نے یہ تدبیر کی تھی حکم دیا کہ اس مقام کو کھود دو۔ ان لوگوں نے کھودا تو وہ غار ظاہر ہو گیا۔ اور جو اُن بوریوں پر پیر رکھتا تھا وہ اُس غار میں گر پڑتا تھا۔ آخر اُن منافقوں کو خوف اور تعجب ہوا۔ حضرتؑ نے ان سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ یہ منحوس حرکت کس نے کی ہے؟ پھر اپنے گھوڑے سے خطاب فرمایا یہ کیسے ہے اور یہ تدبیر کس نے کی ہے تو گھوڑا بقدرتِ خدا بولا یا امیرالمومنین جس امر کو جاہل مٹانا چاہتے ہوں خدا بیشک اُس کو مستحکم و مضبوط کر دیتا ہے اور اس امر کو مٹا دیتا ہے جس کو دُنیا کے نادان چاہتے ہیں کہ مضبوط کریں۔ اور خدا ہر امر پر غالب ہے اور تمام مخلوق اُس کے مقابلہ میں مغلوب ہے۔ یا امیرالمومنین یہ حرکت فلاں فلاں کی ہے اور دس آدمیوں کا نام لیا اور کہا کہ یہ کام دُوسرے اور چوبیس آدمیوں کے مشورہ سے کیا گیا ہے جو آنحضرتؐ کے ساتھ ہیں۔ اور اُن چوبیس آدمیوں نے یہ بھی طے کیا ہے کہ آنحضرتؐ کو عقبہ میں قتل کر دیں حالانکہ خدا اپنے رسولؐ اور ولیؑ کا محافظ ہے اور کفار خدا کے ارادہ پر غالب نہیں ہو سکتے۔ یہ معلوم کر کے امیرالمومنینؑ کے بعض اصحاب نے مشورہ دیا کہ یہ خبر جناب رسولؐ خدا کو لکھ بھیجیں اور ایک تیز رفتار قاصد کو روانہ کریں کہ جلد وہ اُن کے پاس پہنچ کر ارادہ سے حضرتؐ کو آگاہ کر دے۔ امیرالمومنین نے فرمایا کہ خدا کا قاصد اور اُس کا خط میرے قاصد اور خط سے زیادہ جلد پہنچتا ہے تم رنجیدہ مت ہو۔ غرض جب آنحضرتؐ اُس عقبہ کے نزدیک پہنچے جہاں منافقوں نے حضرتؐ کے قتل و ہلاک کرنے کی تدبیر کی تھی۔ حضرتؐ اُس عقبے کے نیچے ٹھہرے اور اُن منافقوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ یہ جبریلؑ امین آئے ہیں اور مجھے آگاہ کر رہے ہیں کہ منافقین میں سے کچھ لوگوں نے مدینہ کے نواح میں علیؑ کو ہلاک کرنے کی تدبیر کی تھی اور حق تعالےٰ نے اپنے عجیب لطف و کرم سے اور غریب و حیرت انگیز معجزات سے۔ جو اُن کے لیئے ظاہر فرمایا کرتا ہے زمین کو اُن کے گھوڑے کے پاؤں تلے سخت بنا دیا اور وہ اُس مقام سے گزر گئے۔ پھر واپس آکر اُس غار کو کھولا۔ اُس وقت خدا نے اُس کو اُسی طرح نرم کر دیا جس طرح منافقوں نے تیار کیا تھا اور مومنین پر اُن کی تدبیر ظاہر ہو گئی اور مومنین میں سے بعض نے علیؑ سے کہا کہ یہ واقعہ رسولؐ خدا کو لکھ بھیجیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ خدا کا قاصد اور خط میرے خط اور قاصد سے زیادہ جلد رسولؐ اللہ کے پاس پہنچ جائے گا۔ اور حضرتؐ نے یہ نہ بیان کیا جو

امیرالمومنین نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ رسولؐ خدا کے ساتھ بھی چند منافقین اسی کوشش میں ہیں اور قتل کا ارادہ رکھتے ہیں۔ لیکن خداوندِ عالم اُن کے مکر کو حضرتؐ سے دفع کر دے گا۔ جب اُن چوبیس آدمیوں نے جو اصحابِ عقبہ میں سے تھے آنحضرتؐ سے جو کچھ آپ نے امیرالمومنین کے بارے میں فرمایا سُنا تو پوشیدہ طور سے آپس میں کہنے لگے کہ محمدؐ کس قدر مکر و فریب میں ماہر ہیں کہ اس قدر جلد تیز رو قاصد یا نامہ بر کبوتر مدینہ سے اُن کے پاس پہنچ گیا ہے جیسا کہ ہمارے ساتھیوں نے سازش کی ہے وہ اس کو پلٹ کر اور اُس کے برعکس بیان کرتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ یہ خبر لوگوں میں مشہور ہو جائے اور یہ جماعت جو ان کے ساتھ ہے اُن کے قتل کی جرأت کرے ایسا نہیں ہے اور علیؑ کو مدینہ میں چھوڑنے اور محمدؐ کے مدینہ سے باہر نکلنے کا کوئی سبب نہیں بجز اس کے کہ ان دونوں کی اجل آگئی ہے۔ وہ وہاں ہلاک ہو چکے ہیں اور ان کو یہاں بہت جلد ہم ہلاک کرنے والے ہیں۔ اب آؤ جلد اُن کے پاس چلیں اور علیؑ کی سلامتی اور دشمنوں کی تدبیر سے محفوظ رہنے پر اپنی خوشی کا اظہار کریں تاکہ ان کا دل ہمارے مکر و فریب سے صاف ہو جائے اور جو تدبیر ہم سوچ چکے ہیں آسانی سے اس پر عمل کر سکیں۔ غرض وہ حضرتؐ کی خدمت میں آئے اور دشمنوں کے مکر و فریب سے علیؑ کی سلامتی پر مبارکباد دی اور پوچھا یا رسولؐ اللہ علیؑ افضل ہیں یا مقرب فرشتے حضرتؐ نے فرمایا کہ فرشتوں کو شرف نہیں حاصل ہوا مگر محمدؐ و علیؑ کی محبت اور اُن کی ولایت قبول کرنے کے سبب سے۔ بیشک علیؑ کے دوستوں میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس کا دل مکر و فریب، بغض و کینہ اور گناہوں کی نجاست سے پاک نہ کیا گیا ہو اور علیؑ فرشتوں سے زیادہ پاک اور زیادہ بہتر ہیں۔ اور خدا نے فرشتوں کو آدم کے سجدہ کا حکم نہیں دیا مگر اس لیئے کہ جو کچھ ان کے دلوں میں جاگزین ہو گیا تھا کہ اگر خداوند عالم ان کو زمین سے اُٹھا لے گا اور اُن کے عوض دوسروں کو زمین میں پیدا کرے گا تو ملائکہ یقیناً ان سے افضل اور اُن سے زیادہ عُدا اور دینِ خدا کے جاننے والے ہوں گے۔ لہٰذا خدا نے چاہا کہ ان کو آگاہ کر دے اور پہچنوا دے کہ انہوں نے اپنے اس گمان میں خطا کی ہے۔ پھر آدمؑ کو پیدا کیا اور تمام نام ان کو تعلیم کیئے پھر ان صاحبانِ نام کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا لیکن فرشتے ان کو پہچاننے سے عاجز رہے تو آدمؑ کو خدا نے حکم دیا کہ ان کو ان کے نام اور صاحبانِ نام کو پہچنوا دیں۔ یوں فرشتوں کو بتلایا اور پہچنوایا کہ آدمؑ کو علم میں فرشتوں پر فضیلت حاصل ہے پھر آدمؑ کے صلب سے اُن کی ذریت کو باہر لایا جن میں انبیا و مرسلین اور خاصانِ خدا تھے جن میں سب سے افضل محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تھے ان کے بعد ان کی آلؑ اُن کے تمام نیک و صالح اور برگزیدہ لوگوں سے افضل اور اصحابِ محمدؐ اور اُمت کے نیک لوگ تھے اس طرح ان کو پہچنوایا کہ وہ لوگ فرشتوں سے افضل ہیں۔ اگر فرشتوں پر وہ بوجھ لادا جائے جو انسانوں پر بار کیا گیا ہے مثل تکلیف شاقہ کے اور فرشتے مبتلا کیئے جائیں اُن امور میں جن میں وہ مبتلا کیئے گئے ہیں مثل شیطانوں کے فریب اور مجاہدۂ نفسِ امارہ اور اہل و عیال کے آزار برداشت کرنے میں اور حلال رزق حاصل کرنے اور اُن مشقتوں اور سختیوں میں جو ان کو خوف و بیم کی حالت میں مختلف قسم کے دشمنوں سے چوروں، بادشاہوں، ظالموں اور جابروں سے پہنچتی ہیں اور اپنے اور اپنے عیال کے حصول رزق حلال کے لیئے پہاڑوں بیابانوں اور دریاؤں کے سفر میں جو تکلیفیں پہنچتی ہیں۔ غرض خدا نے فرشتوں کو تنبیہ کی کہ نیک مومنین ان بلاؤں کو برداشت کریں گے اور اُن سے نجات کی کوشش کریں گے اور شیاطین کے لشکروں کا مقابلہ کریں گے

اور اُن کو بھگا دیں گے اور اپنے نفسوں سے جہاد کریں گے۔ اور اپنے نفس کو اپنی خواہشوں سے روکیں گے اور اُنپر غالب ہوں گے جن کو خدا نے اُن کی خمیر میں قرار دیا ہے مثل شہوت جماع اور پہننے اور کھانے پینے کی خواہش اور عزت و ریاست کی خواہش اور فخر و ناز و غرور کے اور جو جو تکلیفیں وہ شیاطین اور اُن کے مددگاروں سے برداشت کریں گے اور جو کچھ شیاطین ان کے دلوں میں وسوسے ڈالیں گے اور ان کی گمراہی میں کوشش کریں گے ان کو دفع کرنے میں اور شیاطین کے مکر و فریب کو زائل کرنے میں اور وہ مصائب جو دشمنوں کے طعنوں کے سننے اور دشمنانِ خدا کا خدا کے دوستوں کو گالی دینے میں ان کو برداشت کرنے میں اور دشمنانِ دین سے جنگ کرنے یا مخالفوں سے تقیہ کرنے میں جو تکلیفیں اُن کو پہنچیں گی۔ اُس وقت خدا نے فرشتوں سے خطاب فرمایا کہ تم ان باتوں سے محفوظ ہو۔ نہ جماع کی خواہش تم کو اپنی جگہ سے حرکت دیتی ہے اور نہ کھانے کی خواہش تم کو بیتاب کرتی ہے اور نہ دشمنانِ دین و دُنیا کا خوف تم کو مضطرب کرتا اور نہ شیطان کو میرے ملکوت آسمان و زمین میں میرے فرشتوں کو گمراہ کرنے کا موقع ہے کیونکہ میں نے ان کو اپنی عصمت کے ساتھ اپنی معصیت سے محفوظ رکھا ہے۔ لہٰذا فرزندانِ آدم میں سے جس شخص نے اپنے دین کو ان آفتوں اور بلاؤں سے محفوظ رکھا تو اُس نے میری محبت میں ایسے امور کو برداشت کیا جن کا تحمل تم نے نہیں کیا ہے اور میرے تقرب کی چند باتوں کو حاصل کیا جن کو تم نے نہیں حاصل کیا۔ تو جب خداوند عالم نے میری اُمت کے نیک لوگوں کی فضیلت اور علیؑ کے شیعوں اور ان کے خلفا کا خدا کی محبت میں یہ تمام مشقتوں کا برداشت کرنا ظاہر فرمایا جن کا تحمل فرشتوں کو ممکن نہیں تو آدمؑ کے نیکوں اور متقیوں کو ظاہر کیا کہ یہ فرشتوں سے افضل و بہتر ہیں تو فرمایا کہ اس سبب سے آدمؑ کو سجدہ کرو۔ کیونکہ ان کے انوار کے وہ حامل ہیں جو میری مخلوق میں سب سے زیادہ نیک ہیں۔ ان کے انوار سجدۂ آدمؑ کا سبب ہوئے بلکہ آدمؑ ان کے سجدہ کے قبلہ تھے اور انہوں نے خدا کا سجدہ کیا اور یہ آدمؑ کی تعظیم و بزرگی کے لیئے تھا۔ لیکن مخلوق میں کسی کے سزاوار نہیں کہ کسی غیر خدا کے لیئے سجدہ کرے اور خضوع کسی کے واسطے کرے جس طرح خدا کے لیئے کرتا ہے یا کسی کی سجدہ کرکے ایسی تعظیم کرے جیسی خدا کی کرتا ہے۔ اگر کسی غیر خدا کے سجدہ کا میں کسیکو حکم دیتا تو بیشک اپنے کمزور شیعوں اور اپنے شیعوں میں سے تمام مکلفین کو کہ سجدہ کریں اس کو جو علوم وصی رسولؐ خدا کے علوم میں متوسط ہے۔ جس نے محبت رسولؐ خدا کے بعد بہترین خلق خدا علی بن ابی طالبؑ کی محبت کو خلوص کے ساتھ اختیار کیا ہے اور حقوق خدا کے اظہار کی تصریح میں بلا و مصائب کو برداشت کیا ہے اور میرے کسی حق کا منکر نہ ہوا ہو جو میں نے اُس پر ظاہر کر دیا ہو۔ اس کے بعد حضرتؐ نے فرمایا کہ ابلیسؑ نے خدا کی معصیت کی اور ہلاک ہوا کیونکہ اُس کی معصیت حضرت آدمؑ پر غرور کرتا تھا۔ اور حضرت آدمؑ نے خدا کی معصیت کی اُس درخت کا پھل کھا کر اور اپنا نقصان کیا کیونکہ انہوں نے اس نافرمانی میں محمدؐ اور اُن کی آلِ طاہرین پر تکبر نہ کیا تھا۔ خدا نے ان کو وحی کی تھی کہ اے آدم شیطان نے تمہارے حق میں میری نافرمانی کی اور تم پر تکبر کیا آخر ہلاک ہوا۔ اگر میرے حکم سے تمہارا احترام کرتا اور میرے عزت و جلال اور میری بڑائی کی تعظیم کرتا بے شبہ کامیاب ہوتا جس طرح تم کامیاب ہوئے۔ اور تم نے میوۂ درخت کھا کر میری نافرمانی کی لیکن محمدؐ و آلِ محمدؐ (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے لیئے فروتنی اور انکساری کا اظہار کیا تو تم نے فلاح و رستگاری پائی اس عیب و عار و ذلت سے جو تم سے صادر ہوئی۔ لہٰذا مجھ سے محمدؐ و آل محمدؐ کے واسطے سے دُعا کرو تاکہ تمہاری

حاجت بر لاؤں۔ لہٰذا حضرت آدمؑ نے محمدؐ و آل محمدؐ کو شفیع قرار دیا اور اُن کے انوار سے توسل کیا اور فلاح و رستگاری کے بلند مرتبہ پر اہلبیتِ رسولؐ کی ولایت کی رسی سے متمسک ہونے کے سبب سے پہنچے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ رات کے پہلے نصف حصّہ کے آخر میں کوچ کریں۔ اور منادی کو حکم دیا کہ ندا کر دے کہ کوئی مسلمان آنحضرتؐ سے پہلے اُوپر نہ جائے جب تک آنحضرتؐ نہ گزر جائیں اور حذیفہ کو حکم دیا کہ عقبہ کے نیچے بیٹھیں اور دیکھیں کہ آنحضرتؐ سے پہلے کون کون عقبہ سے گزرتا ہے آنحضرتؐ کو آگاہ کریں اور اُن کو پتھر کے نیچے چھپے رہنے کی تاکید فرمائی۔ حذیفہ نے عرض کی کہ میں آپ کے لشکر کے سربرآوردہ لوگوں میں سرکشی کے آثار دیکھ رہا ہوں اور خوف ہے کہ اگر عقبہ کے نیچے میں بیٹھوں اور اُن میں سے کوئی آجائے جو آپ سے پہلے جانا چاہتے ہیں اور آپ کے ہلاک کی تدبیر و کوشش میں ہیں مجھ کو وہاں دیکھ لے تو مجھے آپ کا خیر خواہ سمجھ کر ہلاک کر دیگا۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا کہ جب تم عقبہ کی تہہ میں پہنچو گے وہاں ایک طرف ایک بہت بڑا پتھر ہے اُس کے پاس جاکر کہنا کہ رسولؐ خدا نے تجھ کو حکم دیا ہے کہ میرے لیئے کشادہ ہو تاکہ میں تیرے اندر داخل ہو جاؤں۔ اور اس قدر سوراخ باقی رکھ کر جس سے میں عقبہ سے گذرنے والوں کو دیکھ سکوں اور اُس سوراخ سے سانس لے سکوں۔ جب تم اُس پتھر سے اس طرح کہو گے تو وہ بحکم خدائے کائنات ایسا ہی ہو جائیگا۔ غرض حذیفہؓ اُس پتھر کے پاس آئے اور آنحضرتؐ کا پیغام پہنچایا جیسا کہ حضرتؐ نے فرمایا تھا اسیطرح پتھر نے عمل کیا۔ پھر وہ چوبیس منافقین اپنے اُونٹوں پر سوار آئے۔ اُن کے پیادہ اُن کے آگے آگے تھے اُن میں سے بعض کہہ رہے تھے کہ اس جگہ جس کو بھی دیکھو قتل کر دو تاکہ محمدؐ کو خبر نہ پہنچا دے کہ ہم کو دیکھا ہے اور محمدؐ واپس چلے جائیں اور عقبہ کے اوپر نہ جائیں۔ اور ممکن ہے دن کے وقت ہمارا مکر و فریب ظاہر ہو جائے۔ حذیفہ نے یہ گفتگو سُنی۔ وہاں اُن لوگوں نے کسیکو نہیں دیکھا کیونکہ حق تعالیٰ نے حذیفہؓ کو پتھر کے اندر پوشیدہ کر دیا تھا۔ غرض وہ منافقین وہاں سے متفرق ہو گئے۔ بعض پہاڑ پر چڑھ گئے بعض راہِ معروف سے واپس چلے گئے اور کچھ پہاڑ کے دامن میں داہنے اور بائیں دونوں طرف کھڑے ہو گئے اور آپس میں کہنے لگے کہ محمدؐ (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی موت کے اسباب نہیں دیکھتے ہو کہ کس طرح آمادہ ہو گئے ہیں کہ خود اُس میں کوشش کر رہے ہیں اور لوگوں کو منع کر رہے ہیں کہ کوئی ان سے پہلے عقبہ سے نہ گزرے تاکہ ہمارے واسطے تنہائی کا موقع مل جائے اور اُن کے بارے میں ہم اپنی کوشش آسانی سے کر سکیں اور اُن کے اصحاب کے آنے تک ہم اپنی تدبیر سے فارغ ہو چکیں۔ خداوند عالم ان کی ان تمام آوازوں کو نزدیک و دُور سے حذیفہؓ کے کانوں تک پہنچا رہا تھا۔ غرض جب وہ لوگ پہاڑی پر جہاں جہاں چاہتے تھے متمکن ہو گئے۔ پتھر نے بحکم خدا حذیفہؓ سے کہا کہ اب جاؤ اور رسولِ خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بیان کر دو جو کچھ تم نے دیکھا اور سُنا ہے۔ حذیفہؓ نے کہا میں کس طرح تیرے اندر سے نکلوں کیونکہ خوف ہے کہ اگر میری قوم والے مجھے دیکھ لیں گے تو مار ڈالیں گے۔ پتھر نے کہا جس خدا نے تم کو میرے اندر جگہ دی اور جس سوراخ سے میرے اندر داخل کیا اور ہوا کو تم تک پہنچاتا رہا وہی آنحضرتؐ کی خدمت میں بھی تم کو پہنچا دے گا اور دشمنوں سے تم کو نجات دے گا۔ غرض جب حذیفہؓ نے اُس میں سے نکلنے کا ارادہ کیا پتھر شگافتہ ہوا اور خدا نے ان کو ایک چڑیا بنا دیا جو اُڑ کر آنحضرتؐ کے سامنے زمین پر آکر بیٹھ گئی۔ پھر خدا نے اُن کو صورتِ اول پر واپس کر دیا تو انہوں نے

حضرتؐ کو اُن تمام امور سے آگاہ کیا جو دیکھا اور سُنا تھا۔ حضرتؐ نے پوچھا تم نے اُن کی صورتوں کو بھی پہچانا؟ عرض کی یا رسولؐ اللہ وُہ اپنے چہروں پر نقاب ڈالے ہوئے تھے لیکن اُن میں سے اکثر کو مَیں نے ان کے اونٹوں کے ذریعہ پہچان لیا۔ لیکن جب اُنہوں نے اُس مقام کو اچھی طرح جانچ لیا کہ کوئی نہیں ہے تو اپنے چہروں سے نقاب اُٹھادی میں نے اُن کو دیکھا اور سب کو پہچان لیا وُہ فلاں فلاں اور فلاں تھے اور اُن چودہ آدمیوں کے نام بتا دیئے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ جب خداوند عالم محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو محفوظ رکھنا چاہے اگر یہ لوگ تمام دُنیا کے لوگوں کو اتفاق کر کے جمع کر لیں کہ اس کو اپنی جگہ سے ہٹادیں تو خدا اُس کے امر کو جاری کرکے رہے گا۔ اگرچہ کافروں کو پسند نہ ہو۔ پھر فرمایا اے حذیفہ اُٹھو تم، سلمانؓ، اور عمارؓ میرے ساتھ چلو اور خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور جب ہم گھاٹی سے گزر جائیں تو لوگوں کو اجازت دو کہ میرے پیچھے آ دیں۔ غرض حضرتؐ عقبہ سے اُوپر چلے گئے۔ حضرتؐ اپنے ناقہ پر سوار تھے اور حذیفہؓ و سلمانؓ میں سے ایک حضرتؐ کے ناقہ کی مہار پکڑے ہوئے تھے اور دوسرے صاحب پیچھے سے ناقہ کو ہنکار رہے تھے۔ جناب عمارؓ ناقہ کے پہلو میں چل رہے تھے۔ اور وُہ ملعون منافقین اپنے اونٹوں پر سوار تھے اور اُن کے پیادے اِدھر اُدھر عقبہ کے اطراف میں تھے اور جو لوگ کہ عقبہ کے اُوپر پہاڑی پر کھڑے تھے۔ انہوں نے ڈبّے ریت سے بھر رکھے تھے۔ اُن ڈبوں کو ٹیلے پر سے پھینکا تا کہ آنحضرتؐ کے ناقہ کو بھڑکا دیں شاید حضرتؐ عقبہ سے نیچے گر پڑیں۔ وُہ ڈبّے جب حضرتؐ کے ناقہ کے قریب پہنچے خدا کی قدرت سے بہت بلند ہو کر ناقہ کے اُوپر سے گزر کر دُوسری طرف گرے اور ناقہ کو کوئی ضرر نہ پہنچا ناقہ کو ان کا احساس بھی نہ ہُوا۔ حضرتؐ نے عمارؓ سے فرمایا کہ اس پہاڑی پر چڑھ کر اپنے عصا سے ان کے اونٹوں کے مُنہ پر مارو اور ان کو عقبہ سے نیچے گرادو۔ حضرت عمارؓ نے ایسا ہی کیا اور اُن کے اونٹ بھڑکے اور سواروں کو پٹک دیا۔ اُن میں سے بعض کے ہاتھ ٹوٹ گئے اور بعض کے پیر اور بعضوں کے پہلو شکستہ ہو گئے جس سے وُہ سخت درد و تکلیف میں مُبتلا ہوئے۔ اور جب اُن کے زخم اچھے ہوئے تو اُن کے نشانات اُن کے مرتے وقت تک قائم و باقی تھے۔ اسی لیئے حضرت رسالتمآبؐ جناب امیرؑ سے فرمایا کرتے تھے کہ حذیفہؓ منافقوں کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں کیونکہ وُہ پہاڑ کے نیچے بیٹھے تھے اور اُن کو دیکھ رہے تھے جو حضرتؐ سے پہلے عقبہ سے گزرے تھے۔ غرض خدا نے منافقوں کے شر سے اپنے رسُولؐ کو بچا لیا اور حضرتؐ صحیح و سلامت مدینہ واپس آئے اور خدا نے ابدی ذلت و خواری اُن کے لیئے قرار دیا جو حضرتؐ کے ساتھ جنگ میں نہیں گئے تھے اور جنہوں نے امیرؑالمومنین کو ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔

کلینیؒ نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کے ناقہ کو لوگوں نے بھڑکانا چاہا تو ناقہ بقدرتِ خدا گویا ہُوا کہ خدا کی قسم قدم اپنی جگہ سے نہ ہٹاؤں گا اگرچہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔

ابنِ بابویہؒ نے بسند معتبر حذیفہ بن الیمان سے روایت کی ہے کہ جس وقت آنحضرتؐ جنگ تبوک سے واپس آرہے تھے تو جن لوگوں نے آنحضرتؐ کے ناقہ کو بھڑکانا چاہا تھا وُہ چودہ اشخاص تھے اوّل و دوّم اور معاویہ ابوسفیان پدرِ معاویہ، طلحہ، سعد بن ابی وقاص، ابوعبیدہ بن جراح، ابوالاعور، مغیرہ بن شعبہ، سالم ابی حذیفہ کا غلام، خالد بن ولید، عمرو بن عاص، ابی موسیٰ اشعری اور عبدالرحمٰن بن عوف۔ خدا ان سے اپنی رحمت کو دُور رکھے، یہی وُہ لوگ ہیں جنکے حق میں خدا نے فرمایا ہے وھمّوا بما لم ینالوا (آیہ ۷۴ پ۱۰ سورۃ توبہ)۔

حدیث معتبر میں وارد ہُوا ہے کہ آنحضرتؐ نے ابوسفیان پر سات موقعوں پر لعنت کی ہے اُن میں سے ایک موقع یہی تھا جبکہ ان لوگوں نے عقبہ میں آنحضرتؐ پر حملہ کیا وُہ بارہ اشخاص تھے۔ سات آدمی بنی اُمیہ میں سے اور پانچ دوسرے لوگ تھے۔ اُس وقت آنحضرتؐ نے اُنپر لعنت کی۔

شیخ طبرسیؒ نے عامّہ و خاصّہ کے طرق سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جنگ تبوک سے واپس ہوئے بارہ منافقین عقبہ کے اُوپر آنحضرتؐ کی ہلاکت کے لیئے چھپے ہوئے تھے۔ تو جبریلؑ نازل ہوئے اور آنحضرتؐ کو آگاہ کیا اور حضرتؐ سے کہا کہ کسیکو بھیجیں کہ وُہ اُن کے اُونٹوں پر مار کر واپس کردے۔ اُس رات عمارؓ حضرتؐ کے ناقہ کو کھینچ رہے تھے اور حذیفہؓ پیچھے پیچھے آرہے تھے۔ حضرتؐ نے حذیفہؓ سے کہا کہ ان کے اونٹوں کی تھوتھنیوں پر مارو جو عقبہ پر کھڑے ہیں۔ حذیفہؓ ان کو بھگا کر حضرتؐ کے پاس واپس آئے، آپؐ نے پوچھا کہ تم نے ان لوگوں کو پہچانا؟ عرض کی نہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا فلاں فلاں اور فلاں تھے۔ میرے قتل کے ارادہ سے آئے تھے۔ حذیفہؓ نے کہا پھر کسیکو بھیج کر ان کو قتل کیوں نہیں کرا دیتے۔ آپؐ نے فرمایا میں یہ نہیں چاہتا کہ اہل عرب کہیں کہ جس گروہ کے ذریعہ سے دشمنوں پر غالب ہوئے اور جب غالب ہوگئے تو انہی لوگوں کو قتل کر دیا۔

قطب راوندیؒ نے بسند موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ ایک رات جنگ تبوک کے سفر میں اپنے ناقہ پر سوار جا رہے تھے اور لوگ آپ کے آگے چل رہے تھے۔ جب عقبہ کے قریب پہنچے جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا چودہ اشخاص آپ کے اصحاب میں سے جن میں سے چھ افراد تو قریش میں سے ہیں باقی تمام دوسرے لوگوں میں سے ہیں یا اس کے برعکس اور ان کے نام بتلائے کہ وُہ عقبہ پر بیٹھے ہیں تاکہ آپ کے ناقہ کو بھڑکائیں اور آپ کو ہلاک کر دیں۔ تو حضرتؐ نے ان کے نام لے کر فرمایا کہ تم عقبہ پر اس ارادہ سے بیٹھے ہو کہ مجھ کو ہلاک کرو۔ اُس وقت حذیفہؓ آنحضرتؐ کے ناقہ کے پیچھے تھے اور حضرتؐ کی آواز سُن رہے تھے۔ حضرتؐ نے اُن کو پکارا اور فرمایا کہ میں نے جو کچھ کہا تم نے سُنا؟ عرض کی ہاں۔ حضرتؐ نے فرمایا پوشیدہ رکھنا۔

اُنہی حضرتؑ سے بسندِ دیگر روایت کی گئی ہے کہ ہمیشہ جو کچھ منافقین کہا کرتے تھے قرآن میں نازل ہو جاتا تھا اور وُہ رسوا ہو جاتے تھے یہانتک کہ ان لوگوں نے زبان سے کہنا بند کر دیا اور ابرو اور آنکھ سے آپس میں اشارے کرنے لگے۔ تو اُن میں سے بعض نے کہا کہ ہم مطمئن نہیں ہیں اس سے کہ چند آیتیں نازل ہو جائیں اور ہم رسوا ہوں اور یہ ذلت ہمیشہ کے لیئے ہماری اولاد میں باقی رہے۔ آؤ اس عقبہ میں جو ہمارے سامنے ہے آنحضرتؐ کی تاک میں بیٹھیں اور اُن کو عقبہ سے گرا دیں تاکہ وُہ ہلاک ہو جائیں اور ہم اُن کے شر سے محفوظ ہو جائیں۔ اُس عقبہ کو عقبۂ ذی فتق کہتے تھے۔ غرض وُہ عقبہ کے اُوپر چڑھ کر بیٹھ گئے۔ حذیفہؓ آنحضرتؐ کے ناقہ کو ہنکا رہے تھے۔ وُہ کہتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ سونے کا ارادہ کرتے تو مَیں حضرتؐ کے اُونٹ کو چھوڑ دیتا تھا کہ وُہ آہستہ چلے اُس کو تیز نہیں چلاتا تھا۔ اُس رات میں نے سوچا کہ اندھیری رات ہے لہذا حضرتؐ کے اُونٹ سے الگ نہ ہوں گا۔ غرض میں حضرتؐ کی خدمت میں حاضر تھا کہ جبریلؑ نازل ہوئے کہ فلاں فلاں اور فلاں اور ایک گروہ کا نام لیا کہ وُہ عقبہ پر بیٹھے ہیں تاکہ آپؐ کے اُونٹ کو بھڑکا دیں۔ تو حضرتؐ نے اُن کے نام لے لے کر اُن کو پکارا کہ اے فلاں اے فلاں

اے دشمنانِ خدا۔ آخر آنحضرتؐ کی نگاہ اقدس مجھ پر پڑی۔ فرمایا کہ تم نے ان کو دیکھا میں نے عرض کی ہاں یا رسولؐ اللہ پوچھا تم نے ان کو پہچانا؟ میں نے کہا وُہ اپنے چہروں پر نقاب ڈالے ہوئے ہیں۔ لیکن میں نے ان کے اُونٹوں سے اُن کو پہچان لیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ سکوت بتلانا۔ حذیفہؓ نے کہا وہ قریش میں سے ہیں۔

شیخ مفیدؒ اور شیخ طبرسیؒ نے روایت کی ہے آنحضرتؐ ماہ رجب ۹ھ میں جنگ تبوک کو روانہ ہوئے اس لئے کہ خدا نے وحی فرمائی تھی کہ مناسب ہے کہ تم لوگوں کو ساتھ لے کر جنگ رُوم کو جاؤ اور آگاہ کر دیا تھا کہ اس سفر میں جنگ کا موقع نہ آئے گا اور بغیر لڑے بھڑے تمہارا مطلب حاصل ہوگا۔ اور غرض اس جنگ سے یہ تھی کہ مومن و منافق آنحضرتؐ کے اصحاب میں سے الگ الگ پہچان لیئے جائیں اور ان کے دلوں میں جو نفاق پوشیدہ ہے ظاہر ہو جائے تو آنحضرتؐ نے بلادِ رُوم کی جنگ کے لیئے ان کو طلب کیا اور یہ وُہ موقع تھا جبکہ اہل مدینہ کے میووں کی فصل تیار تھی اور گرمی شدت کی پڑ رہی تھی۔ اُس وقت سفر کرنا بہت وجہوں سے اُن لوگوں کو دشوار گزرا۔ دُور و دراز کا سفر تھا، گرمی کی شدت تھی، دشمن کی قوت زیادہ تھی، اپنی فصل کے خراب ہونے کا خوف تھا ان اسباب سے اکثر صحابہ نے تساہلی کی اور بعض نہایت جبر و اکراہ سے جنگ کو نکلے۔ پھر حضرتؐ نے قبائل عرب کو خط لکھا کہ جو اسلام میں داخل ہو گیا ہے اس جنگ کے لیئے حاضر ہو اور جہاد کے لیئے بہت تاکید فرمائی۔ جب مدینہ سے روانہ ہونے لگے تو آپ نے ایک بلیغ خطبہ ادا کیا اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد لوگوں کو ترغیب دی کہ کمزوروں کی مدد کریں، فقیروں کا خرچ برداشت کریں، اور راہ خدا میں مال خرچ کریں۔ یہ سُنکر بہت سے منافقوں نے نام و نمود کے لیئے مال حاضر کیئے اور خالص مومنین کے گروہ نے بھی جو کچھ ممکن تھا حضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور منافقوں میں سے اکثر لوگوں نے بہت سا مال دکھانے سُنانے کے لیئے دیا۔ عثمانؓ بن عفان نے چاندی کے چند اوقیے دیئے اور عبدالرحمٰن بن عوف اور طلحہ و زبیر وغیرہ نے بھی دیئے۔ عباسؓ نے بھی اس جنگ میں بہت سا مال حاضر کیا۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے ثنیۃ الوداع میں خیمے لگائے گئے اور وہاں جن جن لوگوں نے حضرتؐ کی دعوتِ جنگ منظور کی مہاجرین و انصار میں سے اور قبائل عرب میں سے مثل بنی کنانہ و مزینہ و جہینہ و طی و تمیم اور اہلِ مکہ کے جمع ہوئے۔ آنحضرتؐ نے امیر المومنینؑ کو مدینہ میں حاکم مقرر کیا تاکہ شہر مدینہ اور حضرت کے تمام عیال و اطفال اور تمام مدینہ والوں کی حفاظت کریں اور اطرافِ مدینہ کو فتنہ و فساد ہونے سے روکیں۔ اور فرمایا کہ یا علیؑ مدینہ میں میرا یا تمہارا رہنا ضروری ہے کیونکہ حضرتؐ عربوں اور اکثر اہل مکہ کی دینی نیتوں اور کیفیتوں سے آگاہ تھے کیونکہ ان سب سے جہاد کر چکے اور ان کے عزیزوں اور رشتہ داروں کے خون بہا چکے تھے اور آپ کو یہ خوف تھا کہ جب مدینہ سے دُور ہو جائیں اور امیر المومنینؑ مدینہ میں نہ ہوں گے تو ممکن ہے کہ وُہ لوگ مدینہ پر حملہ کر دیں اور مدینہ کے منافقوں سے مل کر فتنے برپا کریں۔ اور خداوند عالم بھی جانتا تھا کہ بغیر آبِ تیغ امیر المومنینؑ کے ان کی آتشِ فتنہ بجھ نہیں سکتی، لہذا وحی کی کہ مناسب ہے کہ علیؑ کو اپنی جگہ پر مدینہ میں چھوڑ جائیں۔ اور چونکہ مدینہ کے منافقین مدینہ میں امیر المومنین کی خلافت سے تنگ دل تھے اور جانتے تھے کہ اُن حضرتؑ کی موجودگی میں اپنے دلوں کے اندر چھپے ہوئے فتنوں کو ظاہر نہیں کر سکتے اور ڈرتے تھے کہ اگر اس سفر میں آنحضرتؐ کو کوئی عارضہ لاحق ہو جائے تو امیر المومنین کی خلافت مستقل ہو جائے گی لہذا اُن حضرتؐ کے مدینہ میں ... مشہور کر دیں کہ حضرت رسولؐ نے علیؑ کو ان کے شرف و منزلت کے سبب سے

مدینہ میں نہیں چھوڑا ہے بلکہ اُن کی صحبت سے تنگ آ گئے اور ان کی رفاقت سے کراہت رکھتے ہیں۔ تو امیرؑ المومنین اُن کی رسوائی اور اُن کے جھوٹ کو ظاہر کرنے کے لیئے حضرتؐ کے پاس گئے اور حضرتؐ سے منافقین کی باتیں بیان کیں۔ حضرتؐ نے فرمایا میرے بھائی واپس جاؤ کیونکہ مدینہ میں میرا یا تمہارا رہنا ضروری ہے اور تم میرے اہلبیتؑ میں اور میری قوم میں میری ہجرت کے شہر میں میرے خلیفہ ہو کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ مجھ سے بمنزلۂ ہارونؑ کے رہو جس طرح وُہ موسیٰؑ سے تھے۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا کہ تم میرے بعد پیغمبر ہوتے۔ غرض اس کلام میں چونکہ آنحضرتؐ نے امیرؑ المومنین کی خلافت پر نص صریح فرمایا جو اُن منافقوں کی ذلت اور غم و غصہ کا زیادہ سبب ہوا۔

اس کے بعد سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجروں کا علم زبیر کو دیا اور طلحہ کو میمنۂ لشکر پر اور عبدالرحمٰن کو میسرہ پر مقرر فرمایا اور کوچ فرمایا پھر جرف میں منزل کی۔ وہاں سے عبداللہ بن ابی، منافقین کی ایک جماعت کو لے کر حضرتؐ کی اجازت کے بغیر واپس چلا گیا تو حضرتؐ نے فرمایا حَسْبِيَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَ نِيْ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ میرے لیئے خدا کافی ہے اُسی نے اپنی نصرت سے اور مومنین کے ذریعہ سے میری مدد کی ہے اور اُن کے دلوں میں محبت ڈال دی ہے۔ پھر حضرتؐ اُس مقام سے روانہ ہوئے اور سہ شنبہ کے روز ماہِ شعبان میں تبوک پہنچے اور ماہ شعبان کے باقی ایام اور ماہِ رمضان کے کچھ دن وہاں قیام فرمایا۔ وہیں سے فتوحات ہوتے رہے منجملہ ان کے ایک یہ کہ یحنہ بن رویہ جو ایلہ کا بادشاہ تھا بغیر جنگ و جدال کے حضرتؐ کا مطیع ہو گیا اور جزیہ دینا قبول کر لیا۔ حضرتؐ نے اس کے واسطے امان نامہ لکھدیا۔ اسیطرح اہل اذرُح نے اطاعت قبول کی۔ حضرتؐ نے ان کے واسطے بھی امان نامہ لکھدیا۔ تبوک کے قیام کے زمانہ میں حضرتؐ نے ابو عبیدہ بن جراح کو تھوڑے سے لشکر کے ساتھ قبیلۂ جذام کے ایک گروہ کی طرف جن کا سردار زنباع بن روح جذامی تھا روانہ کیا وُہ مال غنیمت اور اسیروں کو گرفتار کر لائے۔ اور سعد بن عبادہ کو قبیلہ سلیم کی ایک جماعت اور قبیلۂ بلی کے چند گروہ کی طرف بھیجا۔ جب حضرتؐ کا لشکر اُن کے قریب پہنچا وُہ لوگ بھاگ گئے۔ اور خالد بن ولید کو ایک جماعت کے ساتھ اکیدر کی طرف بھیجا جو دومۃ الجندل کا بادشاہ تھا اور باعجاز فرمایا کہ شانہٗ حق تعالےٰ تجھ کو اُس پر فتح عنایت فرمائے پہاڑی گائے کے شکار کے سبب اور تو اس کو گرفتار کرلے۔ خالد جب اکیدر کے قلعہ کے نزدیک پہنچے چاندنی رات تھی اُس کے قلعہ کے گرد قیام کیا اُسیوقت چند پہاڑی گائیں آئیں اور قلعہ کے دروازہ پر سینگ مارنے لگیں۔ اکیدر اپنی دو بیبیوں کے ساتھ شراب خواری اور عیش میں مشغول تھا۔ اُس نے جو گایوں کی آوازیں سُنیں اپنے بھائی حسان اور چند مخصوص لوگوں کو لے کر سوار ہوا اور قلعہ سے باہر نکلا اور شکار میں مشغول ہو گیا خالد مع اپنے ہمراہیوں کے چھپے ہوئے تھے۔ جب وُہ قلعہ سے دُور ہو گیا تو خالد نے اُس کا تعاقب کیا مسلمانوں نے اُس کو گرفتار کر لیا اور اُس کے بھائی حسان کو قتل کر دیا۔ اُس کے اور تمام ساتھی بھاگ گئے اور قلعہ میں پہنچ کر دروازہ کو بند کر لیا۔ حسان سونے کے تاروں کی بنی ہوئی قبا پہنے ہوئے تھا جو بہت گراں قیمت تھی۔ اُس کی قبا مسلمانوں نے اُتار لی اور اکیدر کو قلعہ کے نیچے لائے۔ خالد نے اہلِ قلعہ سے کہا کہ قلعہ کے دروازہ کو کھولیں، انہوں نے دروازہ نہیں کھولا۔ اکیدر نے کہا مجھ کو رہا کر دو تاکہ میں تمہارے لیئے دروازہ کھلوا دوں۔ خالد نے اُس کو قسمیں دیں اور اُس سے عہد و پیمان لے کر رہا کر دیا۔ وُہ قلعہ میں داخل ہوا اور دروازہ کھول دیا تو خالد مع اپنے لشکر کے داخل قلعہ ہوئے۔ اکیدر نے آٹھ سو خچر، دو ہزار اُونٹ، چار سو زرہ اور پانچسو تلواریں خالد کو دے کر

حضرت رسولؐ کی خدمت میں بھیجا اور صلح کی درخواست کی۔ حضرتؐ نے قبول فرمائی اور اُس سے صلح کر لی کہ ہر سال وُہ جزیہ دیا کرے اور ہماری امان میں رہے۔

بعض کُتب معتبرہ میں روایت ہے کہ آنحضرتؐ تبوک میں دُو ماہ مقیم رہے۔ وہاں معلوم ہوُا کہ بادشاہِ روم کا حضرتؐ سے جنگ کا ارادہ غلط ہے۔ جب ہرقل کو آنحضرتؐ کے آنے کی خبر معلوم ہوئی اُس نے قبیلہ غسان کے ایک شخص کو بھیجا تاکہ وُہ معلوم کرے کہ جو آثار پیغمبر آخر الزمان کے سابقہ کتابوں میں پڑھتے ہیں وُہ آنحضرتؐ کی ذات میں پائے جاتے ہیں یا نہیں۔ جب وُہ شخص حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور آنحضرتؐ کے خصائل حمیدہ مشاہدہ کیئے تو واپس جاکر ہرقل سے بیان کیئے۔ ہرقل نے اپنی قوم کو جمع کیا اور کہا کہ جو اوصاف ہم نے کتب سابقہ میں پڑھے وُہ سب اُس شخصؐ میں موجود ہیں لہذا چلو تو ہم اُس پر ایمان لائیں۔ قوم نے سختی سے منع کیا آخر وُہ اپنی بادشاہی کے بارے میں خوفزدہ ہوُا اور بباطن ایمان لایا مگر اپنی قوم پر ظاہر نہ کیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جنگ پر آمادہ نہ ہوُا۔ اُدھر آنحضرتؐ کو بھی خدا کی جانب سے جنگ کی اجازت نہ ملی اور حضرتؐ مدینہ کو واپس آئے۔

اس سفر میں حضرتؐ سے بہت سے مُعجزات ظاہر ہوئے۔ اوّل یہ کہ تفسیر امام حسن عسکریؑ میں حضرت علی بن الحسینؑ سے مروی ہے کہ جب جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غزوۂ تبوک کو روانہ ہوئے اور امیر المومنینؑ کو مدینہ میں اپنا خلیفہ قرار دیا منافقوں نے سازش کی کہ آنحضرتؐ کو راستہ میں اور علی علیہ السّلام کو مدینہ میں قتل کر دیں اور خدا کی تمام مسجدوں کو جو راہِ ہدایت کے ان دونوں چراغوں کی روشنی سے معمور تھیں خراب کر دیں۔ لہذا خداوند عالم نے اس سفر میں جناب مقدس نبوی سے چند معجزات ظاہر فرمائے جو مومنین کی بصیرت کی زیادتی اور منافقوں کے غدروں کو قطع کرنے کا باعث ہوئے۔ منجملہ ان کے ایک یہ تھا کہ جب آنحضرتؐ تبوک کی جانب متوجہ ہوئے اور علی بن ابی طالبؑ کو بحکم خدا مدینہ میں چھوڑا تو حضرت علیؑ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ میں نہیں چاہتا کہ کسی امر میں آپؐ کی مخالفت کروں اور کسی حال پر آپ کے جمال مبارک کی زیارت سے اور حضورؐ کے عادات پسندیدہ کے مشاہدہ سے محروم رہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ کیا تم یہ نہیں پسند کرتے کہ تمہاری نسبت میرے ساتھ موسٰیؑ سے ہارونؑ کی نسبت کی طرح ہر چیز میں ہو سوائے پیغمبری کے۔ بیشک تمہارا یہاں رہنا تمہارے اس ثواب کے مانند ہے جبکہ تم جہاد کے لیئے نکلتے بلکہ اُن تمام لوگوں کے ثواب کے برابر ہے جو صدق و اخلاص کے ساتھ جہاد کے لیئے چلے ہیں چونکہ تم میرے طریقے، اطوار و آثار کا مشاہدہ ہر حال میں چاہتے ہو تو حق تعالیٰ اس تمام سفر میں جبرئیلؑ کو حکم دے گا کہ تمہارے ان زمینوں کو بلند کرتے رہیں جن پر ہم رواں ہوں اور اُس زمین کو بھی جس پر تم ہو اور تمہاری آنکھوں میں اتنی قوت دے گا کہ تم ہر حال میں مجھ کو اور میرے اصحاب کو دیکھو۔ اور تم سے وُہ محبت زائل نہ ہو گی جو مجھ سے اور میرے اصحاب سے تم کو ہے۔ اور تم کو مجھ سے خط و کتابت اور نامہ و پیام کی ضرورت نہ ہو گی۔ یہ سُنکر امام زین العابدین علیہ السّلام کی مجلس سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اور بولا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ علیؑ کے واسطے وُہ امر ظاہر ہو جو پیغمبروں کو میسّر نہ ہو۔ امامؑ نے فرمایا کہ یہ جناب سرورِ کائنات کے معجزات میں سے تھا کہ خدا نے آنحضرتؐ کی دُعا سے زمینوں کو علیؑ کے لیئے بلند کیا اور ان کی آنکھوں کی روشنی اور نور میں زیادتی عطا کی تو آپ نے دیکھا جو کچھ دیکھا۔

امام محمد باقر علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ اس اُمّت کے بہت سے لوگ علیؑ کے حق میں بہت ظلم کرتے ہیں اور کس قدر کم انصاف والے ہیں اُن معاملات میں جو اُن حضرتؑ سے تعلق رکھتے ہیں۔ دیکھو اُن چند اُمور کو جن کے متعلق اصحاب کے بارے میں تو قائل ہیں اور اُن حضرتؑ کے بارے میں انکار کرتے ہیں حالانکہ سب قائل ہیں کہ وُہ افضل صحابہ ہیں۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ یا ابن رسُولؐ اللہ وُہ کیا معاملات ہیں؟ فرمایا کہ تم ابوبکر کے دوستوں سے محبت اور اُن کے دشمنوں سے بیزاری اختیار کرتے ہو اسیطرح عمر و عثمان کے دوستوں سے دوستی اور اُن کے دشمنوں سے علیحدگی اختیار کرتے ہو۔ لیکن جب علیؑ بن ابی طالبؑ کی نوبت آتی ہے تو کہتے ہو کہ ہم ان کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں لیکن ان کے دشمنوں سے بیزاری نہیں کرتے۔ تو یہ امر ایسے لوگوں کے لیئے کیونکر جائز ہے حالانکہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اُن لوگوں نے علی بن ابی طالب کے حق میں سُنا ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ (یعنی خداوندا دوست رکھ اُس کو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُس کو جو علیؑ کو دشمن رکھے اور مدد کر اُس کی جو علیؑ کی مدد کرے اور ذلیل کر اُس کو جو علیؑ کو ذلیل کرے) تو اُن کے دشمنوں سے کیوں دشمنی نہیں کرتے۔ اور اس دو انصاف اور ایک ناانصافی سے باز نہیں آتے۔ دُوسرے یہ کہ جب کبھی علیؑ کی کرامت کا جو خدا نے جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دُعا سے ظاہر کی ہے ذکر کرتے ہیں تو انکار کرتے ہیں اور جو کچھ ان کے علاوہ دُوسرے صحابہ کے لیئے بیان کرتے ہیں تو اس کو باور کرتے ہیں چنانچہ بیان کرتے ہیں کہ عمر بن الخطاب مدینہ میں مشغول خطبہ تھے اسی اثناء میں ندا دی کہ "پہاڑ کی طرف"۔ یہ سُنکر صحابہ کو تعجب ہوُا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو پُوچھا کہ وُہ کیا بات تھی جو اثنائے خطبہ میں آپ نے کہی تو وُہ بولے کہ اثنائے خطبہ میں میری نظر اُس لشکر پر پڑی جو سعد بن وقاص کے ساتھ نہاوند کی طرف کافروں سے جنگ کے لیئے بھیجا ہے خدا نے میری آنکھوں کے سامنے سے پردے اور حجابات اٹھا دیئے اور میری آنکھوں کو قوت عطا کی تو میں نے اُن کو دیکھا کہ نہاوند کے پہاڑ کے سامنے صف باندھے ہوئے ہیں اور اکثر کفار پہاڑ کے پیچھے سے چاہتے تھے کہ اُن کی پُشت پر حملہ کریں۔ لہذا میں نے پہاڑ کو ندا دی کہ دُور ہو جا تاکہ کفار مسلمانوں کے پیچھے سے نہ آسکیں اور خدا نے مسلمانوں کو کافروں پر فتح عنایت کی۔ اور کہا کہ اس وقت و تاریخ کو یاد رکھنا۔ جب اُن لوگوں کی خبر تم کو معلوم ہو گی تو تم سمجھو گے کہ اسیوقت جنگ واقع ہوئی تھی اور ایسا ہی ہوُا تھا جیسا کہ میں نے کہا۔ مدینہ اور نہاوند کے درمیان پچاس دنوں کا راستہ تھا۔ لیکن جب یہ خبر عمرؓ کے بارے میں جس کو اپنے پیروں کے نیچے کی خبر نہ تھی بیان کی جاتی ہے تو مان لیتے ہیں لیکن جب امیر المومنین کا کوئی معجزہ جو مظہر العجائبؑ اولین و آخرین اور مخزن اسرار آسمان و زمین تھے سُنتے ہیں تو انکار کرتے ہیں۔

پھر امام محمد باقرؑ جنگ تبوک کا حال حضرت امام زین العابدینؑ کی زبانی نقل فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ جب کسی جنگ کا ارادہ کرتے تو اُس کا اظہار نہیں فرماتے تھے کہ کہاں جا رہا ہوں بلکہ مصلحتہً کسی دوسری جگہ کا نام ظاہر فرماتے سوائے جنگ تبوک کے کہ صحابہ سے فرمایا کہ جانب تبوک جا رہا ہوں اس لیئے کہ طولانی سفر تھا اور لوگوں کو کافی زادِ راہ کی ضرورت تھی۔ لہذا حضرتؐ نے ان کو حکم دیا کہ کافی توشہ لے چلیں۔ اُن لوگوں نے آٹا زیادہ لے لیا تاکہ راستہ میں روٹیاں پکائیں گے اور نمک آلود گوشت، شہد اور خرما بھی ساتھ رکھ لیئے۔ جب چند روز راستہ چلے اُن کے کھانے

کی چیزیں خراب ہوگئیں، اُن کا کھانا اُن کے لیئے دشوار ہوگیا، تازہ کھانے کی خواہش ہوئی۔ ان کے ایک گروہ نے کہا یارسولؐ اللہ یہ چیزیں جو ہمارے پاس موجود ہیں خشک و بدبودار ہوگئی ہیں ان کے کھانے سے کراہت معلوم ہوتی ہے حضرتؐ نے دریافت کیا کہ کیا چیزیں تمہارے پاس ہیں۔ اُنہوں نے کہا روٹی، نمک ملا ہُوا گوشت، شہد اور خرما۔ حضرتؐ نے فرمایا اس وقت تمہارا حال قوم موسیٰؑ کے حال سے ملتا ہُوا ہے کہ اُن لوگوں نے بھی اُن حضرت سے کہا تھا کہ ہم ایک قسم کے کھانے پر صبر نہیں کر سکتے مختلف قسم کے طعام کی خواہش ہے۔ اچھا اب بتاؤ کہ تم لوگ کیا چاہتے ہو انہوں نے عرض کی ہم مُرغ کا بُھنا ہُوا کباب اور حلوا چاہتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کھانے کی قسموں میں بنی اسرائیل سے مختلف ہوگئے۔ وُہ لوگ سبزی، ترکی، گندم، مسور اور پیاز کے لیئے بیچین تھے جو عمدہ اور بہتر چیزوں کے مقابلہ میں بدتر چیزیں تھیں؛ اور تم نے بدتر چیزوں کے بدلے بہتر چیزیں طلب کی ہیں۔ میں اپنے پالنے والے سے سوال کرتا ہوں وُہ تم کو عطا فرمائے گا۔ ان لوگوں نے کہا کہ یارسولؐ اللہ ہم میں کچھ لوگ ہیں جو وہی چیزیں چاہتے ہیں جو بنی اسرائیل نے طلب کی تھیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ تمہارے رسُولؐ کی دُعا سے سب کچھ عطا فرمائے گا۔ پھر فرمایا اے بندگانِ خدا جب قوم عیسےٰؑ نے اُن سے سوال کیا کہ وُہ آسمان سے اُن کے لیئے مائدہ اُتاریں تو خلاقِ عالم نے فرمایا کہ میں مائدہ بھیجتا ہوں تو اُس کے بعد تم میں سے جو کافر ہو جائے گا بیشک اس پر ایسا عذاب کروں گا کہ عالمین میں سے کسی پر نہ کیا ہوگا۔ پھر خدا نے اُن کے لیئے مائدہ بھیجا اور وُہ لوگ کافر ہوگئے تو خدا نے اُن میں سے کچھ لوگوں کو بندر کچھ کو سوُر بعضوں کو ریچھ اور ایک گروہ کو بلی اور تمام پرندوں اور حیوانوں کی صورت میں مسخ کردیا جو دریا اور صحرا میں رہتے ہیں یہانتک کہ حیوانات کی چارسو قسموں میں وُہ مسخ ہوگئے۔ لیکن خدا کا رسُولؐ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تمہارا پیغمبرؐ آسمان سے تمہارے واسطے مائدہ نہیں طلب کرتا ہے کہ قوم عیسےٰؑ کے مانند کافر ہو جاؤ اور مسخ کردیئے جاؤ۔ کیونکہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تمہارا رسُولؐ اُس سے زیادہ مہربان ہے کہ تم کو عذاب الٰہی کے مواقع مہیا کرے۔ ناگاہ ایک پرندہ اُڑتا ہُوا آیا حضرتؐ نے اپنے کسی صحابی سے فرمایا کہ اس پرندہ سے خطاب کرو کہ محمدؐ رسُول اللہ تجھ کو حکم دیتے ہیں کہ زمین پر آئے۔ جب اُس شخص نے خطاب کیا وُہ پرندہ اُسیوقت زمین پر گر پڑا۔ حضرتؐ نے اُس سے فرمایا کہ اے پرندے بحکم خدا بڑا ہو جا۔ یہ سُنتے ہی وُہ طائر اتنا بڑھا کہ مثل ایک بڑے ٹیلے کے بڑا ہوگیا۔ اُس وقت حضرتؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اس کے گرد حلقہ کرلو یہ سُنکر دو ہزار اشخاص اُس کے چاروں طرف جمع ہوگئے پھر حضرتؐ نے فرمایا اے پرندے حق تعالےٰ کا حکم ہے کہ تو اپنے بال و پر جدا کردے۔ یہ سُنتے ہی اُس نے اپنے بال و پر گرا دیئے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اپنی ہڈیوں اور چونچ کو بھی الگ کردے۔ اُسیوقت اُس کا گوشت ہڈیوں سے الگ ہوگیا۔ پھر حضرتؐ نے اُس کی ہڈیوں سے خطاب فرمایا تو وُہ لکڑیاں بن گئیں اور سخت پروں اور پٹھوں کو حکم دیا تو وُہ مختلف قسم کی سبزیاں ہوگئیں۔ اس کے بعد لوگوں سے فرمایا کہ اے خدا کے بندو ان کی طرف اپنے ہاتھوں کو بڑھاؤ اور جو کچھ پسند ہو اپنے ہاتھوں سے اور چاقوؤں سے جُدا کرو اور کھاؤ۔ کھانے کے درمیان ایک منافق نے کہا کہ محمدؐ دعوے کرتے ہیں کہ بہشت میں چند پرندے ہیں کہ اہل بہشت اُن کے ایک طرف سے کباب کھاتے ہیں اور دوسری جانب سے بُھنا ہُوا گوشت کھاتے ہیں کیوں اُس کی مثال ہم کو دنیا میں نہیں دکھا دیتے۔ حضرتؐ باعجازِ نبوّت اُس منافق کے دل کی بات پر مطلع ہوگئے اور فرمایا کہ اے بندگانِ خدا جو شخص تم میں سے لقمہ دہن میں لے جائے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و صلے اللہ علےٰ محمد وآلہ الطیبین کہے۔ ایسا کرے گا تو جس کھانے کا مزہ چاہے گا خواہ کباب یا بریاں گوشت یا سالن وغیرہ وُہ

اُسی کا مزہ ہو جائے گا۔ اُن لوگوں نے ایسا ہی کیا اور جس قسم کا مزہ چاہتے تھے اُسی کھانے کی لذّت اُن کو حاصل ہوتی تھی یہانتک کہ سب سیر ہوگئے۔ پھر پانی کی خواہش کی۔ حضرتؐ نے فرمایا پانی کے علاوہ دودھ اور ہر قسم کے شربت کی خواہش کیا نہیں ہے؟ انہوں نے کہا ہاں یارسُولؐ اللہ ہم میں سے ایک گروہ یہ چیزیں چاہتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص لقمہ دہن میں رکھے جو میں نے بتایا ہے کہے تو وُہ لقمہ دودھ یا جو شربت وُہ چاہتا ہے ہو جائے گا۔ جب ان لوگوں نے ایسا کیا جو کچھ چاہتے تھے ان کو حاصل ہوگیا۔ پھر حضرتؐ نے اُس پرندے سے خطاب فرمایا کہ خدا تجھ کو حکم دیتا ہے کہ پھر اپنی اصلی شکل میں ہو جا جیسا کہ تھا پھر فرمایا کہ بال و پر تیرے جسم سے پہلی حالت کی طرح متصل ہو جائیں پھر فرمایا کہ اے طائر خدا حکم دیتا ہے تیری اُس رُوح کو جو باہر نکل گئی ہے تیرے جسم میں واپس آجائے جیسے کہ تھی۔ پھر فرمایا کہ اے پرندے خدا تجھ کو حکم دیتا ہے کہ اُٹھ اور اُڑ جا جس طرح اُڑتا تھا۔ اس وقت لوگوں نے دیکھا کہ وُہ طائر اُٹھا اور پرواز کر گیا اور اُس سبزی و مسور و پیاز میں سے زمین پر ایک ذرہ باقی نہ رہ گیا۔

دوسرا معجزہ:۔ قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے تبوک میں قیام فرمایا آپ کے اور بادشاہِ روم کے درمیان قاصدوں کی آمد و رفت بہت زیادہ ہوئی اور قیام کی مُدت طولانی ہوگئی اور رسد جو حضرتؐ کے لشکر کے ساتھ تھا کم ہوگیا۔ لوگوں نے حضرتؐ سے شکایت کی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جس کے پاس آٹا یا خرما ہو لے آئے۔ یہ سُنکر ایک صحابی تھوڑا سا آٹا لائے، دوسرے صاحب ایک مٹھی خرما اور ایک صاحب ایک مٹھی ستو لائے۔ حضورؐ نے اپنی بابرکت چادر بچھا دی اور یہ تمام چیزیں اُس پر ڈالدیں۔ پھر فرمایا کہ لوگوں کو ندا دے دو کہ جو شخص کھانا چاہتا ہو آئے۔ یہ سُنکر لوگ اس کے گرد جمع ہوگئے اور اپنے اپنے برتنوں کو جو اُن کے پاس تھے آٹا، خرما اور ستو سے بھر لیا پھر بھی وُہ چیزیں جس قدر پہلے تھیں اُن میں سے کچھ بھی کم نہ ہوئیں۔ جب حضورؐ واپس آئے اور رود خانہ تک پہنچے جس میں پہلے پانی جمع تھا وُہ خشک ہوگیا تھا ایک قطرہ پانی اُس میں نہ تھا؛ تو حضرتؐ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور ایک صحابی کو دے کر فرمایا کہ رود خانہ پر جا کر نصب کردو۔ انہوں نے نصب کردیا تو اس کے بارہ طرف سے چشمے جاری ہوگئے جس سے رود خانہ بھر گیا اور سب سیراب ہوگئے اور لوگوں نے اپنی اپنی مشکیں بھر لیں۔

تیسرا معجزہ:۔ قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تبوک کی جانب متوجہ ہوئے حضرتؐ کا ناقہ غضبا گُم ہوگیا۔ عمارہ بن حزم نے جو ایک منافق تھا مذاق اُڑانے کے لیئے کہا کہ محمدؐ ہم کو تو آسمان و زمین کی خبر دیتے ہیں اور اپنے ناقہ کی خبر نہیں رکھتے کہ کہاں ہے۔ حضرتؐ کو وحیٔ الٰہی کے ذریعہ اس کی اطلاع ہوگئی تو فرمایا کہ میں اُنہی باتوں کو جانتا ہوں جو خداوند عالم مجھے تعلیم دیتا ہے۔ ابھی خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا ناقہ فلاں درہ میں ہے اور اُس کی مہار ایک درخت سے اُلجھ گئی ہے۔ جب لوگ اُس درہ کے پاس پہنچے ناقہ کو اُسی حال میں پایا جیسا کہ حضرتؐ نے بیان فرمایا تھا۔

چوتھا معجزہ:۔ پھر قطب راوندی روایت کرتے ہیں کہ جنگ تبوک میں حضرتؐ کے ساتھ پچیس ہزار صحابہ علاوہ ملازمین اور خدمتگاروں کے تھے اثنائے راہ میں ایک پہاڑ کے قریب پہنچے جس سے پانی قطرے قطرے ٹپک رہا تھا لیکن پانی جاری نہیں تھا۔ صحابہ نے عرض کی یارسُولؐ اللہ اس پہاڑ سے ترشح کا ہونا عجیب ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ پہاڑ روتا ہے۔ صحابہ کو اس بات سے تعجب ہُوا۔ حضرتؐ نے فرمایا جاننا چاہتے ہو کہ ایسا ہی ہے؟ عرض کی ہاں۔ تو حضرتؐ نے پہاڑ سے فرمایا کہ تیرے

رونے کا کیا سبب ہے۔ پہاڑ بحکم خدا گویا ہوا اور نہایت فصاحت کے ساتھ حضرتؐ سے خطاب کیا کہ یا رسولؐ اللہ ایک روز حضرت عیسیٰؑ میری طرف سے گذرے اور انجیل کی چند آیتوں کی تلاوت فرمائی کہ ایک پتھر ہے قیامت میں جس کی آگ سے لوگ جلائے جائیں گے۔ میں اُسی روز سے رو رہا ہوں کہ کہیں وُہ پتھر میں ہی نہ ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ساکن ہو جا کہ تُو وُہ پتھر نہیں ہے۔ وُہ پتھر سنگِ کبریت ہے۔ یہ سُنکر وُہ پہاڑ ساکن اور خشک ہوا۔ پھر کسی نے اُس سے ترشح ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔

پانچواں معجزہ:۔ بعض معتبر کتابوں میں روایت ہے کہ جب حضرتؐ وادی القرےٰ میں پہنچے رات کو ایک پتھر کے نیچے قیام فرمایا اور خبر دی کہ آج رات بہت سخت اور تیز ہوا چلے گی تم میں سے کوئی تنہا نہ نکلے۔ اور جس کے ساتھ اُونٹ ہو، اُس کے پیر مضبوط باندھ دے۔ غرض سخت آندھی آئی اور لوگ ڈرے اور کوئی شخص اکیلے نہ نکلا سوائے دُو شخصوں کے جو بنی ساعدہ سے تھے۔ اُن میں سے ایک قضائے حاجت کے لیئے اور دوسرا اپنے اُونٹ کی تلاش میں نکلا۔ جو قضائے حاجت کے لیئے گیا تھا وُہ ہوا کی شدت سے ہلاک ہوگیا اور جو اُونٹ تلاش کرنے کی غرض سے گیا تھا اس کو ہوا نے اُڑا کر بنی طے کے کوہستان میں ڈال دیا۔ حضرتؐ نے اُس شخص کے لیئے دُعا کی جو قضائے حاجت کے لیئے گیا تھا وُہ زندہ ہوگیا اور واپس آیا اور دُوسرے کو جب حضرتؐ مدینہ واپس آئے تو بنی طے نے حضرتؐ کی خدمت میں پہنچایا۔

چھٹا معجزہ:۔ روایت کی گئی ہے کہ جب حضرتؐ اُس پتھر کے نیچے سے روانہ ہو کر دُوسری منزل میں پہنچے صحابہ میں سے کسی کے پاس پانی نہ تھا اور نہ اُس منزل میں پانی تھا۔ لوگوں نے حضرتؐ سے پیاس کی شکایت کی۔ حضرتؐ قبلہ رو ہو کر دُعا میں مشغول ہوئے۔ اثنائے دُعا میں بادل ظاہر ہوئے اور اس قدر بارش ہوئی کہ وُہ سب سیراب ہوگئے اور اپنی مشکیں بھرلیں۔ پھر فوراً ابر برطرف ہوگئے۔

شیخ طبرسیؒ نے ابوحمزۂ ثمالی سے روایت کی ہے کہ انصار میں سے تین اشخاص ابولبابہ بن عبدالمنذر، ثعلبہ بن ربیعہ اور اوس بن خذام نے جنگ تبوک میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انحراف کیا اور مدینہ ہی میں رہ گئے۔ اور ان لوگوں کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ ان کی مذمت میں آیتیں نازل ہوئی ہیں جنہوں نے جنگ سے مُنہ موڑا ہے تو ان کو اپنی ہلاکت کا یقین ہوا اور انہوں نے اپنے تئیں مسجد کے ستونوں سے باندھ لیا اور اُسی حال میں رہے یہانتک کہ جناب رسُولِ خدا جنگ سے واپس آئے۔ ان کے بارے میں دریافت فرمایا لوگوں نے بتایا کہ ان لوگوں نے قسم کھائی ہے کہ یہ خود اپنے کو نہ کھولیں گے جب تک آنحضرتؐ نہ کھولیں۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا کہ میں بھی قسم کھاتا ہوں کہ میں بھی ان کو نہ کھولوں گا جب تک خداوند عالم ان کے بارے میں کوئی حکم مجھ پر نازل نہ کرے۔ آخر ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ (پ۱۱ آیت ۱۰۲ سورۃ توبہ) تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے پاس آئے اور ان کے ہاتھوں کو کھول دیا اور خدا کے حکم سے ان کی توبہ قبول کی۔ وُہ لوگ اپنے گھروں سے جا کر اپنے اموال حضرتؐ کی خدمت میں لائے اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ یہی ہمارے مال ہیں جو ہماری بدنصیبی کا سبب ہوئے کہ ہم حضورؐ کی خدمت کی سعادت سے محروم رہے۔ ہم یہ لائے ہیں کہ حضرتؐ ان کو تصدق فرما دیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس بارے میں مجھے خدا کا کوئی حکم نہیں پہنچا ہے۔ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ (پ۱۱ آیت ۱۰۳ سورۃ توبہ) یعنی ان کے مالوں میں سے صدقہ لے کر

ان کو پاک کردو اور ان کے اعمال کو بھی پاک کردو اور اُن کے لیئے دُعا کرو بیشک تمہاری دُعا ان کے حق میں باعثِ تسکین و آرام ہے[1]

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ جب سعد بن معاذ انصاری صرف خدا کی خوشنودی کے لیئے بنی قریظہ کے تمام خطاوار لوگوں کے قتل کا مشورہ دے کر اپنے دل کو اطمینان کرنے کے بعد شہید ہوئے تو حضرتؐ نے فرمایا، کہ اے سعد خدا تم پر رحمت کرے بیشک تم کافروں کے حلق کے لیئے ایک ہڈی تھے۔ اگر تم زندہ رہتے تو گوسالہ کو منع کرتے جس کو لوگ مدینہ بیضہ اسلام میں گوسالۂ موسےٰؑ کے مانند نصب کرنے کا ارادہ کریں گے۔ صحابہ نے پُوچھا کیا آپ کے مدینہ میں لوگ گوسالہ قائم کریں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں خدا کی قسم ایسا ہی ارادہ کریں گے۔ اگر سعد زندہ ہوتے تو نہ کرنے دیتے۔ مگر اب کریں گے۔ اور خداوند عالم ان کی تدبیروں کو قائم نہ رہنے دے گا۔ اور جلد باطل کردے گا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ ہم کو ان کی تدبیر سے آگاہ فرمائیے۔ حضرتؐ نے فرمایا چھوڑو یہانتک کہ خدا کی تدبیر ان کے بارے میں ظاہر ہو۔

پھر امام حسن عسکریؑ حضرت موسیٰ بن جعفر علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ سعد کی رحلت اور آنحضرتؐ کے تبوک کی جانب روانہ ہونے کے بعد منافقوں نے ابو عامر راہب کو اپنا سردار و امیر بنایا اور اُس سے بیعت کی اور مدینہ کو غارت کرنے کا ارادہ کیا اور چاہا کہ آنحضرتؐ کے تمام اہل و عیال اور اہلبیتؑ کو اور ان صحابہ کے زن و فرزند کو جو حضرتؐ کے ساتھ باہر گئے تھے اسیر کرلیں۔ اور تبوک کے راستہ میں آنحضرتؐ پر شبخون ماریں اور حضرتؐ کو قتل کردیں۔ لیکن حق تعالےٰ نے ان کے ضرر کو حضرتؐ سے دفع فرما دیا اور منافقوں کو رُسوا کر دیا۔ اور جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم لوگ بھی اُسی جماعت کے مانند ہو جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکی ہے مثل دونوں ہتھیلیوں کے جو باہم موافق ہیں اور تیر کے پروں کے مانند جو آپس میں برابر ہیں اس طرح کہ اگر اُن میں سے کوئی گوہ کے سُوراخ میں گیا ہوگا تو تم بھی اُسی میں داخل ہوگے۔ لوگوں نے عرض کی یا بن رسُولؐ اللہ وُہ گوسالہ جس کا ذکر آپ نے کیا کون تھا اور اُن منافقوں کی تدبیریں کیا تھیں۔ امام علیہ السّلام نے فرمایا واضح ہو کہ دومۃ الجندل کی طرف سے خبریں آنحضرتؐ کو پہنچ رہی تھیں، اور وہاں کا بادشاہ شام کے نزدیک عظیم سلطنت کا مالک تھا اور آنحضرتؐ کو دھمکیاں دے رہا تھا کہ عنقریب تم پر حملہ کروں گا اور تمہارے اصحاب کو قتل کردوں گا اور ان کی بنیادیں اُکھاڑ پھینکوں گا۔ حضرتؐ کے اصحاب اس کی طرف سے بہت خوفزدہ تھے اور ہر روز بیس بیس صحابہ حضرتؐ کی حفاظت پر تعینات ہوتے تھے اور ایک معمولی آواز پر منتشر ہو جاتے تھے اس خوف سے کہ ایسا نہ ہو کہ اس کے لشکر کے آگے کی صفیں مدینہ میں داخل ہوگئی ہوں۔ اور منافقین بیہودہ باتیں اور جھوٹی خبریں اُڑاتے رہتے اور حضرتؐ کے اصحاب کے دلوں میں وسوسے پیدا کرتے تھے کہ دومۃ الجندل کے بادشاہ اکیدر نے اتنے گھوڑے اور اس قدر مال تم لوگوں سے جنگ کے واسطے جمع کرلیا ہے اور اُن قبیلوں کے درمیان منادی کرادی ہے جو اس کے گرد و نواح میں آباد ہیں کہ میں مدینہ کے لُوٹ کا مال تم پر مباح کرتا ہوں کہ جس کے ہاتھ جو کچھ لگ جائے وُہ اُس کا ہے اور کمزور مسلمانوں کو ڈراتے رہتے تھے کہ محمدؐ کے ساتھ والے اکیدر کے لشکر کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اکیدر بہت جلد مدینہ پر حملہ کرنیوالا ہے

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ابولبابہ کا قصہ غزوۂ بنی قریظہ کے باب میں جو لکھا گیا ہے وُہ زیادہ معتبر ہے ۱۲

تمہارے مردوں کو قتل کرے گا اور تمہاری عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لے جائے گا۔ غرض ان افواہوں سے مومنین کے قلوب رنجیدہ ہوتے تھے اور وُہ آنحضرتؐ سے شکایت کرتے۔ اس کے بعد منافقوں نے اتفاق کیا اور ابو عامر راہب سے جس کو آنحضرتؐ نے فاسق فرمایا تھا بیعت کی اور اس کو اپنا امیر بنایا اور اُس کی اطاعت اپنے اوپر لازم کی۔ ابو عامر نے کہا میری رائے یہ ہے کہ مدینہ سے نکل کر پوشیدہ ہو جاؤں تاکہ تمہارے ساتھ میرا شامل رہنا ظاہر نہ ہو۔ اور منافقوں نے اکیدر کے پاس خط لکھا اور دومۃ الجندل روانہ کیا کہ آپ محمدؐ پر حملہ کیجئے ہم آپ کے ساتھ ہیں آپ کی مدد کریں گے اور ان کو درمیان سے ختم کر دیں گے۔ اُدھر حق تعالیٰ نے آنحضرتؐ پر وحی کے ذریعہ ان کی تدبیریں اور سازشیں ظاہر کر دیں اور آنحضرتؐ کو حکم دیا کہ تبوک کی جانب روانہ ہوں۔ آنحضرتؐ جب کسی جنگ کا ارادہ کرتے تو اس کا اظہار نہ فرماتے اور لوگ نہیں جانتے تھے کہ حضرتؐ کس طرف جا رہے ہیں اور کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں سوائے جنگ تبوک کے کہ اس موقع پر اپنا ارادہ ظاہر فرما دیا اور اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ سامان رسد جنگ تبوک کے لیئے لے لیں۔ وُہ جنگ وُہ تھی جس میں خدا نے منافقوں کو رسوا کر دیا اور قرآن میں ان کی مذمّت نازل فرمائی اس سبب سے کہ انہوں نے جہاد سے روگردانی کی اور حضرتؐ نے اظہار فرمایا کہ خداوند عالم نے مجھ پر وحی بھیجی ہے کہ میں اکیدر پر فتحیاب ہوں گا اور اس سے اس شرط پر صلح کروں گا کہ ہر سال ہزار اوقیہ سونا دو سو علوں کے ساتھ ماہ صفر میں اور ہزار اوقیہ سونا ہزار حلوں کے ساتھ ماہِ رجب میں بطور جزیہ دیا کرے گا اور ہم اسّی روز کے بعد صحیح و سالم مدینہ واپس آجائیں گے۔ پھر حضرتؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا حضرت موسیٰؑ جب اپنی قوم سے نکل کر طور کی جانب گئے اُن سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا تھا اور میں تم سے اسّی راتوں کا وعدہ کرتا ہوں۔ اسّی راتوں کے بعد صحیح و سلامت بے جنگ کیئے فتحیاب اور غنیمت کا مال لے کر مع اصحاب کے بغیر کسی کو آزار دیئے ہوئے واپس آجاؤں گا۔ منافقوں نے جب یہ بات سُنی کہا خدا کی قسم ایسا نہیں ہوگا لیکن اب کے اس کی ایسی شکست کی نوبت آگئی ہے جس کے بعد اصلاح نہ ہو سکے گی اس لیئے کہ اس سفر میں ان کے اکثر اشخاص گرمی، زہریلی ہواؤں اور خراب پانی کے سبب ہلاک ہو جائیں گے اور جو بچ جائیں گے اکیدر کے لشکر سے قتل ہوں گے۔ زخمی اور اسیر ہوں گے۔ پھر منافقین حضرتؐ کی خدمت میں آئے اور اس جنگ میں نہ جانے کے عذر بیان کرنے لگے۔ بعضوں نے بیماری کا عذر کیا، بعضوں نے اپنے اہل و عیال کی علالت کا بہانہ کیا، اور بعضوں نے گرمی کی شدّت کا حیلہ کیا۔ حضرتؐ نے اُن کو رُک جانے کی اجازت دے دی۔ جب آنحضرتؐ کا ارادہ جنگ تبوک کے لیئے جانے کا پختہ ہو گیا منافقوں نے مدینہ میں ایک مسجد تعمیر کی تاکہ اُس میں جمع ہو کر باطل تدبیریں اور مشورے کریں اور لوگوں پر یہ ظاہر کریں کہ ہم یہاں نماز کے لیئے جمع ہوتے ہیں۔ پھر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہمارے مکانات آپ کی مسجد سے دُور ہیں اور وہاں ہمارا حاضر ہونا دشوار ہوتا ہے۔ اور ہم کو بغیر جماعت کے نماز ادا کرنا مکروہ معلوم ہوتا ہے اس سبب سے ہم نے اپنے واسطے ایک مسجد تعمیر کی ہے اگر مناسب سمجھیں تو ہماری مسجد میں نماز ادا فرمائیں تاکہ ہماری مسجد بھی بابرکت ہو جائے اور جب ہم اُس میں نماز پڑھیں تو آپ کی برکت سے محروم نہ رہیں۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ نے اُن سے تو کچھ نہ فرمایا جو خدا نے اُن کے کفر و نفاق اور تدبیر ہائے باطل کے بارے میں حضرتؐ سے ظاہر فرما دیا تھا۔ بلکہ فرمایا کہ میرا دراز گوش حاضر کرو تاکہ سوار ہو کر چلوں۔ لوگ یعفور کو لائے۔ حضرتؐ اُس پر سوار ہوئے لیکن اُس نے قدم نہ بڑھایا۔ ہر چند اُس کو اُس طرف لے جانے کی کوشش کرتے تھے کہ مسجد کی جانب روانہ ہو مگر وُہ نہیں چلتا تھا اور جب دوسری جانب

مسجد ضرار کا تذکرہ

موڑتے تھے تو برابر چلتا تھا۔ منافقوں نے کہا کہ شائید یعفور نے اس راستہ میں کچھ دیکھا ہے کہ ادھر سے بھاگتا ہے۔ پھر حضرتؐ نے اپنا گھوڑا طلب فرمایا اور اُس پر سوار ہوئے وُہ بھی مسجد کی طرف رُخ نہ کرتا تھا۔ جب اُس کو دوسری طرف لے جانا چاہتے تو چلتا تھا۔ منافقوں نے پھر کہا کہ شائید یہ گھوڑا بھی کسی چیز سے بھاگتا ہے اور اس راہ پر نہیں جانا چاہتا۔ حضرتؐ نے فرمایا، اچھا آؤ پیدل چلیں۔ حضرتؐ اور آپ کے اصحاب نے اُدھر چلنے کا ارادہ کیا کسی کا قدم اُس طرف نہیں اُٹھا۔ ہر چند کوشش کی لیکن پیر نہ اُٹھا سکے اور جب دوسری طرف چلنا چاہتے تو چلنا آسان ہو جاتا۔ اُس وقت حضرتؐ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کو منظور نہیں۔ ہم اس وقت تو سفر کے لیئے پابرکاب ہیں واپسی پر جیسا حکمِ خدا ہوگا عمل کریں گے۔ حضرتؐ تو سفر کی تیاری میں مشغول ہو گئے اُدھر منافقوں نے یہ طے کیا کہ حضرتؐ مدینہ سے باہر جائیں تو حضرتؐ کے متعلقین اور مومنین کو تباہ و برباد کر دیں۔ اُس وقت خدا نے وحی کی کہ اے میرے حبیبؐ یا تو تم سفر میں جاؤ اور چاہیئے کہ علیؑ مدینہ میں رہیں یا علیؑ جائیں اور تم رہو۔ حضرتؐ نے یہ وحی امیر المومنینؑ سے بیان کی۔ آپ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ جو کچھ خدا کا حکم ہے اُس کی تعمیل کو حاضر ہوں اور دل و جان سے مجھ کو منظور ہے اگرچہ مجھ پر دُشوار ہو اور حضورؐ کے قدموں سے دُور اور زیارت سے محروم رہوں۔ سرورِ کائنات نے فرمایا اے علیؑ کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہی نسبت ہو جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی ہر امر میں سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ جناب امیرؑ نے عرض کی میں راضی ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا تم کو یہاں رہنے میں وہی ثواب ہے جو سفر میں ہوتا اور خدا نے تم کو اس حال میں تنہا امت رہنا مقرر فرمایا ہے کہ اکیلے تمام کافروں اور منافقوں سے مقابلہ کرو اور تمہاری ہیبت اُن کو کسی فتنہ سازی سے روکے رکھے گی جس طرح خدا نے جناب ابراہیمؑ کو تنہا امت قرار دیا تھا اور اُس زمانہ کے مشرکین سے تنہا مقابلہ کرنے کی تکلیف دی تھی۔

غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے روانہ ہوئے اور جناب امیر علیہ السّلام حضرتؐ کی مشایعت کے لیئے گئے تو منافقوں نے امیر المومنینؑ کی ایذا کے لیئے افواہ اُڑا دی کہ رسُولؐ اللہ کو علیؑ سے کچھ ملال ہو گیا تھا اس لیئے ان کو مدینہ میں چھوڑ دیا ہے اور حضرتؐ نے چاہا کہ منافقین ان پر شبخون مار کر ان کو ہلاک کر دیں تاکہ ان کی مصاحبت سے نجات ملے۔ یہ خبر امیر المومنینؑ کو بھی معلوم ہو گئی۔ آپؑ نے جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی یا رسُولؐ اللہ آپ سُنتے ہیں جو منافقین کہہ رہے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ کیا تمہارے لیئے یہ کافی نہیں ہے کہ تم میری آنکھ کی پتلی اور میری رُوح کے مانند ہو۔ غرض آنحضرتؐ روانہ ہوئے اور امیرؑ المومنین مدینہ کی طرف واپس چلے اور منافقوں نے جس قدر تدبیریں مسلمانوں کی تباہی کے بارے میں سوچی تھیں اسد اللہ الغالبؑ کی ہیبت و سطوت کے سبب ملتوی کر دیں۔ وُہ کہتے تھے کہ محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا یہ آخری سفر ہے ان کے ہلاک ہونے کی خبر آتی ہے اس کے بعد ہم جو چاہیں گے کر لیں گے۔

اُدھر حضرتؐ اور اکیدر کے درمیان جب ایک منزل کا فاصلہ رہ گیا تو آنحضرتؐ نے زبیر اور سماک بن خراشہ کو بیس اشخاص کے ساتھ اکیدر کے قلعہ کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ اس کو گرفتار کر کے میرے پاس لاؤ۔ زبیر نے کہا یا رسُولؐ اللہ ہم کیونکر اس کو گرفتار کریں گے حالانکہ اُس کے قبضہ میں لشکر جرار اور حشم و خدم ہیں کہ اس کو نہایت مضبوط قلعہ میں محفوظ کر رکھا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا حیلہ و تدبیر سے اس کو گرفتار کرو۔ زبیر نے کہا یا رسُولؐ اللہ ہم کیا حیلہ کر سکتے ہیں۔ آج کی رات چاند کی روشنی کے سبب روز روشن کے مانند ہے اور یہاں سے اُس کے قلعہ تک میدان ہموار ہے وُہ اپنے قلعہ سے

دُور ہی سے ہم کو دیکھ لیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا چاہتے ہو کہ خدا تم کو انکی نگاہوں سے پوشیدہ کر دے اور تمہارا سایہ بھی برطرف ہو جائے کہ وُہ تمہارا سایہ بھی نہ دیکھیں اور تم کو چاند کی روشنی کے مانند ایک روشنی کرامت فرمائے گا کہ چاندنی میں تمہارا احساس نہ کر سکیں گے۔ ان لوگوں نے عرض کی بہتر ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ محمدؐ اور اُن کی آلؑ طاہرہ پر صلوٰۃ بھیجو اور اعتقاد کرو کہ آل محمدؐ میں سب سے بہتر علیؑ بن ابی طالب ہیں۔ اور لے زبیر تم کو چاہیئے کہ خاص طور سے اعتقاد کرو کہ علی جس گروہ میں ہوں گے وُہ ولایت و محبّت کے بہ نسبت دوسروں کے زیادہ سزاوار ہیں دوسروں کو لازم نہیں کہ اُن پر فوقیت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ جب تم ایسا کرو گے اُن کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو جاؤ گے۔ اور اُن کے قصر کے نیچے پہنچ جاؤ گے۔ اُس وقت خداوند عالم ہرن، پہاڑی بکریاں اور جنگلی گائیں بھیجے گا جو اپنی سینگوں کو اُس کے قلعہ کے دروازہ پر ماریں گی۔ جب وُہ اُن کی آوازیں سُنے گا وُہ کہے گا کہ کوئی ہے جو سوار ہو کر میرے لیئے ان کا شکار کرے۔ اُس کی زوجہ کہے گی کہ ہرگز باہر نکلنے کا ارادہ مت کرنا کیونکہ محمدؐ تمہارے قلعہ کے نزدیک ٹھہرے ہوئے ہیں۔ مجھے اطمینان نہیں ہے ممکن ہے کہ کچھ لوگوں کو اُنہوں نے بھیجا ہو تاکہ تم کو غافل کر دیں اور گرفتار کر لیں۔ وُہ کہے گا کہ کس کی جرأت ہے جو اس چاندنی رات میں محمدؐ کے لشکر سے جُدا ہو کر ہمارے قلعہ کی طرف آئے حالانکہ وُہ جانتے ہیں کہ میرے جاسوس اور چوکیدار اُن کی تاک میں ہیں۔ اگر قصر کے گرد کوئی ہوتا تو یہ وحشی جانور قصر کے قریب نہ آتے۔ پھر وُہ اپنے قلعہ کے نیچے آئے گا اور سوار ہو کر اُن جانوروں کو شکار کرنا چاہے گا اور وُہ جانور بھاگیں گے اور وُہ اُن کا تعاقب کرے گا۔ اُس وقت اُس کو گرفتار کر کے میرے پاس لاؤ۔

وُہ لوگ اُس کے قصر کی طرف روانہ ہوئے اور قلعہ کے نیچے پہنچے اور جو کچھ حضرتؐ نے فرمایا تھا اُسیطرح سب واقع ہوا۔ جب ان لوگوں نے اس کو گرفتار کیا اُس نے کہا میری ایک حاجت ہے پوچھا بیان کرو تمہاری جو حاجت ہوگی پوری کی جائے گی سوائے اس کے کہ تم اپنی رہائی کی خواہش کرو۔ اُس نے کہا میرے لباس کو اُتار لو، میری تلوار الگ کر دو صرف پیراہن میں مجھے محمدؐ کے پاس لے چلو شائد وُہ اس حال میں دیکھ کر مجھ پر رحم فرمائیں۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ اور جب اُس کو حضرتؐ کی خدمت میں لائے مسلمان فقیروں اور محتاجوں نے جو اس کے سونے کے زیورات اور لباس دیکھے کہنے لگے کہ کیا یہ بہشت کی چیزیں ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ اکیدر کا لباس ہے، اور زبیر اور سماک کا ایک رومال بہشت میں ان لباسوں سے بہتر ہے۔ اگر وُہ لوگ اُس عہد کے ساتھ جو مجھ سے کیا ہے حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے۔ یہ سُنکر مسلمانوں کو تعجب ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اہل بہشت کے رومال کا ایک تار بہتر ہے اس سے کہ زمین و آسمان کے درمیان سونے سے بھر دیا جائے۔ جب اکیدر کو حضرتؐ کی خدمت میں لائے اُس نے فریاد و زاری کی اور کہا کہ مجھے رہا کر دیجئے تو میں آپ کے دشمنوں کو جو میرے ملک کے عقب میں ہیں دفع کر دوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر اپنے اس عہد و اقرار کو تُو نے پورا نہ کیا تو کیا ہوگا۔ اُس نے کہا اگر میں نے اپنا عہد پورا نہ کیا تو اگر آپ پیغمبرؐ خدا ہیں تو وُہی خدا آپ کو مجھ پر فتح عنایت فرمائے گا جس نے آپ کے اصحاب کے سائے کو چاند کی روشنی میں زمین پر ظاہر نہ ہونے دیا اور وحشیانِ صحرا کو بھیج دیا جنہوں نے مجھے قصر سے باہر نکالا اور بلا میں مُبتلا کیا اگر آپ پیغمبرؐ نہ ہوئے تو آپ کا اقبال جس نے مجھ کو اس عجیب و غریب حیلہ سے

آپ کے دام میں گرفتار کیا پھر مجھ کو آپ کے قبضہ میں دے دیگا۔ غرض حضرتؐ نے اُس سے صلح کر لی کہ اُس کو رہا کر دیں گے اور وُہ ہر سال ماہِ رجب میں ہزار اوقیہ سونا اور دو سو حلّے اور اسیطرح ماہِ صفر میں دیا کرے گا اس شرط کے ساتھ کہ مسلمانوں کا کوئی لشکر جب اُس کی طرف سے گذرے گا تین روز ان کی ضیافت کرے گا اور دوسری منزل تک اُن کے رسد کا انتظام کرے گا۔ اگر ان میں سے کسی شرط کے خلاف کرے گا تو خدا اور اُس کے رسولؐ کے امان سے علیحدہ ہو جائے گا۔

پھر حضرتؐ وہاں سے مدینہ کی طرف واپس ہوئے تاکہ منافقوں کے مکر و فریب کو اُن کے گوسالہ نصب کرنے میں یعنی ابو عامر راہب کو باطل کریں جس کا نام حضرتؐ نے فاسق رکھا تھا اور صحیح و سلامت فتح و ظفر کے ساتھ مدینہ میں داخل ہوئے اور حکم دیا کہ مسجد ضرار کو جسے اُن منافقوں نے تعمیر کیا تھا، جلا دیں۔ اور ابو عامر کو حق تعالےٰ نے قولنج، فالج، خورہ اور لقوہ میں مبتلا کیا۔ وُہ چالیس روز ان مصائب میں مبتلا رہ کر عذاب ابدی سے واصل ہوا جیسا کہ خداوند عالم نے اُن کے قصہ میں قرآن میں فرمایا ہے۔ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِن قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ٥ (آیت ۱۰۷ سورۃ توبہ پ۱۱) یعنی جن لوگوں نے قبا والوں یا تمام مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور ان کے درمیان جدائی ڈالنے اور اُن کو آنحضرتؐ سے پراگندہ اور علیحدہ کرنے کی غرض سے مسجد بنائی ہے اور اُس کی امارت و ریاست کے انتظار میں جس نے خدا تعالیٰ و رسولؐ سے پہلے ہی جنگ (مخالفت) کی تھی یعنی ابو عامر راہب اور جھوٹی قسم کھاتے ہیں کہ ہم نے مسجد بنانے کا ارادہ نہیں کیا مگر امر نیک کے لیئے اور خدا گواہی دیتا ہے کہ وُہ لوگ جھوٹے ہیں۔ علی بن ابراہیم اور شیخ طبرسی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب قبیلۂ بنی عمرو بن عوف نے مسجد قبا تیار کی اور حضرتؐ سے اُس میں نماز پڑھنے کی التجا کی اور آپ نے اُس میں نماز ادا فرمائی تو بنی غنم بن عوف کی ایک جماعت کو اس پر حسد ہوا اور انہوں نے بھی کہا جو بارہ افراد یا بقول بعضے پندرہ افراد تھے کہ ہم بھی ایک مسجد تعمیر کرتے ہیں جس میں نماز پڑھیں گے اور محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس نماز میں حاضر نہ ہوں گے۔ علی بن ابراہیم کی روایت کے مطابق وُہ لوگ حضرتؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ ہم بیماروں، بوڑھوں اور راتوں کو نماز پڑھنے والوں کے لیئے ایک مسجد قبیلۂ بنی سالم میں بنائیں۔ حضرتؐ نے ان کو اجازت دے دی۔ جب مسجد تیار ہو گئی تو ان لوگوں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی یا رسولؐ اللہ ہماری تمنا ہے کہ حضورؐ ہماری مسجد میں چل کر نماز پڑھیں تاکہ ہمارے واسطے برکت کا سبب ہو اُس وقت حضرتؐ تبوک کی طرف روانہ ہو رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں پا برکاب ہوں۔ جب اس سفر سے واپس ہوں گا تو انشاء اللہ آؤں گا۔ غرض جب حضرتؐ تبوک سے واپس آئے تو پھر اُن لوگوں نے اُسی خواہش کا اعادہ کیا۔ اُس وقت خداوند عالم نے مسجد کے بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں اور ابو عامر راہب کا کفر ظاہر ہو گیا۔

ابو عامر کا قصہ یہ ہے کہ اُس نے زمانۂ جاہلیت میں رہبانیت اختیار کی تھی اور ٹاٹ کا لباس پہنتا تھا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی وُہ ملعون کافروں کو آنحضرتؐ سے جنگ پر اُبھارتا تھا اور حضرتؐ کو طرح طرح کی اذیتیں دیتا تھا۔ جب فتح مکہ کے بعد اسلام کو قوت حاصل ہوئی وُہ طائف کی طرف بھاگ گیا۔ جب اہل طائف مسلمان ہوئے وُہ طائف سے بھی بھاگا اور شام چلا گیا اور عیسائی ہو گیا۔ وُہ حنظلہ کا باپ تھا جو

مسجد ضرار کا انہدام